

№ 1563

عسل دار حیات نرس

scot. no. 10
Cant. 10



با تمام محمد حوادری و طاری پریس که موطوع کردید
۱۱ ۹۱۴۲

تواضع سہیل مین

اغراض و مقاصد سہیل مین

- ۱۔ ہندوستان کے بہترین اہل مت مسلم کے مسلمی مضامین کی اشاعت۔
- ۲۔ معاندین اسلام خصوصاً مخالفین مذہب سید کے بجا اعتراضات اور حملوں کا دفاع۔
- ۳۔ حقیقی جنس خلق اسلامی کا نشر۔
- ۴۔ عملی قوی اور مذہبی اور ان ملکی معاملات پر جو مذہب متعلق ہونگے تبصرہ و نقد۔
- ۵۔ حضرات ائمہ معصومین علیہم السلام کے علوم و سوانح کا نشر۔

مشتہرین

اس کثیر الاشاعتہ سالانہ اشتہار بخیریت ذیل کا رخ نامہ ضرور ملاحظہ فرمائیں

نقد و ادب	ایک صفحہ	دو صفحہ	تین صفحہ	چار صفحہ
ایسا لکھیے	۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰
تجربہ لکھیے	۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰
نیم ماہ لکھیے	۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰
ایک ماہ لکھیے	۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰

کوئی صاحب کلمی حجت کی نو آہش: فرمایاں: کی گئی لکھیں نہیں۔ طاسل تیج کے صفحات کا زین اس کے علاوہ ہے جو بذریعہ خط و کتابت طو ہو سکتا ہے حجت و حلال پیشگی آنا چاہیے۔

- (۱) یہ رسالہ ہر ماہ عربی کے پہلے ہفتہ میں شائع ہوگا
- (۲) سہیل کی صفحات فی ایام ۱۰۰ صفحات سے کم ہونگی
- (۳) سہیل جملہ خریداروں کے نام بذریعہ ڈاک روانہ ہوگا
- (۴) اگر خریداروں کے پاس سوچے نہ پہنچ سکے تو ۲۰ ماہ عربی تک قریبین طاسل ہو جائے۔ یہ دوبارہ روانہ کیا جائیگا
- (۵) سہیل کے بعد ۴۰۰۰ کراٹک وصول ہونے پر بھیجا جائیگا۔
- (۶) سہیل کی سالانہ قیمت فی ایام سے ۱۰۰ روپے شامی ہر ہفتہ
- (۷) جملہ مراسلات دار سال زور خط و کتابت بنام ابو البراعۃ مولوی سید ظفر ممدی گمر مدیر خاص سہیل مین لکھو یہ ہر ہفتہ لکھنا چاہیے۔

(۸) مضمون نگار حضرات کے مضامین اگر درد و نماز سہیل سے متجاوز نہ ہونگے اور معیار علم پر ٹھیک آئیں گے تو بعد امتحان شائع کیے جائیں گے۔

(۹) سہیل کو جو کم آئندہ آپے کام میں جو دینی حمایت اور مذہبی دفاع پر منحصر ہے تو سب سے پیدا کرنا ہے لہذا وہ بغیر ہتھمات حاضر خدمت ہوگا۔

(۱۰) نمونہ کا پرچہ ۲۰۰ کراٹک آسنے پر بھیجا جائے گا۔ مفت حاضر خدمت ہوگا۔

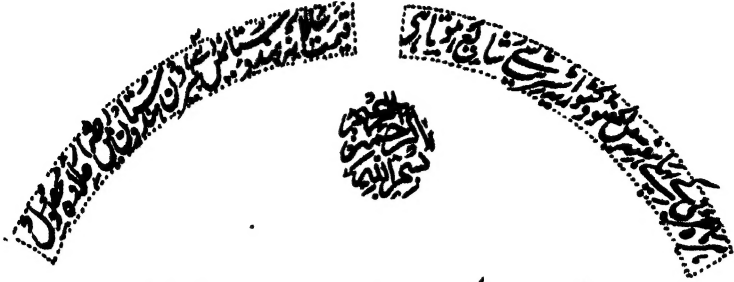
(۱۱) خریداروں سے عرض ہے کہ خط و کتابت کرتے وقت منبر خریداری کا مالہ ضرور دین ورنہ تعمیل نامکن ہے

(۱۲) جو طلب ہو کر کیسے جانے کا ڈیا لکھ آنا چاہیے

(۱۳) مضامین وصولہ ضرور بالضرر و طبع ہونے کا ذمہ دار اڈیٹر نہیں اور نہ وہ مضمون کے دہیں کرینکا ذمہ دار ہے

منبر سہیل مین و کٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ

نظامی پر لکھنے والے عزیز شریعہ بین کام و عہد و وقت پر کتابت



پیر الہ محض حقائق میں ہی نیست کمال امام جہانگیر علیہ السلام کے گہری توفیق

کینے اگر کسی اس پر دل زاری خیال تو اس کے دیکھنے کیلئے برائے نہیں کیا گیا

سہیل مبین

نمبر ۱۱

۱۳۴۶ھ مطابق جنوری ۱۹۲۶ء

جلد ۳

فہرست مضامین

صفحہ	مضمون	نمبر شمار
۲	مضمون نگار	۱
۶	دریغ خاص	۲
۱۰	سید کلب احمد صاحب آگاہی	۳
۱۲	خان بہادر سید احمد علی صاحب -	۴
۱۲	سید نذیر حسین صاحب لیدی	۵
۱۵	دریغ خاص	۶
۱۶	جناب پرنس محمد عباس صاحب غوثی	۷
۲۴	-	۸
۲۶	منقول از المجلد	۹
۳۵	ایک شخص کا قلم	۱۰
		۱۱

مضمون

منشورۃ اللہ

ہمارا کش دیکھو

قصیدہ

اہلسنت کو دیکھیں بنا ہفتن البیت پر

روا البہول

سلسلہ دعا اور نیکیاں

بیت سخن پر روشنی

نہایت محنت سے

عقیدت امام علیہ السلام عمال اسفوج

مختصر رسالہ

اے ہنشنی غمے زد دل چوں نئی بری از
 ہاے نسیں کن بہ بلامت غمے و گم
 تھیں نہیں پہل بجائے ہفتہ اول کے ہفتہ دوم میں نکلا جو برانا سے نکلا وہ نہ صرف میرے لئے باعث غم تھا
 بلکہ میرا دل بھی کیسے ہی سبب از جا غلط ہوا چونکہ وہ مجھ پر ایسی سیڑھی کو نہ دے مارا نہ حقیقت سے ہوتی ہیں، وہ مجھ کو اسے
 عملی و علمی تک دودھ کیلئے لٹا ہو۔ اور وہ فضا جو اسکی محنت و جانفشانی کی جوا نگاہ ہوتی ہے اسکی کشش ہمیشہ اسکی
 پیانے سے کچھ دیر ہی وقف ہو سکتا ہو نہ یہ بتیاں جو ہم سے دوسری باتیں ہیں کبھی بلانہ حقیقت سے سابقہ نہیں پڑا
 اور خدا نہ کرے کہ۔ پڑے۔

شب ایک دہم صبح و گمراہیوں ہاٹل
 لاش عدو قتل جی کا سامنا ہر وقت ہو وہ اپنے اہل عقل میں ہوتی انکان کے رفیق کی کوئی کوشش، کچھ سکتی
 مگر غم تو اسکی ہو کہ وہ اپنے قہقہہ اختیار سے ابھر رہی نہیں بلکہ حالات کچھ ایسے ہیں کہ لاش کا حل مشکل کا دسترس نہ صرف
 ہو سکتا بلکہ ایک حد تک محال ہو گیا ہے ہاری احتیاج اور کارکنانِ طبع کی اشتغالیں جب بھی تصادم ہوا، ان کے پنا
 استغنائے ہمارے قہقہہ احتیاج کو اپنی ناش شکست دی کہ بید و شاہد رہ گئے حضرت کتاب وہ اپنے مشبہ بیکو چشم
 پوشی کرتے ہوئے ہمہ وقت اس خیال میں غرق کہ دیران جو اندر سائل کی طرح تقدیران کے محو اشبات کی نمون ہیں،
 اور ہم کتابتِ تقدیر سے کم نہیں، سیاہ و سپید کا اختیاران کے ہاتھ میں ہو، اگر صاحبانِ طبع اس بات کا خیال کر لیں
 کہ کسی رسالہ کا صبح و شہرت طبع پر ہی قائم ہے یا جو تو شاہد از عقلندی نہ ہو۔

غم رسوائی خود ایمان قدم نیست کہ تو
 طعن ملنے لڑ پائے جوئے می شنوی
 ایک ادنیٰ سی وقت جو ابکی مرتبہ پیش آئی وہ یہ تھی کہ سہیل کی کاپیاں پتھر پر سے انگڑیاں سے کتابت کے
 نفس سے تہہ کیجئے اتنا غل طبع سے بہر حال سکونت کا استقبال جس کیلئے مقدمہ معاہدہ مذہبی ذات تھی اور دوسری
 کو فت تھی کہ بے پردائی کا استقبال کارکنانِ طبع کی جہیں کو چھوٹ کر نہ بنا تا تھا۔

بقدر طاقت خود ہر دیے غمے دارد
 دل میں است کہ اندھ عالمی دارد

ایک عورت الشوعہ دیکھ کر عجب یہ دیکھتا ہوں کہ میں تو اس کی قومیت معلوم نہیں جو کچھ اس طرح قبیح ہو سکتی تھی وہ سنگ نہ مصلح سنگ نہ احمق نہ سرائی کے بعد ہوئی اور سیرت میں اس کی تعریف کی گئی ہے کہ بڑھ لیا جائے اور اپنے حسن و لطافت کو خیر لے کے۔

پھر کچھ بھی عرض کیا گیا صحیح معذرت تھی اور اس مجبوری کا اظہار جو اپنا مصلح ہونے کی وجہ سے ہر وقت میرے ہم کیا تو یہ بے قصور ہوں مگر غیر معذرت کے کوئی چاہہ بھی نہیں یہ جو وہ مقام جہاں ان کو گناہ کا گناہ تھا ہر عورت میں بافتخار و مہالبت نظر کرنا یہ حقیقت گناہ کا سبب اس کی اس انداز پر مسکرا کر داد استغفار دے تیار ہے۔

سہیل کیلئے ایک سخت ترین شکل اور بھی ہو رہی ہے کہ اسے نہ کوئی شئی کا تب لکھو سکتا ہو نہ کوئی شئی مصلح چھاپ سکتا ہو اور اہل تشیع کے مطابق کچھ ہو جو حضرات سے مخفی نہیں لہذا اس کی طباعت کتابت کی طرح مجبور سے مقید بھی ہے۔

خدا را سوے شستا تان نگاہے بیایے مگر نباشد نگاہ گاہے

وحده وحدت واجب الوجود کے سوا، نہ ہو تو یہ کتنی بڑی نہ خالاب، دنیا نہ اس کے اثر سے متاثر ہو سکتی ہو نہ مخلوق بالبدن اگر قدرت الہی اتحادی و تہلک سے حکم مضبوط نہ کر وحدت کی شکل ہی نظر آئے تو اثر و غلبہ دونوں کی امید کیا جاسکتی ہے سہیل کی تمنا کو ششیں دور اسکے گنتی کے معاذین کی سعی امتوت تک کامیاب نہیں ہو سکتی جب تک ہماری ہر فرد راجی کو کوششوں کو اسکے لئے ہر نہ کرتے، مذہبی وقت کا احتیاط و اس کا متقاضی نہ لکھنا ضروری ہے سہیل جلد سے جلد صفحہ دہرے نابود ہو جائے مگر وہ کام جو اس نے اپنے ذمہ لیا ہو وہ تمام اوقات اس کا بھگا کا ذمہ داری ہو ہمہ اصرار سے متعلق ہو کہ زمانہ یا اس کے کل افراد اس کی قدر کرتے ہیں یا نہیں، کیونکہ وہ شریعت اور امانت اہل میں کر شاں ہو اس کی مقبول فردین اسکے کا ہونے کو نظر استحسان دیکھتی ہیں وہ ان کا ہمہ طلب نہ کر سکتے اور صرف انہیں سے اس کا لینے حق بھی ہو وہ انہیں کو اپنا مستحق جان کر اس بات کی امید لکھا ہو کہ ان کی نام کو ششوں کا دار و مدار اس کی وسیع اشاعت و نشر میں ہو سکتا ہو یہ ہو کہ وہ اس کی جانفشانیوں کو خوشنودی میں ہو اس کی فانی ہوں سہیل تپوں وغیرہ کی نشان دہی سے دل تنگ نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ اس کی جانفشانیوں سے نصرت حق میں کو شاں ہو۔ اے اللہ لا ینزع اجر المؤمنین لہذا کی خدمت میں اس طرح دیا ہو۔

ایچ تنیزہ! خلک جنگ کن دوزخ زمانہ چوں جنگ کن
در خاک زرد در آب دریا گوهر صنایع نگذارند تو دل تنگ کن

(رفع اللہ بکرانی)

کس نیت کہ درد دل غم عشق تو ندارد کا نرا کرم عشق کے نیت کے نیت
خدا میں نبوت کی محبت کے مختلف عزائم ہیں، مغلان کے ایک عنوان وہ بھی ہیں جس پر سبیل کا منزل ہو، کچھ
لگ ایسے بھی ہیں جو بعد اسرار کی محنتوں کی داد دیتے رہتے ہیں، یہ اور بات ہے کہ سبیل ایسے لوگوں کے گرانقدر اخلاق
کسی وجہ سے شائبہ کی ہی اسی، شایعہ کوئے مگر یہ معلوم ہے کہ اسکا اقرب و بعید یکساں ہے، نپداد و عراق میں اس نے
جو تعلق کام کئے ہیں اسکو شایعہ ہرے دست گزری ان لوگوں نے جنہوں نے تہذیب حق اس کے فدیہ سے اختیار کیا ان کے
خطوط بھی سبیل شایعہ جو چکے، فادس کے جواہر اس پر یو یو کر چکے ہیں خصوصاً جدیدہ ہر منہ خراسان کی توجہ جو
دہ کالوں سے ناپ تھی لائق حد شکر و امتنان ہے، ہماری فردوں نے کج نیت ایسے خطوط بھیجے جو تھیل کے رویہ کو
مستحسن سمجھتے ہوئے اسکی مع سرائی میں پڑتے یہ وہ لوگ تھے جن سے ہم کبھی کی ملاقات نہیں نہ کوئی شناسائی،
سبیل ان تمام حضرات کا مدخل سے شکر گزار ہے اور ان کے انجیل فرام کیلئے دست بردار۔
ذیل میں ہم اپنے ایک نئے غدیہ کے سرفراز نامہ کے سطور درج کرتے ہیں جو سبیل کی خدمت گزار یوں پر نشانی
ذاتی تھی۔

”سبیل میں نے ہلکے صلیع میں جو مذہبی ترقی کی ہے وہ متعلق بیان نہیں دینا کا ہر گوشہ اسکی شناختی
میں گونج رہا ہے لیکہ اس نے صحابہ پرست ملت کو بھی جو مدتوں سے بستر ضلالت پر خواب کھاں تھا اک گونہ
جگا دیا ہو گا۔ سبیل کی یہ ایک نئے صداقت و حقیقت ہے جس نے اسلامی دنیا پر اپنی جہت پوری
کمر دی خدا اسکو قائم و دائم رکھے اور جزائے خیر ہے۔ ذیل کے کچھ حضرات کے نام اسی ام سے ہرچ
دی ہلی کر دیجئے۔ داسلام سید ابراہیم شاہ - از صلیع جنگ

ہم سید صاحب کے اس توجہ کو حق شرف سمجھتے ہیں اور ان کی اس مدد کے شکر گزار ہیں جو انہیں نے شہرِ طیار

دیکھ فرمائی ہے۔ فخر احمد اللہ خیرا۔

”ہمارا لاشن رکاز“

انجم صفر میں اس وقت میرے پیش نظر، اس دور کی سرگرمیات، اپنے اپنے طبعیات، نیچا، منظرہ کیرا، کی تعداد جو جس کی صحت پر خود، منظر انجم کی گواہ ہو اور متوجہ ”اے“ سے بھرا، ایشیاء و اطلال کے مضامین کے جوابات خاصہ فرمایاں ہیں، اشتہارات ذرا لے چلے بغت ہیں اور کائنات بظاہر میں جس کے ذریعہ عظیم تصدیق و تصدیق خود سائی ہو، صاحب نے ایسے ہی مقبول کیئے شرکہ رکھا ہے مگر اس پر کمال کرے اگر لاش صاحب نے اس سے کوئی واسطہ ہو تو ذخیرہ دہنہ ایسی مصائب میں سوانہ بنی تو تعریف کے اور کیا کر سکتی ہیں، اس میں دوسری پناہ کھڑا بھرا دیا گیا ہے کہ اہل تشیع کے مذہب میں انت کو نکال دلاؤ اب ہو جائیے لکھتے ہیں۔

”اول تو کسی شخص خاص پر انت کا جواز نہیں بلکہ اوصاف پر ہے (اس دور میں مطلق کو ملاحظہ کیجئے جو یہ بتائی ہو کہ اعتراض جو اسے الگ ہو کے پٹے جاتے ہیں اور انت اگر اعتراض ہو تو جو اس کے برابر بے داغ رہ جاتے ہیں، اسکی سمجھ میں یہ نہیں آتا کہ اتنا ان کی معوضا اور ذمت۔ ملامت کے خلاف صرف ان کے صفات ہی ہوتے ہیں انھیں کی وجہ ان کے صوفیہ ہوتا ہے انھیں کے صوفیہ ملامت یہودی بغل یعنی کوئی شریعت ہے کہ میں نے تعویذ ہی بلکہ میرے منہ نے ہی ہے، کوئی کسی کو قتل کرے کہ میں نے تعویذ ہی قتل کیا ہے تو میرے آخر نے قتل کیا ہے وغیرہ وغیرہ بہ حال وہ دعوہ کا جو درجہ پہنچانے اسلئے معاویہ وغیرہ سے لیکھا ہے جیسا کہ کہا کہ انھیں نے عاتکہ تعویذ ہی قتل کیا ہے بلکہ اس نے قتل کیا ہے جو ان کو ساتھ لایا تھا ان لوگوں نے قتل کیا ہے جو ان کی پگڑی دی، اس کے کہ صاحبان قتل سلم خوب جانتے ہیں پائے کی گندی خفا کو گھر پر یہ مفید ہو کہ دہنہ دلوگ جو ذائقہ عظیم رکھتے ہیں اور صبح کا شامہ ان گندہ دہنہ میں سے بہت زیادہ دھکا پکڑا ہے اتنے گئے، مھیل)

”اوصاف بھیرہ جو انت اہل انت کے عزیز ایک جائز ہے لیکن انھیں پر انت
منہ ہے“

اس شخص کا غیر محرک محصل ہو جو صاحبان بصیرت کو مخفی نہیں بلکہ منہ پر ہرے کا ظلم غصہ فلک و فرشتہ
کھڑکتی غیور غیوران صفات پر منت میں درخشم شیعوں کا ہنسا ہو اگر جو صفات کی ذات پر مطلق ہو جائے اس پر
منت نہیں کر سکتے وہ چار بڑی صفات تیسری پہلی نول احباب ہم ایک نمونہ پیش کرتے ہیں اور دوسرے پوچھنا چاہئے
ہیں کہ وہ بتائے کہ یہ صفت جو احباب رسول میں ہوئی محض صفات پرستی یا اشخاص مجلیس کی وابستہ تھے ؟

”صحابی رسولؐ کی مہذب گفتگو اور مہنگا مشق“

جنگ صفین میں واقعہ مکین کا تذکرہ کرتے ہوئے سعودی تاریخ فرج الذہبی کے صفحہ ۲۲ مطبوعہ مصر

جابر دوم میں لکھتا ہے :-

ابو موسیٰ نے کہا تجھے کیا ہو گیا خدا تجھے مومن نہ کہو، جسے تو نے خدا
 و فرشتہ کی تائید میں لڑے کسی شل ہو چکا ہے، میں ٹھٹھا ہوا اور اس سے
 مستفید نہیں ہو سکتا، عمرو نے کہا خدا کی امانت تجھ پر ہے جو بڑا بلا
 تو نے خدا کی تائید میں لڑے کسی شل ہو گیا، قرآن نے کہا ہر عمرو
 حاص نے ابو موسیٰ کو ایک امانت رسیدگی کر دہا ہونے کے بل زمین کی
 محمدؐ پر ہے (ادامہ رکھنا چاہا بیٹا)

فقال ابو موسى ما لك لا وفقك الله
غدرت ونجوت انما شاك كمثل الحمار
اسفل اقال له عمرو بن ابيك يا لعن الله كذبت
وغدرت انما شاك كمثل الكلبين تقول عليه
يلهث اوتترك يلهث ثم ركن ابو موسى
فانقلمجنب-

ظاہر ہے کہ عمر بن عاص اور عبداللہ بن قیس یعنی ابونہی شمری دونوں کے مدفن صحابہ بیت کے شرف سے متعلق تھے اور دونوں ایسے ہیں کہ سویرے قلب اہل سنت بنکر اضافہ سو اکریں ابو موسیٰ رسول کے بھی حامل تھے عمرو عثمان کے بھی اور ابوجہل کے کہ حضرت عمر صحت کو گھٹتے تھے کیا ایسا سال سے زیادہ ان کے کسی حامل کی میعاد خدمت نہ ہو گئی یہ موجب تعجب و فہم ہے کہ چار برس تمام عمر حامل کی حیثیت سے رہی، کیا ایسا جس کا طالعہ اندر یہ ایک دوسرے کو گواہ دار اور گواہ بنا ۱۱

ع۔ سہیل جی، ہم نے یہ موضوع بلاستنیہ لکھا تھا، کیا اب بھی اس کے جواب کی ضرورت ہے؟ اگر لکھا جا چکا ہے تو اس کے جواب کی ضرورت نہ لگتا اور پھر وہی موضوع تیسری بار لکھ کر دیا گیا ہے۔ یہ وہ مکرر غلط فہمی ہے جو ہم سب کو کبھی نہ کھانا جاتا ہے۔

اور صدق ایت قرآنی ہوتا! وجود صحابیت محبوب نہ تھا۔ اگر دھتاکو ہارا مقصود ثابت ہو اور اگر دھتاکو معلوم ہوتا ہے کہ مذہب اہلسنت اسکی اجازت دیتا ہو تو یہ کوئی کر فعل صحابہ کا ہو اور باہم اختلاف ہم اختلاف ہم کو پیش نظر رکھتے ہوئے دو شاہ عادلانہ سارے کئے ہیں کہ ہر شاہ اور کما زور صحابہ پر بھی اہلسنت بھی جاسکتی ہے جیسا ابھی مثال مذکور سے معلوم ہوا۔ حضرت ابو بکر کی زبان کا زبانی انداز بان کو کھینچ کھینچ کر سننا دینا جس کو کتا بت ثالث میں صحت ہو چکا۔ الافلاک پر تیس ام الافلاک میں صاحب کفر العال نے لکھا ہے اس بات پر ترجیح دال ہے کہ حضرت ابو بکر سابی میں مشہور آفاق تھے، خود صاحبزادی کے افعال پہلی سہ گروہ میں چنانچہ رسول خدا کو کرتے تھے یا عائدہ لاکھوتی خاتون لے عائشہ دیکھو فاحشہ نہ یمنی فحش رسابی سے انا کو یہ روایت خود ام المومنین سے ہے اور شکوہ میں بھی موجود ہے اور کفر العال جلد ثانی ص ۱۳۲ مطبوعہ دائرۃ المعارف حدیث کا باد میں مرقوم ہے۔ خود روان ابن الحکم کے متعلق جب وہ صلب پر میں تھا رسول نے لعنت کی اسکے چپکے پر لعنت کی اموی انور پر لعنت کی بنی امیہ کے انور کو کثیر سلسلے میں لعنت میں جلا ہیں اور بنی وہ تاسی دا تباہ ہے جواب کو زیارت عاشورہ میں دکھائی دیتا ہے جس سے آپ شکوہ سنج نظر آتے ہیں، اگر رسول کا مذہب آپ کے نزدیک قابل لعن لوں ہو تو شوق سے اتباع خلیفہ اول میں زبان دنا کر کچھ گریہ ملا ہے کہ اہل تشیع اسی راہ پر جا رہے جو رسول خدا، اور قرآن کی بتائی ہو، جیسا کہ ابراہیم کو سمجھا گیا اور جیسا کہ ابیک کوئی قبیح ذکر کیے، اب بھی اگر کچھ تلم گزریں ہوں تو بسم اللہ۔

حکم اور اس کے خاندان پر لعنت کی روایت خود حضرت عائشہ سے منقول ہو کتاب استیعاب واصابہ اشاکہ دیکھئے آپ کو لینگا۔

اہل تشیع اتباع رسول میں اس حدیث کو پیش نظر رکھتے ہوئے جو کتاب اہل سنت میں مرقوم ہیں زبان لعن کھولتے ہیں، آپ حضرت کا اس سے بچنا سائلم پرستی اور حق پرستی کے کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ عادیثہ ہر بیان ان پر کیا کرتی ہیں جس میں ہیں، یہ علاوہ اسکے پر عقل بتاتی ہے اور لعنت کرنے کا حکم دیتی ہے اور قرآن تائید کر رہے۔

تلافی لا تقم علیک اعراضہم الجاہد بالنفس ولا امام الجاہد والمبتدع۔ تین شخصوں کے ہے اگر دلی کو احرام نہیں زعماء سب فتح ہو لعنت ایک تو فاسق۔ دوسرے لافظ تم میرے جوت کرنے والا

یہ حدیث کفر السال وغیرہ میں مرقوم ہو اور اب مجس غیبت میں اسکا تذکرہ ہو۔

اس حدیث کو دیکھتے ہوئے حضرت عثمان و ابی ذر بن عوف کا آپس میں مناقب جو سہیل لکھ چکا ہو ان کے فسق پر جس زبان خلیفہ صحابہ ایک قوی دلیل ہے لہذا اگر کچھ ہم کہیں تو وہ اسی حدیث کے حکم کے مطابق ہوگا اور خود رسول کی ہو لہذا ہمارا اصل مطلق حکم رسول کے مطابق ہوگا اور اس سے سبزار ہی کرنے والا خلافت حق نظر آئے گا، وہیں امام چرا، ائمہ متبرع کا انطباق اگر جاوے گے تو ہمیں اسی طبقہ میں لینگا اور واقعات اسینی شاہد ہوں گے۔

حضرت ابوذر کی فرادہ ربہ جانے کے پہلے اصحاب نبی کی آواز زیاں انقلاب شریعت پر، حضرت عائشہ کا دیا ہوا لقب "نفل" ابن سعد کی فرادہ میں سبب وجہ چیز میں جو شخص اصل ام جائزہ متبع کرتی ہیں اور میں ہی ہاری آواز میں بھی بندہ ہرے تھہ سبب شتم پیش کرتی ہوئی اس حدیث کی تشریح کرتی ہیں، اتر عین عن ذوالفلاح عقی یعرفہ الناس فاذا ذکرہ الفاجر بما فیہ یحذی عن الناس، ناجی ذنوں اور اسکے شرعیہ سے نہ نہیں بلکہ ان کا ذکرہ کر دے تاکہ لوگ سکر اس سے محفوظ رہیں۔ اس حدیث کے لفظ "ناجی" پر نظر غور کرنے ہوئے حدیث دیکھ بھی متریط کر لیجئے تاکہ نتیجہ پر کار ہو سکے۔

ان الله يودى هذا الدين بهيول فليخرفوا اس دين کی مدد ایک جہل ناجیہ کو گاہ بد شخص کون ہو اسکی تصریح بخاری وغیرہ میں ملاحظہ کیجئے۔ ان تمام باتوں کا خلاصہ یہ ہو کہ ہم جو کچھ کہتے ہیں وہ خدا کی اول نبوی فرمان کے مطابق ہوا ہے اگر تم اس میں کوئی توجہ کر سکتے ہو تو سانسے آؤ، مسعودی کی روایت سے بھی معلوم ہوا کہ کہ اصحاب نبی میں ناجیہ بھی تھے اور کاف بھی۔

اور شاید ناظرین سہیل علیی واقعات کو پھرے نہیں جس سے سہیل نے اپنے مضامین میں ان اصحاب کا کذب و غور و فسق و فساد وغیرہ دکھایا ہوا ہے اور خیال سے اتر گیا ہو تو غور و کذب کی گواہی مسعودی کے رد میں لیجئے جو اب گزندہی اصحاب میں اتفاق کی یہ روایت ملاحظہ کیجئے جو مستند ہوا وہ ایک سبب بن راعی الغیر شریعی ہو گئی چنانچہ ابونعیم، ابن مندہ اور ابن کثیر وغیرہ نے ان کو صحابہ میں شمار کیا ہے مگر عیاض نے شروع مسلم میں اس شخص کے منافق ہونے پر اسے لال کیا ہے، دیکھو اصحاب ابن حجر صفحہ ۱۴۰، حیدر اول مطبع مصر، اس صاف ظاہر ہے کہ صحابی منافق ہو سکتے ہیں اور حق ہے۔

فَصَيِّدِي مَعِيَ الْعَصَا فَإِذَا سَمِعْتَ لَهَا نَدْوً فَجَعَلْنَا لِرِجْلَيْهِ فِجْرَةً

”اثر کلمہ خوابید کلمہ جو صاحبِ فی جاسی“

حضرت آئی جاسی کی ذاتِ دنیائے ادب اور دین میں تعلق تمام شخصوں کو ایک کلمہ سے علم پر امتیازی مائل ہوتا ہے۔ موصوفاتِ شریعت اور کمالِ جہلوتِ فتنہ کے گمراہوں کو توحید کے چمکانے میں کلمہ خاص رکھتے ہیں اس طرح نظم کے آباء گوہر ہونے کے پورے میں یہی صارتِ نام رکھتے ہیں، غالباً جاسی کی تائید یہ تصدیق ہو چکی ہو کہ یہ بصیرتِ شریعت کو کرتے ہیں۔ ”تیسرے“

<p>اس تمنائیں کہ پو پر تو بخ سے روشن جان فردی تو بے جلے کی سلم و گمر آندوے یخ پر نور جو ایسا نورا تحققِ حق پر ہم اہمیت کی حیات واقعی موت پر بلبل کی اگر چھب چھبے ذیقا منتظر عاشق مضطر کیلئے اک تھکی ہو کہ چھائی ہوئی ہو گھر پر زندگی میری بہر حال ہو اک بندِ الم نوریت مگر نہیں جس سے کو کچل کو کچل جلوہِ خاوش پر نہ کہ بے کا نظر میں نہیں جانتا ممکن ہو یہ کلام نہ ہو میرے نزدیک مگر ملکیتِ الفت میں ہو پستی اور صفتِ طلب گری عالم کی کیا ا۔ اس غلام سے آئے مے پندار شکن</p>	<p>ہو رگِ جاں بھی مری اک تر مار طبع کی آفت یہ پرن تو ہو دل کھیلے برقِ خرمن جان اس راہ میں ہوتی تو ہو صحنِ سخن دیتی ہے شامِ تنہا خیمہ صبحِ کھن پھول دہ پھول جو ہو ایہ صدنا ز چین شب و بچورے کچھ کم نہیں نورِ روشن دکھن شامِ غریباں ہو مری صبحِ وطن بلغ الغرض ہو دنیا تو نفس ہو گلشن اک کلام ہو نواسہ ہو وقفِ لوزن یعنی کب ہو گا جہاں غیرتِ شبِ امین کہ تری شمعِ تجلی سے ہیں دھیں روشن سکہ خندہ دل کا ابھی باقی ہے جلین کہ ابھی تک ترے انوار نہیں کس گلشن مست ترے پاؤں پہ نکلے مشکِ شبنم</p>
---	--

ہاں اسی شان سے ملے حق کی دلیل روشن فرج ہائے خلف الاصفیٰ محمدؐ کہ کر وہ اہم کام کیا تھا جسے احمدؑ نے شروع جس غمات کی بنا جو حسن نے ڈالی مبتدا مقصد خلقت کو جو نئے ختم رسل نسبتیں دل و جان کی سے ذہن میں ہیں	جلوہ گر نقش کعبہ میں چہ جنت کا پرچ علیٰؑ و خضرؑ کریں دیہو اکھیل و شن ختم ہونا ہو تو ہے اتھ سے لے غفر زین اسکی بیکل ترا کام پہلے ابن جوی تو خبر تو ہو یقین رکھتا ہوں میں کیسیاں ایک ام ایک ہی کام ایک اور ایک طہیں
---	--

مطلع

عمل شدہ ظہور کلمہ عصمت و زین ظلمت جہل میں چمکائے ہلال شمشیر جاننا ہوں کہ ہر قبل قیامت ترا عمد پاک مدغنے ترے اسلاف کے تاراج ہے صاحب الامر تمنا ہے کہ چو جلوہ نا کوئی پیدا نہیں پادشہ ماحی میں لگر اگر غفر کیا مرسمت شاہی سے یہ تو ظاہر ہے کہ ہوں تیرا گنگا غلام قائم آل ہوا جا ہے قیامت ہو جائے	وارث تیغ یا شہر شہر کفر شکن منتشر جس سے زمانہ نبی ایان کی کرن آج پھر کیوں یہ قیامت ہو کا و شاہ زین کیوں نہیں کیفر کردار کو پہنچو دشمن پونک دے ہوتی نظر کفر کے سائے مسکن نزد کر دینی ہے محمدؐ کو بھی اپنی گردن سر کے بل بھر تو رہو گاہ رکاب توسن کیا ہٹائے گی مرے سر کو تیکھی جنون خشر تک میں تو نہ چھوٹک قبا کا دامن
--	--

لے کہ خاکِ قدمت سرِ دارِ با نظر
کفشِ طورہ اکلیل شجاعِ این زمن

ازدہ مسرہ سوانی عاصی بنگر

تا شود ذرہ چرخ شید منور و شن

قصیدہ در مدح حضرت حجت عجل فرجہ

نکات خانہ گرا جبابہ لوی سید احمد علی شاہ خان ہمدانی ریاستی کلرک ٹرینہ

مژدہ کہ ہم رسید۔ سوئے چین ابرو باد
 ابرو شدہا ببار۔ در چین روزگار
 باد بہلے وزید۔ لالہ نگر دول چکید
 راع شدہ پوصفا۔ باغ شدہ خوش نا
 حسن چین ہو فرو۔ زلف چو سنبل شود
 سنوئی کشید۔ شیفہ قری پرید
 از فر لالہ دمن۔ ہر روز ایدم بسن
 ساتی گیہان غلام۔ لالہ نمان چو جام
 برکت شاہد ایغ۔ بان کتاں تر داغ
 ساتی من بر بخیر۔ بان بہا تم بدین
 ایچہ شاہ حجاز۔ مے بدہ از ناز باز
 بان جہنم دیز ہو۔ جام نرن پے پے
 سو دای زکی۔ راحت جان علی
 مالک ملک یقین خسرو تسلیم دیں
 متین متین ہا۔ رکن رکن صفا
 ہو ہر درج عطا۔ گو ہر بحر سحنا
 خسرو آتش صاحب قوت سلم
 اسد فر را کیں۔ کشور حق را میں
 شد بکشاں پدید۔ حجت رب العباد
 آمدہ فصل بہار۔ دور خزاں شد نیا د
 لالہ بکشاں دمید۔ سوز گل امداد
 رفت چو سوی سا۔ گھر د شمع از گرد باد
 حور نظارہ نمود۔ دیدہ چو زکس کشاد
 تو گل رنگین مید۔ بلبل شیدہ ست شاد
 وز گل و سبز چین۔ وادہ بستم میاد
 شبنم خشاں مدام سبزہ بویامداد
 جاسط صحن باغ۔ وقت طرب بلاد
 تا شودم طبع تنیر۔ کیف بجز دوز باد
 عمر تو باد ادرار۔ میکہ آباد باد
 سر کمر از کیف۔ مع شہ دین و طاد
 نام و نشان نجا۔ سر و دست الی نزا د
 خلصہ جان کفری۔ شافع یوم التنا د
 حصن حصین علا فضل انیس۔ شاد
 اختر برج وفا۔ انسر ملک و داد
 قایم دخت ہم۔ حارث غاب جہاد
 تا تم دیں را گیں۔ ملک یقین را حلا

لوگل باغ صفا، ہچو رسول خدا
 ناصر شرع متین، سرور دنیا و دین
 پنج گن مشرکین، قاتل اعدا وین
 بادشہ جبریل، لوگل باغ خلیل
 بادشہ انس جان، باعث خلق جہاں
 مقصد دلیل تو، مطلب واصلی و
 پنج زمین بر کند پشت فلک بشکن
 ہمت او بکیراں، گرجہ بہ بخت نہاں
 چوں حبیب حسین زند، عرشہ گیتی فتد
 مومن لوی حساب، دخل حسن ملکاب
 بر سر پائے او، سایہ آسائے او
 لے شہ عالی مقام، ہر دو جہاں را لام
 لے کہ تو می در حجاب، چلے نامہ رسد
 تا کہ کشی لے ام، تیغ علی از نیام
 دور شود از دُول، نام و نشان خلل
 قلعہ کنی و سہرنی، فرق عدو شکنی
 نشر عطا کنی، حفظ بر ای کنی
 از تو بہ گلو ادیس، نصرت خلد ہیں
 منیع آثم کنی، رد مظالم کنی
 تہریر اعدا کنی، ہر تو جب کینی
 ہچو تو خیم سعید، چشم فلک گندید

و حیران شود از چہ گویا و پند

سہیل بن دہشیاہ - ابن ابی طلحہ ازاد -

سرور این تھا، مثل تعی جواد
 عاقبت التفتیں، حافظ ناد المعاد
 مبطل نبیا و کیں، قاطع اصل فساد
 تحت رب جلیل، داویر کل عباد
 صاحب صبر و زماں، معنی و النون و صا
 گفتہ یہاں آو، لوح بہنیں را مغلط
 گہ چو بداشتہ زند، تیغ پشت جہاں
 بر ہمہ گھر دو عیاں، ماو سبب از دیار
 برق کماش دہر، قلعہ گھر دین آباد
 دشمن او در عذاب، واصل سہل المہاد
 در پے اعداے او، تہر خلاط شداد
 غیبت تو از انام، بسکہ کشی لے ام
 بزغن اعداں نقاب، تاکہ بر آید مراد
 سہرنی از حسام، محمود ہر بہر نہاد
 ربط شود در میل، بین آثم اتحد
 یک تنہ بر انگنی، تیغ دین از مہاد
 دفع بلا ای کنی، ہچو علی از عباد
 در تو بہ بازار کیں، در ہمہ عالم کما
 ہر جرأتم کنی، از دم تیغ انسداد
 حق تو حاکم کنی، در دم واحد تضاد
 مثل تو فرد فرید، بطین دین گندہ نداد

نہ تو شاہ زمان، کفایت کما

احمد علی بیان، تہر نہاد

نہ تو شاہ زمان، کفایت کما

نہ تو شاہ زمان، کفایت کما

قصیدہ در تہج نام از جناب سید شہد اعلیہ التہجۃ والثناء

ایک ہر رحمت رحل لے ہوے
برسا ہو کو ہر ساندی ایں لے ہوے
پیدا ہوے ہر صفت شاہنشہ شہید
حلم چیا کا پیکر ایاں لے ہوے
سبع الہین حضرت خاتم کے پاگل نے
خلاق خدا جل جلالہ کا فرماں لے ہوے
پیدا ہوے تین سبک ہوا آپ کو
خلق ہے حسین کا احساں لے ہوے
گواہ قتل کل کا ہوا ایک جہا گند
دیکھا کہ اک فرشتہ ہوا ماں لے ہوے
پوچھا یا اس فرشتہ فطرس نے یا فانی
جاتے ہو کس جگہ پیاں لے ہوے
فرمایا جبریل میرے کہ تدا باش
جہا ہوں میرا حب کنواں لے ہوے
اس نے کہا کہ میں ہی جبریل خدا کا برگ
دل پر امیدا رکھ طعناں لے ہوے
شاہد و طاہر و سیرت کے ال دہج
جائیں جو ہم پر حال پریشاں لے ہوے
فطرس کو جبریل نے ہمراہ لے لیا
فضل خدائے پاک کا اسکاں لے ہوے
پہنچ جینا ان کے کچے پاس جب
جادو شہم کی فوج فراوان لے ہوے
کی مرض جبریل نے اسید ام
فطرس ہے اپنا حال پریشاں کو چپ
فرمایا صلفے نے کہ بجا دے جلد
میرا سیرت رحمت رحل لے ہوے
س کو ہوا کے جسم کو جسم شہین سے
عفت خدائے خلق کا ایماں لے ہوے
پھر کہ مفضل سید شاہان کے گھر
حسن طلب کا ہاتھ میں لال لے ہوے
س کر تے ہی خود پر دال ہو گئے
پتا تو شکر خاق سبحاں لے ہوے
روا قلم سے کہ اس کو گواہ منور
بفضل رجب ہر دل عرفاں کو چپ
میرا ہی ہوں ہاتھ میں تیرا لال لے ہوے
نمی توے مزا اسکا جب تک باک لے
کنا ہوں سچ میں ہاتھ میں کر لال لے ہوے
و نفس طہ سے خاں رسول ہے
اے جبریل جبریل ہی زباں لے ہوے
تو نے لے خدائے عظیم و قدر سے

ایک ہر رحمت رحل لے ہوے
برسا ہو کو ہر ساندی ایں لے ہوے
پیدا ہوے ہر صفت شاہنشہ شہید
حلم چیا کا پیکر ایاں لے ہوے
سبع الہین حضرت خاتم کے پاگل نے
خلاق خدا جل جلالہ کا فرماں لے ہوے
پیدا ہوے تین سبک ہوا آپ کو
خلق ہے حسین کا احساں لے ہوے
گواہ قتل کل کا ہوا ایک جہا گند
دیکھا کہ اک فرشتہ ہوا ماں لے ہوے
پوچھا یا اس فرشتہ فطرس نے یا فانی
جاتے ہو کس جگہ پیاں لے ہوے
فرمایا جبریل میرے کہ تدا باش
جہا ہوں میرا حب کنواں لے ہوے
اس نے کہا کہ میں ہی جبریل خدا کا برگ
دل پر امیدا رکھ طعناں لے ہوے
شاہد و طاہر و سیرت کے ال دہج
جائیں جو ہم پر حال پریشاں لے ہوے
فطرس کو جبریل نے ہمراہ لے لیا
فضل خدائے پاک کا اسکاں لے ہوے
پہنچ جینا ان کے کچے پاس جب
جادو شہم کی فوج فراوان لے ہوے
کی مرض جبریل نے اسید ام
فطرس ہے اپنا حال پریشاں کو چپ
فرمایا صلفے نے کہ بجا دے جلد
میرا سیرت رحمت رحل لے ہوے
س کو ہوا کے جسم کو جسم شہین سے
عفت خدائے خلق کا ایماں لے ہوے
پھر کہ مفضل سید شاہان کے گھر
حسن طلب کا ہاتھ میں لال لے ہوے
س کر تے ہی خود پر دال ہو گئے
پتا تو شکر خاق سبحاں لے ہوے
روا قلم سے کہ اس کو گواہ منور
بفضل رجب ہر دل عرفاں کو چپ
میرا ہی ہوں ہاتھ میں تیرا لال لے ہوے
نمی توے مزا اسکا جب تک باک لے
کنا ہوں سچ میں ہاتھ میں کر لال لے ہوے
و نفس طہ سے خاں رسول ہے
اے جبریل جبریل ہی زباں لے ہوے

اہل بیت کی نسبت کی بغض میں اہل بیت پر

ان حضرات کے یہاں کا صحابیت کا وہ درجہ ہر کس کے آگے وقار اہمیت کوئی چیز نہیں اہل بیت پر کلمہ ظلم ہو جائے مگر صحابیت کو کچھ نہ کہو تم سکین اہل بیت صفو و ہرے نیست نابود کرنے جاؤ مگر صحابیت کی جھلک کا اب تاب گر داکو نہ ہو سکیگا نہ شیر و شہنشاہ کے کوہ نگاہیں اسے دم کھینگی چہرے اسے کہ صحابیت کی خلق خشک اصل قتا سے بلند ہوئی ہے انداز ہری ڈال کے بیٹھے والے دنیا پستی کرنے والے اس سے ہٹ نہیں سکتے جاؤ وہ ان کیلئے سم قاتل ہو کر یوں ہو۔

نہ صحابیت کی شان ملاحظہ کیجئے اور اصحابی کا انجوم کی صحت پر نظر ڈالئے جس سے رسول کے صدق پر بھی آئینہ آتی ہے اور اچکے دریا خلتی پر بھی مگر اس لئے اسکی ذمہ برابر ہوا نہیں وہ تو یہی کہیگا کچھ نہ کہو صحابی تھے اور اگر صحابی ہونے کے ساتھ علی اور اہل کے وابستگان دولت کا پکا دشمن ہو کر کیا کہنا پھر تو وقار عظمت ملک نہم سے کم نہیں ہوا۔ احباب اب سنئے۔

قال ابو الحسن الدارقطني بسيرت اخطا ابو الحسن طاطني نے کہا ہے کہ بسیرت مطاوعی ابو الحسن ابو عبد الرحمن بن صاحبہ و لدہ تکن لہ صحابی رسول تھے اگرچہ بعد ہی استقامت عمت نہ تھی۔ یہ استقامت بعد البغی و هو الذی قتل طلحہ بن جعفر بن عبد اللہ بن عباس بن عبد المطلب بالحق و ذلک یحییٰ کہے قصور (مض صاوت اہل بیت میں) فرج فی خلافتہ معلوینہ و ما عبد الرحمن و قثم کرد اللہ ان دلفی کا نام عبد الرحمن و قثم تھا جب ہر کس کا قتل لما توجه بسیرت اخطا الی الیہ بن کیا اور عبد الرحمن بن عباس کو اس کے آگے کی خبر ملی کہ اخیر غمید اللہ بن العباس بذ لک اس وقت علی بن ابی طالب کی طرف سے عامل میں تھے مگر انکے و هو عامل علی بن ابی طالب نہ مہرب و دو چھوٹے چھوٹے بچے میں ہی میں تھے جن کو بشر بن علی نے دخل بسیر الیہم فاتی با بنی عبد اللہ و ما ذبح کر ڈالا ان بچوں کی ان عائشہ بنت عبد اللہ ان پر وہ صفیر بن خدیجہ قتال امہما عائشہ غم طاری ہو کر لالہ فریاد کرتی تھیں لہذا کچھ شعر کہے تھے

بنت عبدالمطلب من ذلک امر عظیم ثم وسع علیہ
 مرنے کی جہت سے پڑھا کرتی تھیں اور صبح چھیڑ کر دیا
 نکلتے تھے نفقہ المہتمم نہ تھا شعور ہم علی جمہا۔
 کرتی تھیں آؤ کار مجبور ہو گئیں اور یوں زندگی گنتی
 وطلو حین معاویہ بنی مرین اطاعة قتل شیعہ علی
 انھیں شہر کو پڑھا کرتی تھیں اور ادھر ادھر
 فانی المدینہ وفزائل المدینہ وانما سبب من
 بھاگا کرتی تھیں۔

اطاعة علی حدیث دوسری نسام فکان اول سلاسل
 جب معاویہ نے بشکر علی کے شیعوں کے قتل کئے
 رواۃ کیا تو یہ دینیہ آیا اور دینہ ولے اس کے ظلم سے بھاگا
 فی الاسلام۔

عن ابی باب و صاحب لہ فہما سعا ابازریدہ عود
 اس نے قبیلہ ہمدان پر مخصوص ہوا بیان علی سے منشا
 دیعو فی صلاۃ صلاہا الجبال قیامھا و رکوعھا
 اسکو پڑا اور ان کی عورتوں کو قید کیا یہ وہ بی عورتیں
 و سبھما قتل فنانا لہم تعوذ و فیم دعوت
 اسلام کی تھیں جو اسے کی گئیں۔

قال تعوذ باللہ من یوم البلاء ویوم العوز
 اور باب اور ان کے ایک دوست اہل ہر یکہ انھوں نے
 فقلنا وما ذلک قال لما یوم البلاء فقلنا قلنا
 جناب ابوہریرہ دعا کرتے ہوئے اور پناہ مانگتے ہوئے ایک ن
 من المسلمین فیقل بعضهم بعضا واما یوم العوز
 ناز میں نہا، اس ناز کا ہر رکن بحدیث کے ساتھ ادا کیا

فلن نساجن المسلمات یسببن فیکشف عن
 جاتا تھا جب وہ فاسخ ہوے تو ان دونوں نے پوچھا کہ
 سوتھیں نہ تھیں کانت اعظم ساقا اشعریت
 اس کا سبب کیا تھا فرمایا کہ میں نے خدا سے پناہ مانگی کہ میں یوم بلاؤ
 علی عظم ساقھا فدعوت اللہ ان لا یدرکنی
 اور یوم عورت، اپنی آنکھوں سے دیکھوں، انھوں نے پوچھا کہ

هذا الزمان یبعثکم اذکثر قال فقتل عثمان
 یہ کیا ہو؟ کہا یوم بلاؤ وہ دن پر جس میں میں نے گمراہی
 ثم ارسل معاویہ بنی مرین اطاعة الی الیمن
 قتل و فارتکبہ، اور یوم عورت وہ دن پر جب میں نے گمراہی
 فلیس نسام مسلمات فاقمن فی السوت۔
 اس کی جائیگی اور ان کی پند لیاں کھلی جائیگی اللہ کی پند لیاں

عن ابی عنوانہ قال ارسل معاویہ بعد تحکم
 اور بعد ہر ہنگامی اعتبار سے اہل قیامت گنتی جائیگی اور
 الحکمین بنی مرین اطاعة فی حبش فادوا من
 میں بھی جائیگی، لہذا اس نے خلافت سے ملنے کی اس نے کیونچے
 انہما الی المدینہ وعاہل المدینہ جو سلاسل
 زندہ رکھے مگر تو وہ اس سے زندہ نہ رہے۔ آخر خلیفہ کی پند

پیشکش

از قلم باہفت رقم جناب پرنس محمد عباس صاحب صفحہ نوی دم محمد
ذیل کا مضمون جو کجا رسالہ کی صورت میں شائع ہونا چاہیے تھا۔ اسے ہم کتابی شکل میں پیش
کرتے کیونکہ سہیل کی فحاشیت اسکی اجازت نہیں دیتی لہذا ہم اقتضا و ظہور کے واسطے پیش
کرتے ہیں گی سہیل یہ کہ مضمون کا صاحب ہیں مقرر ہو کر سنا دیا بھی کرینگے۔ - مدیر
بروہی حافظ عبد السمیع صاحب نے جو بنا رس کے باشندے پیش کیوں کے رہیں ایک کتاب لکھی اور اس کا نام
سین السلول علی اعداء اہل بیت الرسول لکھا حضرت کوہنم ناقص یہ دعویٰ تھا کہ شیوں سے اسکا جواب دینا ممکن
حضرت علیؑ کے کرامت پر اصرار ہے ایسے گناہم شخصوں کا جواب لکھنا اپنی ذوات مقدسہ کی توہین سمجھی اسلئے اس حقیر
اس کام کیلئے اپنی کمر بستہ اپنی - اگرچہ حقیر زبان عربی سے بخوبی واقف نہیں ہو اور ہنوز طالب علمانہ زندگی
سیر کر رہا ہے لیکن اس حقیر نے جسے دفتر اس کتاب کو شروع کر دیا امید ہو کہ حضرت تینوں اس حقیر نے سزا
ذیل کو بدعائے خیر اور فریادیں گے اور غلطیوں کو اپنے ذہن غوسے چھپائینگے۔

فقہ اسلام سے سزا فرمودہ حضرت سیدائے ابد و عورت ہونے کے اتنا بھی خوف نہ کیا کہ وہی
فدائے بڑائیں بلکہ اتنی جہات فرما کہ گھر سے ابتر نہ ہو کر غصہ میں حضرت عر کا گریبان کھینچ لیا اور
حضرت علیؑ اور محمدؐ کے مروجے اور شجاع و بہادر! انہیہ نہایت فائدہ کی ان پر ایسی چھائی کہ المحدث
جو مسلم ہر پر غیظ ہونے اور خاموش رہے اور دیکھ کر تمام مسلمانوں کی شجاعت اختیار میں۔

اقول: سین السلول میں جناب حافظ صاحب نے زبان ان کے وہ درجہ ہے جس میں کہ باوجود شایہ کہیں
نیکو کو مروت لکھا ہو تو کہیں مروت کو نہ کہیں جرات کیلئے "فرایا" استعمال کیا ہو تو کہیں کتاب کیلئے "رکھ دیا" لکھا ہو
اس حقیر نے ان جہتی چھٹی غلطی کی طرف زیادہ توجہ نہیں کی جو حضرت علم انشا اور خود سمجھ لیں گے جناب حافظ
صاحب نے کتاب میں جس وقت ایک آدھ جگہ کے صفحہ مطبع کا حوالہ نہیں دیا ہے سویت کے متعلق ایک دفعہ عاید ہوئی ہے
سے نقل کی اور ان میں دراز فرمائی ہو ملک کی لکھی کہ قلم لکھا کہ اس کتاب میں ایک جگہ ہے جس میں کہ باوجود شایہ کہیں

حضرات! جناب امیر علیہ السلام بیشک دھندلے ہوتے تھے لیکن مصلحت ایندی ہی تو کوئی چیز جو مسرتی نہ کر دیتی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بقول فریقین انھیں ملنا سہجے لیکن کپ پر کھانے کی کیا ظلم و ستم نہ کئے اور اپنے کیسے مسرتوں سے کام لیا کہ انہیں آپ کی راہ میں بھجائے گئے صحابی آپ کے شہید ہوئے غلطی کی باتیں آپ کی گئیں بھرت کی ضرورت بخود تک آپ کو پوری حضرت عمر کی بہن امہ بنتی نے آپ کے کالہ خچاریاں میں حضرت بلال اور حضرت عمارؓ سر نہ آپ کی دکان کے الزام میں عورات اتھاہیں لیکن اپنے قبل بھرت جہاد نہیں شروع کر دیا۔

آپ قبل بھرت کھانے انتقام لینا نہیں شروع کر دیا یہ کیوں؟ کیا عمارؓ انہیں جناب صاحب قوت اکسیر نہ تھے کیا ایمان ادا نہ نقل کفر کفر نہ باشد آپ انہما رجرات سے قاصر تھے؟ نہیں اور ہرگز نہیں آپ بھرتی انکلام و صرھ و با و قاتھا۔ بوقت آمد وقت کے منتظر تھے کلب صیہ اس کثرت ایضا و کثرت پر کب خیال نہ عالم و عالمیان کھے انہما جہاد غایت غرائے اور کب میں جہاد شروع کر دوں۔ اسی طرح جناب امیر علیہ السلام بھی وقت آمد موقع کے منتظر تھے۔ اور وقت صبر قوت شجاعت کی طرح دکھائی دیتے۔

قولہ: حضرت ام کلثوم کے ملاح کے متعلق روئین غنیمہ کی تیزی طبع۔ واضح ہے کہ علماء شیعہ نے اس کے متعلق طوطی طرح سے نوز سرانی کی ہو کر ہم اس جگہ صرف ایک روایت پر اکتفا کرتے ہیں جو اح کتب کافی میں مذکور ہے زہارہ بن علی بن راوی پر حضرت امام جعفر صادق سے کہ لوگوں نے کیفیت بیان حضرت ام کلثوم روایت کی راوی لکھا ہے کہ امام نے فرمایا: عمارؓ نہ تھا۔ نقل کفر کفر نہ باشد۔ ہوا اول الفیج خصم صبت معنا۔ اکی تو بہ اکی تو بہ استغفر اللہ استغفر اللہ استغفر اللہ، حاضرہ تہررا ہو کہ کہہ نہیں سکتا ہوں۔

اقول: ۱۔ جناب حافظ صاحب آپ کی صحیح کتابوں میں جو جھوٹے اتہامات جناب صلی اللہ علیہ وسلم پر لگائے گئے ہیں ان کو پڑھنے میں مدلل کا نچا کہ جو غلطی کا آپ کو نہ ہی فکر و امل کے بعد واضح ہو جائیگا کہ کتب شیعہ میں کون حضرت ام کلثوم کے متعلق صرف دو روایتیں ہیں جو کچھ خفیہ مطلب ثابت ہو سکتے ہیں۔ ایک تو مجالس المؤمنین والی روایت مگر اسکا راوی زہارہ بن علی بن راوی ہے جو اسنے اسبرہ و نہیں کیا جاسکتا دوسری روایت یہی ہے جس کو جناب نے نقل فرمایا ہے لیکن یہ روایت ام کلثوم خیر اسلام کے لئے ہے۔ اہل سنت کے پاس یہ کتب عریض مع کفر و غیرہ نہیں

کئے جو کہ ہر چنانچہ مولوی محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ میں مذکور ہے کہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے یہ بات خود اذہان میں کہہ کر
 رجالِ صالح کے دیکھنے سے اس کا پتہ چلتا ہے کہ ام کلثوم کی تین ایک ام کلثوم بنت عقبہ دروسہ ام کلثوم بنت
 ابو بکر میرے ام کلثوم بنت جبریل جو تھے ام کلثوم بنت امیر المومنین اسکے علاوہ بھی ہیں جن کے تعلق کا کچھ اندازہ
 نہیں سمجھتا صحابہ پرست طبقہ نے اپنی حق پشی کے جذبہ کو کارفرمایا ہے کہ اسے اس وقت کی مملکت کی مملکت کو کام میں
 لاتے ہوئے ہمیشہ یہ جا بجا امیر المومنین اور حضرت عمر کے تعلقات کچھ اس طرح دنیا پر پیش کئے جائیں جن سے اس کا
 آپس کے تعلقات کو جن سے خود خطبہ عشق امیر المومنین ارات کر رہا ہو (جو) استحکام مضبوط سمجھیں تاکہ کوئی عیب
 ذاتِ خلیفہ نامی کی طرف متوجہ نہ ہو سکے۔ یہ بھی جا بجا لگایا کہ خاندانِ رسول سے اگر رشتہ نسب مل جائے تو فائدہ عظیم
 اس حدیث سے استدلال کیا جاسکے کہ کل نسب و سبب منقطع یوم القیامۃ الا انہی و مسبب
 یہی وجہ ہوئی کہ اسکی ہر کوشش لگائی کہ جناب ام کلثوم کی نسبت زوجیت عرس ثابت کی جائے یہ موقع کیونکر
 اچھ لگا؟ صرف اس لئے کہ ام کے ایک ہونے کی وجہ سے کہ وہ خاکی گواہی ملے گی اور جب ایک دفعہ یہ واقعہ کی
 حیثیت سے تاریخ میں ثبت ہو گیا تو آئندہ مسلمانوں کیلئے ایک حقیقت کا ثبوت ہو گیا۔

حاکم الامراء اب بصیرت جانتے ہیں کہ جتنے قرآن بھی ہو سکتے ہیں وہ کل کے کلاس واقعہ کے خلاف
 ہر دلائل کرتے ہیں۔

یہ کہا جاتا ہے کہ ام کلثوم سے زید پیدا ہوا ہے یہ صحیح ہے اسکا واقعہ صرف اتنا ہے کہ عمر کی ایک لکھ بھر غیر مشہور
 نبی تھیں جن کا نام تھا ام کلثوم جس پر تاریخ رجال و دون شاہد ہیں اور انھیں کے بطن سے زید پیدا ہوا ہے
 ایران طریقت کو موع اچھ لگا امیر المومنین علیہ السلام کی صاحبزادی کا نام بھی ہے کہ ام کلثوم تھا اسکا اصل واقعہ
 بھلا تھا کہ ان مظلوم سے منسوب کر دیا گیا کہ یہ گروہ دنیا پرست لکھ لکھ کر لے کر چنانچہ واقعہ ضرب فرج قبل
 قریم غیر تمامہ اصل علیہ السلام بن ہوت کا تھا اسکو خطا ابن سائبہ خطا اس نے امیر المومنین
 رسول کی طرف منسوب کر دیا وہ ترمذی وغیرہ نقل کے ساتھ تحقیق بھی ہے لیکن اسکو سبیل علیہ السلام منسوب کر دیا
 تحقیق و تحقیق لکھا گیا ہے اخیر اسکا ثبوت کہ ام کلثوم سے زید پیدا ہوا ہے ام کلثوم جبریل کا صاحبزادہ
 تھیں انھیں کچھ کتاب صاحب دی کی جسکو اس نے جلال مضمونہ ۵۵ پر لکھا ہے اور جو مصر میں بھی ہو چکی ہو۔

زید بن عمرو بن الخطاب القرشي العدوي ر یہی عمر بن خطاب قرشی عہدی ہوا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما
 شقیق عبد اللہ بن عمر المصنف الامام ابن دؤن کی اس ام کلثم بنت جہول تھی جو عمر بن خطاب کے
 کلثم بنت جہول کا نہت تھا عمر بن الخطاب تحت میں تھی۔

اسکے علاوہ اگر حضرت امیر المومنین معاذ اشقر بن خطاب کی بی بی بھی تھیں جس پر کوئی چیز شاہد نہیں تو اس
 روایت کے مطابق جو کو بلا سے متعلق ہے اور جس کو الحسن نے بھی کھا کر کہ با مانی خش شہد کے وقت ہر قلیل گزارا
 اور اپنے اپنے متعلقین کی راشوں کو اٹھائے گجیا تاکہ با مانی سے بچیں اس وقت کیا کسی کے کان پر اتنی بھی جوں نہ رہی
 کہ وہ حضرت ام کلثم کو اسیری سے بچا تا یہ کہ کہ یہ عمر بن خطاب کی زوجہ میں ایک ام ازکم اس وقت جب شاہزادی
 دلا ر شام میں اپنا فصیح خطبہ پڑھ رہی تھیں اس وقت بھی کسی کو خیال نہوا، عبد اللہ بن عمر کماں گئے تھے کہ از کم کو
 تو خیال ہوا جا رہے تھے تا یہ کہ کچھ تو کہنے کوئی نہ تو سمجھے۔

فرج کے معنی صرف وہی نہیں جس کی طرف تہاد زہن جو تہا ہے بلکہ یہ شعر اور وضع محافت کے معنوں میں
 بھی متعلق ہو جیسا کہ اظہرین لغت سے مخفی نہیں امام کا قول ہو سکتا ہو کہ ذک کی طرف مشیر ہو کیونکہ یہ پہلی وہ چیز تھی
 جو غصب گئی، اب رہ گیا بقول عبداللہ بن مالک غلیس قرظی صاحب شافعی کا کچھ کھدنا وہ ہلے لئے نہ نہیں کیونکہ
 غلیس نہ شہادت میں تھے نہ ہلے یہاں کے احبارہ علماء میں سے اگر انھوں نے یا کسی اور نے کچھ کھا بھی تو یہ
 دیکھا جو جس سے بشر کی نظرت محفوظ نہیں۔

حضرت ام کلثم کے شک مبارک سے حضرت عمر کے یہاں ایک لڑکا پیدا ہوا ان کا نام زید رکھا گیا وہ جوان
 ہوئے آخر کو ہیرس کی عمر میں ہی عہدی کے ابہم کی خانہ جنگی میں شہید ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔
 رانی والدہ بھی اسی مذہب یا سی میں انتقال کر گئیں تھیں اور وہ دونوں جنانہ کو ایک دفعہ نکلا اور حضرت امام ابن
 حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی ناز پڑھ کے دفن کیا، مزایہ ہو کہ کتب فریقین سے ثابت و ظاہر ہے کہ کتب
 ام کلثم بنت جناب سیدہ سلام ام سلمہ معکونہ کربلا میں موجود تھیں اور یہ انھیں من الشمس ہے کہ امام حسن علیہ السلام
 معکونہ کربلا میں شہید ہوئے پھر امام حسین علیہ السلام کا ام کلثم کی ناز خانہ پڑھنا کس صورت سے ثابت ہو سکتا ہو
 مزید برآں کتب تہذیب بنیہ سے ظاہر ہوتا ہو کہ عمر بن خطاب نے ام کلثم بنت عمر اس سے نکاح کیا تاکہ جناب ام کلثم

دعوت جناب علی رضی سے چنانچہ کامل ابن اشیر گفتا ہوا۔

خطب ام کلثوم ابنتہ ابی بکر خطب کیا حضرت عمر نے ام کلثوم و حضرت حفصہ ابوبکر الصدیق - سے (جو اس کے بطن سے تھیں)

اب میں یہ کہتے ہیں تو ان سے یہ بات صاف ظاہر ہوتی ہے کہ حضرت ام کلثوم علیہا السلام کا عقد حضرت محمد ابن جعفر سے ہوا نہ کہ حضرت عمر سے غصبت مانگے بسے ہیں میں یہ عرض کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ جس سے ان کا رابطہ ضبط ہوا ہوا اس کو اپنے میں سے شاکر کے منہ کا دیتے ہیں جیسا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمان فارسی کے لئے السلطان منا اہل البیت ارشاد کیا حالانکہ وہ آپ کے عزیز نہ تھے۔ جناب ام نے سنا ام کلثوم و حفصہ کیلئے استعمال فرمایا ہے نہ کہ جناب ام کلثوم و حضرت جناب علی علیہ السلام کیلئے۔

”باقی وارو“

فوائد

واعظان کس طوہ و محراب و منبر می کنند چل بخلوت میر زنداں کا رد گیر می کنند

عن زین بن بکر قال جاء عمر بن الخطاب ابی عبد الرحمن بن عوف فسمعہ قبل ان یدخل علیہ رضی بالصب و کیف ثولہ بالمدینہ بعداً قصود طرا متعاجیل ہی معہ کمال داخل علیہ قال ما هذا علیہ قال العناذ لعلو فی ما ذلنا ملائیک الناس و ذکر محمد بن زید هذا الخبر فقلت جیل النضی عمرو و الجالی الیہ عبد الرحمن - (اصابہ و جناب صفحہ ۲۳۶)

زمیر بن بکاء سے روایت ہے کہ ایک روز عمر بن خطاب علیہ السلام بن عوف کے گھر پر آئے اور داخل ہونے سے پہلے ان کو گاتے چوے سنا یہ غور کر رہے تھے جب کہ ترجمہ یہ ہے کہ جیل ہی معہ کہ ان کو جانے گئے اب مدینہ میں رہ کر کیا؟ جب عمر داخل ہوئے تو انہوں نے کہا کہ یہ کیا معاملہ ہے؟ جواب ملا کہ ہرگز جیسا ہے کہ رسول میں تعجب نہ کیا یہ تو اگر تو دیکھتے ہیں جیسے اللہ لوگ کا کرتے ہیں۔ اسی آیت کو محمد بن زید نے اٹک کر لکھا ہے یہی آیت اللہ عز و جل نے علیہ السلام سے اٹک لے کر علیہ عمر سے عبد الرحمن دے تھے۔

وہاں جو چنانچہ روایت کرتے ہیں کہ محمد بن زید نے اس آیت کو لکھا ہے یہی آیت اللہ عز و جل نے علیہ السلام سے اٹک لے کر علیہ عمر سے عبد الرحمن دے تھے۔

تیسرا قصہ یہاں سہ ماہ شعبان ۱۳۳۵ھ میں لکھا گیا۔

اس معلوم ہوا کہ محمد بن زید نے بھی ذکر کیا تھا، یہ بھی معلوم ہوا کہ خلیفہ سی، ابوبکر جبارت جو باکری تھی، زمین پر لگا کر بے گناہ کر دیا تھا، یہ بھی معلوم ہوا کہ رعایا میں قتل بھی ہوتی تھی ایک سال وہ سرکاری جانب منسوب ہو گیا۔

مسئلہ بد اور رفع شبہ

مسئلہ بزرگ ایسا مسئلہ ہے جو عقل کے نزدیک نہایت بڑی بات تھیں اور انہی کے نزدیک جو شخص غلطی کا
 واقعہ کے نسخے سے جو لوگ واقعہ میں وہ مقدمات کے نسخے لکھیں گا وہ سراسر نام بے تعب کی جھگڑا سے
 نہیں دیکھ سکتے البتہ وہ یہودی پرست جماعت جو خیال کرتی ہے کہ اللہ کو جو کچھ کرنا چاہتا ہے وہ اس
 انقیاد کے واسطے تبدیل تقدیرات سے اس کو کوئی سروکار نہیں ہو سکتا! اس کے نزدیک ضروریہ ایک قابل
 حیثیت چیز ہے ہم اس خبر میں اس مسئلہ کو شروع کرتے ہیں اور انشاء اللہ ظاہر کریں گے کہ یہ وہ اعتقاد
 جو انبیاء کا تھا اور جس کے قائل اہلسنت کے اجلہ علماء ہیں جس سے درالغیم اور اسکے ہمنوا چراغِ ہدایت ہیں
 پیغمبرِ مضمون ذیل الکلام: "یخرجنا من علیہ السلام بغير عقل کے اس مسئلہ کا سلسلہ یہی شروع کرتے ہیں۔ "دریہ"
 بعض احادیث میں وارد ہے ان الصادق علیہ السلام قال ما بدلت
 کما بدلتہ فی اسمعیل یعنی بظاہر اس حدیث میں لفظ برا کے استعمال سے ایسا اشتباہ ہوا کہ پہلا بات
 اسمعیل کا جو کہ گویا اسی اور بعد میں ان کے مرنے سے یہ متحقق ثابت نہیں ہوا حالانکہ کوئی خبر امامت اسمعیل کے متعلق
 نہیں دی گئی۔ اس حدیث کے حل کرنے کیلئے ہم مختصر حقیقت سے منی کا بیان کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔
 یہ لفظ براچیز معنوں میں استعمال ہوا۔ ایک معنی یہ ہیں کہ بد چل علم ہو یا بھٹکونی رائے دہشی بد چل یا کہ بد چل
 دھڑے پیدا ہوئی ہو۔ بہر حال ایک ایسی چیز پیدا ہو جائے جو نہ حق۔ ان معنوں سے بد قابلِ تکار ہو اور مذہبِ امامیہ
 (ایہ تمام خبریں میں کوئی تنفس اس امر کا قائل نہیں کہ خداوند عالم پہلی کسی امر سے فاضل رہا ہو اس سبب کسی قسم کا حکم
 دینا اور اس کے بعد اسے اسکا علم ہو اور اس جہت سے اسے اس کم کو بدل دیا ہو کیونکہ جنابِ اقدس علی حملِ حوادث نہیں
 اور جو حملِ ملک ہی بات ہو وہ خدا کی صفت نہیں۔

دوسرے معنی یہ ہیں کہ ملائکہ اور اسلئے بدی کیلئے پہلے کچھ اور علوم ہو اور بعد میں کچھ اور ظاہر ہو یہ بات ممکن ہے
 اور اس میں حضرت ابراہیم کا جانبِ شائبہ کنہ کی نسبت بھی نہیں ہو سکتی اس لئے کہ ہر چیز کیلئے شرطیں ہوتی ہیں جن میں سے
 کہ کائنات کی اطلاع دی جائے اور اس سے کسی اطلاع دیکھائے جو ان شرطوں کے وجود پر مشروط ہو جس طرح

حضرت لکھی نے جناب یونس سے اُن کی قوم پر عذاب نازل کرنے کا وعدہ فرمایا اور بعد میں وہ عذاب اُن سے پہنچ گیا ایسا نہ تھا کہ حضرت ابری کو اس بات کا علم تھا اور بعد میں اس کی رائے بدل گئی بلکہ وہ پہنچ ہی سے جانتا تھا کہ میرا بیٹا علیہ السلام سے پہنچ لوں گا لیکن وعدہ نزول عذاب میں کذب بھی نہیں کیونکہ اس کی شرط حضرت یونس سے بیان نہیں کی گئی تھی بلکہ وہ شرط یہی تھی کہ اگر وہ اسی حال پر رہا تو اُن پر عذاب نازل کیا جائیگا لیکن جب انہوں نے استغفار سے کام لیا اور دنگا حضرت ابری میں رجوع کی تو اُن کی وہ حالت نہ رہی جو حالت سے عذاب کا نازل ہونا شرط تھا وہ لکھی بیات کہ جو چیز نواس کے انہار سے کیا فائدہ ہو اس کا جواب اس قصے سے ظاہر ہو کہ نہ نزل عذاب کے انہار ہی سے قوم یونس میں وہ حالت پیدا ہوئی جو اُن کیلئے مفید ہوئی۔ یہ وہی جناب یونس کیلئے واقع ہوا تیس شبوں کا وعدہ ہوا تھا جس میں جناب یونس کو تورات کے عطا کرنے کا وعدہ فرمایا تھا جبکہ کہ وہ خدا شاکر ملا ہے وواعدا منہی ثلثین لیلۃ واتمناھا بعشرینۃ میں سے صرف ایک مہینے کا وعدہ کیا تھا مگر ہم نے دس راتوں کا اس پر ادا کر دیا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ تقدیرات میں تغیر واقع ہو سکتا ہے اور ہر ایک امر صحت کی وجہ سے مختلف ہو سکتا ہے اور بہت سے واقعات موجود ہیں جن سے ثبوت وقوع ہوا ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی اُن کا اعتبار کے ساتھ اپنے اپنے کتب میں تحریر کیا ہے۔ چنانچہ رؤفہ العلماء میں یہ قصہ درج ہے کہ حضرت یونس ابی مریم علی نبینا وعلیہ السلام حوارین کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے ایک دھوبی آدھر سے کپڑے دھو کر لے کر آیا اور انہوں نے کہا کہ جو دھوبی نے جو دھو دینے سے فرمایا کہ یہ دھوبی ابھی ایک دن اسے دھوئے کے بدھ جائیگا اور میرے پاس اس کا جنازہ آئے گا۔ حوارین بیٹھے رہے شام کو دھوبی صبح و سالم آدھر سے بھر گزرا حواریں کو تعجب ہوا حضرت نے دھوبی کو اس کی سرگزشت پر کبھی اسے عرض کیا میں صبح کرتی ہوں لیکر نکلتا تھا۔ ایک سائل نے مجھ سے سوال کیا میں نے ایک روٹی تائے دیدی آئے مجھے دعا دی کہ خدا تجھ سے ہمارے کو دینے کو کہے آگے بڑھا تو ایک دوسرا سائل ہا آئے مجھ سے سوال کیا میں نے دوسری روٹی دیدی۔ آئے مجھے دعا دی کہ خدا تیری بلا دفع کرے۔ جب یہ نے کپڑوں کی گٹھری کو لی تو میں نے اس میں ایک سانپ دیکھا جس کی آکھ لگ کی طرح دکھ رہی تھی اور اس کا گردن میں دھڑک رہا تھا میں نے اس سے کہا کہ اس کے اہل اس طرح تھے کہ زنجیریں ملیم پہنتی تھیں، دو لک لکائی تھے جنہوں نے اس سانپ کو گٹھری سے کھینچ کر نکالا۔ جناب یونس نے فرمایا کہ اسی وعدے کی جہت سے خدا نے تیری بلا دفع کی

الہی سر زبان فرائی۔

اس طرح مختلف حکایتیں ہیں جن کو مصنفین علامہ اہلسنت نے تحریر کیا ہے حالات ان میں سے مگر بکا قول اختیار کیا جائے تو دعا صدقہ وغیرہ بکا رنابت ہوگا جن کا بکا رہنا اہلسنت بھی تسلیم نہیں کرتے۔ اس فقرہ کا محصل ہمائل مجلس نے اس مقام پر تحریر فرمایا ہے ذکر کرنا مناسب ہوگا اسلئے میں اس کا حاصل مطلب بیان کرتا ہوں اور وہ یہ ہے۔

یہودیوں کا خیال تھا کہ جناب اہل تہذیب سے فراغ حاصل کر چکا اور اب اسے نہ کوئی چیز بنانی ہو نہ بگڑانی ہو۔ کچھ آئے کرتا تھا وہ کر چکا اور بعض مترجمی بھی سمجھتے تھے کہ معاملات دنیاویات و جہادات و حیوانیات انہماک الحاسب جنہیں کو خدا نے ایک ہی امر سے بنا دیا ہے اور آدم کی خلقت اولاد آدم سے پہلے نہیں ہوئی بلکہ ایک ہی وقت میں ہوئی ہے کچھ تقدم و آخر دکھائی دیتا ہے یہ فقط ان کے ظاہر ہونے میں ہوتا ہے۔ ان داہی اور غلو معاملات کی اصل ان فلاسفہ کے خیالات ہیں جن کو محاسب کمون و ظہر کہا جاتا ہے۔ یہ ہیں بعض فلاسفہ کا خیال ہے کہ خدا نے صرف عقل اول کو پیدا کیا ہے اور بعد اسکے تمام نظامات عالم فلکی و فیزیکی و عقل کے حوالہ سے اور یہ کچھ حادثے عالم ایجاد میں صبح و شام ان تمام نئے صبح تک ہوتے رہتے ہیں یہ سب انھیں عقل و نفوس کی جہت سے ہوتے رہتے ہیں انھیں جوہر و نفوس کے آیت قرآنی انہ صمد میں علیہم السلام نے بکا قول شائع فرمایا کہ معلوم ہو کہ خدا ہر دن ایک نئی شان میں کچھ بھولیک چیز کو بنا لے کبھی دوسری چیز کو معدوم کرتا ہے ایک کو زندہ کرتا ہے دوسرے کی دفع قبض کرتا ہے۔ یہ تمام احکام اسکی قدرت و اختیار سے جاری ہوتے ہیں۔ اسکے اظہار کی ضرورت اسلئے ہوئی کہ لوگ تصرف و زاری ترک نہ کریں و ملا سے سہارا ہی اختیار نہ کریں تصدق و غنوا ہی صلہ جم ایسی چیزیں نہ کریں کہ انہیں قبل بہت سی صفتیں ہیں جس سے وسعت رزق نہ بلا طول عمر وغیرہ خاص خاص اثر حاصل ہوتے رہتے ہیں اس قول کے شائع ہونے سے ان تمام اقوال کی رد ہو گئی کہ ان اقوال کی بنا پر دعا وغیرہ سب بکا رہے کہ جوہر تھا وہ ہو چکا ہوا اسکے محبت نے ذکر فرمایا ہے کہ خداوند عالم نے دو معجزات فرمائی ہیں وہ تمام امور جو ہوتے ہیں انہیں وہ چاہتے رہتے ہیں سب منہج ہیں۔ ان دونوں احوال میں وہی فرق ہے جو مقدمات و نتائج میں ہو کر رہا ہے۔ ایک کا نام ہے روح محفوظ دوسرے کا نام ہے روح عوامی و ثابت لوح محفوظ میں جو احکام منہج ہیں ان میں کئی قسم کا تغیر قبل

نہیں واقع ہوتا۔ وہ جناب باری عز و اس کے علم کے مطابق ہو اور جو احکام لوح محفوظات میں مندرج ہیں ان میں بہت سی کمزوریاں اور قابل ملاحظہ مصلحتوں کی وجہ سے تغیر و تبدل واقع ہوتا رہتا ہے۔ مثلاً زید کی عمر لوح محفوظات پر بچاؤ میں لکھی ہوئی ہو اس کے معنی میں یہ کہ اگر عمر کی بڑھانے والی چیزیں مل گئیں تو ان چیزوں سے قطع نظر بچائے تو نقصان حکمت ہے ہر عمر بچاؤ میں ہوا ہے جو۔ اگر زید نے عمر کی بڑھانے والی چیزیں میں سے مثلاً صلہ رحمی کا لوح محفوظات پر بچاؤ میں ہوا ہے جاتے ہیں اور ساتھ لکھ دیے جاتے ہیں اور اگر عمر کی لکھانے والی چیزیں میں سے مثلاً قطع رحم کا لوح بچاؤ میں ہوا ہے جاتے ہیں اگر کوئی شخص مرنے پر توجہ دے تو یہ صلہ رحمی کا لوح اور اس کی عمر ساتھ ہر کی ہوگی جس طرح کوئی حافظ طبیب کسی شخص کے مزاج پر مطلع ہو کہ اس کی عمر اس کے مزاج کے موافق ایک اندازہ قائم کرے تو زہر کے پانی لینے سے یا کسی شخص کے قتل کر دینے سے اگر اس اندازے سے کم ہی ہو میں مر جائے تو اس طبیب کے قول کے خلاف نہ بچکا کیونکہ اس نے عمر کا اندازہ صرف مزاج کے لحاظ سے قائم کیا تھا اب یہ بیوقوف چیزیں اس عمر کو گھٹا دیں یا بڑھا دیں تو کوئی غمازت اور کسم کے قول سے نہ ہوگی۔

اس طرح بچاؤ میں جو محض نظر حکمت تحریر تھے وہ بھی صحیح تحریر تھے اور جو کچھ امتداد انقصان ہوا وہ دوسری جہت سے ہر وہ بھی صحیح ہے۔ اسی تغیر کو لوح محفوظات میں ہوتا ہے جیسا کہ ہم نے یہ معنی تفسیر علم باری تعالیٰ سے بہت علاحدہ ہیں۔ اس یہ ضرور ہے کہ بالان محض میں مجاز پر اتنی تحقیق سے اس کے وہی میں جو ذیل معنی اول میں بیان ہوئے وہ بھی جناب باری کی جانب منسوب ہو سکتے۔ اس معنی انانی جناب باری کی جانب سے منسوب ہو سکتے ہیں جس طرح خدا کی طرف امتحان اللہ امتداد اور کم کی نسبت دیجاتی ہے اس جہت سے اس کی نسبت خدا کی طرف دیجاتی ہے کہ جب ملا کہ اور مخلوق کو پہلی بات سے مطلع کیا جاتا ہے اور بعد اسے خدا اس بات کے خلاف ظاہر کرتا ہے تو اس کی پہلی بات حاصل ہوتی ہے۔ چنانچہ خدا ہی کے لہذا سے یہ حالت پیدا ہوتی ہے اس لیے مجازاً خدا کی طرف نسبت ہوا ہے کہ جاتی ہے اور ان دونوں لوحوں کے موجود ہونے میں کسی قسم کا استبعاد نہیں ہو سکتا تاکہ اول کیا ہے اور یہ تعلقات کی صورت میں

عہ و لہذا یلو فکر بشی من الخوف الخ۔ امتحان کی نسبت خدا کی طرف ۱۲) حالہ عالم انانیت کی اس صورت میں

عہ و لہذا یلو فکر بشی من الخوف الخ۔ امتحان کی نسبت خدا کی طرف ۱۲)

عہ و لہذا یلو فکر بشی من الخوف الخ۔ امتحان کی نسبت خدا کی طرف ۱۲)

نکرونی حکمت ہمارا عمل ناقص نہ سمجھیں جب بھی یہ بات قابل اعلاۃ تھی جب جائیکہ ہم بھی بہت سی محسوسات و محسوسات
میں تخیل ان محسوسات کے ایک ہر کہ ملا کہ جو لوح محفوظ پر ثابت ہوئے رہتے ہیں جب بندوں کے اعمال کی برائی
اس لوح پر ثبت ہوتے دیکھیں گے اور اس کا اندازہ اس کا اور ان کے کہ وہ ہر طرح کی باتیں کہ جو تو
ان کے کہ جو محسوسات کے ساتھ مذاہن ہوجائیں اسی طرح حکمت بھی ہو کہ جب بندوں کو رسولوں اور اللہ کی
زبانی پیغمبر بھیجے کہ ان کے اپنے اعمال ان کے امور کی اصلاح میں موثر ہیں اور ان کی بری باتیں ان کے
امور کے فاسد محسوسات میں تفسیر دیتے ہیں تو ان کے دلوں کو اچھی باتوں سے نفرت اور بری باتوں سے نفرت
پیدا ہوگی جس کے سبب وہ لوگ خدا کے مطیع اور فرمانبردار بندے بن سکیں گے۔

اور کہ اسی لوح محفوظ پر ثابت ہے بندہ اس لوح محفوظ پر جاننا کہ اس لوح محفوظ پر ثابت ہے
کائنات لوح محفوظ پر اس لوح محفوظ پر اس لوح محفوظ پر اس لوح محفوظ پر اس لوح محفوظ پر اس لوح محفوظ پر
تو اس کا سبب اس لوح محفوظ پر ثابت ہے کہ اس لوح محفوظ پر اس لوح محفوظ پر اس لوح محفوظ پر اس لوح محفوظ پر
اس لوح محفوظ پر اس لوح محفوظ پر اس لوح محفوظ پر اس لوح محفوظ پر اس لوح محفوظ پر اس لوح محفوظ پر
ان اعمال کی تحصیل کی اور لوح محفوظ میں ان کیلئے ان کا حاصل ہوا امر قوم ہوا۔ لہذا یہ شبہ بظورت ہو گیا کہ جب لوح
محفوظ میں حاصل ہو کر اس لوح محفوظ پر اس لوح محفوظ پر اس لوح محفوظ پر اس لوح محفوظ پر اس لوح محفوظ پر
جو باتیں یہ نہ ہوں گی وہ لا محالہ محسوسات کی باتیں ہوں گی۔

تیسرے معنی پر آئے ہیں کہ کسی چیز کا ظہور ہو جائے وہ کسی اور بات کے خلاف ہو یا نہ ہو عرب کہتے ہیں۔
بدلی شخص دینے والا شخص کو دیکھا یعنی وہ میرے لئے ظاہر ہوا۔ اور قرآن مجید میں ہے و بدلی اللہ من
لقد ما لم یکنو فی لحدت یون (ان کیلئے خدا کی جانب سے وہ باتیں ظاہر ہوئیں جن کا انھیں علم نہیں تھا)۔
جب بندہ سے یہ نئی ظاہر ہوتی ہے خدا کے ساتھ بسلانی ہو جائے جب بدلی ظاہر ہوتی ہے تو اس کا اسکی اسطر
دیکھا ہے۔ بہر حال یہ بدلی کے معنی میں ہے اس معنی کیلئے یہ لازم نہیں کہ پہلے محسوسات میں کچھ نہ دیکھا ہو کچھ
جو کہ تم بتا رہے تھے۔ میرے خیال میں اس حدیث میں جس میں امام جعفر صادق علیہ السلام نے
فرمایا ہے ما بدلی اللہ کما بدلی علی منی استعیل ہی منی مراد میں یہ کہ ان کی لامنت تبدیلی لوح محفوظ پر ہوئی

فی اللہ واجب لما فرضنا المعاداة لعدو من اللہ
فی الدین کلا البراءة منه وکفانت عداوتنا لکم
تکلفا ولو ظننا ان اللہ یبذلنا اذا قلنا یا وغباب
امهم عنا فلم یکن لخصوفنا فی امر غاب عنا معنی
لا یتجزنا علی هذا العذر ووالذی اہم ویکذا لہما فان
یقول بھما نہ تعالیٰ لانا ان کان امهم قد غاب عن
ابصارکم فلم یفجع قلوبکم واسماکم قد انکم بکلا ہما
العصی اللہ بشلھا الزمتم انفسکم لا قرار الذی
ووالذی صمد قد و معاداة من عصا وحبھا
وامرکم تبدل القرآن وما جابوہ الرسول فلا
خذتم من لک تلو نوا من اهل هذا الایۃ غذا
دینا انا اطعاما سادتنا وکبروا فاضلوا السبلا
فاما لفظ اللہ فقد مر اللہ قد جابا ووجھا
الآثری الی قلبہ او لک یلعن اللہ ویطعنکم الحق
فہو اخبار معنا لا کفر لہ مع المطلقا یہی
بانفسہن ثلثہ قروہ وقد لعن اللہ تعالیٰ لہا
بقول لہن اللذین کفروا من بنی اسرائیل علی
لسان داود وقل لہن اللذین یؤمنون اللہ و
رسولہ انھن اللہ فی الدنیا والاخرۃ وقل لہم لعل
انما تھنوا الخذوا قتلوا انقیلا وقال اللہ تعالیٰ
واللہم انزل علیہم الذی انزل علیہم الذی انزل

نزلت تم کسی کی عداوت سے دین کے بدلے میں تو عرض نہ کرو خدا
داس پر برائت کرتے، اور اساری عداوت محض مطلقا ہوتی۔
اگر کہو گمان ہو کہ خدا جو کہ اس عداوت کے نہ کرنے میں معذور
جواب نہ دے ہاں یہ نہ ہوگا کہ اسے خلائک معاملات جو کہ ہمارا
بجوہر کفایت ہے اسے سانسے کوئی بات نہ ہوگی کہ اس میں
نہی انداز ہے معاملات میں غرض ذکر نہ کرنا ایک حد تک معنی تھا
تم اس ضد پر اکتا کرتے ہوے اگر عند قتل ہوا دشمن خلیات
محبت شروع کر دیتے، مگر ہم تو اس بات کو رد نہیں کر کہ میں اس کو
یہ کہتا ہوں کہ وہ اگر تم سے ملے نہ ہوں تو تم سے ملنا ہی نہیں
فانہ تم سے ملنا تو دل کو فانی ہو گا نہ تم سے ملنا ہی نہیں
وہ اگر تم سے ملنا ہی نہیں تو تم سے ملنا ہی نہیں
ان کے معنی کی مالات ان کی عداوت تا بنیاد لازم قرار دینی
یعنی اخبار لہی ہی صحیح ہے وہ اخبار کیا، جسے تم ایمان لک
ان کے بعد ان کے جواب عند جواب کے کہ نہ بکار کا حکم دیا گیا
تھا اور ان کے جواب نہ ہو کہ ان کے جواب نہ ہو کہ ان کے جواب نہ ہو
نہ کہ ان کے جواب نہ ہو کہ ان کے جواب نہ ہو کہ ان کے جواب نہ ہو
سوائے ان کے جواب نہ ہو کہ ان کے جواب نہ ہو کہ ان کے جواب نہ ہو
اب یہ گئی نظر میں تو خدا کا حکم کیا ہے، بلکہ اس کو جواب نہ ہو
کیا تمہاری نظر اس پر نہیں ہے وہ کہ اگر میں چاہتا ہوں کہ تم
نہ کرے میں، یہ خبر تو جس کو خبر نہیں بلکہ کہ اور اس میں
اس پر یہ اخبار نہ ہو کہ اس کو یہ خبر تو میں نہیں دے سکتا

اللعن لما نفعنا استغفاراً لعلنا لا نساكن
عاصيهم قتلى مخالفاً امرنا في امساكهم بحجب
الفتنة عليهم البراءة من افعالهم والبراءة
والحصري على بعض المعاصي لا تقبل توبة من
عن بعض الامور ما من بعث عمر ولا يلعن ابليس
فان كان لا يعتقد وجوب اللعن فهو كافران
كان يعتقد وجوب لعنهم ولا يلعنهم هو مخطئ
على ان الفرق بينه وبين ترك لعنهم وس
الضلال في هذا الامانة كعوي والمغايرة واما
ان لعلنا من المسلمين لا يورث لعنة الامساك
عن لعن ابليس شهنه في امر ابليس الامساك
عن لعنهم ولا واضراهم يتاير شهنه عن كثير
من المسلمين في امورهم وتجذب ما يورث الشهنه
في الامان واجب فلهذا لم يكن الامساك عن لعن
ابليس نظيراً للامساك عن امرهم ولا.

ثم يقال للخالق انتم لو قال قائل قد غاب
عنا امر زيد بن معاوية والحجاج بن يوسف
فليس ينبغي ان نضيق في قصصهم ولا ان بلعنا
و نعاد بما قتلوا من اهل دين، هذا لا كفؤ لكم
قد غاب عنا امر معاوية والمغيرة ابن شعبه
واضر اهلنا فليس يجوز لنا في تعقيم معنى -

مردی ہو اگر نہ کہ بغیر کے عمل تمام نہیں ہوتا کیا اس شخص
قرآن نے پھر نہیں سنا جو کہ ترجمہ یہ ہے: "تو میرے دشمن کو چاہتا
ہو کہ میرے لیے یہی گمان ہو کہ میں پر اوست ہیں یہ غلط خیال ہے میں
محب دشمن کی فریاد ہر دلت دوست سے اور عیب بہت اہل گنج
سوارت کے کچاتی نہیں رہتا کہ نہ کہ یہ امر جو تو نہیں کہ انسانی ہم
ترس میں ہوں لوگوں کے ساتھ جو نشان خدا ہیں یعنی ان سے
محبت کو نہ عدالت، اسلئے کہ یہ اسطرح یہ کیا جا تا ہے ہر جامع
سلیمن محال ہے کہ نہ دلا کہ نہ گنا گنا کہ نہ لعنت ہتھار کی جائے
تو بہتر ہوگا کہ تو یہ متغافل نہ بنے نہ مقبول کی کہ بد اعتقاد و جنت
لنت نہ گنا لعنت حکم اسی ہو کہ نہ کہ اساک ہی اس امر سے غفلت
کہ کچھ تھا یعنی دشمن سے برات اور اظہار برات لہذا بعض مہای پر
ہر ار کر نیوالی کی استغفار بعض مہای سے ہی مقبول نہیں ہو سکتا کہ نہ کہ
جو شخص زندگی جو شیطان پلنت نہ کرے اسکا جواب یہ ہوگا اگر وہ
شیطان پر جواب لعنت کا مستحق نہیں بعض قرآنی ہی تو وہ کا فرق
اگر جواب لعنت کا اعتقاد ہی ہو نہیں کرتا تو خطا کا ہے

ترک لعنت ابليس اور ترک لعنت مخالفین امت مثل میں
فرق ہوتا ہے اگر کوئی شخص ابليس پلنت نہ کرے تو اس لعنت کو
سے آئی ملعونیت تشبہ ہوگی کہ اگر ملعون ہی نہ ہو گیا اسکا عقیدہ ہوگا
بخلاف سوا راہی ملالت تکملان پلنت نہ کرے اساک لعنت
ہو کہ اگر تو اور میں میں جو نہ کہ لعنت شہد ہوا سے استغفار نہ ہو گیا
لہذا ابليس لعن سوا راہی ملالت میں فرق ہو (اصلہ علیہ السلام)

وصول علی بن ابیطالب ابی البصر و جری لها
 مع غنم بن حنفہ و حکیم بن جبلة من کان
 معہ من المسلمین الصالحین من القتل و
 اللہ ما یطیع بہ کتب التواریخ و السیر
 فاذا جاز دخول بیت فاطمة لا یصلح یقع
 بعد جاز کشف ستر عائشہ علی ما قد صرح
 فکیف صار ہذا ستر عائشہ من الکتاب اللہ
 یجب معہا التخلید فی النار و البراءة من
 فاعلہ و من اوکد غری لایمان صا کشف
 بیت فاطمة و لا دخول علیہا منزلیہا و یجب
 خطب ہر ابا و تہدحہا بالتحرق من اولک
 عری الدین و انتہت دعائم الاسلام و صا
 اعز اللہ بہ المسلمین و اطفاہ فاد القنہ
 و الحرمین و واحد و السان واحد و انجب
 ان تقول لکم ان جومہ فاطمة اعظم و
 مکاتھا ارفع و ضیانتھا الاجل رسول اللہ
 اولی فاطمہ بضعہ منہ و جزم من لحدہ و
 ولایت کلز وجہ الاجنبی اللہ لا ینب
 بیضلابان الزوج و انما ہی و صلہ مستح
 و عقد ہجری ہجری جاز و المنفعہ و کما ہذا
 و کلامہ بالبیع و اشرا و عہدا قال

و تطلب علی ابن کافرون و سیدی کچہ نکس کہ یو اتی ہا
 سائے کی دتیں اندھا خانوی بہرہ و تو بہر نظام عثمان ہنسک
 نے سنت کی کہ قرار دیا اللہ بن ظالم علی زمین میں کھنڈ کیے
 ہو گیا ایک ناسور کہ تھا راز و کز کہ اس شخص سے برت پاتا
 ہوس نے عائشہ کی طرف نظر کی مچھلن کو حیرا رکھا
 تم ان چیزوں کو تو بہرہ لکھا
 مگر جب ہم سارا مصائب سیدہ کو بعد وفات رسول اس غصہ پرچہ
 ظاہر کرتے ہیں تم ہی حید کہ پیش نظر کرتے ہو جس میں کرتے
 ہو اگر تم یہ جو کہ سیدہ کے گھر میں سے لوگ گئے وہ یہ پہنچی اسے
 ہوئی کہ نظام اسلام میں جری و واقع ہو اجماع منتشر ہو جائے
 زوم طاعت رہی، لہذا لوگ دائرہ اسلام سے خارج ہو جائیں جو
 تفرق کر کے انجام تھا، تو ہم نے بھی نہیں کہا جاسکتا کہ مکہ مکہ
 پوری کا ایک اور پردہ کا کشف اسے ہوا تھا کہ اجتماع مسلمین میں
 آئی جو کہ کشف شدی پوری اسلام کا متحد شیرازہ بگشتہ ہو گیا کہ
 انھوں نے سلیمان کو ہوا، تمیل کے اعلیٰ ہی ابیطالب بصومیں
 پہنچیں عثمان بن عفیف کہیں بن جلیہ سے صوابی کیا قصہ کہ
 عائشہ کو لے کر نکلتا رہا اہل نظر سے نفی نہیں لے رہا لوگ جو کہ
 ساتھ مسلمین کا ہیں کہ ان کا خون بہا گیا، پس جب عائشہ کے
 گھر میں ہوا دگرس جہا جہا تو امر بن مسعود نے تفرق کر دیا، حالانکہ
 وہ نہیں ہوا، تو کشف ستر عائشہ بھی ہوا و نہ لکھ دے جہا جہا
 ہر پہنچے کہ کہ جب لڑن قابل میں نہیں ہوتی تھی وہ لیا ہوا

زرقا و بنت عدی و زرقا و بنت

ایک دن امیر معاویہ نے اپنی دو بیادیں زرقا و بنت عدی کا ذکر کیا۔ یہ جنگ صفین میں حضرت علی علیہ السلام کی طرف تھی اور فوج کو جنگ کی ترغیب دے رہی تھی۔ زرقا انکی تقریر کے لڑی ہو۔ امیر نے اسے دبا دیا۔ ہم سب کو یاد ہے۔ دبا دیا۔ ان کے اہلے میں تھا را کیا مشورہ ہے۔ امیر نے دھچکا۔ اسے قتل کر ڈالے۔ سبے کہا بڑی مشورہ ہے۔ امیر نے کہا کیا مہر ہے بیٹے شخص کیلئے دعا ہے کہ حاکم ہو چکے کے بعد لوگ کہیں آئے ایک عورت اس قتل کر ڈالی۔ پھر اپنے کا تکیے بلکہ حکم دیا کہ عامل کو زندہ کر کے بھیجے۔ زرقا کو پورے اعزاز و کلام کیا تھا میرے پاس روانہ کر دو۔ چنانچہ زرقا اور امیر کا منہ ہو گئی۔ اہلاد و حبا۔ امیر نے زرقا کو دیکھ کر کہا خوب لائیں۔ خال کیا سزا ہے۔ اچھی ہوں۔ راہ میں بڑا آرام ملا۔ زرقا نے جواب دیا۔ جانتی ہوں۔ میں نے تمہیں کیوں بلایا ہے؟ میں دلوں کا حال کیڑ کر جان سکتی ہوں۔ وہ خدا ہی ہے۔ پھر کیا علم رکھتا ہے۔ میں نے تمہیں صرف یہ دریافت کرنے کیلئے بلایا ہے کہ تم جنگ صفین میں سرخ لڑتے ہو سوار تھیں۔ اولاد و دین منوں کے درمیان کچا کر رہا دلوں کو جوش ملائی میری تھیں۔ تم نے یہ حرکت کیوں کی؟ اسلئے امیر المومنین ہو گیا۔ دم کش چکی۔ رانا بدل گیا۔ آکھ دلوں کیلئے عبرتیں ہیں۔ آج کے بعد کل ہے۔ دن کے بعد رات ہے۔ زرقا نے جواب دیا۔ سچ ہے امیر نے کہا دانش من نے سنا تم کہہ رہی تھیں۔ لے لوگا تم ایک ایسے نفع میں پڑ گئے ہو جس میں ظلم کی جگہ دینا ہے۔ پھر پھیل گئی تھیں۔ اور صراط مستقیم سے تمہیں ہٹا دیا ہے۔ یہ ایک اندھا گو بھانفتہ ہے جس میں ذکوہ کسی کی سنتا ہے۔ اور کھچکی دیکھتا ہے۔ لے لوگا۔ اچراغ سویر کے سامنے روشنی نہیں دیتا۔ ستارہ جانڈ کے سامنے کوئی دقت نہیں رکھتا۔ پھر اہل گھوڑے پر سبقت نہیں کر سکتا۔ لہجہ کو لو اور ہی کا ستارہ ہے۔ جو ہدایت کا طالب ہے۔ ہم سے ہدایت لے کر یقین چاہتا ہے۔ ہم سے یقین لے، حق گم ہو چکا تھا۔ مگر اب مل گیا ہے۔ پس لے جاوین انصاف ثابت قدم رہو۔ تنگن بھر گئے ہیں۔ ڈونا ہو گیا ہے۔ کلمہ علی قائم ہو چکا ہے۔ حق باطل پر غالب ہے۔ کوئی جلد بازی کر کے یہ نہ کھنڈے گئے کہ کیسے؟ اور کیا ہو کر؟ خدا کی شیت منور ہو رہی ہو کر رہی۔ حمد نیک رنگ ہندی ہے۔ مردوں کا رنگ خون ہے۔ صبر و ثابت قدمی کا نتیجہ ہے۔ یہ وہی ہے۔ ہوتا ہے۔ اس بڑے جنگ کی طرف بڑھو۔ سینے تان کر بڑھو۔ پیچھے قدم نہ ہٹے۔ آج کے بعد کوئی دن نہیں۔ لے زرقا! امیر نے تقریر ختم کر کے کہا۔ تم بہر خون میں مل کر شریک بن چکی ہو۔ اللہ امیر المومنین کی بشارت صحیح ثابت ہو کر ہے۔

زرقانے کہا۔ تو کیا یہ بات تمہیں پسند آئی؟ معاویہ نے سوال کیا: ہاں مجھے بہت پسند آئی۔ خلا میں سے اس کی تصدیق کر دے۔ واقعہ علی کی موت کے بعد تمہاری اُس سے محبت، زندگی میں اس کی محبت سے کہیں زیادہ مجھے پسند ہے۔ معاویہ نے کہا۔ اپنی حاجت بیان کرو۔ میں نے قسم کھالی ہے۔ کہ کبھی کسی میرے کوئی خواہش نہیں کر دوں گی۔ زرقانے کہا معاویہ نے ایک زمین جاگیر میں دے دی۔ زرقا کو پہلے ہی سال اُس سے دس ہزار درہم آمدنی ہوئی۔ (بلغات النساء وعقد الفرید وغیرہ) (از المصلح ۱۱ نومبر ۱۹۳۶ء)

اولئ عہد اموی کی اسلامی فہرست

ایک بڑا مباحظیفہ کے بار میں

سون بنت عمارہ

سون بنت عمارہ حضرت علی علیہ السلام کے جاں نثاروں میں تھی۔ جنگ صفین میں اس کو پرچم پیش خطبوں اور ہجو، بیہشوں نے شامیوں پر عرصہ کا رزار سنگ کر دیا تھا۔ اُس کے بھائی نے نہایت ہمدردی سے شامی شجاعوں کو شکست دی تھی۔ جب امیر معاویہ تخت سلطنت پر ٹھکان ہو گئے۔ تو ایک دن یہ انجیلیہ کی شکایت لے کر دربار میں پہنچی۔ گھنگو اس میں اور امیر معاویہ میں ہوئی تاریخ اسلام کے لوراق نے محفوظ کر لی ہو۔ یہ وہ وقت تھا کہ خلافت طو شدہ کا دورِ حریت ختم ہو چکا تھا۔ اور امیر معاویہ رومی و ایرانی شہنشاہیت کے جاہ و جلال سے تحت خلافت کو دشمناس کر چکے تھے۔ پھر بھی اسلام کی بیدار کی ہوئی لوح حریت کا یہ حال تھا۔ کہ قبائل کی ایک معمولی بڑا صلہ عدت و بارش ہی میں آتی تھی۔ اور نیمبر کسی جھکے سخت سخت مخالفانہ خیالات ظاہر کر دیتی تھی۔ میری نظر سوجھ پوڑی تو بے اختیار پھیلنے لگے کیا تم ہی بد سون ہو۔ جو صفین کی لڑائی میں میری جماعت کے خلاف نہایت جوش و خروش سے یہ اشتہار سنا رہی تھیں۔

شکر فعل البیت یا ابن عمار
یوم الطعان ولسن علی القرآن
لے غزوہ عمارہ تمہارا زانی ہے جنگ جونی میں اپنے آپ کے سے کا زمانے کر دکھا۔

واللہ اعلم علیہ والہ وسلم ورحمۃ
 علیٰ کلِّ مسلمین اور ان کے خاندان کی حاکمیت
 ہندو اُس کے بیٹے کو خوار کر دے
 ان کا امام ابوالمہدی محمد علم الہدیٰ و منافع الایمان
 امام یعنی حضرت علی احمد صمد کے بھائی ہیں۔ ہدایت کا نشان اور ایمان کا مسارہ ہیں
 فقہ المصنف و دیگر امام لو ائہ قدما باب بعض حصارہ و سنان
 اُسے غرور سے بجا اُس کے جھوٹے کے آگے شمشیر اُچار دینے والے کر پیش قدمی کر۔

اُن کی شکلی۔ سورن نے فورا جواب دیا۔ میرا حیا آدمی نہ حق سے وہ منہ پھیر سکتا ہے نہ جھوٹ بول کر
 منہ دت کر سکتا ہے۔ وہ میں ہی تھی۔

تم نے یہ حرکت کیوں کی تھی۔ میرا دیر نے سوال کیا۔ علی علیہ السلام کی محبت اور اتباع حق کی وجہ سے
 سورن کا جواب تھا۔

لیکن علیؑ نے تمہیں کیا بدلہ دیا؟ میرے پھر سوال کیا۔ پھلی باتوں کے تذکرے کیا فائدہ۔ سورن نے
 جواب دیا۔ یہ بات "میرا دیر نے کہا۔ تمہارے بھائی کا معاملہ بھلا یا نہیں جاسکتا مجھے کسی سے بھی اتنی تکلیف
 نہیں پہنچی۔ جتنی تمہارے بھائی اور تمہاری قوم سے پہنچی ہو۔

سچ ہے۔ سورن نے جرات سے کہا۔ میرا جانی حقیر آدمی نہ تھا۔ کہ بھلا دیا جاسکے۔ واعدہ بیا
 تھا۔ جیسا عقیدے اپنے بھائی صحر کے بارہ میں کہا ہے۔

وان صخر الناصر الہدیٰ کاٹ غلع فی دات نار

صخر ہے۔ جس کی پیروی رہبر کرتے ہیں۔ گویا ہاتھ جس کو کھٹی پراگ رو دشمن ہے۔

سچ ہر تیرا بھائی ایسا ہی تھا۔ امیر نے تصدیق کی۔ اچھا کھ میرے پاس کیوں آئیں۔ تم آبا د یہوگ
 سورن صخر کے معاملات انجام دینے والے ہیں گئے ہو۔ سورن نے کہا۔ خدا تم سے ہاری بابت اور ہمارے حقوق
 کی بابت سوال کرے گا۔ تمہاری طرف سے ہمارے یہاں ایسے حکام آتے رہتے ہیں جو تمہاری شوکت پر گھبرائے
 اور تمہاری قوت سے جتا رہی کرتے ہیں۔ یہ ہمیں اس طرح کاٹ رہے ہیں۔ جس طرح کبیتی کاٹی جاتی ہے۔ یہ ہمیں ڈیل

کرتے ہیں۔ ہم بے بس لڑکی کرتے ہیں۔ تمہارا دلی بے بس بن اڑھا ہٹھاری طرف سے آیا۔ اور میرے اکھی مار ڈالے میل
مال چھین لیا۔ اور مجھے ایسی بات کہنے پر مجبور کرنا چاہا۔ جو میرے منہ سے ممکن نہ آ سکتا۔ ہر ایسی حققت علی علیہ السلام سے
انہما بے ساری اگر اطاعت واجب نہ ہوتی۔ تو ہلکے اندھ بھی قوت و استعداد تھی۔

بہر حال اسے معزول کر دو۔ اور ہلکے شکر کے مستحق نہ۔ ورنہ پھر ہم تعین دکھا دیں گے۔ تو مجھے وہ ہلکا
ہی۔ میرے کہا۔ میں نے ارادہ کر لیا ہے کہ تجھے رکش ڈال پر ہٹا کر بے بس بن اڑھا دے گا۔ پس مسجدوں سے نکل کر جھڑ
چاہے دیدے۔ سو دن نے سر جھکا لیا پھر سر اٹھا یا اندھے شر پڑے۔

صلی اللہ علیہ وسلم تصفہ قادیان فیہ العدل مدغنا
مذکورہ جہت اس پر ہے کہ جہاں ہے۔ اور عدل اس میں مدون پڑا ہے۔
مدحہ الحقیقیہ لا یغنی ببدلا حصار الحق ولا یجان مقرونا
مدحہ حق کے ساتھ تھا۔ اسے کسی نہیں چھوڑتا تھا۔ اسکا ہم حق و ایمان کے ساتھ مدحہ کیلئے جڑ گیا
یہ کون ہے؟ میرے انجان بن کر سوال کیا۔ علی بن ابی طالب علیہ السلام۔ سو دن کا ہر جہت جواب تھا اسے
تیرے ساتھ کیا کیا کہ تیری نظر میں ایسا بن گیا؟ میرے بوجھا۔

انھوں نے ہم سے صحت وصول کرتے کیلئے ایک شخص کو مقرر کیا تھا۔ سو دن نے کہا۔ میرے اہل اس شخص کے
درمیان جھگڑا ہو گیا۔ میں اسکی شکایت لیکر امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ آپ اسوقت نماز کیلئے کھڑے
ہوئے تھے۔ مجھے دیکھتے ہی پڑے ہی الطہر ہنر زحی سے میرا حال پوچھا۔ میں نے تمام واقعہ بیان کر دیا۔ آپ نے فرمایا
روئے گئے۔ پھر کسان کی طرف اتر آنا کہ فرماؤ۔ غللا۔ تو مجھ پر میرے علی پر گواہ ہے۔ میں نے اسوقت میری
غفلت پر ظلم کرنے کا حکم نہیں دیا۔ اس کے بعد انہی کے ایک کھل کا گڑھ نکالا۔ اور اس پر کہا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم قد جاءکم بلیغ من ربکم فادفوا الکیل والمیزان
بالقسط ولا تقصروا من اشیائکم ولا تقصروا الاضیف من لقیۃ اللہ بخیکم
ای کہ تم میں منین ممالک علیکم بعیط۔ اذا قرأت کتابی فاحفظ بما فی یدک من حقنا
حقنی لقدم علیک من یقینک عنک والسلام

(تھلے ہمدنگ کی طرف سے تھلے اس لٹنی آجکی ہے۔ لہذا آپ قل ٹھیک ٹھیک کرو۔ لوگوں کا حق نہ ادا۔ زمین میں فساد برپا نہ کرو۔ اللہ کا بقیہ تھلے لئے زاین بہتر ہے میں تم پر محافظ نہیں ہوں میری یہ تحریر پڑھنے کے بعد جو کچھ تمہارے ہمارا کام ہو اسے محفوظ رکھو۔ یہاں تک کہ وہ شخص پہنچے جو تجھ سے کہہ وصول کرنے۔ یعنی اس حکم کو معقول کر دیا۔)

میں نے امیر المومنین کے اہل سے خط لے لیا۔ و امیر اس پر انھوں نے نہ تو کوئی حرج لگائی نہ اسے بند کیا میں نے خدا اپنی آنکھوں سے حرفت پڑھ لیا۔

ابن ابی طالب نے تمہیں حکام پر حوی بنا دیا ہے۔ امیر معاویہ نے کہا۔ بہت دیر میں یہ جہالت سے دور ہو گیا پھر حکم دیا کہ سون کا مال واپس کر دیا جائے۔ اور اس سے اچھا برتاؤ کیا جائے جیسے کہ میرے لئے خاص ہو۔ یا میری پوری قوم کہیں۔ سون نے سوال کیا کچھ دوسروں سے کیا سروکار ہے امیر معاویہ نے کہا۔

تو امیر کیسے کیسے اور دیکھا رہی ہے۔ سون نے کہا۔ اگر عدل عام نہیں تو میں اسے قبول نہیں کرتی مجبوراً امیر معاویہ نے حکم دیا کہ ان کے پردے قبیلے کی بہت خزان کھد دیا جائے۔

(عقد القرین باب حالات وفود و بلاغات النساء) (از المصنف ۲۸ راکتبر ۳۲ھ)

عمید المومنین کی سلامتی نہایت

اردی بنت امارت ابن عبد المطلب

ایک موسم حج میں منصف البر اردی بنت امارت ابن عبد المطلب امیر معاویہ بن ابی سفیان کے دربار خلافت میں حاضر ہوئی۔ میرے ہاتھ تو کیا ہے؟ اردی نے کہا تو نے خدا کی نعمت سے کفران کیا۔ اپنے بھائی ابی سیر المومنین علی علیہ السلام کے حق کا لحاظ نہ کیا۔ اپنے نام کے سوا ایک نیا لقب اختیار کیا۔ (یعنی امیر المومنین کا لقب خود کے حق پر قابض ہو گیا۔ یعنی خلافت پر) حالانکہ اسلام میں نہ تو خود کو نے خدمت کی نہ تیرے آباؤ اسلاف نے تیرے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہرے حق سے انراض و انکار کیا تھا اس پر خدا نے تمہاری قسمتیں بگاڑ دیں تمہیں ذلیل و خوار کیا۔ حق داروں تک پہنچ گیا۔

اشعاعیؒ بول بالا ہوا۔ اگرچہ مشرکوں پر بغض مندی بہت شاق تھی۔ اس دین میں ہم اہلبیت کا درجہ اچھا ہے۔ سب لوگوں سے زیادہ ہے جیسا کہ اللہ علیہ السلام اس حال میں فوت ہوئے کہ مغفور و مرحوم تھے خدا کے حضور میں معزز و پسندیدہ تھے۔ آگے بعد ہم اہل بیت کے ساتھ تم نے وہ بڑا کو کیا۔ جو قوم موسیٰ کے ساتھ خاندان فرعون نے کیا تھا۔ کہ ان کے مردوں کو قتل کرتے تھے۔ اور عورتوں کو زندہ رکھتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہمارا شیرازہ بند نہ سکا۔ ہم پر کبھی سختی کبھی سامان نہ ہوئی ہمارے انتہا جنت پر تمہاری انتہا دوزخ ہے۔

گمراہ ٹہرے ہمارے عربین العاص جو دبا میں موجود تھے۔ بے اختیار پکڑاٹھے۔ اپنی زبان رک شرم سے آگے نہ بڑھی کر۔ تو کوئی بے تیری ماں ہے۔ اردی نے غلگی سے کہنا عربین العاص۔ لوگوں نے جواب دیا اردی نے کہا۔ تو محمد سے بولنے کی جرأت کر ہے اپنے عیب چھپے رہنے دے۔ اپنی خیریت منا۔

واللہ! تو تیریش میں تو نہ خالص مناسب رکھتا ہے۔ نہ اچھی اصلیت کا الگ ہے۔ یہ قوت بڑھایا جو زبان ہی اٹھانے کے کہا۔ تیری بیانی بھی تیری عقل کے ساتھ عاجلی ہو تیری شہادت معتبر نہیں۔ صاحب نادے تم بھی بولے "امدی نے کہا ماہر حکم سے زیادہ تو سفیان بن اکارث بن کلدہ سے زیادہ مشابہ ہے۔ پھر وہ علویہ کی طرف مخاطب ہوئی۔ واللہ ان لوگوں کو تو نے ہی مجھ پر جرات دلائی ہے۔ حالاکہ تیری ماں اُحد کی لڑائی میں حیرہ کے قتل کے بعد بکرتی تھی۔

لحن جز نیا کم بیوم صدر والحرب یوم ذات معبر
ہم نے تمہے جنگ بکا بلے لیا۔ لڑائی۔ لڑائی کے دن آگ کی طرح شعلے رکھتی ہے
ماکان عن غنیہ فی من صبر ابی دعی و اسخی و صہری
مقبہ (ہذا باب تھا) پر مجھ صبر نہیں ہو سکتا تھا۔ میرا اب چچا۔ بھائی شہر انھیں میں بھول نہیں سکتی تھی
(یہ سب جنگ بعد میں قتل ہوئے تھے)

شفیت و حشی غلیل صدری شفیت نفسی و قضیت نذری
اے وحشی (قاتل حیرہ) تو نے میرا دل ٹنڈا کیا۔ میری منت پوری کر دی۔
فشا و حشی علی عمری حلی تغیب عظمیٰ فی قابری

دشمن کا شکریہ عمر بھر بجا رہا ہے۔ بیان تک کہ میری ڈیاں قبر میں غائب ہو جائیں۔
تیری ماں کے جواب میں نے کہا تھا۔

یا بنیت رفاع عظیم الکفر خزیذت فی بلاء وغیر بدر
لے بیوقوف بڑے کافر کی بیٹی - بد میں اور ہر دن میں تجھے رسوائی لے
صبحک اللہ قبیل الفکر یا لها شمیم الطوال المرھر
خدا تجھ پر صبح سے سداؤ دے۔ غریبیت انہیں کی غارت گری نازل کرے۔
بکل قطاع حمام نصیری حمزہ لشی وعلی صقری
تجھ پر اس سے تجھے کاٹے حمزہ - میرا شیرے اور علی میرا باز ہے۔
هناک وحشی حجاب الستور مال لبقا یا بعدھا من فخر
دشمن نے تجھ کو بھائی کی طرح سے تیرے بعد کوئی فخر باقی نہیں رہا

تجھ بار بار پوچھا۔ امیر معاویہ نے عمرو بن العاص اور مروان بن الحکم سے کہا۔ تمہیں نے اس خاتون کو کبھی
خفا کر دیا۔ اور یہ باتیں سنائیں۔ پھر اردی سے مخاطب ہوئے۔ پھر بھی انہی ضرورت بیان کرو۔ عورتوں کی
یہ یکو اس بند کر دو۔

مجھے دو ہزار۔ دو ہزار۔ دو ہزار پورے چھ ہزار دینا دو۔ اردی نے مطالبہ کیا۔ پہلے دو ہزار کس لئے
امیر نے سوال کیا۔ میں عارث بن عبد المطلب کے خاندان کیلئے کھیتی کی زمین میں کنواں خریدوں گی۔ اردی نے
جواب دیا۔ تم نے بہت خوب سوچا۔

امیر نے کہا اور دوسرے دو ہزار؟ خاندان عبد المطلب کے (جو لوگوں کی شادی کر دی گئی)۔ بہت خوب۔ اور
تیسرے دو ہزار؟ مدینہ کی گرائی اور زیارت بیت اللہ کے خرچ کیلئے۔ بہت خوب خیال ہے۔ میں نے منظور کیا
تمہاری خاطر ہمیشہ مدنظر ہے۔ امیر نے خوشامد سے کہا تمہاری دیو چپ رہ کر میرے سپر سوال کیا۔ پھر اگر علی
موجود ہوتے تو وہ رقم ہرگز منظور کرتے ہی نہ ہو۔ اردی نے فوراً جواب دیا۔ علی لانت افکار تھا خلیفہ کے حکموں پہ چلتا تھا
مگر تو نے اپنی لانت مناج کر دی خدا کے الہی خیانت کی۔

خدا کا مال غیر مستحق کو دے ڈالا خدا نے اپنی کتاب میں مختاروں کے حق مقرر کر کے بیان کر رکھے ہیں مگر تو نے خدا کے حکم کو چل نہیں کیا۔ لیکن علی نے میرا بچے حق لے لینے کیلئے بار بار بلایا۔ خدا نے ہمارے لئے مقرر کر رکھے ہیں۔ مگر انہوں نے تمہاری اڑائی نے انہیں جہاں انتظام قائم کرنے کی صلت ہی نہ دی۔ میں نے تیرا مال نہیں ہٹا کر لیا جتا ہے۔ میں تو صرف اپنا حق مانگتی ہوں۔ ہم دوسروں کا حق لینا جائز نہیں سمجھتے کہ جسے ہانت ڈٹیں یہ بعد تیری مصیبت سخت ہو جائے۔ تو اپنی زبان پر ملی کا ام لانا ہی۔! بھروسہ نہ لگیں۔ یہ شعر ان کی زبان پر تھے۔

الارباعین دحیٰک اسعدینا الا و ابکی امیر المؤمنینا

اے میرے چاروں دوستوں میرا سچا دوست ہے۔ اے امیر المؤمنین پر خوب آنسو بہا۔

زرنیا خیر من ركب المطايا وقار سہا حسن دلب السفینا

ہم نے اس سب سے اچھے کو کھو دیا۔ جو کبھی گھوڑوں پر یا کشتیوں پر سوار ہوے۔

ومن لبس النعال اولحتندلھا ومن قرا المثنیٰ والمنيٰ

اور جنہوں نے زہین پر قدم رکھا اور جنہوں نے مثنیٰ قرآن پڑھا

اذا استقبلت وجہہ ابی حسین رائت البدر دواع الناظرینا

جبکہ اپنے چہرہ کو دیکھا پہلا دیکھا ہی جو سب کیلئے والوں کو حیرت میں ڈال دیتا ہے۔

ولا للہ الا النسی علیا وحسن صلات فی الورا کھنا

نہیں باقی ہے سوا کے نسی علیا۔ ذکر کو کرنے والوں میں اسکی بھی نماز قبول ہو سکتی ہے

امی الشجر الحرام فحتموتا فخر الناس طرا اجمعینا

تو نے اہ حرام میں سب آدمیوں سے اچھے آدمی کو مار کر ہمیں مصیبت میں ڈال دیا۔

معاذیہ نے انہیں بچے ہزار دینار دے دیے۔ لہذا۔

یہ بھی اے بطرح چاہو۔ فرج کرو۔ یہ جو جب کبھی منزلت پڑے اپنے پیچھے کو کھنا۔ وہ بطرح

تمہاری جگہ کرے گا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

غیبت امام علیہ السلام

نور و غیبت دو حال ہیں جو باہر ظلمات خدا میں ظاہر ہونے رہتے ہیں اور ان کی قیود اور اوضاع عامہ سے مجھے متعلق
 مسلم نہیں تھی آفتاب عالم تاب جو اپنی انوار میں نور و انوار کے شعلے سے وہ بھی شام ہوتے باس غیبت میں نظر آتا ہے اور صبح
 ہوتے حالہ ظہور میں ایم و اہتاب شب تاب بدن میں جو ان نشین اور رات میں مختلف الظہور ہے لیکن حقائق کی فہم اس کی
 غیبت کیلئے مخصوص ہیں تمام سیارات اور ثوابت میں بھی یہی نظام ہے کہ چونکہ نظام دوسری عالم اس سے اس کا تعلق نظام
 بطوریکہ کی بنا پر ملک ہے اور نظام فضا وغیرہ کی بنا پر زمین سے ہو ایک حصہ ملک یعنی ۷۰ بروج ایک وقت میں اپنی
 پر ظاہر ہوتے ہیں اور ۷۰ بروج غائب ہوتی ہیں میں مطلع ان کے سیارات اور ثوابت کو بھی ظاہر رہتے ہیں کبھی فاجر خطا
 مردک بدقت خواب نادار چشم میں حرکت گزیر رہتا ہے اور وقت بیداری میں ظاہر رہتا ہے اور میں صبح وقت ظہار
 مروج پر اور شام عزالت ان سب کیلئے ہر وقت غیبت پر ابھرتے ہر شے میں تفصیل کرنے کی ضرورت نہیں کل عالم میں
 حالات اور کیفیات کا زیر نگین ہر اس میں زندگی و انوار پر نہ تردد نہ کوئی شبہات کے کام نہ کرے بلکہ بدو غیبت
 آفتاب کے طلوع پر ایمان لائے ہوئے ہیں اور اس کے طلوع کے انتظار میں اپنے تمام امور میں کئے ہوئے ہیں اس کا جلی
 سبب جو ہر صاحب عقل پر روشن ہے کہ چونکہ ہر وقت غیبت عدم کا نام نہیں ہے بلکہ وہ ہے موجود کے اختفاء کا نام ہے جو ہر
 اس کے وجود پر ایمان لایا ہے کہ کوئی چیز کیوں مانع ہو یہ بالکل موقوف بات ہو کہ ان میں جناب یقوب اور مصر میں جناب
 یوسف عظم و صمد میں دودھ دیتے مگر بیچ میں ہر وقت غیبت لفظ غیبت اور سبب الامم فرق تھا ان تمام غیبتوں میں بال زیادہ
 کوئی ظلم نہ دیکھا نہ سبب نہ شک بلکہ تمام اہل عقل بات پر متفق ہیں کہ نظام مصلحتی کا اقتضا یہی ہے کہ ان اہل حکیم کو
 حکمت کے پیر سمجھا جائے لیکن جو غیبت نام زائد بلکہ مذکور ہو اس کے خلاف کیا جاتا ہے تو تمام سابق کی مثالیں غرض
 ہر حال میں ہر عالم پر ہر ملک کی چھ پر کیا جاتی ہے جن میں نہ برابر بلکہ حقیقت نہیں ہے ہر اسم میں ہے جو رہا ہے اس کا سبب
 کہ یہ غیبت کے کھدوں میں ہو کہ اس کے حقیقت اس کو ہر کی نظر سے کہیں اور اباب کے لئے امراض میں کہ یہ غیبت
 ہونے کا قائل مستعد بن گیا ہے ہم دعا اب جناب ہر حال کے عباد پر عام ہیں اور اس کی حقیقت کے لئے

شہ نہیں ہو اس کی توضیح کی ضرورت نہیں بلکہ فاتر قرآنی ای قدر لفظہ اللہ لا تخصوها اسکی مصرح ہو جو دنیا پر
اور دنیا پر بھی انھیں تعلیم نفوس سے جو بہ داریت اہم اور رعیت لال و توت پر اور یہ وہی چیز ہے جو بقاعدہ لطف جہا
باری کی حکمت اور رافت کو دیکھتے ہوئے ضروری ہے جو کی تفسیر کلین اہل اسلام جو جب کیا کرتے ہیں یہ وہی ہے جو
انہی پر اب اور اسکے بھیجے ہوئے انبیاء میں آئے ہوئے اور آئے رہے انبیاء کے ساتھ ان کے امتوں نے جب بدلوں کی
کی تو یہ کہ یہ عالم کفرانِ نفی کو مامور ہے اور احسان کا مقابلہ اسات سے تھا اسے غمخت عذابوں سے ان کا سامنا کرنا
جیسا کہ تالیان کتاب پر روشن ہے جو فیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر لال کے بعد جبکہ سلسلہ انبیاء قطع ہو چکا تھا انہی
سلسلہ اور دنیا شروع ہوا جو بعض رسول اور حکم عقل حکم و ان تک مند ہو گا جہاں کفران کی حکومت جائے گی اور سلسلہ
تکلیف باقی رہا حدیث ثقلین اور دیگر اشارات نبوی اسکے مصرح ہیں جب جو مصمم ہر عصر اور ہر زمانہ میں ضروری
ہو ا کہ کتاب باری منظوراد و حدیث نہ ہے تو مصلحت باری کے سوا اور کیا کرتی کہ اسکے وجود کو ہر غیبت میں مجاہدے
ا کہ سبب وجود مکلف نور تو نقص غرض خلقت عالم لازم آئے ان مطالب کی توضیح کیلئے اولاً درصیات حضرت ختی
مرست کے حالات پر نظر ڈالو اور وہی از دہم تک ایک ایک مسئلہ کے حالات پر تفصیلی نظر ڈالتے جاؤ تو تعین معلوم ہو چکا
کہ جہاں وصفت انسانوں نے کیوکر اچھا ہی کا مقابلہ برائی سے کیا اور کیوکر ہدایت کا مقابلہ ضلالت سے کیا اور کس قسم کے
انہوں نے ان پر اشارتوں کو خاموش کر دیا گیا رہیں وہی تک قدرت نے علم سے کام لیا اور ہر غلطی خاندانہ
انوار کے اظہار سے منور کر دیا ہے لیکن جب عند نقیائے بنی اسرائیل کے پہا ہونے میں صرت ایک کی گنجائش نہ تھی
اور اسکے بیکہ امتداد کی ضرورت تھی تاکہ کسی زمانہ کو کسی زمانہ پر اسات میں ترجیح نہ رہی اسلئے اسے اس شے کے گدھاؤں
غیبت کا جھکا کر لیا اس بیان کا نتیجہ یہ نکلا کہ غیبت کا جو خدا کے جانب نہیں ہو بلکہ بندوں کے جانب ہے اور
جب سبب عباد ہی کی جانب ہو تو وہ اپنے کردار کی سزا بھیجی جائے نہ یہ کہ اس پر اعتراض کیا جائے یہ ایک عام قاعدہ ہے
جو سلطنت الہیہ میں جاری ہے کہ امت سے انکار کرنے والوں کو زبردستی امتیں نہیں بنائی جاتیں بلکہ وہ کفرانِ نعمت کے نچوالے
ہمیشہ جاتی ہیں مثال میں جو کہ اگر کوئی شخص لڑائی لگھڑائی سے برہم ہو اور کچھ کہہ دے کہ میں نے تو چند زمینوں میں لگایا
تو غائب ہو جائے گا اب اگر وہ اس سال کا مروج نہیں ہو کہ وہ قادر النور ہو چکے کہ میرا قدر کیوں غائب ہو گیا اسلئے کہ
غائب ہونے کا سبب خود ہوا یعنی یہی مثال غیبت کی سمجھنا ہے یہ قاعدہ طہارت میں نظر کرنا اور اسطرح ہوتے ہو

جی لکوں کو اطلاع ہو وہ اس بات کو خوب جانتے ہیں کہ اگر کسی ذبحیت کی شاخ کسی طرف ٹھہری ہو اور اسے قطع کر دیا جائے تو وہ پھر اس طرف کو بچھے گی لیکن اگر بچے اور بچے اس طرح کا عمل کیا جائے گا تو قوت انہی میں اس بات کا احساس پیدا ہو جائے گا کہ اس طرف سے اب بڑے کی جگہ نہیں ہے لہذا حال اب نامیہ دوسرے سمت کو اپنا منہ پھیرے گی یہی کیفیت اس وقت کی سمجھیں کہ تواریخ نامیہ مخلوقات کے وجود میں دخل ہے یا نہ ہے تو صحیح عالم اپنے ظہور سے کامیاب کرتی رہی اور نہ ظہور میں وہ فرع نامی قطع کر دی گئی لہذا حال اسے اپنا رخ دوسرے جانب مڑوا اور اس کا نام غیبت رکھا گیا اب تا وقتیکہ موجود عالم اپنے حکم حکم سے اس وقت کا رخ پھر نہ عالم ظاہر کی طرف پھیرے وہ پھر نہیں کسی معتبرا الزام اس سلب حجت کا ہے وہ قدرت پر نہیں ہے بلکہ آن خدا میں پرستے جنہوں نے اس حجت کا راستہ روکا حکم ہجرت اور ہجرت کے اندر بھی یہی مصلحت تھی رحمۃ اللعالمین اس لئے مبعوث ہوئے تھے کہ وہ ظاہر ہو کر مطلق کو قائم ہو جائیں لیکن چونکہ منادیہ قریش نے قتل کا بیڑا اٹھا دیا تھا اور ان کی رائے اس بات پر جرم گئی تھی کہ ذات بیلا جناب رسالت کا صفہ ہوتی ہے خداوند بکبریا رب العزت نے ایسی وقت میں غیبت کے سو کوئی اور چیز تو جو نہیں فرمائی بلکہ نبوت کیلئے فائزینی تجویز کی اور اس پر بھی عنکبوت سے حجاب قرار دیا جو مصلحتیں ۱۲ کی غیبت کیلئے منجلا ہے ہوں وہی پونے کی غیبت کیلئے سبب واقع ہوئے طول غیبت اور قصر غیبت کوئی قابل حدت فرق نہیں کر سکتا کیونکہ جب تک اسباب غیبت کا طول ہوگا اس وقت تک سبب بنی غیبت کو بھی طول ہوگا اور اگر وہ اسباب بطی اقیام نہ ہوں گے تو ان کی مدت بھی کم ہوگی اور مدت غیبت بھی کم ہوگی جناب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ کے اسباب غیبت بطول اقیام نہ تھے اس لئے غیبت بھی بطول نہیں ہوئی اور حضرت ام و ہام کے لئے چونکہ اسباب بطول میں اس لئے غیبت بھی بطول ہو اور اس میں قتل کیلئے ذرہ برابر عمل استیفاء نہیں بلکہ غیبت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زیادہ سے قابل اعتناء ہے کیونکہ سلسلہ تبلیغ کی ابتدا واقعی اور وہ انتہا اور کمال تک نہیں پہنچا جب ایسی صورت میں غیبت جائز ہوئی تو بہ کمال تبلیغ کا کمال زمین کیونکر اور کیا استیفاء ہے اگر وہی رکھا جائے کہ ایسا ہو سکتا ہو اور ضرور ہو سکتا ہے لیکن غیبت فرع وجود ہے اور جو خشک گوشت نہ معلوم ہوا یا نہیں ہوا پر حسب وجود ہی میں شک ہے غیبت کا یقین کیونکہ ہو سکتا ہے تو ہم اس کا جواب یوں دیجئے کہ شک واقعی شک نہیں ہے بلکہ جو شک ہے وہی ہے یا اٹھا کر نہ میں وہ اپنے دل نشین شبہوں کی وجہ سے کلام صادق میں شبہ کرتے ہیں یا اپنی

جے عقلی کچھ سے دلیل عقل کی طرف توجہ اور التفات نہیں کرتے۔ یہ امر کہ وہ کلام صادق میں خبیثہ کہتے ہیں یہی سبب
مراد ہونے قل جاب خاتم النبیین صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم ہے جس میں اتفاق و موافقہ و اتفاق پر توجہ اور موافقہ و اتفاق
بعد و تقابلی بنی اسرائیل قرار دی ہے اور نہ جس قرآن مجید بارہ میں اب اگر اعتقاد نہ کر لیا ظاہر خلفاء المسلمین
پوری کیا کہ قرآن الہی کے فرض کے خلفاءت زراعت میں اللہ نیا ان میں قابلیت خلافت نہیں ہے لہذا نشان
اللہ میں جو فرض و غیر ذلک سب کچھ ہے لہذا وہ سلسلہ ہرگز مراد نہیں ہیں جو اہلسنت پر توجہ کرتے ہیں بلکہ یہ یسین
بھی بخلاف قرار ہوتا ہے اب یہ گیارہ سلسلہ جو فرقہ اثنا عشریہ قرار دیتا ہے اسی میں حق منحصر ہے اور اس کے اسکا
قبضہ فرقہ اثنا عشریہ ہے دوسرے ہر کہ قل جاب رسالتکما بصلی اللہ علیہ وسلم من ماضی و لعلہ صحت امام و
فقد مات مینہ جاہلیہ (جو شخص ہر کیا اللہ نے اپنے ام زمانہ کو نہ پہچانا اسکی موت موت جاہلیت
ہے) مشہور معروف ہے جو رکھ رکھا راہلسنت ہی نہیں کرتے۔

ہم اس حدیث مبارک سے جیسی حضرات اہلسنت تسلیم کرتے ہیں کہ بینہ انشا انقضیٰ بحث کرینگے لیکن اس وقت
توجہ لازم یہ کہتے ہیں کہ ہر عصر اور زمانہ میں ایک امام ہوتا ہے جس کا نہ پہچانا کسی انسان کیلئے موت جاہلیت کا باعث
ہوتا ہے ہر انسان مائل جسے الفاظ سے مائل اور مائل سے مطالب سمجھنے کی عادت ہو وہ اس حدیث سے
سمجھ سکتا ہے کہ حدیث ہر عصر میں ایک امام کو دھجی خبر دی ہے جسکی امامت واقع میں ثابت ہوتی ہے یعنی پنجاب
اللہ وہ خلیفہ الارض مقرر ہوتا ہے کہ وہ لوگوں کا بنایا ہوا امام ہو کیونکہ مسلمانہ مردم جائز و خطا کبھی بھی
رتبہ پر نہیں پہنچ سکتا جس کا نہ پہچانا موت جاہلیت کا باعث ہوا نہ نیز یہ بھی ممکن ہے کہ کسی شخص بعد وفات
رسول اللہ قبل ان تعداد اجماع سقیفہ سرگیا چوتویہ زمانہ بعد امام سے خالی ہوگا اور اسی موت کا موت جاہلیت قرار دینا
ظلم ہے کیونکہ نہ پہچاننے والے کا کوئی تصور نہیں ہو سکتا کہ اسی یعنی قبل ان تعداد اجماع امام کا دعویٰ نہیں ہے پھر
ایسا شخص کیونکہ قابل الزام ہو سکتا ہے اب ہر عصر میں پنجاب امام کی امامت ہوتی ہے جسکی معرفت کا
موت جاہلیت کے بطور کرنے میں دخل ہوتا ہے۔ جب ہر زمانہ میں ہوتا ہے تو ہر زمانہ میں ہی امام کا دعویٰ
ضروری ہے اور صفت امامت و عصمت کسی ذات کا پتا نہیں لگا گیا اسی امام مفروضہ اطاعت کا جس کے ہر جگہ
عالم واقع قابل ہے۔ (اللہ اعلم)

[illegible]

المشتر من مرزا سید حسین علی خان صاحب المصنف فی کون کو بیٹ لکھنؤ

<p>ہیل میں جلد اول پہلا نمبر دفترین بالکل باقی نہیں حضرات نوٹ کر لیں - اگر کوئی صاحب نمبر نہ کو غایت فرماتا چاہیں تو وہ دفتر سے آٹا کٹے کے ٹکٹ وصول فرما سکتے ہیں۔</p>	<p>سہیل میں جلد اول و دوم کی اگر نہ دے: دین مجاہدات کے بچنے کی خواہش ہو تو دفتر سے طلب کیجیے مجلد چار روپیہ للعم غیر مجلد بیس محصول: مہترہ یاد</p>	<p>الکاظم تاریخ الامم کاظم علیہ السلام ہدم الماسکس تحفینق صدیق فرطاس ۵ شرح الاحکام شرح میراث ہمد شرایع الاسلام بیہ</p>
---	---	---

نوٹ جو حضرت دوزخ دیدار فرما رہے تھے ان کا چند بے وقوف ترین بھی بچے ان کو سہیل جلد اول بلا قیمت حاضر کیا جاسکتا تھا۔

جانبیہ تفسیر کے تحت جہنم کے معنی میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جو کلمہ بیان کیا گیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص اللہ کی تعظیم میں اپنی جان قربان کر دے وہ جہنم میں داخل ہوگا۔

اعلیٰ درجہ کی خوش ذائقہ ہاضم اور تقویٰ معززہ دوا

ملک کی کس اصلاح کرنیوالی درمطالعہ کو دیکھ دینے میں ہو سیریں آج بہت بڑے بڑے دینوں کا آسمان ہستہ
مومنوں اللہ دے دے والی بیک بھائی جو ہمیشہ کے ساتھ پوری غذا کرکٹ کی صلاحیت پیدا کرکٹ والی - ش با کولہ اور دشمن
مزارعہ - دسیہ کو چھٹیوں میں ہو کر دینے والی فتنیں جو پیش حد کو ہتھم کرنے والی کل بریت کو باقی عینت و بی عمدہ کی تمام ستائیں دارکر
قوت کا ہمنامہ ہو چکا نیویں ہضم معجے کے ساتھ خور و نام نہاں ہو گئے ، کو تو بیست سال میں یہ عین صاف اضلاع کرنیویں گروہوں میں حضرت
پیرا کر کے طاقت مرد گئی ، ٹھکانہ والی صورتوں کے ایامی سبب انت اندگی کو کھٹک کرے بقعدہ دستاویں - حرات ہر ہر دے
آئی کو مو قع آئیوالی بچوں کو کون جو انوں پر دھندلے اور صورتوں کی تندہی قاطعہ دھندلے دہی ، را کامیاب دواں کی جو جوبانے
سینہ کر شمعوں اور سبب اثرات کی وجہ سے ہر گنہ و گنہ میں لکھیں اور ان کے بیچ میں چوراء اثر باقی ہو اہو خوش
یہ ہے کہ بچہ کس شوق سے مانگ کر کھاتے میں عورتیں تندہی کی پوریہ کھینے لگی ہیں
مرد غریب و مفقرین حرز زبان بیکر ستمو کھینے لگے ہیں - ان صاحب معین کو بہت کرسے ہیں کہ کوئی کا استعفی کر دینے شوق
میں ملک غریب یہ بیاتوں کے ہوت و دے خاندانی فانیہ غریب پیدا درجن ملک کر غریب کو نمک دینے ہیں اگر سب باجی دلی
چاہے تو قانہا سہی منگائیے اور آواز سب اور زندگی کا کلف اٹھتے قوت فی شیش جیار ہنہ نعلوں کے علاوہ مقرر سب جو کہ
ایک سے چالیس تینوں کے مصارف و اخراجات پیمانہ چرتے ہیں اس لیے ہر سہرے کم کھانے میں آج کا سنا رہا ہے -

ہر گھر میں اس کی ایک شیشی موجود رہنی چاہیے

جناب اٹیسر صاحب رسالہ اسرافیلہ لاہور میں منسلک جلد میں اوراق فرماتے ہیں "سفوف کوئی اعلیٰ درجہ کی خوش ذائقہ ماضیہ اور متقی عمدہ دھار یا بخارزدہ تاجیناب حکیم خاقان مولانا عرش سی صاحب دہ لفظ جو جرعی خراب و مرمطال ہو اسے سیر فیضی غرور اور کولہ وغیرہ اس حق کیلئے بھی علاقہ ہے جس میں العلماء مرکا علامہ حارث صاحب قلعہ تہذیب اسلام آباد کہتے ہیں صرف کو استعمال کیا اور سفید یا اور تھکساں مہر دینے ہی ہتھال کیا اور سراج التائیر یا مہر گوین اسکی ایک نشانی موجود ہے یہی چاہیے تاہم بوقت ضرورت کارآمد ہو جس کے ترجمہ سے تمام کا ترجمہ ہرگز ہوگا۔

نفل تحریر سرکار حجۃ الاسلام علامہ حاضری صاحب فیض محمد نجیب
دین نے تمہیں خود استقلال کیا نہایت مفید یا بہت ہی
مصلح اور اور بے ضرر ہے (خاضری)

یہ سفوف و اعصاب ہم طعمہ اور کمر دردی معده نفخہ و زقار و دیگر
کے دلائل میں سے ہیں میرے دیگر اجزاء بے مفیدہ یا با کثرت میں
کم ہے مگر نفخہ میں زائد ہے (نیر سہیل میں)

ایف۔ اے۔ ہاسٹی حفیظ گنج بنارس سٹی

ہاتھمجامحواذناطرحی رین وکھو ریا طیر کھنویں جھیا پانواع اب الی دیر ویاشر وقرین رین ریا طیر کھنویں

12 345 6789
MUSEUM LIBRARY
Printed Books
Dt.



11 9142

بٹائیں۔ صرف تلاش ہی بن نہیں بلکہ میں ایسے حضرت کے مضامین کے لیے ہر اشتیاق و ہمت آؤ ہوں، البتہ اتنا عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ مضمون کے حدود و مروج و غیر مروج کو نظر انداز نہ فرماؤ اور اسے حسن و جوح کو وہ کسی حیثیت اور کسی طریقہ میں ہر نظر رکھیں۔

اتنی التجاؤں کے بعد کلن ہے کسی طبیعت میں برہمی انزہا پیدا ہو جائے۔ لہذا تفریح طبع کے لیے ایک لطیفہ بھی سن لیجئے اور وہ یہ ہے کہ ایک سست سے شوق رسالہ ماہ رمضان کے فضائل لکھتا ہوا بدستوری سے مفطر اور غیر مفطر کی ذیل میں یہ عبارت لکھتا ہے۔
 ”دانتوں میں گوشت وغیرہ کا ٹکڑا رہ جائے اور اسکو باہر نکال کر نگل جائے
 روزہ ٹوٹ جائے اور اگر اسکو باہر نکالے بغیر کھا لیا تو اگر چنے کے برابر با۔
 اس سے زائد جو روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔“

اب عبارت میں اتنا ربط اور فیجیہ کہ اگر چنے سے کم سورا یا ماش یا مونگ کے برابر جو روزہ نہ ٹوٹے گا عقل اس مطلب کے سمجھنے میں دشواری پیش کرتی ہے خدا معلوم اسکی کم کیا ہے کہ اگر چنے سے کم ہو تو روزہ نہ ٹوٹے گا اور اگر گوشت کا ٹکڑا چنے کے برابر یا اس سے زیادہ ہو تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ میں نے اس مطلب بہت غور کیا جبکہ حل اسکا مجھ میں آسکا وہ ہر یہ ناظرین ہے۔

در تشریحی میں تفسیر آیت یوذا احمد کھوان یا کل لحم لخیہ۔ کیا تم میں سے کوئی یہ چاہتا ہے کہ وہ اپنے بھائی کا گوشت کھائے؟ کے ذیل میں یہ واقعہ لکھا ہے کہ غیبت کرنا لوگوں کے لیے یہ مثال جناب باری نے پیش کی ہے چنانچہ حضرت عائشہؓ اس صنف میں داخل ہوئیں اور رسالت مآب نے ان سے کہا غلال کرو جب انھوں نے غلال کیا تو گوشت کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا دانتوں کے جوف سے برآمد ہوا۔ اس روایت کے دیکھنے کے بعد اور عبادت مذکور کو اس سے ربط مینے کے بعد یہ نتیجہ برآمد ہو سکتا ہے کہ گوشت کا ٹکڑا جو برآمد ہوا تھا وہ چنے سے کم تھا اور یہی وجہ ہے کہ بتصدق وہیں عائشہؓ مفطر بنیں ہو سکتا۔ ورنہ اس کے کوئی معنی نہیں کہ چنے کے برابر مفطر ہو اور مونگ کے برابر غیر مفطر۔

مشورۃ اللہ

الحمد للہ کہ اس نمبر کیا تو سہیل میرا تیسرا دور ختم ہوتا ہو اور دورِ رابع شروع ہوتا ہو، جو انشاء اللہ اسکی ترقی و نیکادہ دار ہو، اس سال یومِ مین، کچھ تاخیری لغزشیں سہیل سے ہوئیں وہ مجبور یوں، کموجہ سے تقاضے عفو یقین اور مین، وہ اُسکے لیے معافی خواہ تھا اور آج بھی ہے، جن حضرات اُسکی امداد و یار و دست کی ہے اُنکا ایسی طرح شکر گزار ہے جیسا ان حضرات کا جو اُسکے قلبی مساوین کی صفت میں ہیں۔

اس شکریہ اور اس معافی کے بعد اب اُسے کچھ عرض کرنا نہیں بجز اُسکے کہامتا داری کے تھکا۔ سخت میں اگر اُسکے قدیم غیر متزلزل ذمات نظر کریں ہوں تو اسے شل سالہائے گزشتہ پھر اس شرف کا موقع دیکر اپنے زراعت کاامتا داری بنا دیکھئے جو ٹھیل کی شکل میں ماہ ماہ آپ کا انشاء اللہ ہو چکا ہے۔ یہ التجا دو ماہ قبل سے برابر مستمر ہے اور اس نمبر میں پھر یاد دہانی کیجاتی ہے کہ وہی کی دشواریوں پر مبنی اور کی سہولتوں کو ترجیح دیجئے تاکہ طرفین زیر باری سے بچیں۔

اتجا کر آجا ونگا اور یاد دہانا جا ونگا اگرچہ جانتا ہوں کہ اکثر حضرات بغیر وی۔ پی زراعت بھی بنا نہیں جانتے کیونکہ اُنکا جو دھرویت بغیر اس تحریر کے متاثر نہیں ہوتا اور ان کی طبیعت دشوار پسند دشواریوں ہی میں سہولت دیکھتی ہے سچ ہے کہ مشکلین اتنی پڑیں مجھ پر کہ آسان ہو گئیں۔ نے بہر حال اطلاع عرض ہے کہ ماہ شوال کا رسالہ تاخیر سے اور ذیقعد کا رسالہ زرخندہ وصول ہو جا پر سہل چوگا لہذا تاخیر آخر کے ذمہ دار آپ ہونگے نہ ہم۔

شعبان نمبر میں جو مضمون اللہلال سے منقول ہے وہ جناب شبیر حسن صاحب ترمذی مدرسہ رے چمپاری کا بھیجا ہوا تھا جسے ہنے مرل کے خواہش شائع کیا۔ بعض وجوہ سے مرسل کا نام عنوان مضمون کے تحت میں گھنار گیا جسکے لیے ہم معافی خواہ ہیں۔

سہیل کے قلبی مساوین بہت کم ہیں۔ بعض حضرات نے اس جانب توجہ فرمائی ہے اور بعض حضرات اس خیال سے نہیں سمجھتے کہ شاید اُنکا مضمون سہیل میں طبع نہ ہو، اگر ایسا خیال کیا ہے تو وہ غلط ہے، میں تو ایسے لوگوں کی تلاش میں ہوں جو سہیل کی قلبی اعانت میں میرا ہاتھ

نوح شہید صائم علی الامام

بہشت داؤل

سر پر دین وہ تیرا دج اور وقار کیا ہوا کلام حق ترا وہ پہلا عمت مبارک کیا ہوا
بنی کے دوشس پاک وہ ترا سوار کیا ہوا مہ صیام تو تباہ روزہ دار کیا ہوا
جو ہو لاپنے آپ کو مگر خدا کی یاد میں

دہی برائے اہل دین صراطِ مستقیم تھا وہی مقام وحی میں مصاحبِ ندیم تھا
بنی کے طور و دوشس کا فقط وہی کلیم تھا یہ بندہ بھی جواد تھا خدا اگر کریم تھا

وجہ بذل وجود میں فریدِ عدل و دادین
حیاتِ اکی ہیثال موت کی نے نظیر بنی کی طرح لا جواب کا اول و اخیر
ولادت و شہادت کی بہت حق بینِ نکیر بنی سے شہر بار کا علی سا چلے دے زہر
یہی دکھائی دے رہا ہے چشمِ اعتقاد میں

یہ بحث کیا ضرور ہے کہ کپ اتفاق تھا خدا کے حکم کے خلاف جو بھی تھا نفاق تھا
خدا کا امتثال امر جاہلون پہ شاق تھا اسی سے مرگِ مصطفیٰ کا نمٹ تھا نفاق تھا
کہ خواہستگارِ سلطنت لگ رہے ہا دین

شقی ترین اہل دہر دے بلا جود ہے ایک قاتلِ امام ایک عاقرِ ثود
یہی نبی کا قول ہے یہی مقولہ و دود قدار ایک دوسرا تھا ابنِ ملجم جود
ہم تھیں نامراد یاں قبیلہ مرادین

رد المول

از قلم بلاغت رقم خباب پرنس سید محمد عباس صاحب صفحہ می دم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قولہ کلینی کی کتاب فضل القرآن کے احسن میں برادیت ہشام ابن سالم مذکور ہے حضرت ابی عبد اللہ یعنی حضرت امام جعفر صادق سے کہ جس قرآن کو جبریل لائے تھے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وہ سترہ ہزار آیتیں تھیں اور ملا یعقوب نے تخمیناً ہزارم حصہ کلینی میں اقرار کیا ہے کہ قرآن موجودہ جسے تقریباً گیارہ سو آیتیں نکال ڈالی گئیں جو چین اور ان کا یہ حال ہے نہیں ہے کلام الہی سے بلکہ وہ بدلا گیا ہے اپنی جگہ سے لیس من کلام اللہ ہو چکا ہے جو حضرت من موصیہ

اقول حافظ صاحب یہ حضرات مول کافی کو اصح الکتاب بعد کتاب باری نہیں مانتے وہ جانتے ہیں کہ کافی کی احادیث جمع کر نیوالا کوئی معصوم نہ تھا وہ بھی ہماری طرح انسان تھا وہ بھی خطا و غلط کا مرتکب ہو سکتا تھا ایمن روایات ضعیفہ ہو سکتی ہیں، انصاف ہو سکتی ہیں بلکہ ہیں جیسا کہ اسکی شرح مرآۃ العقول دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے شیعوں کی طبعی ہمت دھرم نہیں ہیں جو صمیم بخاری کو جس میں سیکڑوں غلط اور ضعیف احادیث ہیں اصح الکتاب بعد کتاب باری مانتے ہیں۔ علماء متعین شیعہ میں سے کوئی ایک بھی اسکا قائل نہیں کہ قرآن میں زیادتی ہوئی ہے۔ جو لوگ اہل تشیع ہیں سے قائل تحریف ہیں وہ کسی کے متعلق کہتے ہیں ہاں وہ یہ ضرور کہتے ہیں کہ ترتیب موافق تنزیل کے نہیں ہے اس عقیدے میں حضرات اہلسنت بھی اُنسے متفق ہیں علماء متاخرین میں سے متعدد دس چند اس بات کے قائل تھے کہ کچھ آیتیں جو فضائل آل محمد علیہم السلام میں ہیں قرآن مجید سے نکال ڈالی گئیں جسکے قائل علماء اہل سنت بھی ہیں لیکن اس عقیدے کی ترویج و ترویج نہ کرنا کہ وہ یہ مانتے ہیں

کہ جملہ احکام وغیرہ بحالت خود قائم ہیں اور کمی کا قائل ہونے سے یہ بات نہیں سمجھی جاسکتی کہ وہ قرآن مجید کو کتاب آسمانی نہیں مانتے مثلاً ایک کتاب ہے اسکے کچھ ورق کم ہو گئے زید کہتا ہے کہ اس کتاب کے کچھ ورق کم ہو گئے ہیں لیکن اس سے یہ نہیں ثابت ہوتا کہ زید اس کتاب کو جھوٹا سمجھتا ہے اور اس کی کمی سے کتاب کی سچائی میں کوئی شبہ پیدا نہیں ہو سکتا کیونکہ جو کچھ باقی ہے وہ تو اسی کتاب کا ایک حصہ ہے حضرت اہلسنت ایک اور اعتراض کرتے ہیں وہ یہ کہ جب موجودہ قرآن صحیح حضرت عثمان ہے پھر شیعوہ لوگ قرآن پر کون عین کرتے ہیں؟ میں عرض کرتا ہوں کہ اگر قرآن کسی ہندو مطبع میں چھپے تو اسکی شان میں کچھ فرق آئیگا یا نہ؟ آپ حضرت اُسپر عمل فرمائیں گے یا نہ؟ ظاہر ہے کہ اسکی شان میں کچھ فرق نہ آئیگا۔ ہیں اس سے مطلب نہیں کہ کسے حج کیا ہیں تو اس سے مطلب ہے کہ کس کا کلام ہے۔ بلا تشبیہ بلا تمثیل غالب کا کلام کوئی بھی حج کسے کسی مطبع میں چھپے لیکن یہیگا وہ غالب کا کلام ہی طرح کلام الہی بھی کلام الہی ہی رہیگا۔ اور اسکی شان میں جان کی وجہ سے کوئی فرق نہ آئیگا۔ جی چاہتا تھا کہ اس جواب کو میں ختم کر دوں لیکن کلمہ انداز راپادانہ سنگ است کے مشہور مقررے پر عمل کرتے ہوئے میں جناب حافظ صاحب کی یہ کھانا چاہتا ہوں کہ صرف عوام شیعہ ہی کی قرآن کے قائل نہیں ہیں بلکہ۔ "این گناہ نیست کہ در شمشیر ما نیز کنند"

ملاحظہ ہو۔

عن عائشہ قالت کانت سورۃ الاحزاب عائشہ نے کہا سورہ احزاب میں حضرت سولہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمد میں دو سو آیتیں پڑھی جاتی تھیں پس کتب عثمان المصاحف لم یقعد کتب عثمان المصاحف لم یقعد ملہا الا علی ما هو الا ان

اتقان۔ جلال الدین سیوطی ^{رحمۃ اللہ علیہ} میں سورہ احزاب کی صرف ۱۶۲ آیتیں ہیں (عن عبکر مہ قال کانت سورۃ الاحزاب مثل سورۃ البقرہ الاول ^{رحمۃ اللہ علیہ} عکر مہ نے کہا کہ بیشک سورہ احزاب مثل بقریہ اس سے کچھ زیادہ تھا اور اس میں آیہ جم بھی تھا

شیعہ غریب تو صرف کمی کے قائل ہوئے ہیں لیکن حضرات اہلسنت نے تو غضب ڈھایا ہے وہ تو قرآن مجید کو بھی مثل انجیل مقدس کے کتاب تحریف شدہ سمجھتے ہیں چنانچہ صحیح ترمذی میں ابن مسعود سے ایک روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حکمرانی امانا الزرق ذوالقوة المتین بڑایا تھا اور اب قرآن میں اسکی جگہ ان اللہ هو الزرق ذوالقوة المتین ہے تفسیر و منثور اور اتقان میں لکھا ہے کہ صحیح و دوسری کراہت تھا لیکن و میسی کا و اوصاد میں مل گیا اور اس طرح یہ روایتی ربک ہو گیا۔

قولہ - خاص خاص آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تفسیل و تفسیق بزبان شیعہ حضرت زید شہید کو جو بیٹے ہیں جناب سید ساجدین حضرت امام زین العابدین کے و نیز حضرت یحییٰ بن زید شہید سے عداوت قلبی رکھتے ہیں اوسی بنا پر کہ اپنے بمقابلہ حضرت امام محمد باقر کے دعویٰ امامت کیا تھا اور حضرت ابراہیم اور حضرت جعفر جو صاحبزادے ہیں حضرت امام موسیٰ کاظم کے - انکو کذاب کہتے ہیں اور حضرت جعفر بن علی برادر حضرت امام حسن عسکریؑ کو بھی کذاب کہتے ہیں اور حسن بن حسن الثقفیؑ اور انکے صاحبزادگان حضرت عبداللہ و حضرت محمد بلقب بہ نفس زکیہ کو مرتد و کافر کہتے ہیں - معاذ اللہ و العیاذ باللہ اور حضرت سیدنا محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو دشنام دہی سے یاد کرتے ہیں اور آپ پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ اپنے حضرت امام حسن عسکریؑ کو قتل کرایا یہ بہتان محض ہے اسلئے کہ ولادت حضرت امام حسن عسکریؑ کی ۳۲۲ھ میں ہے اور وفات آپ کی ۳۲۰ھ میں ہے اور حضرت سید محی الدین صاحب ۳۸۵ھ میں ہوئے ہیں پس یہ کیسا کذب صریح ہے اگر دونوں حضرات ہم عصر ہوتے تو شاید احتمال ہوتا یہاں تین سو برس کا فاصلہ اور زہر دینے کا الزام یہ چھوڑا درست و نادر ہے کہ کتب پورن وارو۔

حضرات شیعہ سے میں مستفسر ہوں کہ کیا یہ لوگ آل رسول ذریت فاطمہ زہراؑ بنی ہاشم کے فرزندوں دل بندوں کو تم کافر و مرتد کذاب سے خطاب کرتے ہو کہ جس کے سینے سے مومن کا سینہ شق ہوتا ہے کیونکہ صاف وجود قیامت کے حضرت سیدہ فاطمہ زہراؑ کو تم کیا منہ دکھاؤ گے کیا تمہیں خبر نہیں کہ کلام خدا بنیاد بلند مادی ہے قل لا اسئلكم علیہ اجرکم الا اللہ فی القبر اور حضور کے قرابتدار تام بنی ہاشم اور اولاد عبد المطلب ہیں جن پر خمس تقسیم ہوتا ہے لہذا تام بنی ہاشم و اولاد عبد المطلب کے ساتھ محبت و مودت فرض لازم ہے پس درازدہ امام چارہ معصومین میں محبت و مودت کا انحصار کرنا تو منوں بعض لکھتے و تکفروں بعض کے مصداق بننا ہے باین ہمہ سنیں کہ خارجی ناصبی کہا جاتا ہے اب آپ دیکھیں کہ واقعی اہل سنت اس کے مصداق ہیں یا جنکا مذہب ہے تو ہیں و تذلیل آل اطہار۔ وہ خارجی ناصبی رافضی کے مصداق ہیں۔

اقول۔ خدا جانے ہمارے حافظ صاحب نے اردو کس سے سیکھی ہے کیا معنی کہ باوجودیکہ آپ یو۔ پی۔ کے باشندے ہیں لیکن عبارت میں وہ جدت طراز بیان فرماتے ہیں کہ شروع سے آخر تک پڑھ جائیے اور کچھ مطلب سمجھ میں آئے تو ہمارا ذمہ۔ حافظ صاحب یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ شیعہ نفوذ باشندہ حضرت زید خمد رحمة اللہ علیہ اور بعض دیگر حضرات کو کہتے ہیں۔ ہادی سمجھ میں نہیں آتا کہ حافظ صاحب کو کونسی فرسودہ کتب مل گئی ہیں جسے اپنے یہ نتیجہ نکالا ہے۔

ہمارے یہاں ان حضرات کے جو تہ ہیں وہ حسب ذیل احادیث سے جناب پرکاش شمس واضح ہو جائینگے۔

(۱) بجا رہیں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فرزند حسین ابن علی علیہم السلام سے فرمایا۔ اے حسین تمھاری پشت سے ایک مرد زید نام پیدا ہوگا جو بروز قیامت اپنے اصحاب سمیت لوگوں کی گردنوں سے پھلانگ کر بے حساب داخل جنت ہوگا۔ (جلا العین ص ۱۵۸)

جناب کا یہ خیال بھی صحیح نہیں ہے کہ حضرت زید شہید رحمۃ اللہ علیہ نے دعویٰ امامت کیا تھا وہ جناب تورضا، من آل محمد کی طرف دعوت کرتے تھے جیسا کہ اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے۔

(۲) جناب امام رضا علیہ السلام فرمایا کہ تحقیق کہ مجھے میرے باپ موسیٰ بن جعفر صادق نے اپنے پدر حضرت امام جعفر صادق سے روایت کی کہ وہ کہتے تھے۔ رحمت خدا ہو میرے چچا زید پر وہ رضا، من آل محمد کی طرف دعوت کرتے تھے کامیاب مراد ہوتے تو اپنا وعدہ وفا کرتے خروج سے پہلے مجھے مشورہ کیا تھا میں نے کھدیا تھا کہ اگر راضی ہو کہ تم مقتول و مصلوب بالکناسہ ہو تو تم جانو تمکو اختیار ہے۔ (جلا العین ص ۱۵۹)

جناب یحییٰ ابن حضرت زید شہید کی تعریف سے کتب شیعہ مملو ہیں انکی شجاعت کا ایک عالم قائل ہے کہ کس طرح سے ۷۰ آدمیوں سے ۱۰۰۰ سپاہیوں کو بری طرح سپا کیا انکے متعلق یہ کہنا کہ علماء شیعہ معاذ اللہ نقل کفر کفر نہ باشد انکو برا کہتے ہیں ایک عجیب امر ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ جناب حافظ صاحب نے شیعہ کتب کا مطالعہ غور سے نہیں فرمایا ہے ورنہ یہ نہ تحریر فرماتے کہ شیعہ لوگ حضرت جعفر ابن موسی کاظم کو معاذ اللہ کذاب کہتے ہیں۔ حضرت جعفر ابن موسی کاظم کو معاذ اللہ کذاب کہنا نہ کنار شیعہ لوگ تو جناب جعفر ابن امام علی نقی علیہ السلام کو دعوہ باشد ابھی کذاب نہیں کہتے بلکہ انکو حسب الحکم جناب امام زمان علیہ السلام

جعفر تو اب کہتے ہیں۔ حضرت ابراہیم ابن امام موسیٰ کاظم کا مزار مبارک اب تک شیراز میں موجود ہے اور شیعوں حضرات اکثر مزار مبارک کی زیارت کو جاتے ہیں ان جناب کے فضائل اس حدیث سے اور زیادہ واضح ہو جائیں گے۔

(۳) خوارک میں امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ میرے پدر بزرگوار امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے حسین بن ابی العلاء سے کہا۔ ہمارے لئے ایک کینز نو بیہ خرید کرو۔ حسین نے کہا تم خدا کی بھگو ایک نفیس نو بیہ کینز کا حال معلوم ہے جس سے بڑھ کر نو بیہ کی کینزوں میں دوسری مینے، نہیں دیکھی مگر اس میں ایک عیب ہے جس سے خدمت میں نہیں لاسکتا فرمایا وہ کیا عیب ہے۔ عرض کے نہ وہ حضور کا کلام سمجھ سکی نہ حضور اس کا۔ اس پر حضرت قسم ہوئے اور فرمایا جاؤ اسکو آؤ یہ کوئی عیب نہیں وہ کینز حاضر خدمت ہوئی تو آپنے اسی کی زبان میں فرمایا تمھارا کیا نام ہے۔ کہا مونہ۔ فرمایا تو واقعی مونہ ہے۔ اسکو سو کوئی اور نام بھی تھا۔ کہا ہاں پہلے حبیبہ کہتے تھے۔ فرمایا درست ہے پھر ارشاد فرمایا اسے پسر ابی العلاء اس سے ہمارے ایک لڑکا پیدا ہوگا کہ میری اولاد میں سخاوت شجاعت۔ عبادت میں کوئی (بجز امام رضا علیہ السلام) اس کا نظیر نہ ہوگا۔ حسین نے عرض کی اسکا کیا نام رکھیں گے تاکہ ہم بھی اسکو پہچان میں۔ فرمایا اسکا نام ابراہیم ہوگا۔ کیون حضرت ابو جناب کو اطمینان ہوا کہ شیعوں ان حضرات کے کتنے معتقد ہیں اور ان کے عالی مرتبوں سے کتنی واقفیت رکھتے ہیں۔ آخر میں میں ایک حدیث اور لکھتا ہوں جس سے معلوم ہو جائیگا کہ شیعوں حسب احکم معصوم ان حضرات کو یہ بدی یاد ہی نہیں کر سکتے ملاحظہ ہو۔

(۴)۔ ابو سعید نے کہا کہ ہم ابو عبد اللہ کی خدمت میں حاضر تھے۔ زید کا ذکر آیا تو بعض حاضرین نے انکو یہ بدی یاد کرنا چاہا حضرت نے انکو جھڑکا اور فرمایا کہ ہمارے

درمیان بجز بھلائی کسی طرح دخل نہ دو تحقیق کہ ہم سے کوئی نہیں مرنے والا یہ کہ قبض
روح سے پہلے سعادت ابدی اسکو اور اک کر لیتی ہے اگرچہ بعد رفواق ناقہ ہو۔
ایک اور حدیث ملاحظہ ہو۔

عن صادق علیہ السلام
قال لا يخرج احدا
من الدنيا حتى يقو
لکل ذی فضل فضله
فرمایا جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ ہم
الہیت کا کوئی شخص دنیا سے نہیں جانا جب تک
کہ ہر ایک صاحب فضیلت کا اقرار نہیں
کر لیتا یعنی ہر ایک امام کی امامت کو قبول
نہیں کر لیتا۔

حضرت امام حسن عسکری کا قاتل بروایات شیعہ معتز عباسی ہے نہ کہ حضرت عبدالقادر جیلانی
ہمارے یہاں کی روایات میں تو حضرت عبدالقادر جیلانی کو جناب امام علیہ السلام کا قاتل نہیں
کہا گیا ہے مکن ہے کہ حضرات اہلسنت کی کسی کتاب سے جناب حافظ صاحب نے یہ روایت
نقل کی ہو۔ اب رہا یہ امر کہ آیہ مبارکہ قل لا اسئلكم الخ سے تمام نبی ہاشم اور اولاد علیہم السلام
کی محبت واجب ہوتی ہے یا نہیں اس حدیث سے واضح ہو جائیگا جسکو مولوی عبدالعزیز تسری
حقیقی نے ارجح المطالب میں نقل کیا ہے۔

عن ابن عباس قال لما انزلت
هذه الآية نزل علیہ
اجرا الا المودة فی القربی قالو
یا رسول اللہ من هو الا الذی
امرنا اللہ تعالیٰ بمودتهم قال
علی وفاطمة وابناہما وخرجہ
احمد وابن ابی حاتم والطبر
عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ (اپنی قوم
سے کدے تو اے محمد کہ میں تم سے اس ہدایت
کے بدلے کچھ اجر بت نہیں طلب کرتا ہوں
مگر قرابت والوں کی محبت) لوگوں نے عرض
کیا کہ جن لوگوں کی محبت کے لئے خدا نے
ہمیں حکم دیا ہے وہ کون ہیں آنحضرت صلی اللہ

الى والبعوى عن مقاتل و فرمایا علی اور فاطمہ اور ان کے بیٹے۔

الکلبی والحاکم والا یلی والطبر (الرحم المطالب صفحہ ۷۷ مطبوعہ لاہور)۔

ملاحظہ فرمایا جناب نے کہ اس آئیہ مبارکہ سے تمام نبی ہاشم اور اولاد عبد المطلبؑ کے ساتھ مودت و محبت فرض و لازم نہیں ہو جاتی بلکہ محبت واجب الہمیں نفوس قدسیہ کی ہے جنکا ذکر اس حدیث میں کیا گیا۔ اب جناب خود ہی غور فرمائیں کہ محراب اہل بیت شیعہ لوگ ہیں یا حضرات اہلسنت۔

علوم الامت

اثر ہلک جناب آداب سید محمد حسین صاحب دام مجہد

بسلۃ سابق

میں نے اس مضمون میں ان مضامین کو لکھا ہے جنکو حکماء یورپ و امریکہ نے ایک عرصہ دراز بعد جدوجہد کے پایہ ثبوت تک پہنچا یا ہے اور جنکو اس زمانہ کے نئی روشنی والے اس زمانہ کی ایجاد سمجھتے ہیں۔ اگر نئی روشنی والے مذہب اثنا عشریہ کی کتابیں پڑھتے تو ہرگز ایسا نہ کہتے اور انکو یہ معلوم ہو جاتا کہ مذہب امامیہ کے بزرگان دین ان سب طریقوں سے واقف تھے بلکہ ان پر عامل بھی تھے۔

اس مضمون میں میں علم الحیوانات و علم طب و حفظ صحت کا ذکر کرنا چاہتا ہوں اور اپنے حق الامکان ہر بات کی توضیح کر دیکھا اگر کوئی غلطی ہو تو اسکو مومنین درست کر دیں کیونکہ میں بت ہی کم لیاقت کا آدمی ہوں امید ہے کہ مومنین نہایت خوش ہوں گے کیونکہ میں اپنے آقا و مولا کے علم کو ظاہر کرنا چاہتا ہوں ان لوگوں پر جو لوگ کہ انکی حالت سے واقف نہیں ہے۔ ملاحظہ ہو۔ (الکافی)۔

۱۵۱۱ المودۃ فی القضاۃ میں قرآنی سے کون مراد ہیں مفسرین نے کیا لکھا ہے اسکو سبیل ملاحظہ فرمائیں دیکھو ۱۱

عن ابی عیینہ علیہ السلام
فی خلق البعوض ما من الفین
شئ الا وفيه مثله وفضل علی
جو اعضا فیل بیکر کے جسم میں ہیں بعینہ دی
اعضا ایک پشہ ضعیف الخلفت کے بدن میں
موجود ہیں بلکہ دو پر زیادہ ہیں جو باقی کو نہیں
دے گئے۔
الضیل۔

توضیح۔ حکمائے یورپ و امریکہ نے خوردین کے ذریعہ سے مچھر کی وہی کیفیت دریافت
کر کے اپنی اپنی کتابوں میں تحریر کی ہے جیسی ہمارے امام علیہ السلام نے
بیان فرمایا ہے۔ اب خیال فرمائے کہ آج سے تیرہ سو برس پیشتر خوردین
کا کھین نام و نشان بھی نہیں تھا چہ جائے کہ انکا وجود۔ عقل کام نہیں کرتی کہ
آئمہ اہلبیت علیہم السلام کس دل و دماغ کے بزرگ تھے۔

وعلیٰ ہم اللیل۔ میں ایک جگہ فرماتے ہیں۔ اسے پروردگار عالم تو ایسا ہے کہ تو نے
سخت پہاڑوں کو شکافتہ کیا اور ان شگافوں سے آب خوشگوار کے چشتے جاری
کئے جو نبات و حیوان کی زندگی کا سبب ہوئے اسے پروردگار عالم تو ایسا ہے
کہ جملہ حیوانات کی فکر سے آگاہ ہے اور جیونیٹوں میں جو اشاروں سے گفتگو کرتے
کا طریقہ مقرر ہے اس سے بھی تو آگاہ ہے۔

توضیح۔ یورپ و امریکہ کے ڈاکٹروں نے یہ لکھا ہے کہ چوٹی ان اپنا ہر مطلب اشاروں
سے ادا کرتی ہیں۔ اب ناظرین ملاحظہ فرمائیں کہ ڈاکٹر صاحبان نے کون سی نئی بات
بیان کی ہے۔ بلکہ ہمارے امام علیہ السلام ان سے اسرار سے بہت زیادہ
واقف تھے۔

عن ابی جعفر علیہ السلام اذا کان حراً بل ثوبین بطرح علیہ

احد مافاذا حفر طمح علیہ الاخر (طب الامم)

ترجمہ۔ امام محمد باقر علیہ السلام کا قاعدہ تھا کہ جب تپ میں مبتلا ہوتے تھے تو دو چادرین

آب سرد میں ترک کر کے اپنے اوپر ڈالتے تھے ایک اور ہتھ تھے جب وہ خشک ہو جاتی تھی اسوقت دوسری چادر اوڑھتے تھے۔

توضیح۔ ڈاکٹر پرسنر کو ایک سرد چشمہ دامن کوہ میں ملا دیا وہ اکیس سال تک برابر تجربہ حاصل کرتا رہا اس عرصہ دماز میں اس نے بہت سے مہلک امراض صحت پانی کے علاج سے دفع کئے اور یہ ثابت کر دیا کہ تپ کی حالت میں ایک کپڑا پانی میں ترک کر کے مریض کے جسم پر پیٹنے سے بہت جلد بخار دفع ہو جاتا ہے۔ کیونکہ جسم گرم اسپتھرمڈا پانی لگا اس سے بخار بجھاپ بنکر بہت جلد اڑ جاتا ہے اور تمام مسامات کھل جاتے ہیں اس وجہ سے صحت بہت جلد ہو جاتی ہے

عن ابی عبد اللہ علیہ السلام یقول ما لاختار جدنا صلی اللہ علیہ والہ وسلم الا ودن عشر دراهم من مسکوعہ بار د علی الرقی (طب الامم)
ترجمہ۔ ابو عبد اللہ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میرے جد امجد حضرت محمد مصطفیٰ صلوٰۃ اللہ علیہ ہمیشہ تپ کی حالت میں دس درہم مسکوکہ آب سرد کے ہمہ ہر چیز کے پہلے صلی اب نوش فرماتے تھے۔

توضیح۔ یورپ و امریکہ کے ڈاکٹروں نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ خلائے معدہ میں ٹھنڈا پانی پہنچنے سے معدہ صاف ہو جاتا ہے اور پھر ہی پانی آنتوں میں پہنچ کر آنتوں کو صاف کر کے انکی قوت کو بڑھاتا ہے۔ کچھ حصہ پانی کا خون میں مل کر خون کو صاف کرتا ہے اور حیدر خراب خون انسان کے جسم میں ہوتا ہے اسکو اپنے ہمراہ لیتا ہوا گردن سے شانے میں اگر پیشاب کے ذریعہ سے دفع ہو جاتا ہے اور کچھ حصہ پانی کا پسینہ بن کر نکل جاتا ہے شکر اس واسطے شال کرتے ہیں کہ یہ قوت اور راکوزیا وہ کرتی ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا شرب احدکم ماء فتغسل ثلاثا

کان امناء (طب الاثمه)

ترجمہ۔ جو شخص پانی پیکر میں مرتبہ گہری سانس لے گا وہ امراض سے محفوظ رہے گا
توضیح حکماء یورپ و امریکہ اپنی اپنی تصانیف میں لکھتے ہیں کہ پانی پیکر گہری سانس لینے
سے دل کی حرکت تیز ہوتی ہے اور خون جسم میں تیزی سے دوران کرنے لگتا ہے
اس سے انسان کی صحت درست رہتی ہے۔

عن جعفر بن محمد علیہ السلام اتفقوا لواقصد الناس
فی المظہر لاستقامت ابدانہم و الدعا لہم

ترجمہ۔ اگر کھانے میں انسان اعتدال سے کام لیں یقیناً ان کی صحت درست رہے۔
حضرت علی علیہ السلام اپنے فرزند بزرگ سے بنی امام حسن علیہ السلام سے بطور نصیحت
فرماتے ہیں کہ میں تم کو چار تدبیریں بتاتا ہوں کہ پھر تم کو طب کی احتیاج نہ ہوگی ایک
یہ کہ جب تک اشتہانہ ہو ہرگز کھانا نہ کھاؤ۔ دوسری نصیحت یہ ہے کہ ہنوز اشتہا
باقی رہے کہ کھانے سے دست کشیدہ ہو جاؤ۔ تیسری بات یہ یاد رہے کہ جو کھاؤ
خوب چبا کر کھاؤ چوتھی نصیحت یہ ہے کہ بستر خواب پر جانے سے پیشتر مت الخلا جاؤ
کی عادت ڈالو۔ (دعوات الربوندی)

توجہ۔ آج کل کل ڈاکٹروں حکماء کا اسی پر اتفاق ہے۔ اگر غذا معدے میں موجود ہے اور
اُس پر سے دوسری غذا کھالی تو بدہضمی ہو جائے گی دوسری بات یہ کہ اگر اشتہا سے
کم کھانا کھا یا تو معدہ غذا کو جلد ہضم کر دے گا اور معدہ کو بھی بہت کم کام کرنا پڑے گا
اگر انسان اشتہا سے زیادہ کھانا کھا لیتا ہے تو معدہ میں گرانی پیدا ہو جاتی ہے
شب نیند نہیں آتی ہے بڑے بڑے خواب دکھائی دیتے ہیں۔ پیٹ میں درد
پیدا ہو جاتا ہے۔ تیسری بات کہ خوب چبا کر کھاؤ۔ اس واسطے کہ اگر غذا دانتوں
سے خوب پس کر معدہ میں جائیگی تو معدے کو اس کے ہضم کرنے میں سہولت ہوگی

اور کام بھی کم کرنا پڑے گا کیونکہ اگر معدے سے زیادہ کام لیا جائیگا تو بہت جلد کمزور ہو جائیگا جسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ دوسرے امراض پیدا ہو جائیں گے۔ جو تھے بسترِ خواب جانے سے پہلے میت اٹھا جانا۔ یہ معدہ و امعاء کو فضول غذائی سے نجات دے کر سبکبار کر دیتا ہے۔

نواب سید محمد حسین

رام نرائن بازار کانپور۔

ہیون و اچید علی شاپنی

اس ہیون کے چالیس یوم استعمال سے تمام وہ شکایتیں جن سے زندگی موت سے بدتر ہو جاتی ہے دفع کر انسان میں عنفوانِ شباب کی سی قوت آ جاتی ہے خواہ وہ ساٹھ برس کے بوڑھے حضرت کیوں نہ ہوں نوٹ مگر اس ہیون کا ۲۵ برس سے کم عمر کے حضرات نوش فرمائیں قیمت چالیس روپے۔

سنون مرواریدی

اگر آپ کو اپنی برقرار رکھنا ہے اگر آپ کو اپنی زندگی کی قدر ہے تو یاد رکھئے کہ صحت کا بڑا دار و مدار دانتوں پر ہے اگر آپ کے دانتوں میں درد ہو تا ہے اگر آپ کے دانت مل گئے ہیں اگر آپ کے منہ سے بوجھ گئے ہیں تو "سنون مرواریدی" استعمال کیجئے۔ انشاء اللہ ۱۵ یوم کے استعمال سے تمام ہلے ہوئے دانت مثل تھپ کے مضبوط ہو جائیں گے اگر آپ کا استعمال برابری رکھیں گے تو کبھی دانتوں کو شکایت پیدا نہوگی۔ قیمت منجن جو دوا تک کافی ہوگا۔ ایک روپیہ چار آنہ ہے۔

الکھنڈ

دقار ہاؤس نمبر ۹ صحبتیا باغ "لکھنؤ"

فتح مکی

الحکم ابناہ ذیقعدہ و ذی الحجہ کے آخر میں دینے ایک رسالہ چپان کیا ہے جس کا نام "تفہیم آیات مع ما ہوا
ہے" آپس دیکر آپس سے دینے مع ما ہوا چپان کیا ہے اس چار پاروں نے اسکی اتہ الکی ہر پنجتوں
کے سامنے یہ ہرہہ سرسایاں زہرہ گدازہ آیات کی تحریک اور جانفسا اظہار و افادات کی تمہید ہے۔ جو کچھ بھی اس رسالہ
سرایہ پر وہ داغ تاریک دیکر کا نتیجہ نہیں بلکہ اصابع بن حجر مکی کے مقدر کا ترجمہ نافرجام ہے جسے میرا پنا نتیجہ داغ
سمجھ کر دینے سننے کے سامنے پیش کر رہا ہے۔

ہم ہماجرین یا انصار کے فضائل و عقار کے منکر نہیں بلکہ ہمارے دلوں میں ان کا جلال عزت اور جمال
منزلت اتنا ہے کہ جتنا تمہیں نصیب بھی نہ ہوا ہوگا ورنہ عار کا قتل اور امیر المؤمنین کا بغض و قوع میں نہ آتا، ہم
ہمیں کے جاہ و مرتبہ کے منکر نہیں بلکہ ان کی محبت ہمارے رگ و پے میں ساری ہوا و اتنی کہ جس کے عشر عشرے
بھی تمہارے قلب ناریک منور نہیں، ورنہ ابوذر سے صادق کا اخراج دینے سے، حجر بن عدی کا قتل، ابن مسعود کی
تذلیل، عمار کی زد کو کبھی نہ واقع ہوئے البتہ یہ ضرور ہے کہ نہ ہم لہر پرست ہیں اور نہ دنیا پرست نہ ظلم کو ش
ہیں نہ باطل کو ش، ہر اہل بیت رسول کے سامنے صحابہ کی فضیلت نظر نہیں آ سکتی کینا کہ کتاب کی تفسیر شعلہ میں
آخر دل کی چمک گم ہوتی ہے اہل تاریک راتوں میں کہ کب شب تاب یا قرا و آخر کام و پچانے میں تمہیں معلوم ہوگا کہ
تفسیر کیسے میں رازی نے "واللیل" سے مراد ابو بکر کو لیا ہے پس اس تاریکی میں ابوذر و عمار و مقداد و جہم و امیر کا
قرضیت ہمیں چمکتا ہوا دکھائی دیتا ہے اور ہمارے نگاہیں تاریکیوں کو چھوڑ کر نور کی طرف ارشاد آگئی جاتی ہیں
اللہ ولی الذین امنوا و اخرجهم من الظلمات الى النور خدا ایمان والوں کا دوست ہے وہ انھیں
تاریکیوں سے نور کی طرف لے جاتا ہے، پس تمہیں مبارک رہے کہ طالع خاہدہ تمہارے باطنی پر چمک رہا ہے۔

ہماجرین ضرور قابل تعریف ہیں اگر پہلے ہجرت کی تو تشخیص کر لو اور تحقیق کی کسوٹی پر جانچو تو کہ آیا وہ ہجرت
الی مدینہ بھی یا نہیں کیا شخص جو کہ سے مدینہ گیا وہ ہماجر کہلا گیا صحیح بخاری میں یہ حدیث نہیں کہ اہل
نور کی طرف ہجرت کرنے والا بھی ہماجر کہلا جائے اسکا ہے فرق اتنا ہے کہ نیت دیکھی جاتی ہے جس کا پتہ افعال انسانی دیکھتا

یقیناً رسولِ مبعوثؐ کو کہہ دینا ہمارا الیٰ اللہ اور ہمارا الیٰ اللہ دونوں ہمارا ہی ہیں، ہجرت کا نیت پہلا دروازہ
ہو یا سب سے منزل مقصود پہنچنے والا اور صرف قصدِ ہجرت رکھنے والے کو گمراہ میں موت آجائے تو اسکا اجر خدا پر
ہوتا ہے، قرآن کی آیت دیکھو تو تمہیں معلوم ہوگا۔

وہ لوگ جن کی تمام حرمِ ثابہت کا چاہتے ہو تمہیں معلوم ہے کہ وہ تمہارے نزدیک صرف تین عدد ہیں کیونکہ تمہیں
سماجوین کی تعداد نہ انصار کی دینہ سعد بن عبادہ سا شخص کج نیت انصار اور کج نیت مسلم زبانِ عربین خطاب
قابلِ قتل تھا تو جیسا ہم عقیدہ میں ہوا، تو کیا ان تینوں کی ہجرت الیٰ اللہ تمہارے نزدیک محض ہر قرآن کی آیت سے
تو کہیں پہنچ نہیں جاتا کوئی رسول کی نص ہو تو تم نے اسے پیش نہیں کیا سارا رسالہ اس سے خالی ہے، رسول کے
قول میں ”سماجو“ تو نہیں ملتا ہاں اسکا ہر قافیہ ”فاجر“ لکھا ہے جس کو بخاری نے بھی لکھا ہے ان اللہ یوید
ہذا لایحیہ بوجہل فاجر“ تو تمہیں یاد ہوگا تم نے کوئی عقلی دلیل بھی نہیں پیش کی بجز کہ صرف زبانی دعویٰ ہے
ہاں شخص ذات کو شخص کوئی کی کوشش کرتے ہو۔

اس تہدیک کے باب میں یہی کی عبارات کی طرف منت ہوتا ہوں تاکہ ان کو سن و سن نقل کرنے کے بعد اس
آیت کی مناسبت حقیقی سامنے آجائیں کذلک بضرب اللہ المحی علی الباطل خید مغیر یومِ خدائے کو
سرِ باطل ہمارا ہے اور باطل پس کرنا ہوتا ہے۔

وہ چار فوائد جس سے رسالہ کی ابتدا ہوئی ہے ان میں سے پہلا فائدہ یوں بیان ہوتا ہے۔

اول۔ صحابی اسکو کہتے ہیں جس نے ایمان کے ساتھ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات حاصل
کی ہوا اور ایمان پر اسکا خاتمہ ہوا ہو“

یہ وہ تعریف ہے جو اس مذہب کے کارکن نے بنائی ہے اگر مگر یہ صحابہ کی صحابیت سے انکار کیا جاسکے کیونکہ ایسے
لوگ بھی اگر صحابہ میں نظر آئیں گے تو صحابیت کا نگہِ شرف اور قد و طویل جبکہ ہر نظر آجائے گا مگر جہاں تیسری صحابی
کی ابنِ حجر نے کی ہے جو میر نے لکھی ہے۔ وہیں اور بہت سی تعریفیں بھی علماء اہل سنت نے کیں ہیں مثلاً اصحاب کی یہ
عبارت و اطلاق جماعتہ ان من ادعٰی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک جماعتِ اسات کی قائل ہے کہ جس نے رسول کو صرف کہہ لیا
علیہ وسلم نہ صحابی نہ رسول علی ہر صحابی ہے اس میں ابنِ حجر نے اتنی شرط اور لگائی ہے کہ

من بلغ سن التمهيد الخ ص
اس سے مراد وہ دیکھنے والا ہے جو سن خیر کو پہنچ گیا ہو۔

یہی سوال ہے کہ رسول کے ہر اول تا ہر گام پہ، یہ کچھ جنگ میں شرکت کی ہو، یہ کئی تھوٹے بڑے صلوات اور
اور یہ بھی کہ سو برس تک کسی زندگی میں کی ہوگی، ہو اور اس کے بعد وہ زندہ رہے تو صحابی ہوگا اس کے دہائیوں پہلے کی
ایک حدیث پیش کی جاتی ہے۔ عجیب ہے کہ یہی کہ اگر کوئی صحابی بھی ہو اور وہ سو برس زیادہ زندہ رہے تو اس کی صحابیت
غلط ہوگی، یہاں رسول کی طرف جو قول منسوب کیا جاتا ہے اس کی صداقت پر اعلان ہے مگر اس حدیث کی صداقت پر
ایمان نہ ہوگا کہ یا علی حب ابی امان وبغضت خفاق۔

خیر تو ان تمام احوال کے دیکھنے کے بعد مجھے نہیں معلوم کہ وہ کون سی چیز ہے جو حدیث کے قول یا ابن جبر کے قول کو
ترجیح دیتی ہے ہم دوسروں کے احوال سے کیوں قطع نظر کریں اور ابن جبر یا دیگر ائمہ کو کیوں مانیں اس کے متعلق کئی
دلیل نہیں دی گئی۔

وہ تعریف جو دیگر ائمہ نے کی ہے اس کی بنا پر ایک ایسی ذات جو اسلام لائی ہو اور پھر مرتد ہو گئی ہو اور پھر اسلام لائی ہو
صحابیت پر باقی رہے گی کیونکہ ابتدا اور انتہا اسلام پر ہونی چاہئے چاہے درمیان کی مدت کتنی ہی میں گزرے اس سے
معلوم ہو کہ اگر ابتدا سے صحابیت گزرتی تھیں پھر مجھے نہیں معلوم کہ جب درمیان کے امتداد سے صحابیت کو کوئی
جھٹکا نہیں پہنچتا تو اور وقت میں کیوں پہنچے عقل مرکب نے کی بات نہیں! جس میں ابتدا کی گنجائش مطلق ہو
اس صنف کیلئے امتداد جو زیر کرنے میں کیوں دنیائے سن میں غلط ملکہ ہو۔

وہ اعتراض جو اوپر بیان کیا گیا اور جو تعریف کی صحت میں قراح کر رہا ہے وہی فرس آپ کو صحاب
میں لینگلی جو صحابی مانے جاتے ہیں اور جن کے امتداد کے بھی علمائے سنن قائل ہیں مثلاً افخت بن قیس سلام
لاسے پھر مرتد ہو گئے پھر اسلام لائے اور اسکا شمار صحابی میں ہو اور ایسا کہ صحاح و مسانید میں اسے اخراج
روایات کیا گیا ہو ان کا صحابی مانا جاتا اس بات کی دلیل ہے کہ ارتداد صحابیت کا کچھ نہیں بگاڑتا اور صحابہ جو کہتے
ہیں جیسا کہ جواب یہ روایات ہو کہ آپ کی خوش اعتقاد ہی ارتداد ہی کو اسلام سمجھے۔

اور ملاحظہ ہو کہ ان حضرات کے یہاں خواب میں بھی صحبت ہو جائے گی تو یہ اور منہاے صحبت متحقق پہنچا لگتے
ہیں چنانچہ ایک صحابی کی صحبت کے متعلق ابن جبر کی اپنی رائے ظاہر کرتے ہیں اور منہاے صحابہ پر عیالیت لکھتے ہیں

قلت الذي ظهر لي من امره ان المراد بالصحة
القول دعاهما ماجاء عنه ان سراي للصحة
عليه وسلم في النوم وهو بالمدينة الشريفة
وهذه نية شريفة من تھے۔

ایسی صورت میں کوئی دلیل نہیں کہ آپ صحت اسی صحابی کہیں جو رسول کی زیارت کر کے شرف اسلام ہوا
جبکہ میرا اپنے دعوے کے ثبوت میں آپ کے مستند متعصب عالم کا قول پیش کر رہا ہوں۔

ایک بات اور یاد رکھنے کی ہے اور وہ یہ کہ اگر کوئی صحابی عہد رسول میں نبی مصابیت کا بیڑا پار کر گیا
اور رسول کے مرتے دم تک اسلام کی حالت میں رہے اور اسکے بعد اس سے خلفا کی کوئی نافرمانی سرزد ہو جائے تو وہ
یقیناً مرتد ہو جائیگا جابہ رسول اس سے خوش ہو اٹھا ہو، حالانکہ رسول کی خوشی ایک ایسی بات ہے جو خفت کیلئے خود
صحابہ ظاہر کرتے تھے چنانچہ خلفا سازی کی بزمیں آپ کو اس کا زور سے گونجتی ہوئی ملینگی کہ مات رسول اللہ
هو عنکم واضح، رسول نے انتقال کیا در انحالیکہ وہ آپ ہی رضی تھے، مگر یہی رضا خلفائے ثلاثہ کی نافرمانی سے
بے حقیقت ہو جاتی ہے اور اس کی کوئی وقت نہیں ہوتی، اس سے معلوم ہوا کہ اصل خوشی خلفا کی درکار ہے
رسول کی رضا خوشی کوئی چیز نہیں۔ مثال کیلئے ایک صحابی کا واقعہ کتاب مراثی سے حاضر کرتا ہوں یہ وہ شخص
تھا جو رسول کے عہد تک صحابی رہا، عہد ابوبکر میں بھی یہ شرف رہا مگر تیسری سے عہد عمر میں مرتد ہو گیا، اس سے پہلے
مسلم ہو جائیگا کہ صحابہ مرتد تھے اور ہو سکتے ہیں اور تیسری یہ بھی کہ رسول کو جس پر اعتماد ہوا اور جو رسول کی رسالت اور
قرآن کریم کا معنی شارب ہو وہ بھی مصروع ارتداد ہو سکتا ہے کیا ایسی صورت میں میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ علمائے
اہل سنت کا ایمان قرآن و رسول کریم کی رسالت پر نہیں کیونکہ وہ ان لوگوں کو مرتد تجویز کرتے ہیں جو قرآن و
رسالت کے شاہد یعنی تھے۔ بالبرہان یہ الزام شیعوں پر تو دیتا ہے مگر انہی خبر کچھ نہیں۔

بیہ بن امیہ بن خلف بن وہب بن عبد بن جحش
بن جحش القرظی الجمحی اخو صفوان
اسلم یوم الفتح وكان شهد حجة الوداع جاء
عنه في حديث مستند ذكره كاجل في الصحاح
رہو بن امیہ بن خلف بن وہب بن عبد بن جحش
جمحی صفوان کے بھائی ہیں یوم فتح ایمان لائے اور
حجۃ الوداع میں شریک تھے حجۃ الوداع کے بارے
میں انھیں سے ایک حدیث مستند بخاری و مشکوٰۃ میں ہے

من لم یمن النظر فی امرہ منہم البغوی و
 واصحابہ ابن شاہین من طریق یحییٰ بن
 الشجر بن ابن اسحاق بن یحییٰ بن عباد بن
 عبد اللہ بن الزبیر عن ابیہ عن ربیعہ بن صبیح
 قال امر فی رسول اللہ ان افت تحت صدر
 راحلتہ و هو واقف بالموقف لعرفہ و کان
 رجلاً صیفاً قال یاربیعہ قل ان رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم بقولکم فذرونا
 ای بلد هذا الحدیث وقد اخرجہ ابن خزمیہ
 والحاکم عن ابن اسحاق من وجہ اخر عن ابن
 ابی نجیح عن عطاء عن ابن عباس قال امر
 النبی صلی اللہ علیہ وسلم ربیعہ فذکر
 فلو لم یرد فی امرہ الا هذا لکان عدلاً فی
 صواباً لکن و ردناہ اردت فی زمن عمر
 (اصابہ صف ۵)

ان کا شمار صحابہ میں ہو مگر ان کا شمار صحابہ میں اس نے
 کیا ہو جس نے ان کے معاملہ میں غور و فکر سے کام نہیں لیا۔
 جنہوں نے ان کا شمار صحابہ میں کیا ہو ان میں سے نبویؐ اور
 اسکے صحابہ بھی ہیں چنانچہ ابن شاہین نے طریق یحییٰ بن
 ابی شجر بن ابن اسحاق سے انہوں نے ابن اسحاق سے انہوں نے یحییٰ
 بن عباد بن عبد اللہ بن زبیر سے انہوں نے اپنے اپنے اور
 نے ربیعہ بن صبیح روایت کی ہو وہ کہتا ہو کہ میں رسول کے
 سوا کسی کے متصل کھڑا ہوا تھا اور مقام مقام عرفہ تھا اور
 یہ شخص نبی ربیعہ لبتا تھا شخص تھا کہ رسول نے حکم دیا کہ
 ربیعہ ان لوگوں سے بچھو کہ یہ لوگ جانتے ہیں کہ یہ کون
 سا شہر ہے اور ابن خزیمہ اور حاکم نے ابن اسحاق سے ایک
 دوسرے طریق سے روایت کی ہو جس کے سلسلہ میں ابی
 نجیح، عطاء، اور ابن عباس میں وہ کہتے ہیں کہ نبی نے
 ربیعہ کو حکم دیا کہ وہ بچا کر کے کہے اگر ربیعہ کے متعلق یہی ہوتا
 تو اس کا شمار صحابہ میں کرنا بجا تھا مگر یہ بھی وارو ہوا کہ

وہ زمانہ عمر بن خطاب میں مرتد ہو گیا۔

ناظرین کو مسلم ہوگا کہ نبویؐ کا اسکو زمرہ صحابہ میں گننا ابن حجرؒ کو آگوار ہو احاطہ کہ وہ عمدہ دوم مرتبہ ملان
 رہا لہذا ابن حجرؒ نبویؐ وغیرہ پر یہ الزام لگاتا ہے کہ انہوں نے اسکے معاملہ میں غور سے کام نہیں لیا اور وہ معاملہ کیا تھا
 یہ کہ عمرؓ عیسیٰؑ صحابی مرتد ہو گیا مگر انہوں نے یہ کہہ کر ابن حجرؒ کوئی تنقید اس امر کی نہ کی کہ آخر یہ کیوں مرتد ہو گیا اسکو اگر
 اسلام سے نفرت تھی تو پہلے کہہ مرنے کے بعد ہی مرتد ہو گیا ہوتا جس کا کہ بقول الحسن بہت سے قائل نے کیا جس
 ابو بکرؓ نے جنگ کی، یا کم از کم عہد ہو کہ میں مرتد ہو جاتا مگر ایسا نہیں ہوا پھر آخر کیا وجہ تھی کہ عہد عمرؓ میں ہی مرتد ہوتا ہو

اور نمرہ صحابیت سے حکم ابن حجر علی الرحمہ بنوی وغیرہ خارج کیا جاتا ہے۔

اگرچہ اسکی وجہ سرکھا کہیں نہیں ملتی مگر اگر اسکے واقعات پر غور کیا جائے تو اسباب فہم کچھ نہ کچھ منطوق سمجھ لیں گے میں یہاں ان عبارات کو لکھا ہوں جو اس کے ارتداد کے متعلق ہیں۔

۱) قال خنوب دبیعة الخمر فی زمن عمر وھرب ربیعہ نے شراب پی کر کے زمانے میں بدشام میں قیصر کے پاس منہ الی الشام ثم ھرب الی قیصر فقتلھ۔ ہجرت کیا اور نصرانی ہو گیا۔

۲) عن سعید بن المسیب ان عمر وھرب سعید بن سبب کہتے ہیں کہ خود عمر نے غزو شام میں ربیعہ کے ساتھ دبیعة بن امیہ فی الخمر الی خیبر فھرب لھ قتل کیا وہ قتل کے پاس گیا اور نصرانی ہو گیا تب عمر نے کہا کہ اے فتنہ و قاتل عمر! انحر بعتا بعد ابدان۔ اب یہی کیسی جہلا طین نہ کر دوں گا۔

۳) عن عبد الرحمن بن عوف انه عرض لیلۃ عبد الرحمن بن عوف نائل ہیں کہ وہ عمر کے ہر امر میں مع عمر بالمدينة فمشبھم سراج فی بیت ایک شب گشت لگا رہے تھے، ایک گھر میں چراغ کی روشنی فانطلقوا یوموفہ فاذا بابا عجاف علی قیام دیکھی اور ان لوگوں نے اس مکان کا قصد کیا وہ دروازے لہم فیہ اصوات مرتفعہ ونحط فقال جوت سے انھوں نے ایک گروہ دیکھا اور اس میں غل و شور

عمر لعبد الرحمن اتدری بلیت من هذا کی ہاذا بانی تو عمر نے عبد الرحمن سے کہا جانتے ہو یہ کس گھر قال لا قال هذا بیت دبیعة بن امیہ وہم ہے کہا نہیں کہا یہ ربیعہ بن امیہ کا مکان ہے اور لوگ اللان شرب الخمر فما تری قال لری انا قد اسوقت شراب پی رہے ہیں، تو پھر تنہا ہی اسوقت کیا اتینا ما غی اللہ عنہ مکلا فجلسوا قال رائے ہو، عبد الرحمن نے کہا کہ ہم نے اسوقت وہ کیا جیسے فانصرف حمزہ اصابعہ ۵۳

سے پٹ آئے۔

روایت زبیر کو اگرچہ ابن حجر نے مسخ کر کے لکھا ہے مگر کثیر الحال دلائل انھما میں یہ واقعہ یوں یہاں کیا گیا ہے کہ حضرت عمر دیو اور بھانڈے کے چڑھے تھے اور مکان کے اندر شراب نوشی ہو رہی تھی تو جب انھوں نے پچھا کر کیا تو اس نے جواب دیکر میں نے تو ایک فیصل جرم کیا یعنی شراب پی اور اسکا بچہ تو کسی بات پر خلاف حکم باری کیا

پہلے تو یہ کہ قرآن میں حکم ہے کہ مکان پر بد و مذہب سے داخل ہو اور آپ دیوار بجا کر کے کئے دوسرے یہ کہ قرآن میں تجسس کی ممانعت ہو اور آپ تجسس کیا وغیرہ وغیرہ۔

(۴) فی الموطا عن ابن شہاب عن عروہ انہ خلیفہ موطا میں شہاب بن عروہ سے روایت ہے کہ خولہ بنت حکیم بنت حکیم حضرت علی عمر فارق لہ من لاجیہ کے پاس میں اور کہا کہ ربیعہ بن الہیہ نے ایک موعہ بن امیہ استمتع بامر امیر مولا حضرت علی بن ابی طالب سے متعلق کیا ہے اور وہ عورت عالمہ ہو گئی ہے فخرج عمر یجوداۃ فرضا فقال هذا المنفذ حضرت عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) اس حالت میں نکلے کہ اگلی لو کنت فقد مت فیہا المرجعہ لایا ابیہ (۵) جابر بن عبد اللہ نے روایت کی ہے کہ یہ متعلق ہے پہلے سے تھا تو یہ کہ قرآن میں روایات کے ذیل کے امور مستغاد ہوتے ہیں۔ پہلی روایت یہ بتاتی ہے کہ وہ نصرانی ہو گیا اور نصرانی ہونا اس سبب تھا کہ وہ دھوکے شام بھاگ گیا تھا کیونکہ اس نے شراب پی تھی۔

دوسری روایت یہ بتاتی ہے کہ خود عمر نے اسے اس جرم میں جلا وطن کر دیا تھا۔

تیسری روایت سے یہ پتہ چلتا ہے کہ شراب تو اس نے پی مگر بھاگا نہیں دینیہ ہی میں تھا جس سے روایت دوم میں جلا وطنی صحیح معلوم ہوتی ہے۔

چوتھی روایت اسکے متعلق کو بتاتی ہے، اور یہ وہ فعل تھا جس سے حضرت عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) تھے۔

ہجران واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ شراب نوشی ہو یا متعلق کوئی نہ کوئی بات ایسی ضرور کی گئی جس نے مظالم خلیفہ کی گنجائش نکالی اور مدعیان مظالم کا شکا رہو اب رہ گیا اسکا ارتداد تو بہت ممکن ہے کہ مالک بن دیرکھ اس ارتداد رہا ہو جو حقیقت ارتداد کی حد میں نہیں آتا کیونکہ ان لوگوں نے اسلام کو نہ چھوڑا نہ انعام و تحائف سے باز رہے تھے، اب یہ اور بات تھی کہ زکوٰۃ الیہ کو دینا پسند نہ کرتے تھے اسکی وجہ یہ تھی جو اسی طرح بہت ممکن ہے کہ متعلق کی صحیح سمجھنے نے اسکو مرتد کا لقب دیدیا ہو اسلئے کہ یہ فعل خلاف حکم رسول شرع عمری میں ناجائز تھا۔

وہ نتائج جو ان روایات اربعہ سے ماخوذ ہوئے حسب ذیل ہیں۔

(۱) صحابہ شراب پیتے تھے (۲) صحابہ بقول حضرات اہل سنت مرتد ہو سکتے ہیں۔ (۳) حضرت عمر

اہلسنت کے نزدیک کئی بنا بغض الہدیٰ پر

(گزشتہ سے پیوستہ)

لعلى ابو ايوب الانصاري صاحب رسول الله
فقد راى ابو ايوب ولحق لعلى ودخل بسر مدنية
فصعد منبرها وقال ابن شنيخ عهد تمهنا
بلا مس اخفى عثمان ثم قال يا اهل المدينة تعالوا
لو كالمعهد الى معاوية ما تركت فيها محتلما
الا قتلتهم ثم امر اهل المدينة بالبيعة لمعاوية
وارسل الى بني سلمة فقال لكم عندي
امان ولا متابعة حتى تاتوني بجابر بن عبد الله
فلحق جابر فانطلق حتى جاءهم ام سلمة زوج
النبي

جناب ابو ايوب انصاری جو صحابی رسول تھے اُس نے اہل
مدینہ علی علیہ السلام کے محل تھے پس جب بسر آیا تو
منبر پر گیا اور کہا "وہ میرا شیخ جو کل یہاں موجود تھا آج
کہاں ہے؟ یعنی عثمان" پھر کہا کہ اہل مدینہ خدا کی قسم اگر
معاویہ نے مجھے عہد دیا ہوتا تو (کہ سب کو نہ قتل نہ کرنا)
تو میں مدینہ میں کسی جوان کو بغیر قتل کئے نہ چھوڑتا، پھر
اہل مدینہ کو حکم دیا کہ وہ بیعت معاویہ کریں اور بنی سلمہ سے
کہا کہ ایا کہ تم سے بیعت نہ لیجائے گی تمہیں ان دیکھاتی ہے
بشرطیکہ تم جابر بن عبد اللہ انصاری کو میرے پاس لے آؤ،
جابر کو جب خبر پہنچی تو آپ جناب ام سلمہ زوجہ نبی کے پاس
ماتر ہوئے۔

صحابی رسول جابر بن عبد اللہ انصاری کا تنقیہ

فقال لها ما ذا تري من فاني خشيت ان اقل
وهذه بيعة ضلالة فقالت ادري ان تبائع
وقد امرت ابى عمر بن ابى سلمة ان يبائع فاني
جابر بن قبايعة لمعاوية وهذام بسر مدورة
بالمدينة -

اور عرض کی کہ آپ کی کیا رائے ہے مجھے ڈر ہے کہ میں قتل
کر دیا جاؤں گا اور یہی جانتا ہوں کہ یہ بیعت بیعت منکرات ہے کہ
فرمایا میری رائے یہ ہے کہ بیعت کر لو کہ میں نے کہا کہ تمہارا
اوس میں نے عمر بن ابی سلمہ سے بھی یہی کہا کہ بیعت کر لو، نیز کہ
جناب جابر بسر کے پاس آئے اور معاویہ کی بیعت کی اوس کے بعد
بسر نے مدینہ کے مکانات کھردرائے۔

فخافه على نفسه ان يقتله فهو بقتيل
 لبس فقال ما كنت لا قتله وقد خلع عليا
 خبر ہوئی تو وہ بھاگے کہ کہیں قتل نہ کرنے جائیں۔ بس کو خبر
 ولحق بطلبه (استیعاب از صفحہ ۳۱ ص ۱۱)
 پہنچائی گئی تو اس نے کہا کہ میں سکو نہ قتل کرانے کو لاؤں
 تو علی کو چھوڑ دیا تھا، پھر یہی کیا کہ ابو موسیٰ کو اسکے حال پر چھوڑ دیا۔

اسلام والو ایک معاویہ پرست سنی کی صحابیت دیکھنے کے قابل ہے اور مسکین دلائل الہدیت کے مصائب
 غور کرنے کے قابل ہیں، ان واقعات میں چند باتیں قابل ذکر ہیں دل کو یہ کہ بہترین رطابہ بقول علامہ دقطنی
 صحابی رسول تھا کہ بعد رسول یہ صحابیت اسکی مستقیم نہ رہی، اس سے کم از کم اتنا تو ثابت ہو کہ صفت صحابہ
 کوئی مستمر نہیں ہو سکتی اور اس میں فنا ہو جانے کی استعداد ہے جب ایک فرد صحابی میں یہ بات ممکن ٹھہری تو
 اسخراون کیسے کیونکہ ناممکن ہو سکتی ہے جیسے ارزاؤ بعد رسول اصحاب دہت رسول کیسے ظاہر ہو تو اور صحابہ کیسے
 کیوں ناممکن قرار دیا جاتا ہے، یہی نہیں بلکہ میرے قول کی تائید میں آپ کو رسول کے اقوال بھی ملیں گے چنانچہ
 روایات ذیل ملاحظہ ہوں۔

روى ثابت البناني عن النبي بن مالك
 عن الصادق بن كلاب عن قال والله لا أشهد
 ثابت بنانی نے انس بن مالک سے اور انہوں نے معاویہ
 بن اسود سے روایت کی کہ کہہ سکتے تھے کہ میں کیسی نہیں
 کہہ سکتا کہ داخل جنت ہے، جو جب تک یہ نہ دیکھوں کہ اس کو تو
 کہے پکارتی ہے کیونکہ میں نے رسول سے سنا ہے کہ قلب
 ابن احم اسرع انقلابا من القدر اذا استجبت
 غلبا (استیعاب ص ۱۵۹ جلد ۱)
 جاتا ہے۔

وليد بن علي اتواهم اعرفهم ويعرفوني ثم قال
 يعني وينهم قال ابو سعيد اخذني سمعه
 وزيد فيهما فاقول انهم مني فيقال انك لا تدري
 ما بعد ثوابك فاقول مصفا مصفا المص غدير
 پھر سلسلہ حدیث میں فرمایا کہ عرض کو تو پر کچھ لوگ کہیں گے
 جن کو میں پہچانتا ہوں گا اللہ مجھے پہچانتے ہوں گے پھر وہ
 آئے نہ پائینگے اور منع کے جائینگے ابو سعید کہتے ہیں کہ میں نے
 یہی کہتے ہوئے تاکہ رسول کہتے تھے کہ میں کہوں گا کہ لوگ

والا تبار نے هذا المعنى كثير جدا وفيه فاقول
 يارب اصحابه فيقال انك لاتدرى ما احد ثوابك
 ان هو لا يعرف الوام تدين على اعقابهم منذ
 فارقتهم
 ابتعاب جلد اصلا
 ہٹائے کیون جاتے ہیں یہ تو میرے بھائی ہیں جواب ملیگا کہ
 تم نہیں جانتے کہ انھوں نے تمہارے بعد کیا کیا کیا
 تو میں کھونگا ہلاکی ہوا کو ایسے جو میرے بعد ہل گئے
 اس سنی میں جسک روایات، ہیں، یہ بھی ہے کہ رسول
 حوض کوثر پر فرماینگے کہ پروردگار یہ منع کیوں کئے
 جلتے ہیں یہ تو میرے صحاب ہیں جواب ملیگا کہ اے
 رسول تم نہیں جانتے کہ تمہارے بعد انھوں نے کیا
 بدعتیں کیں یہ لوگ ہیں جو تمہارے رستے ہی میں

بہر حال ان باتوں سے اتنا معلوم ہے کہ صحاب بنی مرتد ہو سکتے ہیں اور وہ ہوتے بھی جیسا کہ خود رسول
 کے احادیث جو بخاری وغیرہ میں بھی نقل ہیں بتاتی ہیں اب ان کی تشخیص کہ وہ کون لوگ ہیں واقعات
 پر نظر کرئیے خود بخود معلوم ہو جاتے ہیں، مجھے تو یہ کہنا ہے کہ صحاب کا مرتد نہ ہونے والا اور ان کے لیے تجویز اور
 کریم الا کردہ نہ کافر ہو سکتا ہے نہ فاسق بلکہ وہ اور رسول اس تجویز میں متحد القول ہیں۔ لہذا اس بات کو
 اتنی غفلت نہ تاکہ تو بہ صحاب کو مرتد کہتے ہیں۔ سوا خیر و واضح کے اور کچھ نہیں۔

دوسرے یہ بات معلوم ہوئی کہ واقعہ کر ملاکی ابتدا یزید ملعون کے باپ کے زمانہ سے ہوئی اور اسکی
 انتہا یزید کے عہد جو زمین۔ چنانچہ عبدالرحمن اور قثم ان دونوں بچوں کا صرف اسیلے بے تصور ذبح کرنا
 کہ وہ علی بن ابیطالب سے تعلق رکھتے تھے، اسی طرح اس امر پر دلیل ہے، جیسے اس بات پر کہ سنہت
 نبض علی کا دوسرا نام ہے۔

تیسرے یہ بات معلوم ہوئی کہ معاویہ شیعیمان علی کو چن کر قتل کرنا تھا یہ اسی نبض کا نتیجہ تھا
 جو اُسے علی سے تھا لہذا اسی کا نام سنہت ہے۔

چوتھے اسکا پتہ چلا کہ اسلامی عورت کو اسیر کر کے اور بازادین لاکے معاویہ نے بڑے سلیکے تک ہڈی
 دیا تھا جس سے اُسے وہ جدت کی جو واقعہ کر ملا میں ہوئی اور جس پر آج تک تم پر ہے۔

ہمارے تولا کو دیکھ کر باوجود اسکے کہ محبت علی بن ہارسی عورتین جاسیر لگیں اور ہمارے اسلا قتل کئے گئے کیونکہ یہ قبیلہ ہمدان ہی کی عورتین تھیں جو اسیر لگی تھیں، وہ قبیلہ جو ضعیفین میں تسلط چاہتے تھے اور علی پر جان نثار کئے دیتا تھا۔ مگر ہم آج تک ان پر ماتم نہیں کرتے، ہمارا ماتم صرف اولاد رسول پر ہوتا ہے اور انھیں کے واقعات کی عظمت ہمارے آنکھوں میں سمائی ہوئی ہے۔

پانچویں یہ بات معلوم ہوئی کہ اُس صحابی کی عزت ہے جو دشمن علی ہو اور جو مخالف صحابہ کبار و معاویہ نہو، ورنہ صحابیت کا کوئی اثر اور کوئی وقار نہوگا اگر اسکے خلاف ہوتا تو ابوایوب انصاری جابر بن عبد اللہ انصاری اور عبد اللہ بن عباس ان گون کے ساتھ وہ سلوک نہ کیا جاتا جو ہوا۔ چھٹے یہ معلوم ہوا کہ اگر علی سے کوئی بیزار ہو تو اُس کے ساتھ کوئی بد سلوکی نہیں کیا جاتی اور اُس کی صحابیت معزز و مفتخر رہتی ہے آپ نے دیکھا کہ ابو موسیٰ کے لیے بسر بن ارطاة نے کیا کہا اور اُسے کیونکر چھوڑ دیا۔

ساتویں یہ کہ ”تقیہ“ صحابہ خاص کیا کرتے تھے اور اُم المؤمنین جناب اُم سلمہ اُس حکم دیتی تھیں جیسے جابر بن عبد اللہ نے جبراً بیعت کی در انجا لیکہ وہ جانتے تھے کہ یہ بیعت لڑنے سے اُنھوں نے یہ کہ بسر بن معاویہ کے حکم سے مدینہ کے گھر کھدوائے اور آج جو پور ہے اسی نسل کا کام ہے، یہ بھی کہ مدینہ والوں کے قتل کی آرزو بسر کے دل میں تھی جو زید کے عہد میں دہشتہ حرہ کی شکل میں لگی یہ تمام کیمین عہد معاویہ ہی کی تھیں جب تک انھوں نے زید کے ہاتھوں ہوا۔ نوین یہ کہ لوگ سنی تھے جیسا کہ بسر بن ارطاة کے اس قتل سے ظاہر ہے جو منبر عجمان کے متعلق کہا، ورنہ شیعہ تو کچھ اور الفاظ استعمال کرتا جب عثمان کا نام لیتا۔

ان باؤن کا نتیجہ جو کچھ بھی ہے وہ یہ کہ اگر نبض الحبیب ان دون میں نہوتا تو آج دنیا کے اسلام میں یہ فساد اور یہ تفسیر شریعت اور یہ ماتم بیان نہوتا۔

دشمنان علیؑ کے فضاخ

وکان بسر بن ارطاة بسر بن ارطاة معاویہ کے ہمراہ

صفین میں تھا معاویہ نے اوس کی
 علی سے لڑنے کا حکم دیا اور کہا کہ میں نے سنا ہے
 کہ تجھے علی سے مقابلہ کی تمنا ہے۔ لہذا

جا اور لڑ اگر خدا نے تجھے ظفر و می تو دنیا اور آخرت
 دونوں تجھے حاصل ہوگی (اس جملہ پر غور کیجئے تو سنا
 کے اعتقادات سے جو رسول کے متعلق تھے پڑ
 اٹھیں گے) یوں معاویہ اُسے جو شش شجاعت والا
 رہا ہاں تک کہ وہ مقابلہ کے لیے آمادہ ہوا۔ امیر
 نے اسکو بچھاؤ آؤنگا ہو گیا اور قس رسول نے منہ
 پھیر کر ہاتھ روک لیا، بعینہ یہ وہی واقعہ تھا جو
 عرو کے ساتھ پیش آیا وہ بھی یوں ننگا ہو کر بچا
 ابن کلبی نے بھی اس واقعہ کو ذکر مؤرخین کی طرح
 لکھا ہے، اور یہ بھی کہلے کہ اس واقعہ کے متعلق
 شعراء عرب نے شعر کہے اور اسکو نظم کیا چنانچہ
 حادث بن مضر کے اشعار یوں ہیں:

کیا ہر روز ایک لڑنیو الا نکلیگا اور یوں وہ
 غبارِ حرب میں ننگا اور برہنہ ہو جائیگا۔

(اور یوں) امیر المؤمنین کے قتل سے اپنے
 نیزے کو روکنے اور معاویہ اس برہنگی پر خلا
 (خلوت) میں ہنس کر لگیا

کل یوم ننگا ہو گیا اور اسکا سر ڈھانکا گیا اور

مع معاویۃ بصفین وامره
 ان یلقی علیا فی القتال
 و قتال لک سمعتک

تتمنی لقاء فلما ظفرک اللہ بہ
 وصوتہ حصلت علی دنیا و آخرۃ
 ولم یزل بہ یشجعہ و یمنیہ حتی
 راہ قصده فی الحرب واللقبا
 فصرعہ علی وعرض لہ معہ مثل
 ما عرض فیما ذکر والعلی معہ عمر بن
 العاصی و ذکر بن الکلبی ان بصر بن
 اوطاة بارز علیا یوم صفین فطعنہ
 علی رضی اللہ عنہ فصرعہ و انکشف
 لکلف عنہ کما عرض لہ فیما ذکر و امیر
 ولہم فیہا اشعار و سنہا قول حارث بن النضر

افی کل یوم قارس لیس ینقہی
 و عورتہ وسط العجاہ بادیۃ
 یکف لہا عند علی سنانہ

و یضحک عنہا فی الحلاۃ معاویۃ

بلدت اسمن من عمر و فقطع لہ

وعورة لبس مثلها حد وحاذية

فقلوا لهم وثوب لبر لا النظرا

سبيلكم لا تلقوا الليث ثمانية

ولا تحمدوا الا الحنا وحضاكما

هما كائنا والله للنفس واقية

ولو لا هاهنا تفجوا من سنانہ

وتلك بما فيها عن العودا هبة

متى تلقوا الخيل المشية حجة

وفيها على فاطر كالخيل نلحية

وكونا بعيدا حيث لا تبلغ القنا

فخور كما ان القارب كافية

قال ابو عمر اذا كان انصراف على حجة

الله عنها وعن امثالها من مصروع

او من غيرهم لانه كان لا يرى وقتال

الباغين عليه من المسلمين

ان يتبعهم مدبر ولا يحضر على جريح

آج بالکل سیطیح بسرن ارطاة نکا جو گیا۔

(میرے دونوں دستوں) ذرا عرواہ و بستر سے کھدو کر

اب اپنی راہ لو اور آئندہ شیر کے مقابلہ میں آنا

بڑھ کر اور اپنے اسفل کے سوا کسی کی حمد نہ کرو

کیونکہ خدا کی قسم یہی دونوں تمہارے جازون کیلئے

سپرن گئیں اور انھیں سے تمہاری جانیں بچیں۔

اگر یہ دونوں نہ ہوتے تو (توبہ کرو) کہیں امیر انہیں

کے نیزے سے بچ بھی سکتے تھے اور اب جو کچھ

تم پر گزر گئی وہ تمہیں بار و گور دونوں کا سامنا

کرنے سے روکے گی۔

دیکھو جب کسی لشکر سے مقابلہ کے لئے نکلتا اور یہ

سنانا کہ اس میں علی بن ابیطالب ہیں تو اس سے

دور بھاگنا اور اُدھر کا رخ نہ کرنا۔

اور اتنے دور ہو جانا کہ علی علیہ السلام کا نیزہ نہ

بینوں تک نہ پہنچے، اور تجربے جو ہوتے ہیں

(اس نصیحت کیلئے) کافی ہیں۔

ابو عسکری کہنے کہ امیر المؤمنین رحمہ اللہ کا

بسر و کمر قتل سے۔ ہاتھ روک لینا یا ایسے

ہی اور لوگوں سے جو عمرو کی طرح حرکت کریں

یہ بات آپ کی سیرت میں داخل تھی نہ آپ کسی سچا

والے کا پیچھا کرتے تھے اور نہ کسی مجروح کا ادا

و لا یقتل اسیر و قلاک
 کانت سیرتہ فی الحرب
 فی الاسلام
 نہ کسی اسیر کو قتل کرتے تھا و دیوگ آپ کا ان
 مسکین سے تھا جو آپ سے باغی تھے اور یہی سیرت
 اور یہی قاعدہ آپ کا ان تمام حربہ میں ہا
 جو آپ نے اسلام کے لیے کین۔

استیعاب جلد ۱۶۲

باقی آئندہ

مبحث لعن پر ایک روشنی سرگزشتِ صحابہ

سلسلہ مابین ماخوذ از ابن ابی الحدید معتزلی جلد ہستم مطبوعہ طہران ۱۳۶۲

علی اللہ لو کان الامساک عن عداۃ من عادی
 اللہ من اصحاب رسول اللہ من حفظ رسول
 اللہ و دعائہ عمدہ لم نعادمہ و لو ضربت رقابنا
 بالسب و لکن محبۃ رسول اللہ لا یخاف
 لبست کعبۃ الجہال للذین یضع احدہم
 محبۃ لصاحبۃ موضع العصبیۃ و اما وجب
 رسول اللہ محبۃ اصحابہ بطاعنہم للہ فاذا
 عصوا اللہ و ترکوا ما اوجب محبتہم فلیس عند
 رسول اللہ محابۃ فی ترک لہ و ما کان علیہ
 من محبتہم ولا تعطر من العذل عن التمسک
 اور بھی، اگر خدا کے دشمنوں سے، چلے وہ صحابہ
 رسول ہی کیوں نہوں، ترک عدات کرتے ہیں،
 تحفظ رسول، پس رسول، یا رعایت عہد رسول
 نہ نظر ہوتا تو ہم ان صحابہ سے کبھی بھی دشمنی نہ
 رکھتے۔ چاہے ہماری گردنیں نہ تیغ کھنجر، مگر
 بات تو یہ ہے کہ یہ سب کچھ رسول کی محبت پانے صحابہ سے
 دیسی تو تھی نہیں جیسی کہ کجک کے حال اور وہ اپنا
 صحابہ سے رکھتے ہیں جو محبت کے عہد و رسے ٹھکڑ
 تعصب اور بہت دھرمی میں شمار کی جاتی ہے بلکہ
 درحقیقت رسول نے جن صحابہ کی محبت آ

قرار دی۔ وہ وہ جن جو مطیع جناب باری ہیں
 لہذا ان کی محبت کی وجہ طاعت خدا ہے نہ کچھ اور
 اگر یہی صحابہ جنگی محبت واجب تھی اس جہت
 الکی ترک کر دین جس کی وجہ سے محبت واجب
 کی گئی تھی اور خدا کا عصیان کرنے لگیں تو رسول
 کو کوئی پڑا اس امر کی نہو گی کہ ان کی محبت کیون
 ترک کی گئی اور اس عدول میں (یعنی محبت کے
 بجائے عدولت) کوئی حرج نہو گا۔ کیونکہ رسول
 کو یہ بات پتہ تھی کہ دشمنان خدا سے عداوت رکھی
 جائے چاہے وہ آپ کی عترت ہی کیوں نہ اور وہ
 خدا سے محبت رکھی جائے چاہے وہ نبی حیثیت
 سے ہوں اور انہیں کوئی لگاؤ نہ ہو۔ اور
 ہمارے اس قول پر گواہ اجماع اُست ہے کہ
 خدا نے مرتد عن الاسلام کی عداوت اور منافق
 کی دشمنی واجب کی ہے۔ چاہے وہ صحابہ
 ہی میں سے کیوں نہ ہو۔ اور یہی وہ چیز تھی جس کی
 طرف رسول نے دعوت بھی دی اور حکم بھی دیا
 چنانچہ سارق و زانی، قاذب پر مدد دھاری
 ہوئے چاہے وہ ہمسایہ سرین میں سے
 ہو یا انصار میں سے۔ یہ بات تو سنا سنے کی ہے
 کہ آپ نے فرمایا کہ اگر (معاذ اللہ) تیرے عالم

مبوالا تھم فلقد کان یحب
 ان یغادی اعداء اللہ ولو کانوا
 عترتہ کما یحب ان یوالی اولیاء
 اللہ ولو کانوا البعد الخلق
 لبامنہ والشاہد علی
 ذلک اجماع الامة علی
 ان اللہ اوجب عداوتہ من
 ارتد عن الاسلام و عداوتہ
 من نافق وان کان من صحابہ
 رسول اللہ وان رسول اللہ
 هو الذی امر بذلک ودعا
 الیہ و ذلک انہ قد اوجب
 قطع السارق وضرب
 القارظ و جلد البکر اذا رنی و
 ان کان من المهاجرین و الانصار
 الا تری انہ قال لو سرق فطمة
 لقطعتمہا فہذہ ائبۃ الجاریۃ
 یجری نفسہم یحاربانی دین اللہ ولا
 رأیہا حد و داء اللہ و قد جلد صحابہ
 الکافک و منهم مسلم بن اثابنہ
 و کان من اہل بدر

فلو كان محل أصحاب رسول
الله محل من لا يعادي اذا
عصى الله سبحانه ولا يذكر
بالقبيل بل يجب ان يراقب
لحل استم الصحبة ويعفى
عن عيوبه وذنوبه لكان
كذلك صاحب موسى
المسطور ثناؤه في القرآن
لما اتبع هواه فأنسلط
منها فاتبعه مما اوتي من
الآيات وغوى قال سبحانه و
اتل عليهم مباه الذي ايتناه
اياما..... فكان من
الغافرين - و لكان ينبغى ان
ليكون محل عبدة الجمل من أصحاب
موسى هذا المحل لان هواه كلهم
قد صلبوا رسولاً جليل من دل
الله سبحانه ولو كانت الصحابة
عند انفسها بهذه المنزلة
لعلت ذلك من حال انفسها
لا نهم اعرف بمحلهم من

بھی ہو تین (سمرقہ میں) تو میں انھیں کاٹ ڈالتا، پیڑ
رسول کی پارہ جگر ہی تو ہیں اور آپ کی جان سے زیادہ
نہیں تو برا ہندو رہیں، مگر خدائی معاملہ میں آپ نے
کوئی پروا اپنوں کی بھی نہیں کی، اس کے علاوہ صحابہ
افاق پر اپنے کوڑے لگوائے اور ان میں مسطح بن
اثاثہ بھی تھے جو صحابہ بدر میں سے تھے (معلوم
ہو اگر صحابیت وغیرہ کچھ مفید نہیں صرف طاعت
خدا اور عصیان خدا سے ہدایت و محبت واجب ہوتی
ہے) اگر مقام صحابہ نبی کا وہ مقام ہوتا جہاں صرف
محبت کی وجہ سے ان کے افعال قبیحہ کا ذکر کرنا برا ہوتا
اور یکے باوجود عصیان خدا ہم کو منسے ہدایت کرنا،
منع ہوتا، ان کے عیوب کا ذکر نہ منع ہوتا، ان کے ماضی
سے چشم پوشی کی جاتی، تو چاہیے تھا موسیٰ علیہ السلام
کے "مصابہ صاحب" کی طرح جناب باری کرنا
کیونکہ صحبت کی وجہ سے عیوب کا تذکرہ میسب
ہو کر رہا ہے۔ مگر بجائے اسکے کہ اس ساتھی کی طرح ہو
قرآن مذمت کرتا ہے اور صحبت کا کچھ خیال نہیں
کرتا چنانچہ یہ آیت و اتل علیہم نبا
الذی ایتناه ایامنا... فكان من الغافرين
اس کے علاوہ اگر صحبت ہی پر ان چیزوں کا دار و مدار
ہے تو چاہیے تھا ہم کو سالہ پرستوں کی بھی مذمت کرنا

عوام اہل و ہرنا
 واذا قدرت افعال
 بعضهم ببعض ذلتك
 على ان القصة على خلاف
 ما قد سبق الى قلوب
 الناس اليوم هذا
 على وعمار و ابو الہیثم
 بن التہان و خزیمہ
 بن ثابت و جمیع
 من كان مع علی من
 المهاجرین و الانصار
 لم یروا ان تیغ افلوا
 عن طلحة و الزبیر حتی
 جعلوا بها و بمنعہما
 ما یفصل بالشرائط
 فی عصرنا و هذا طلحة
 و الزبیر و عائشہ و من
 كان معهم و فی
 جانبہم لم یروا ان
 مسکوا عن علی حتی
 قصد ما یخص بقصد

کیونکہ یہ کل کے کل ایک رسول جلیل کے مصاحب اور
 ساتھی رہ چکے تھے، اگر مصاحبہ خود غور کریں تو انکو خود
 بھی معلوم ہو جائیگا کہ صحبت اصل میں قابل شرف
 و فضیلت نہیں بلکہ اصل میں طاعت الہی و نفعت
 کی ذمہ دار ہے۔

اگر اصحاب کے واقعات پر نگاہ ڈالی جائے اور
 ایک کا واقعہ دوسرے کے واقعہ کے مقابلہ میں لاکے
 دیکھا جائے تو معلوم ہو جائے کہ جو کچھ آج کل کے لوگوں
 کے دلوں میں خیالات جاگزیں ہیں، حقیقت
 بالکل ان کے خلاف ہے۔

دیکھو یہ علی اور عمار بن ربیعہ خزیمہ بن ثابت و اشہادین
 ابو الہیثم تہان، اور وہ تمام مهاجرین و انصار میں
 جو علیؑ کے ساتھ جنگ میں شریک رہے ان لوگوں
 نے طلحہ و زبیر سے تغافل نہیں کیا بلکہ طلحہ و زبیر اور
 انکے ساتھیوں سے یہ کیا جو آج کل شریروں کو گون کے
 ساتھ ہمارے زمانہ میں کیا جاتا ہے۔ اور دیکھو یہ طلحہ
 و زبیر و عائشہ ہیں انہوں علیؑ اور انکے ساتھیوں
 کے لیے کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا اور جو معاذ بن
 مستفہین (ظالمین) کے ساتھ سلوک کیا جاسکتا ہے
 وہ کیا اور بالکل نہ رکے نہ کچھ خیال کیا۔

اور دیکھو یہ عمرو ماص و معاویہ ہیں ان دونوں کے

قصد كما يقصد للمتعلين في زماننا
 وهذا معاوية وعمر و
 ولم ير يا عليا باغين
 التي يرمى لها العامي
 صديقه اوحبارة
 ولم يقصر ادون صرف
 وجهه بالاستيف ولعن
 ولعن اولاده وكل من
 كان حيا من اهل وقول
 اصحاب وقد لعنهم
 هو ايضا في الصلوة المفروضة
 ولعن معهما ابا الاعور
 لا سلمي واباموس
 الاشعري وكلاهما من الصحابة
 وهذا سعد بن ابوقاص
 ومحمد بن مسلم و
 اسامه بن زيد وسعد
 بن زيد بن عمرو بن نفيل
 وعبد الله بن عمرو بن
 بن ثابت وانش بن مالك
 قصد كما يقصد للمتعلين في زماننا
 وهذا معاوية وعمر و
 ولم ير يا عليا باغين
 التي يرمى لها العامي
 صديقه اوحبارة
 ولم يقصر ادون صرف
 وجهه بالاستيف ولعن
 ولعن اولاده وكل من
 كان حيا من اهل وقول
 اصحاب وقد لعنهم
 هو ايضا في الصلوة المفروضة
 ولعن معهما ابا الاعور
 لا سلمي واباموس
 الاشعري وكلاهما من الصحابة
 وهذا سعد بن ابوقاص
 ومحمد بن مسلم و
 اسامه بن زيد وسعد
 بن زيد بن عمرو بن نفيل
 وعبد الله بن عمرو بن
 بن ثابت وانش بن مالك

آنکھوں میں ملی کی وہ عزت بھی نہ تھی جتنا کہ ایک
 عامی اپنے ہمسایہ یا دوست کی عزت کرتا ہے، آخر
 ان دونوں نے بغیر تلوار اٹھائے ہوئے اور لڑے ہوئے
 دم نہیں لیا، ان دونوں نے خود ملی بن ابیطالب علیہ السلام
 اور انکی اولاد پر لعنت کی بلکہ جتنے بھی خاندان کے لوگ
 تھے سب پر لعنت کی اور ملی کے اصحاب اور شیعوں
 کو قتل کیا، خود امیر المومنین نے ان دونوں پر نسا ز
 واجب میں لعنتیں کیں اور انکے ساتھ ہی ساتھ انکو
 اسلمی ابو موسیٰ اشعری پر بھی لعنت کی اور یہ دونوں بھی
 اصحاب رسول میں تھے۔

اور لویہ سعد بن ابی وقاص محمد بن مسلم، اسامہ
 بن زید، عمرو بن نفیل، عبداللہ بن عمر، حسان بن ثابت
 اور انس بن مالک ہیں ان لوگوں نے اس بات کا خیال
 نہیں کیا کہ وہ معاملہ ظلم و ذیور عالت میں ملی ابن ابیطالب
 کی تقلید کریں اور نہ یہ خیال کیا کہ وہ ظلم و غیرہ کا ساتھ
 دیں اور انکی تقلید کریں۔ اور ظلم و ذیور عالت میں ملی
 ان اصحاب سے جن کے نام اوپر گنوائے گئے، افضل میں
 کیونکہ انھوں نے یہ خیال کیا کہ ممکن ہے اس معاملہ میں ملی
 غلطی (معاف اللہ) پر ہوں، یا وہ دونوں ظلم و ذیور
 اور دیکھو۔ یہ عثمان بن عفان نے ابو زہرے صحابی
 کو مدینہ سے نکلوا دیا اور زندہ بیچا اور یہ وہ سلوک تھا

جو بے حیا اور بے غیرتوں کے ساتھ کیا جاتا ہے اور ان لوگوں کے ساتھ ہمارے قابل ہونے والے صحابی کے ساتھ۔ اور دیکھو۔ یہ ابن مسعود ہیں اور عمار بن یاسر رحمہ اللہ ہیں آپ کے ساتھ عثمان نے جو جو سلوک کئے ہیں ان کی خبریں آج سننے والوں تک لگتے ہیں، اور ان کے عوض میں عثمان کے ساتھ اصحاب نے کیا کیا اسکو بھی تم لوگوں نے اچھی طرح جان لیا ہے۔

اور لو۔ یہ عمر بن خطاب ہیں جب زہراء بن حوام نے جنگ میں جانے کے لئے ان سے اجازت لی، تو انھوں نے کہا میں اس گھاٹی کے جدا زہر پر کھڑا ہو کر دو کوٹھا مکین ایسا ہوں کہ اصحاب عمر متفرق ہو کر لوگوں کو گمراہ کر دیں، اسکے علاوہ یہ بھی ممکن کیا گیا ہے کہ عمر والو بکرتے تھے کہ علیؑ و عباس معاملہ میراث میں ہوا بکر و عمر کو ظالم و فاجر و کاذب جانتے تھے۔ پھر ہم نے تو کہیں نہ دیکھا کہ علیؑ و عباس نے کبھی بھی عمر والو بکر سے سعادت کی ہو، اور نہ کسی شخص نے اصحاب حدیث میں سے اس بات کو نقل کیا۔ یہ بھی نہیں دیکھا کہ کہ اصحاب رسولؐ نے علیؑ و عباس کے قول کا عمر والو بکر کے لئے بین اٹھا کر دیا ہو یا اسکے متعلق کچھ کہا ہو۔ اور بھی اصحاب نے کہیں اس قول کو کچھ انکار نہیں کیا کہ انھوں نے کہا علیؑ نے کہیں اصحاب رسولؐ کو گمراہ نہ کر دینا چاہا ہے اسکے متعلق بھی انکار نہیں کیا کہ عمر بن ابی اسحاق بن ابی

لعمیر و ان یقتل و علیا فی حرب طلحة ولا طلحة فی حرب علی و طلحة و الزبیر باجماع المسلمین افضل من ہولاء المعداد و دینار لا نھم رعو انھم قد خانوا و ان یكون علی قد غلط او زل فی حربھا و خافوا ان یكونا قد غلطوا و زلا فی حرب علی و ہذا عثمان قد نفی ابا ذرالی الربذة کما یفعل باھل الخبا و الریب و ہذا عمار و ابن مسعود تلقیا عثمان بما تلقیاه بہ ما طھر لھما یرغما من ما و عطاہ لاجلہ ثم فعل بہما عثم ماتا ہی الیکو ثم فعل القوم بعثمان ما قد علمتم و علم الناس علیہم و ہذا عمر یقول فی قصۃ

عثمان نے نہیں کھایا ابن مسعود کے پسلیاں نہیں توڑی
 گئیں بھر حال ان تمام باتوں کا انکار صحابہ نے ہی
 طرح نہیں کیا جیسا کہ آج کل کے عامہ حدیث و روایات
 صحابہ میں غرض و خور کے منکر ہیں اسکے علاوہ صحابہ نے
 بھی اپنے لئے اس بات کا اعتقاد نہیں کیا جوائے کے
 بارے میں گروہ عامہ آجکل اعتقاد رکھتا ہے۔ مگر یہ
 کہ کہا جائے کہ وہ لوگ (صحابہ) حق قوم کو خوب پہچانتے تھے
 اور سمجھتے یہ سلی و فاطمہ (علیہما السلام) و عباس ہی ہمیشہ
 یہ لوگ اس روایت مخفی معاشقہ الا نبیاء کا
 نویث، کو جھٹلاتے رہے اور کہتے رہے کہ یہ کیونکر
 ہو سکتا ہے کہ رسول اس حکم کو ہم سے چھپاتے اور ہم اسے
 غیر کو بتاتے حالانکہ ہم ہی وارث ہیں اور ہم بہترین مردم
 ہیں اس امر کے لئے کہ اسکو لوگوں تک پہنچائیں۔

اور ملاحظہ کیجئے۔ یہ عمر بن خطاب ہیں جو اس بات
 کی گواہی دے رہے ہیں کہ اہل شوری وہ لوگ ہیں جن سے
 رسالت اب راضی و خوشنود گئے۔ اور پھر انھیں لوگوں
 کے متعلق یہ بھی حکم کرتے ہیں کہ اگر یہ تاخیر کریں، معاملہ خلافت
 میں تو انکی گردنیں اڑا دیں یہ حکم دیا حکم تھا رضی قس
 کہ اگر آج گروہ عامہ کسی کے منہ سے سنے تو اس کے
 گلے میں پٹا ڈالکر کھینچتا ہوا بادشاہ کے پاس بھاگے
 اور اس شخص کے ذمہ ہونے کی گواہی دے اور اسکا

الرہبر بن العلماء لما استاذنه في
 الغزو هاني مسك باب هذا
 لشعب ان تفرق اصحاب محمد
 في الناس فيضلوهم و زعموا
 كما نايقولا ان عليا و العباس في
 قصص الميراث زعماهما كما ذين ظليلين
 فليجربين و ما راينا عليا و العباس
 اعتذرا و لا تضلا و لا نقل احد
 من اصحاب الحديث ذلك و لا راينا
 اصحاب رسول الله انكروا علمهم
 ما حكاه عمر عتهما و نسب اليهما و لا انكروا
 انضاع علي عمر قوله في اصحاب رسول
 الله انهم يريدون اضلال الناس
 و يهيمون به و لا انكروا علي عثمان ذو
 نطن عمار و لا كسر ضلع بن مسعود
 و لا علي عمار و ابن مسعود ما تطلقا
 به عثمان كانا دار العامة اليوم الحوض
 في حديث الصحابة و لا اعتقدت
 الصحابة في انفسهما ما يعتقد العامة
 فيها اللهم الا ان يزعموا انهم اعرف
 بحق القوم و هذا علي و فاطمة و العباس

ما زالوا علی کلمۃ واحدۃ تکذبون
 الروایۃ نحن معاشر الانبیاء لا نورث
 ویقولون انها مختلفة قالوا و کیف
 کان النبی یعرف هذا لحکم غیرنا و بکنتم
 عنا ونحن الورثۃ ونحن اولی الناس
 و ن یودی هذا لحکم الیه و هذا عن
 الخطاب یشهد لاهل الشوری انهم
 النفر الذی لوفی رسول الله و هو
 عنهم راض ثم یارب ضرب اعناقهم ان
 اخرو افضل حال الامامۃ هذا بعد ان
 تلهمہ قال فی حقهم ما لوسمعه العامة
 الیوم من قائل لو صنعت ثوبۃ فی حقہ
 سبحا الی السلطان ثم شہدت علیہ بالفقر
 و متحلت دمه فان کان الطغر علی
 بعض الصحابہ رفضا فمرین الخطاب
 ارفض الناس و امام الروافض کلہم ثم
 ما شاء و انشہر من قول عمر کانت بیعة
 الی بکر فلتۃ و فی الله شر حافن عادلی
 مثلہا فاقتلوه و هذا طعن فی الحق
 و قد حرم فی البیعة الاصلبۃ ثم ما نقل
 عنہ من ذکر الی بکر فی صلاتہ و قوله

خون بہانا جائز و روا رکھے۔ (تو بھائی) اگر
 بعض صحابہ پر طعن کرتا رضی ہے تو عمر بڑے بچے
 رافضی تھے اور امام السرا رافضی تھے۔
 اسکے علاوہ جو قول کہ بیت کے بارے میں عمر کا
 مشہور و معروف ہے اس پر نظر کر دے کہتے تھے
 کہ بیت ابو بکر یا گمانی تھی خدا نے اسکے شر سے
 بچا یا اب اگر کوئی شخص یہ ترکیب اختیار کرے
 تو اسے قتل کر ڈالو۔

کیا یہ بیعت اصلہ میں طعن تھیں اور کیا یہ
 خلافت کی مجلس منعقدہ میں قدرح نہیں؟
 پھر رافضی اور بکے کہتے ہیں؟

یوہین وہ بات جو نقل کی گئی ہے ابو بکر کے
 بارے میں کہ انھوں نے عمار بن عبد الرحمن اپنے
 بیٹے سے کہا کہ وہ ایک برا چالور ہے (یعنی خود خلیفہ بنی
 اللہ یہ کہ وہ اپنے باپ سے بہتر ہے۔

پھر اور دلائل حطہ کیجیے یہ عمر بن ابی بن سقیفین
 سعد بن عبادہ رئیس انصار اور سردار انصار کیلئے
 پکار پکار کے کہہ رہے ہیں کہ قتل کر ڈالو سعد بن
 عبادہ کو خدا قتل کرے اسکو وہ تو ایک منافق ہے
 یوہین عمر نے ابو ہریرہ کو گالیان دین ادا ان کی
 روایت میں طعن کیا، خالد بن ولید کو گالیان

عن عبد الرحمن ابنه دویہ

سوء ولہو خیر عن ابیہ شتم

القائل فی سعدین عبادہ وھو

رئیس کلبصار و سیدھا اقتلوا

سعد قتل اللہ سعدا اقتلوا فانہ

منافق وقد شتم ابابھریرہ و طعن

فی روایۃ و شتم خالد بن الولید

و طعن فی دینہ و حکم

و بوجوب قتلہ و خون عمر بن

العاص و معویۃ بن ابی سفیان

و نسبہا الی سرقہ مال الفیء و اقطا

و کان سریرا الی المساء کثیرا

لجنۃ و الشتم و السب لکل احد و

قل ان ینکون فی الصحابۃ من مسلم

من معرفۃ لسانہ اوبدا و لذلک

العضوۃ و ملوا ایامہ مع کثرۃ

الفتوح فیہا فہذا احترام عمر الصحابۃ

لما تحتزمہم العامۃ اما ان ینکون عمر

مخطیا و اما ان ینکون العامۃ علی

المخطا فان قالو عمر ما شتم و لا ضرب

و لا اساء الا الی عاص مستحق للذل

لنت کلمہ اور اسکے دین میں قدر کی اور

بے دین بنایا اور فاسق کہا اور اسکے قتل کو

واجب جانتے تھے۔

یوہن انھین حضرت نے عمرو بن عاص صحابی

رسول اور معاویہ کو چوری لگائی اور چور بنایا

اور مال کٹے کا سارق کہا، خود عمر کی طبیعت

میں تھا کہ بید لمن و تشنیع و کالم کلوج کیا

کرتے تھے گروہ صحابہ میں شاید ہی کوئی ایسی

فرد نہ جو عمر کے زبان درازیوں سے بچی ہو،

اور یہی وجہ تھی کہ باوجود کثرت فتوح پھر

بھی لوگ انکو دشمن رکھتے تھے اور انکا عہد

انہیں کھلتا تھا۔ ذرا سوچو آخر عمر نے

صحاب کا دیا احترام کیون نہ کیا جیسا کہ آج

گروہ عامہ و عوامیہ ہے، اب دہی باتیں ہیں

یا تو عمر خطا دار تھے یا گروہ عامہ خطا دار ہے

اب اگر یہ لوگ کہیں کہ عمر نے نہ کسی کو مارا نہ

گالیان دین مگر اس شخص کو جس نے عصیان کیا

اور جو اسکا سختی ہو چکا کہ اس پر زبان لمن و طعن

درازی کیا ہے تو ان سے یہی کہا جانا ہے کہ یہی تو

ہم بھی کہتے ہیں، اے یہی تو ہم بھی کہتے ہیں ہمارا

مطلب تو یہ کہی نہ تھا اور نہ ہے کہ جو سختی

قيل لهم فكان نخر يقول اننا
تريد ان نبرأ ونعادي منكم لا يفتق
البراءة والمعاواة كلا ما قلنا
برأت وعداوت فهو اس سے بھی ہم عداوت کریں
اور برأت چاہیں اسکو تو کوئی عاقل اور کوئی مسلم
نہ کہے گا۔

هذا ولا يقول هذا مسلم ولا
عاقل انما غرضنا الذي اليه
يخبري بكلامنا هذا ان نوضح ان
النصارى قوم من الناس لهم
مال الناس وعليهم ما عليهم من اساء
منهم ذمنا ومن احسن حلاله

ہماری غرض تو اس سے صرف یہ ہے کہ ہم اس
بات کو واضح کر دیں کہ صحابہ ایک طبقہ ہے جو کون مین
سے انکے لئے بھی وہی ہے جو لوگوں کے لئے ہے بھلا
نفع ہو یا ضرر، اگر اس گروہ مین سے کسی نے
برائی کی تو ہم اسکی مذمت کریں گے اور اگر نیکی کی
تو ہم اسکی مدح کریں گے (یہ ہو گا کہ مصاحب کہنے
سے ہم انکے عیوب کو واضح نہ کریں اور ان کی
صحبت کے خیال کو ہم انکی طہارت باطن و ظاہر
مین داخل سمجھیں۔

باقی

جواب

یہ وہ موزی مرض ہو جسکا علاج اگر محال بنیں تو مشکل ضرور ہو ہم نے نہایت جانفشانی سے اس قسم
کی گولیان تیار کیں ہیں کہ جن کی ایک ہفتہ استعمال سے بہت بڑا فائدہ محسوس ہوتا ہو اور ایک
ماہ کامل استعمال بعد انشاء اللہ یہ مرض بالکل ناپید ہو جائیگا بار بار تجربہ مین آچکا ہے مجھے
امید ہے کہ وہ حضرات جو ہزار بار وہیہ صرف کر چکے ہیں وہ میری حقیر دوا کا بھی تجربہ کریں گے۔

قیمت ۲۰ گولیان ہے

مشتروقا را ایند کو نمبر ۹۹ صحبتیا باغ لکھنو

PALARJUNG

..... Dt.

Acct No

Bill No A

SIN

ACCT NO
AL. NO
SUB

جگر کا کلن مصلح کرنیوالی اور دم محال کو جڑ سے کھود دینے والی روح ابوسیر کی روح دین سے برباد کرنیوالی
کھونہ نیوالی اور دھوکے والی عیبگوں بڑھاکر خواہش کے ساتھ پوری غذا کرنے کی صلاحیت پیدا کرنے والی۔
خزافہ وغیرہ کو چکلیوں میں ہوا کر دینوالی فقیل کو شیش خذکو ہضم کرنے والی بجلی اور شش کو بانٹنا صفہ فیکنے والی
قوت کا ہمنڈ کو بڑھانے والی ہضم صبح کے ساتھ خون صلیح پیدا کر کے مادہ تولید متاسل میں ابھانا صافہ امتداد کر
پیدا کر کے طاقت عزا دہانگی کے اٹھانے والی صورتوں کے ایام کی بے فستادگی کو ٹھیک کر کے باقاعدہ نام
آدمی کو صاف آبیہ بون ٹوکون جو افزون ہوڑھون مردون اور عورتون کی تندرستی قائم رکھنے والی اکیلی اور
اکسیر کی ششون اور عیاجب تاثیرات کی وجہ سے ہر کمرے والے گھر میں رائج اور طبقہ مذکورہ نام میں پو
ایسی ہے کہ جو بیک ششون سے مانگ مانگ کر کھاتے ہیں۔ عورتین تندرستی کو بڑھانے کے لیے ہیں۔
مرد سرفین مغز میں حمز جان بنا کر ساتھ رکھنے لگے ہیں۔ اطباء بریغون کو بابت کرن لگے ہیں کہ
میں ایک شہر ہے ہر ہاتھوں کے ہمت والے خاندانی فیاض زمیندار درجن من مکار غریبون کو مفت با
چاہے تو امتیاز ہی کسی نہ لگائے اور اگر ایسے اور زندگی کا لطف اٹھائے قوت فی شیشی جارہہ عصول
ایک سے چار شیشیوں کے مصارف ذاک بکسان چڑھتے ہیں اس لیے ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس کا خسار

جناب اڈیٹر صاحب رسالہ الحافظ لاہور نمبر ۱۱۷ میں ارقام فرما تے ہیں "سقوطِ کمون" اور مقتویٰ سمدہ دعا ایجاد کردہ عالیجناب علی محمد خاں مولانا غرضی صاحب دہلی طلبہ جو بکر کی خیر نفع اور لاگو نہ وغیرہ میں اصرار کیلئے جی علاج جو حق تعالیٰ سے کرا رہا ہے اس کی سبب قیامتہ اصرار اور کرا اور مفید آیا اور نکال کر دے رہے ہیں ہتھالی کی اور میرے ساتھ تیرا یا ہر گھوڑے میں اس کی ایک نشانی موجود ہے کہ اگر تم دیکھو گے کہ تم نے تمہارے کایہ سوجھ بوجھ کا -

یہ سب کچھ طبعاً اور کس درجہ معذور بننے والا اور غیر
کے تائید میں دیکھ کر دیکھ کر جواب دے مفید یا کما کما
م ہے کس معنی میں نام ہے (میر سہیل میں)

.....

بہشتیہ جمہور و اطاعتی مسلمانین کو تیر لکھ سو بیس ہزار روپے سالانہ عاید ہوگا۔



! اہم محمد احمد نظامی پریس گزٹو طبع کر دیا

قواعد سہیل مین

انراض مقاصد سہیل مین

- ۱۔ ہندوستان کے بہترین اہل مسلم کے علم مضامین کی اشاعت۔
- ۲۔ معاندین اسلام خدو سنا مخالفین مذہب کے بجا اعتراضات اور حملوں کا دفاع
- ۳۔ حقیقی خلائق اسلامی کا نشر
- ۴۔ علمی قوی اور مذہبی اور اہل ملی معاملہ پر جو مذہب متعلق ہونگے تبصرہ و نقد
- ۵۔ حضرات ائمہ مصوفین علیہم السلام کے علوم و سوانح کا نشر۔

مستہر

اس کثیر الاشاعت رسالہ میں اشتہار بھیجے ذیل کا نرخ مضر درملاحظہ فرمائیں

تقدیر ادبی	ایک صفحہ	نصف صفحہ	ربع صفحہ
ایک سال کیلئے	۱۰۰	۵۰	۲۵
چھ ماہ کیلئے	۵۰	۲۵	۱۲
تین ماہ کیلئے	۲۵	۱۲	۶
ایک ماہ کیلئے	۱۲	۶	۳

کوئی صاحب کی جست کی خواہش نہ فرمائیں کی گنجائش نہیں۔ ٹائٹل تیج کے صفحات کا نرخ اسکے علاوہ ہے جو بذریعہ خط و کتابت طو ہو سکتا ہے جست بر حوالہ پیشگی آنا چاہیے۔

- ۴۔ یہ رسالہ ہر ماہ عسری کے پہلے ہفتہ میں شائع ہوگا
- ۵۔ سہیل کی صفحات فی اہمال ۲۰ صفحات سے کم نہ ہوں گی
- ۶۔ سہیل جملہ خریداروں کے نام بذریعہ ڈاک روانہ ہوگا
- ۷۔ اگر خریداروں کے پاس کچھ نہ ہو تو ۲۰ ماہ عری تک مفت میں سہیل پہنچے پر دوبارہ روانہ کیا جاسکتا ہے اس کے بعد ۲۰ روپے کا ٹکٹ وصول ہونے پر بھیجا جائیگا۔
- ۸۔ سہیل کی سالانہ قیمت فی اہمال ۷ روپے ۱۰ پائے ہوگی
- ۹۔ جملہ مراسلات دار سال زر خط و کتابت بنام ابوالبراعہ مودودی سید ظفر محمدی گھر دریا خاص سہیل مین وکٹوریہ ٹریٹ لکھنؤ ہونا چاہیے۔

۱۰۔ مضمون نگار حضرات کے مضامین اگر محدود منازل سہیل سے متجاوز نہ ہوں گے اور معیار علم پر ٹھیک آکر بیٹھے تو بعد امتحان شائع کیے جائیں گے۔

۱۱۔ سہیل کو چونکہ آئندہ اپنے کام میں جو دینی حمایت اور مذہبی دفاع پر منحصر ہے تو وسیع پیدا کرنا ہے لہذا وہ بغیر اشاعت حاضر خدمت نہ ہوگا۔

۱۲۔ نمونہ کا پرچہ ۲۰ روپے کا ٹکٹ آنے پر بھیجا جائے گا۔

۱۳۔ مفت حاضر خدمت نہ ہوگا۔

۱۴۔ خریداروں سے عرض ہے کہ خط و کتابت کرتے وقت

نمبر خریداری کا حوالہ ضرور دیں ورنہ تعمیل نامکن ہے

۱۵۔ جو طلب ہو کر بھیجے جانی کارڈ یا ٹکٹ آنا چاہیے

۱۶۔ مضامین موصولہ ضرور بالضرور طبع ہونے کا ذمہ دار

ادبیر نہیں اور نہ وہ مضمون کے دہلی کر نیکا ذمہ دار ہے

منیجر سہیل مین وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ

نظامی پرائیڈ سہیل مین وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ

THE ESTATE LIBRARY
(Central Section)
PRINTED BOOKS
Cat. No. 1000



اطلاعات

کتابخانه عوامی اسلام آباد

یہ رسالہ مضافات حق کی بہت کمالات کا مجموعہ ہے جس کا خیر غلط اور غلط اور غلط
نہ کسی کی توہین کیے بغیر اگر کسی سے رائے نہ ملے گی خیال تو اس کو دینے کے لیے پیش کیا گیا ہے

سہیل مین

محبت شہ مردان مجوز بے پردی کہ دست غیر گرفت ہست پائے ملو داد

جلد اول (1928ء) شوال المکرم فی ثورہ ۱۳۴۸ھ مطابق اپریل ۱۹۲۸ء

فہرست مضامین

صفحہ	مضمون نگار	مضامین	نمبر
۴-۲	مدیر	خشوعۃ الذکر	۱
۸-۵	مولوی اعجاز حسن صاحب بدایونی	مدیر الخیم کا سفید جھوٹ	۲
۹-۴	ایک محقق	دشمن رسول کا لہجہ یا "حدیث قرطاس"	۳
۴۲-۳۲	مدیر	چور کی داڑھی میں تنکا	۴
۵۳-۴۰	ایک محقق	اغا خانات سہیل	۵
۶۳-۵۴	مدیر	سویا عذاب	۶
۶۵-۵۳	"	نقد و تبصرہ	۷
۶۶-۵۴	"	کلام السید سید الکلام	۸

مِنْ مَوْعِظَةِ اللَّهِ

لَقَدْ

۱۰۰

خک ان نسیم بشارتے کہ ز غائب از نظر رسد پس از انتظار می مدت خبر بہ بخیر رسد
اگرچہ ہم نے وعدہ کیا تھا کہ سہیل شوال کے تیسرے ہفتہ میں روانہ کیا جائے گا، مگر اس وعدہ
کی ایفہ ہم اپنی دلچسپ مجبوریوں کی وجہ سے نہ کر سکے (ڈڑتا ہوں کہ مجبورین کا ذکر کر کے باہم مدیر انجم
سے "فائل مجبور" کا لقب نہ ملے) اس کی وجہ ایک تو وہی تھی جو سہیل نمبر ۱۱ میں لکھ چکا، دوسرا قوی
ملنے سے پیدا ہو گیا کہ چونکہ اب کا ٹائٹل کئی رنگوں سے چھپوایا گیا ہے اس لیے اس میں کافی مدت صرف
ہو گئی، کیونکہ ہر رنگ کیلئے چھپنے کے بعد ایک یا دو روز خشک ہونے کیلئے درکار ہوتے ہیں، اس کے
علاوہ خریداران سہیل کو یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ مطبع اپنا نہیں لندا ہمارے ارادے دوسروں کے
ارادوں کے مقید ہیں۔

ہوئی تاخیر تو کچھ باعث تاخیر بھی تھا آپ آتے تھے مگر کوئی عتائیز بھی تھا،
جب شوال کا مہینہ قریب ختم ہوا تو یہ خیال گزرا کہ اس تاخیر کا اثر ذیقعدہ پر پڑے گا اور
ذیقعدہ کی تاخیر کا اثر مدیر نمبر پر اور یہ سلسلہ پھر آخر سال تک یہ قرار رہے گا، لہذا یہ صورت
مناسب معلوم ہوئی کہ دو نمبر شوال ذیقعدہ ایک ساتھ نکال دیے جائیں اور یوں قمری تاخیر
سے مقابلہ کیا جائے۔ چنانچہ یہ دونوں نمبر پانچ جزدون میں حاضر خدمت کیے جاتے ہیں۔

چارہ مرگ است اگر کار بہ تا کس افتد مشکل این است کہ کام بہ کسے افتاد است
باوجودیکہ عرض کیا گیا تھا، اور باب کہ خریداران سہیل رحمت گوارا فرمائے اپنا اپنا چندہ بذریعہ
مسی آرڈر مرسل فرمادیں تاکہ وہ نقصان دی پلا سے محفوظ رہیں اور ہم کشمکش سے بچیں، مگر کیا کیا جائے
جب وہی پی وصول کرنے کی عادت طبیعت ثانیہ ہو گئی ہو، اب تک جن حضرات نے اپنے چندے
بھیجے ہیں ان کی تعداد اتنی کم ہے کہ ہم بغیر مصائب وہی پی برداشت کیے کوئی چارہ کار نظر
نہیں آتا، یہی ایک وہ جگہ ہے جہاں استحقاق بالبحرینے وہی پی خریداران رسائل و اخبارات

کو حسین پر ایسے مین نظر آتا ہے : اور کہیں

تو این جور سے کہ بر من میکنی و لطف پنداری جیستم من خوش است، اما مین بدین چه میگید
ہمارے بعض خریدار دن نے (جیسا کہ ہر اخبار و رسالہ کے ساتھ ہوتا رہتا ہے) مین اطمانی خطوط بھیج
کہ وہ آئندہ سال کے لیے خریداری سہیل نہ رہیں گے، اور اس کے ساتھ ہی ساتھ وجوہ مقول بھی
لکھے مین : مثلاً عدم قدرت وغیرہ، اس کے ساتھ ہی ساتھ سہیل کا طرہ بھی بڑھایا ہے اور
اس کی مدد بھی کی ہے، ہم ایسے حضرات کا مہم قلب سے شکر یاد کرتے مین کہ جنھوں نے مین
دی پی کے نقصان سے بچایا۔ مگر بعض حضرات ایسے بھی مین جنھوں نے رسالہ مین سے انکار کیا ہے
اور یہ بھی خوشی کی ہے کہ ان کے نام کے ساتھ اس انکار کو منسوب کر کے اظہار کیا جائے، یہ عین
البتہ حیرت انگیز ہے جس کی منطق کم از کم میری سمجھ مین نہیں آتی، اچھا وہ ملین مین ان کے متعلق
کچھ نہیں کہتا مگر اتنا۔

”گفتی کہ از من انچه شنیدی به کس گو حرف نہ گفتہ کہ تو ان گفت با کس“

نیا رے حلقہ بردزد نہ سبے خندہ بردزدن تنگ از سوتن آہر چرخم داد ازین شبہا
شکایت مین، مگر عرض حال مین کوئی عیب بھی نہیں، ہمارے بہت سے دوکار ایسے مین جو وہاں
درے“ قدے“ سے غصہ بھر کئے ہوئے و سخی“ کا نغز لگا رہے مین، امدہ بھی اس طرح
جو بہن کہیں فائدہ نہ دے بلکہ نقصان پہنچا دے ایسے حضرات کی خدمت مین رسالہ و سالی سے
جاتا ہے۔ مگر مین نے کبھی کوئی توجہ اس کی جانب نہیں کی اور اگر کی بھی تو اتنا کہنا کہ سہیل
بند نہ کیے گا غرض کہ چند مہینہ پہلے، مکن ہے آئندہ مین ان حضرات کے ہم نامی خریداری
کی خدمت مین پیش کر سکوں مگر بھی حیرت مین ہوتی۔ اس مین بعض وہ بھی مین جن کی سہیل
بھی قطع ہو گئی امدہ سال سال بھر اور پھر پھر مہینہ سہیل منگو کر غیر کسی اعانت کے گناہ
اور لایلاف قریش“ پڑھ کر چندہ سہیل ہنم فرما گئے۔ اور لطف یہ کہ یہ ان لوگوں کی سہیل
جمیت ہے، جو اخلاق کے دلدادہ، قوم کے فدائی، اور مذہب کے جان نثار کے جلتے مین

کیا الفاظ میں یہ جو ان افراد کی آتے آتے بے معنی ہو جاتے ہیں۔ اللہ اس میں کو تو فریق نک
عطا فرمائے !

بن بسیار کم لطف است والد اسے کمین و ارم ہوتا ان لطف بسیار است از اسے کمین و ارم
خود پر ان سہیل میں ایسے حضرات بہت زیادہ ہیں جو اس کا چندہ تہمت فرماتے ہیں مگر وہ
چاہا کہ جو اس کے لئے ایک حد تک جہد و جہد میں عین عزت فرماتے حالانکہ اس کا چندہ تہمت
چاہا کہ ہے جس کا انھار و معجزہ اول پر بھی ہے۔ یہ چاہا کہ سہیل کے حصول کے ہوتے ہیں جو
سال بھر میں کسی نہ کسی طرح ادا کر دیے جاتے ہیں، نہ بھیجئے والوں کے نزدیک تو صرف چاہا کہ
کم ہوتے ہیں جو ایک ذیل رقم کے اعتبار سے قابل اعتنا نہیں، مگر اس کی اجتماعی صورت
اگر سہیل متحمل نہ ہوتا تو شاید اس کی بکریوں کے لئے کافی ہوتی، ایسے حضرات میں سے غالباً
ہر شخص یہ خیال کرتا ہے کہ ایک میرے نہ بھیجئے کیا تا قابل برداشت نقصان توڑی ہی ہوگا
مگر شاید یہ نہیں معلوم کہ اپنے اپنے مقام پر ہر شخص اسی خیال میں غرق ہوتا ہے اور تالاب
کو دھو کر بہرنے کا قہقہہ پیش نظر ہو جاتا ہے۔ لہذا مجھے قوی امید ہے کہ دریا ان سہیل
و شاد اللہ آئندہ سے اس بات کا خیال رکھیں گے۔ ورنہ نہ تائیدیں حکم نہ ہو سکے۔

زرق تا بہ قدم، ہر کجا کہ می نگرم کر شدہ دامن دل میکشد کجا اینجا است
عمر دانی نہیں کہ معبود ہو، تذکرہ پندار نہیں کہ غیر مطلوب ہو، بلکہ اتنی نعمت کا تذکرہ اور انھار
ہے جس کا وہاں قرآن کریم نے دانا منبتہ ربک فحدث، افرام کے دی ہے۔

یون تو سہیل کے لئے جیشہ کوشش رہی کہ اس کی معنوی اور مادی حویان ہمیشہ اپنی آب و ہوا
تغیر میں انداس کی دلکشی ہر طرح سے اپنے پورے معنی دیے مگر اس سال اس خیال کو ادا ترقی دی
گئی ہے اور اس کا نام نیکل اٹھ پیر پر مختلف اور متعدد رنگوں سے چھپو اگر مدح اہلیت کا گدہ
تو پر سلیہ حدیث نکالا گیا ہے، جب دیکھئے کہ وہاں دشوار مدح اہلیت میں صرف ہو کر بھی حق
نہا ہے اور اس کی سہیل بھی اسی دنیا کا باشندہ ہے وہ بھی اپنی جائداد سمیت اس مع میں صرف

ہو رہا ہے اور جانتا ہے کہ کوئی حق پاس و نعمت نہیں ادا کر سکتا۔

میں یہ دعویٰ تو نہیں کر سکتا کہ سیل اپنی مسلک اور صوری و معنوی اعتبار سے بے نظیر ہے، مگر اتنا کہنے دیجئے کہ اس قدر کم چندہ اور اتنے کم خریداران کے ہوتے ہوئے۔ شاید کوئی دوسرا سیل اس قیمت پر نہ مل سکے۔ اور نہ اس صورت سے نکل سکے۔

اس سے میرا یہ بھی مقصود نہیں، کہ آپ اس کے توسیع اشاعت میں حصہ لیں، نہیں نہیں آپ یو این فاضل و سیر زمین کیونکہ اخبارات و رسائل کی پیہم فریادوں نے آپ کو یہ درغفلت دیا ہے، جو ایک حد تک بجا ہے۔ میرا مقصود صرف اظہار تشکر تھا جو میں کر چکا۔

حرفے محکم کہ از دو کجمان پر است وان نشوئی کہ گوشت زانداستان پر است
دیگر شکایت از تو شکریہ نمی کنم کارم بہ شکوہ بد شد بدتر نمی کنم
اب تک با وجود قواعد و ضوابط، سیل کا یہ سلوک رہا کہ وہ نمونے کے پرچے اور گمشدہ رسالے نقصان برداشت کرتے ہوئے، خریداروں کی طلب پر برابر بھیجا رہا، اور اکثر ایسا اتفاق بھی ہوا کہ ایک شخص کو متعدد رسائل ایک ہی نمبر کے بغیر وصول قیمت بھیجا پڑے، رفتہ رفتہ ان کی تعداد اتنی پہنچی کہ ناقابل برداشت نقصان کی شکل میں آگئی، اگرچہ قواعد بھی ہیں اور ضوابط بھی، بار بار یاد دہانی بھی ہے اور التجا بھی مگر نہایت انوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ لوگوں کا اس پر بالکل عمل نہیں وہ صرف ایک کارڈ روانہ فرمادیتے کہ فلان نمبر نہیں بھجویا جلیجی یا نمونہ بھیجئے اور بھیج کر نقصان برداشت کیجئے یا نہ بھیجے امدان صاحب کی بیجا نفی اور برہمی مزاج سے قیامت حاصل کیجئے اگرچہ مدون جتنے تکلیف دہ ہیں معلوم ہے؛

لہذا ہر قسم کے جزئیات ان باتوں کو ملحوظ رکھیں اور فرمائش کے ساتھ کنکٹ بھیج کر اپنی ذمہ داری رسالہ کی مدد کریں اور اگر کوئی رسالہ نہ پہنچے تو ایک یا دو خط پوسٹ ماسٹر کو بھی ضرور لکھیں تاکہ تفتیش مناسب ہو سکے، اگرچہ یہ سلسلہ قطع ہونے والا نہیں معلوم ہوتا اور کوشش غیر منظم ہوتی ہے، مدد کی اطلاع پر دیر انداز سے فاصلہ نظر آئے گا۔

”مقابل شمارے ستم آندویئے عجب زود رسبئے اعجب جنگویئے“

ہمارے بعض خریدار ناشائستہ معنوں نگار بھی ہیں ان کے معنایں اکثر دفتر میں آتے رہتے ہیں اکثر چھپتے بھی ہیں، اور اکثر اس لئے نظر انداز کر دیے جاتے ہیں کہ یا تو رسالہ میں گنجائش نہیں ہوتی کیونکہ معنوں دل کھول کے لکھا جاتا ہے اور اتنا طویل ہوتا ہے کہ اگر وہ طبع ہو تو سہیل اسی بھر کا ہو جائے۔ یا ایسی رکیک اغلاط ہوتے ہیں کہ حبابِ تین ہفتی، شلا کسی داتہ کو لکھ کر یہ لکھ دینا کہ دیکھو کتاب آخر جہ الدیلمی مجھے معلوم ہے کہ اگر دنیا کشش کر کے بھی دو ٹوٹے اور عرفِ فح حاصل کر کے سہی کرے جب بھی اس نام کی کتاب اُسے نہ ملے گی، اتنا لکھ دینا ہی ان کے معنایں کے مشکوک بنانے کے لئے کافی ہے اگرچہ معلوم ہے کہ اس سے روایتِ دلیلی مراد ہے مگر کس کو فرصت کہ وہ مطابقت کرے اور معنوں طویل کو درست کرے اور طبع کرے یہ وجوہ ہیں جو عدم طبع معنوں کا باعث ہوتے ہیں جس پر ہمارے خریدار خفا بھکر خریداری سے انکار کرتے ہیں جو اگر مقامِ گرہ نہیں تو جائے خندہ ضرور ہے۔

بعض حضرات معنایں بھیجتے ہیں مگر اپنے نام کا اظہار نہیں چاہتے علانکہ وہ معنایں ایسے ہوتے ہیں کہ ان کی ذمہ داری سے خودیچارہ مدیر گھبراتا ہے لہذا جب تک معنوں نگار اپنے نام کے چھاپنے کی اجازت نہ دے وہ میرے پاس امانت میں گئے۔

ایسے حضرات سے مراد اتنا ہے کہ وہ معنایں لکھتے وقت اس کے ہر پہلو پر غور فرمادیا کریں اور اس کی تکمیل کلی مد نظر رکھیں، اگر اس کے بعد بھی طبع نہ ہو تو اہیت میں محدود التزام ہیں ”حدیث قرطاس“ پر ایک مکمل معنوں ”معرکہ اہلکم“ کے عنوان سے اس نمبر میں کل دیا ہے جو مدیر انجم کیلئے نہایت پریشانی کا باعث ہو گا اور عجب نہیں کہ قلم گوگیر بجائے اس معنوں کی جدت آپ اپنی نظیر ہے، اس کا ہر لفظ اپنے دامن میں ایک دیباچہ و تحلیلوں ہے، یہ معنوں انشاء اللہ مخالف کے تاویلاتِ رکیک کے دروازے بند کر دے گا جو حدیثِ قرطاس کے محتاج کی جاتی ہیں ناظرین ہمدِ ملاحظہ کریں۔

ماہ رمضان المبارک علامہ سہیل مین حضرت باقر العلوم علیہ السلام کے مقام کے دفاع و مسرت آیات کا مصبر تاریخ کا تب کی عنایت سے غلط چپ گیا اگرچہ اکثر پرچون میں تصحیح کر دی گئی مگر ممکن ہے کہ بعض میں غلطی رہ گئی ہو، اظہار میں تصحیح فرمائیے مصرعہ یوں ہے :- عالم دین جا گرفت خرد
مزار حسین

عید النجم کا سفید جھوٹ

انہم جلدہ علامہ مین ایک مضمون کذب ریز دیکھ کر مین نے آیہ لعنت پڑھی۔ آپ نے لکھنؤ کی اشتہار بازی کو ایک طرف لکھا ہے اچھا تو اس شخص پر لعنت کیجئے جس کے اشتہاروں کے مین نے جوابات دیے تھے۔ آخر مین ہمارے مقابلے شیعوں کی تہذیب و شرافت کا جنازہ نکالا۔ ہم نے رد تہذیب پرست مین تین اشتہار شائع کئے۔ اور جو نیور کے مرگھٹ مین اپنے سرکش مذہب کی اڑتی آگ مین جلوئی آخر ہمارا دشمن خاموش ہو کے بیٹھ رہا۔ ہم نے اس پیر و فرار احمد حنین اور مطیع جان احزاب و خیر کا فرار بصورت اشتہار شائع کر کے دنیا کو دکھا دیا کہ ہم اپنے دشمن پر غالب آئے۔

بیشک مین وہی ہوں کہ مین تبلیغ مذہب حق اور ابطال باطل کیلئے زحمت اٹھاتا آریب مین نے وہان دین اسلام کا علم غضب کر کے خواجہ و ذواصب کے مذہب کو خوب پامال کر دیا مگر متعلق آپ نے خرافات و کاذب اپنے النجم مین شائع کئے ان کا زلزلہ انگن جواب مین نے اصلاح مین دیکر آپ کے دماغ حریف سے کلبلاتے ہوئے کیڑے کو بھاڑ دیا۔ بس وہی جواب آپ کی سرزنش کیلئے کافی ہے۔ بیشک ہندوستان مین میرے تبلیغی دورے ہوتے ہیں مین اتحاد کا حامی ہوں لیکن آپ کے مذہب و جاہلیت کا ابطال بھی کیا کرتا ہوں اور جب تک زندہ ہوں کرتا رہوں گا۔

سنی اخبار خود میرے کارنامے شائع کرتے ہیں دیکھئے مشرق گورکھ پور اور حقیقت وہم لکھنؤ مگر تاہی وہابی جس کو میں علماء اُحناف نے متاعے فسق و کفر دیا ہے اور کاذب لکھا ہے جھوٹی بات

اگر یا کرتا ہے کیونکہ نہ ہو وہ اپنے کذب و دہمگوئی سے غمزدگذب سلف کی یاد تازہ کرتا ہے اور اس
خائن کی مع کو خوش کرتا ہے جس کا تذکرہ صحیح مسلم میں ہے۔ ذرا اپنی گردن جھکاؤ اور دہمگوئی چھوڑ دو
میں نے کبھی کسی سے نہیں کہا کہ میرا نسخہ ہے میرا مناظرہ ہوا۔ ان میں تو یہ کہتا ہوں کہ یہ ذات شریف
انتہائی کوشش پر بھی میرے مقابلہ میں نہیں آئے بالکل جھوٹ ہے بلکہ درخف میں کوئی
خبر اس قسم کی نہیں چھپی ہے جس کے آپ مدعی ہیں۔

ہم نے درخف میں آپ کے دعوئی کذب کے ابطال میں قرین کے متعلق مضمون شائع کیا تھا مگر کوئی
نقد نگار شان قرآن اس میں نہیں لکھا ہے۔ ہم نے جو کچھ تحریر کیا جو وہ آپ کے دین باطل کو لکھا ہو تب بیشک کھلے
ہوئے مدعہ قرآن ہو کہ جھوٹ ہو کہ قرآن کی مخالفت کر کے لعنت پروردگار کا لٹا لٹا بھی نہیں کرتے ہو
قرآن مجید کی ترتیب کے خلاف نزول ہونے کے قیود معروضہ آپ کی ترتیب کو تھا کہ سلف نے
اور اصرار کیا انداز ترتیب کے وہ دیتے ہوئے کاجرم حرفین قرآن کی طرف فائدہ خدائے خداوندی نہ کچھ پر کرتے تھے
نہ ہر کسی پریشان حالت دیکھتے دکھائی ہے۔ صحابہ کرام اور ازواج نبوی کی شائین بیوہ کوئی گستاخی نہیں کی
بلکہ ان منافقین کی تصویر کھینچی ہے جس کی خدمت میں سودہ منافقون نازل ہوئی ہے۔ اور ازواج کا
وہ طبع دکھایا ہے جس کا ماخذ سورہ احزاب اور سورہ تحریم ہے۔ یہ الزام گستاخی مجھ پر نہیں، بلکہ غلو پر
ہے آپ نے انجمن جلد ۲ میں میرے مضمون کا بیوہ جواب دیا میں نے درخف جلد ۲ میں قیامت خیز
جواب لکھا وہاں ہے۔ تاہم مرزا صاحب کے ذریعے سے مذکورہ کا پرچہ آپ کی زیارت کیلئے آپ کے پاس بھیجا
تھا۔ پھر میرے ایک دوست نے کارڈ بھیجا کہ آپ کو اطلاع دی تھی مگر آپ جھوٹ بولتے ہیں کہ چنانچہ جواب
مجھے نصیب نہ ہوا۔ آخر اب میں لکھتا ہوں کہ میں نے درخف سیکڑ میں آپ کے مضمون باطل کو
رد کر دیا ہے جلد معمودہ منکائے ہمارا زور دیکھئے۔ اگر ہمت ہو تو حافل اقلین جواب شائع کیجئے بیوہ
کجا چھوڑیے۔ آپ کی مایہ ناز کتاب تنبیہ الحارثین کا جواب بھی تیار ہے رکھا ہوا ہے۔

آپ نے میرے اردو مولوی علی زینی صاحب کا جو مکالمہ لکھا ہے اس کی صحت پر موصوف کی تصدیق
اور حلفیہ دقیق شائع کیجئے ورنہ اس کے جواب میں آیہ لعنت حاضر ہے۔ زود ہے ان خرافات
پر قہ ہے اس دروغ بانی پر۔ بھلا کہیں ممکن ہے کہ میں آپ ایسے ناموسی دہلوی کی نسبت
یہ کہہ سکے ہوں کہ آپ ثوبے وسیع النظر ہیں آپ مجھے جیت کر دینگے۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ
آپ کیا میزین آپ کے تمام اہل ملت میرا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

درتہ ہمت ہے تو کیوں جلد سے مرد میدان کے مقابلہ میں نہیں آتے۔ عورتوں
کی طرح ڈر بڑانے سے کچھ حاصل نہیں ہے۔ جھوٹا مکالمہ شائع کر کے آئندہ نہ پوچھئے۔ اپنے
جملہ کو دھوکا نہ دیجئے۔ خدا آپ کو ہدایت کرے۔

راقم

آپ کا بھی خواہ محمد اعجاز حسن بدایونی منظر جواب باصواب

دشمن رسول کا ہڈیاں

انجم مورخہ ۲۱ جمادی الثانیہ ۱۳۸۵ھ میں بچا رہا مدیر اسبات کا ارادہ کر رہا ہے کہ وہ سہیل کے مقابلہ میں بحث حدیث قرطاس کو ختم کر دے بڑی اچھی بات ہے اگر یہ ختم ہو جائے تو ایک بڑا داغ دامن حضرت عمر سے دھو جائے لیکن شاہ عبدالعزیز صاحب نے یہ دہسہ دھوئے پھرتے اپنی عمر ختم کر دی نیز آپ کے اسلاف نے بھی بہت کوشش کی وہ سب کا میاب رہی اب آپ کی باری ہے ممکن ہے کوئی نسخہ کمال گا ذری آپ کے ہاتھ لگ گیا ہو اور یہ چھوٹ جلتے تو آپ کے بڑے خلیفہ کی جان چھوٹ جائے۔ لیکن مخالفت بنی اور اسکے ساتھ اساتذہ ادب ایسی چیز نکتی جو گلے کو چھوڑ دے میں تو یہ دیکھتا ہوں کہ اس دہسہ کا چھٹنا تو درکنار جو کچھ بھی خاک اڑا کر اس سیاہ دہسہ کے سوا دیکھ کر کیا جاتا ہے اتنی ہی سیاہی اور نمودار ہو جاتی ہے گویا کہ یہ تمام شست و شواسی سوا کو کی پوری طرح نمایاں کرنے کے لیے کی جاتی ہے۔

ابھی تک غریب مدیر کو اسبات کی خبر نہیں ہے کہ حدیث قرطاس کا جواب دینا کس کے ذمہ ہے ادارہ نمائے سہیل اس کا ذمہ دار ہے یا مدیر انجم۔ حتیٰ آنکہ وہ جسے اسبات کا جا بجا خواہشمند نظر آتا ہے کہ کوئی ایسی صحیح روایت پیش کر دے اور ہمارے بیان سے جو یہ ثابت کر دے کہ حضرت عمر نے ایسا کہا اور پھر اپنے اسلاف سے یہ نہیں پوچھتے کہ تم کیا سڑی ہو گئے تھے جو شیعوں کے طعن کا جواب دے بیٹھے ہو ہمارے بیان تو کوئی روایت ہی اس مضمون کی موجود نہیں ہے۔ حضرت مجرم باغودہ چکا ہے فرد قرار داد جرم عداوت باری میں لگ چکی ہے لیکن دنیا کے سامنے کم سے کم آپ صفائی کے گواہ پیش فرمائیں اور وہ آپ کو میر نہیں آتے مدیر کی گہراہمت اس موقع پر دیکھنے کے قابل ہے کہ جن لوگوں پر الزام قائم ہو رہا ہے وہ انہیں کی گواہی پیش کر رہا ہے اور مجرموں کو شاہد قرار دے رہا علامہ ابن حجر اور فلان اور فلان ان کے کلمات کہیں اس مصیبت کو دفع کر سکتے ہیں جو آپ ان کے حوالہ پیش کرتے ہیں

وہ سب مجرم ہیں اور سب اپنے اپنے جیل پیش کر رہے ہیں لیکن ایک کے ہاتھن سے بھی یہ سختی حل نہیں ہوتی۔

(عبارت ابھم) پہلی بات کے متعلق ہمارا مطالبہ یہ تھا کہ اہلسنت کی ایک معتبر روایت بسند صحیح پیش کر دے لیکن سید نے بجائے روایت کے چند کنہوں کی عبارتیں پیش کی ہیں۔

سید - اس تطویل لا طائل سے اور نیز اس امر سے کہ لوگوں پر کسی طرح حق غلطی رہے اور آشکار ہونے پائے جناب کا کیا فائدہ اگر بفرض محال سید نے مصنفین اہلسنت کی عبارتیں پیش کر دیں تو آپ کے مطالبہ کے خلاف کیا ہوا کیا اس کا محصل یہ نہیں ہے کہ صحیح روایتیں اگر دنیا میں اسکے متعلق موجود نہیں ہیں تو یہ تعصبین اہلسنت جنکی عبارتیں پیش کی گئی ہیں کا ہیکوہ مضمون تسلیم کرتے اور کیوں پسرانہ اختہ ہو جائے آپ بات کو بڑبڑانے کے لیے اور حق کے غلطی رکھنے کے لیے کہتے ہیں کہ یہ روایت تو نہیں پیش کی گئی بلکہ یہ تو مصنفین کی عبارتیں پیش کی گئیں اگر جناب مانع سے کام لیں تو یہ معلوم ہو جائے ان مضمون کی عبارتوں کو پیش کر کے وہ نون طرح کے استدلال قائم کر دیئے گئے یہ بھی کہ ایسی روایات موجود ہیں اور یہ بھی کہ ایسی جگہ اہلسنت اسکو تسلیم بھی کرتے ہیں آپ کے پیر و مرشد مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی غفرہ عنہ میں اس طعن کے متعلق ذکر فرماتے ہیں وجہ ثانی از طعن یعنی ایک عمر اختلاط کلام را بہ پیغمبر نسبت کر دیں نیز بجا است این کہ اول از کجائنا بہت شود کہ گوئندہ این لفظاً ہجر استغفوا عمر بود و اکثر روایات قائلوا واقع است) وہ مواقع کے مال فردش تھے آپ انکی اوڑانی ہوئی بات کو اڑا رہے ہیں گویا اسے آپ کم اثر سمجھ کے دوا آتشہ بنا رہے ہیں آپ کو معلوم ہے کہ مجاہدین اہل تشیع کیونکر اس قول واہی کے ٹکڑے اور اڑائے ہیں لیکن پھر آپ خواہش خالصہ حق میں دست پلما رہے ہیں کسی ایک میدان میں تم کے جنگ کر لیجئے تاکہ دنیا کو بھی طرح معلوم ہو جائے کہ کس نے میدان چھوڑ دیا یہی مسئلہ سہی اب جب تک اس کا فیصلہ نہ ہو کوئی دوسرا مضمون ابھم کو نہ چھیڑنا چاہیے تاکہ گرد مٹی اور چہرہ حق دنیا کے آنکھوں کے سامنے صاف ہو کر نظر آئے۔

عبارت النجم۔ ایک روایت صحیح مسلم کی نقل کی ہے۔

سہیل۔ ابھی تو تھا کہ کوئی روایت نقل نہیں کی مصنفین کی عبارتیں پیش کر دین اب خود اعتراض فرماتے ہیں کہ ایک روایت صحیح مسلم کی نقل کی ہے۔ یہی تو آپ کا مطالبہ تھا آپ کو کتنا چاہیے اور اعتراض کرنا چاہیے کہ جو کچھ ہمارا مطالبہ تھا وہ سہیل نے پورا کیا اس قدر پاس پاس عبارتوں کا تعارض دینا دیکھ کر آپ کو کیا کہنے ہو گئے شیعوں کو چھوڑیے سنتی کیا کہتے ہو گئے

النجم۔ پہلے ہم اسکی پیش کردہ روایت کو اسی کی ترجمہ کے (سہیل) واہ کیا تھا یہ ہے

اور کیا اصناف ہے (اسی کے ترجمہ کے) افسوس گفتار آنے کے بعد یہ عبارت

کھلی گئی وہ نہ نتائج اصناف کی اس سے بہتر کون سی مثال ہو سکتی ہے۔

اس کے بعد سہیل سے صحیح مسلم کی یہ روایت نقل کی ہے

(۱) رسول نے کہا مجھے دعات و کافد دعات کہ

میں تھا کہ میں نے ایک ایسا نوشتہ لکھ دیا

کہ میرے بعد تم بھی گمراہ نہ ہو پس انہوں

نے کہا کہ رسول ہذا بیان کہہ رہے ہیں۔

(۲) ابن عباس سے روایت ہے کہ جب وقت

عصر رسول قریب آیا تو اسوقت گھر میں کچھ

لگ تھے ابن عباس نے عرض کیا کہ میں نے تم کو لکھ دیا کہ

نوشتہ لکھ دیا کہ تم میرے بعد بھی گمراہ

نہ ہو تو عمر نے کہا کہ رسول شدت مرض میں ہیں

لہذا ہمارے پاس قرآن موجود ہے۔ وہی

چین کافی ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتونی بالکف و

الدوات والصح اکتب کما بالکف و

بعده ایدافعالو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بلفظہ۔

اسکے بعد ہی دوسری روایت لکھی ہے

عن ابن عباس قال لما احتضر رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم فی البیت رجال منہم

عمر بن الخطاب قال ابنی صلی اللہ علیہ وسلم

لکم کما بالکف وبعده ایدافعالو عمر بن

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیہما وجع

وعندکم القرآن حسب کتاب اللہ۔

اس روایت صحیح مسلم میں بھی حضرت عمر کا نام موجود ہے اور یحجر کا لفظ بھی ہے کیا اب بھی انکار کی گنجائش ہے۔ انتہی لفظ میں سہیل۔

عبارت النجم۔ جواب دینے کی حاجت نہیں ہر شخص اس روایت کو اور خود انہیں کے ترجمہ کو دیکھ کر سمجھ لے گا کہ لفظ یحجر کو اس روایت میں حضرت عمر کا مقولہ نہیں بیان کیا گیا مگر یہ لطیفہ تو دیکھیں کہ کس بے باکی سے لکھتے ہیں کہ اس روایت میں حضرت عمر کا نام بھی موجود ہے اور یحجر کا لفظ بھی ہے یہ خوش حضرت عمر کا نام کہاں ہے اور یحجر کا لفظ کہاں ہے حضرت عمر کا نام حسباً کتاب اللہ کے قائلین میں ہے اور یحجر کے قائلین کو قاتلوا حصینہ جمع لکھا ہے بلکہ پرجہو تو جس روایت میں یحجر کا لفظ ہے اس میں حضرت عمر کا نام بھی نہیں ہے یہ دو روایتیں صحیح مسلم میں علیحدہ علیحدہ لکھی ہیں مطالبہ توروایت کا تھا علمائے اقوال ہم نہیں مانگتے تھے بلکہ ہم تو معتبر روایت بسند صحیح مانگتے تھے جس کو نہ تم پیش کر سکتے نہ پیش کر سکو گے۔

سہیل :- کیونکہ جناب تصدق حسین صاحب کات مضمون سہیل آپ نے دیکھا کہ آپ کی تحریر لکھی ہوئی کیونکہ نظر مدیر خبر سے بارہ بارہ ہو گئے آپ سے چند غلطیاں پڑیں ایک تو اپنے صحیح مسلم سے دو روایتیں پیش کر دیں مدیر النجم کا مطالبہ صرف ایک روایت کا تھا۔ دوسری یہ خطا کی کہ وہ صحیح روایت مانگتے تھے اور آپ نے مسلم کے اخطا میں سے دوایتیں پیش کر دیں دوسری یہ خطا ہوئی کہ مدیر نے اقوال علما نہیں مانگے تھے بلکہ روایت مانگی تھی اور آپ نے مسلم کی تصنیف کر کے کتاب پیش کر دی جس میں اقوال مسلم درج ہیں معتبر روایتوں کا کہیں چنانہیں ہے جو قوی غلطی آپ نے یہ بھی کی کہ یہ دو مضمون الگ الگ دو روایتوں میں ہیں اور دلیل جب ہوتی ہے جب یہ دونوں ایک ہی جگہ ہوتے۔ یا بخوبی آپ نے یہ بہت بڑی غلطی کی کہ آپ نے صرف حضرت عمر پر یہ اتمام کیا کہ انھوں نے فقط پیغمبر کو یحجر سے یاد کیا تھا حالانکہ مدیر کی نظر میں اتمام اصحاب نے پیغمبر کو بھی کہا تھا کیونکہ اس یحجر والی روایت میں لفظ قاتلوا حصینہ جمع

موجود ہے اگرچہ حضرت عمر فاروق کے اجتماع تنوی میں جمع ہو گئے ہیں لیکن حضرت عمر فاروق بالتصريح قوم قوم نہیں پھر جب سب نے ہجرت کی نسبت ہجرت کی طرف دی تو اگر حضرت عمر فاروق کا لڑکا بنا بر سب کے ہم نوا ہو گئے تو کیا ہرج کی بات ہے اکیلے انہوں ہی نے تو نہیں کہا مگر انہو جتنی دارو چھٹی آپنے یہ غلطی کی کہ آپنے ہجرت کے والوں میں حضرت عمر کا نام لایا حالانکہ وہ حسب کتاب اللہ کہنے والوں میں تھے۔

یہ تھے وہ مبارک افادات جو مدیر نے فرمائے وہ کیا کہنا۔ یہ مدیر کے اعتراضات اور انکی صوابتیں کہیں حل ہو نیکی قابل ہیں۔ مزاج اب آئے گا جب مدیر انہم اپنے مریدوں سے فرمائیں گے کہ سید نے میرے اعتراضات اور آپ کی دقتیں تسلیم کر لیں کیونکہ مشکل یہ ہے کہ وہ سید کی گفتگو کو سمجھتے نہیں وہ مریدوں سے یہ فرمائیں گے اور شکاف قلم ان اطفالانہ حرکات کو مسکرا کر دیکھے گا خیر۔

اذا امرت باللعو مروا کرا

قرآن مجید کی ایک آیت یہ ہے۔ والوالدات یرضعن اولادھن حولین کاملین لمن اراد ان یم الرضعا
دوسری آیت یہ ہے وعلھ و نساءہ ثلثون شھرا فی کتاب اللہ۔ ان دون آیتوں میں سے ایک آیت میں غور کرنے سے یہ بات کسی طرح نہیں معلوم ہو سکتی کہ اقل مدت حمل کیا ہے لیکن جب دونوں آیتوں کو ملا کر دیکھو تو عفاف آشکار ہے کہ اقل مدت حمل چھ مہینہ ہیں کیا اس کا نام ولادت نہیں اور کیا اسکی خلاف عمل کرنا جائز ہے اور کیا یہ حکم مفسوس من اللہ نہ قرار دیا جائے گا اور کیا حضرت عمر کی طرح آپ بھی اس عورت کے رحم کا حکم دیدینگے جو چھ مہینے کا فرزند بنے امیر المومنین علی علیہ السلام نے اسی طرح دونوں آیتوں کو ملا کر دلیل قائم کی اور اس دن ناکرہ گناہ کو رحم سے نجات دوا دی اور حضرت عمر نے بھی ازراہ قدر دانی لولا علی الملک عمر فرمایا جس سے یہ مطلب آشکار ہے کہ حضرت خلیفہ ثانی نے بھی اس حکم کو مفسوس کلام ربانی مانا یعنی اسی طرح مسلم کے ان دونوں آیتوں کو ملا کر اگر دیکھو تو معلوم ہو جائے گا کہ حضرت عمر ہی اس بات کے قائل تھے تو نبی مخالف یہ ہے

کہ مسلم کی پہلی روایت میں یہ الفاظ موجود ہیں قال رسول صلی اللہ علیہ وسلم اتقوا بالکلف و
والد واثقہ واللوح اکتب کتابا بالن تفضلوا بعدہ ایدہم فقالوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلطف یعنی پیغمبر
نے فرمایا کہ کاغذات لادون (تھارے لئے) ایک نوشتہ لکھ دوں جس کے بعد کبھی گمراہ
نہ ہو گے لوگوں نے اس کے جواب میں کہا کہ پیغمبر معاذ اللہ ہدیان کہہ رہے ہیں۔ اس
روایت میں لفظ جمع سے تعبیر ہے اب دو حالتوں سے خالی نہیں یا تو یہ فعل تمام صحابہ کا قرار
پایا جائے اور کل صحابہ کی عدالت سے دستبرداری کی جائے کیونکہ پیغمبر پر اس قسم کی شیخ ہذا
الفاظ کے ساتھ فعل مسلم یا ایمانی نہیں ہو سکتا اور اس جمع میں حضرت عمر بھی موجود ہیں ان
کی گفوت خلاصی اس صورت سے بھی ناممکن ہے جب تک کوئی قطعی دلیل ان کی استثنائی ہو
نہ ہو اور یا حضرت عمر ہی اس کی دلیل قرار دیئے جائیں اور چونکہ وہ مخالف گروہ کے رہے
رہیں تھے اس لئے انھیں کا قول اصل قرار دیا جائے اور اتباع کی طرف اس قول کی استناد
اس حدیث سے قرار دی جائے کہ وہ اذتاب و اتباع حضرت عمر کے اس قول پر راضی تھے
چنانچہ قرآن مجید میں اس طرح کا انتساب نہایت کثرت سے پایا جاتا ہے جسے کالوا لہم
لک حتی تخرج لنا من الارض ہنونا لکم کہنے والا ایک شخص ہے لیکن چونکہ اس کی اتباع اس
قول پر راضی ہیں لہذا اس قول کی نسبت ان لوگوں کی طرف بھی دیدی بعینہ ہی مثال بیان بھی
ہے کیونکہ مسلم کی دوسری روایت سے یہ مطلب ثابت ہے کہ حضرت عمر ہی نے اس اس
محافت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اس میں یہ الفاظ ضرورت انجام مذکور ہیں فقال عمر ان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم عنکم ان قرآن حبنا کتاب اللہ فاختلف اہل البیت فاختصموا منہم
من یدل قریب الکتب لکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کتابا بالن تفضلوا بعدہ ومنہم من یتقول ما یقول عمر بن
عمر نے کہا کہ رسول اللہ پر حق غالب ہے اور تمھارے پاس قرآن ہے خدا کی کتاب ہمیں
الافی ہے اس مفسدہ انداز قول کے بعد دو جامعین حاضرین کی ہونگی ایک تو یہ کہتی تھی کہ
قدودات کاغذ لاد کہ وہ نوشتہ لکھ دیا جائے جو تمھاری ہدایت کا حامن ہو اور گمراہی

سے بچا نیو لانا ہے اور وہ سری جامت وہ کہتی تھی جو حضرت عمرؓ نے فرمایا بہر حال دوستی تھا
 گیا اور پیغمبرؐ نے کثرت شور و غل کی وجہ سے ان مہذب اصحاب کو اپنے پاس سے اٹھ جانے
 کا حکم دیا اب حسب قاعدہ مقررہ کہ جب دو رول تین ایسی آجائیں جو ایک محل ہو اور
 دوسرے مبین ہو تو محل کو مبین پر حل کر دیا جاتا ہے اسی طرح پہلی روایت محل ہے اور دوسری
 مبین ہے اس لئے مبین پر محل کو بلا تکلف حل کر دیا جائے اور چونکہ قائل حضرت عمرؓ ہی قرار
 پائیں گے۔ یہی کاتب مضمون سہیل مین کا مطلب تھا کہ روایت صحیح مسلم میں حضرت عمر
 کا نام بھی ہے اور یہ بھی ہے کہ پیغمبرؐ کے لئے پیغمبرؐ کا گنا ثابت ہو کہ حضرت عمرؓ ہی نے فرمایا
 یہ میا کی مبین ہے بلکہ معتقدائے اصول و قواعد مقررہ میں ہے ناظرین یہ بھی خیال کر لیں
 کہ غلب علیہ الوجہ اور "دونوں کا ایک ہے مطلب ہے کیونکہ شدت مرض کی جہت سے
 ایسے کلمات کا مریض کے منہ سے نکلنا جس کی تعمیل ضروری نہ ہو یا وہ عیب خیال کیے جائیں
 اسی کا نام ہذیان ہے الفاظ کے بدل جانے سے اصل مطلب میں کوئی قدرح نہیں ہو سکتی
 اچھا اب ہم آپ کی تسلی کے لئے روایت پیش کرتے ہیں جسکی بعد جناب کو گنجائش قیل و قال
 نہ رہے۔ حاجی نے نسیم الریاض شرح شفاء قاضی عیاض اس فقرہ کی شرح انا امان الاصحاب
 قیل من البدع وقیل من الاختلاف والفقن کی شرح میں رقمطراز ہے المراد بالاختلاف
 ما یشتل الخلاف وہو مخالفتہ العلماء والعقائد والحکام من غیر دلیل معمول بہ وان کان ذلک
 مطلقاً یقع فی حیوۃ المعرفة حقیقۃ کل امر بالوحی واما الاختلاف الذی وقع عنده کما
 ورد فی الاخبار العجمیہ من ان البنی قال فی مرضہ یتونی بدواء کتب لکم کتاباً یا لا تفضلون
 بعدی فقال عمر ان الرجل یسبح حسب کتاب اللہ فلیط الناس فقال آخر جماعی لا یشعبہ و
 التنازع لدی فقال ابن عباس الرزیمۃ کل الرزیمۃ ما حال بنیاد میں کتاب رسول اللہ
 و ہذا ایما یطعن بہ الرافضۃ علی عمر و قال صاحب الملل والنحل ہذا اول اختلاف وقع
 فی الاسلام۔

یعنی اختلاف سے مراد وہ اختلاف ہے جو علما اور فقہاء اور حکام میں بغیر کسی ایسی دلیل کے ہو جس پر عمل کیا جاتا ہو اگرچہ یہ قسم بالکل آپ کی زندگی میں نہیں پائی گئی کیونکہ ہر چیز پر ہماری حقیقت دینی کے ذریعہ سے معلوم ہوتی رہتی تھی اور اس اختلاف سے مراد وہ اختلاف ہے جو آپ کے سامنے واقع ہوا جیسا کہ احادیث صحیحہ میں وارد ہوا ہے کہ پیغمبر نے اپنے مرض میں فرمایا کہ میرے پاس دعوات لاؤ تو میں تمہارے لئے ایک دو شہدہ لکھ دوں جس کے بعد تم ہرگز میرے بعد گمراہ نہ ہو گے اس وقت حضرت عمرؓ نے کہا کہ یہ مرد معاذ اللہ ہذیان کہہ رہا ہے ہمیں خدا کی کتاب کافی ہے لوگوں نے اس وقت بخیر و غل کیا حضرت نے فرمایا کہ میرے پاس سے اٹھ جاؤ کیونکہ میرے پاس جھگڑا ازبیا سنیں تب ابن عباس نے کہا کہ پوری پوری مصیبت جب ہی نازل ہو گئی جب پیغمبر کے ارادہ تحریر میں کاوٹ ڈالی گئی اب اگر جناب کے پاس فہم ہو تو آپ عبرت کی نظر سے قول خفاجی ملاحظہ فرمائیں اس نے اس بات کا اقرار کیا ہے کہ بہت سی صحیح روایتیں اس بارے میں موجود ہیں کہ حضرت عمرؓ نے شان جناب ختمی مرتبت میں ایسا کہا۔

ایک جلیل فائدہ

جب یہ بات ثابت ہوئی کہ رسول کی ذات صحابہ کیلئے فتنہ و فساد اور اختلاف سے امان تھی تو اگر صحابہ آپ کی موجودگی میں اس قسم کا اختلاف شیعہ کرین گی تو یا تو حدیث کی صحت سے ہاتھ اٹھا کر پڑے گا یا ان صحابہ مختلفین کے صحابیت سے۔ اور پہلی بات مشکل ہے لہذا دوسری بات معین ہو گئی پھر اب ان کے دامنوں سے تعلق اور تمسک نہ ہو گا اور تمام جلالیت جن کا تعلق صحابیت سے تھا وہ خاک میں مل جائیں گی۔

یوہن حمیدی نے صحیحین میں جہان حدیث قرطاس کی روایت کی ہے وہاں ذکر کیا ہے فقالوا ما شانہ فقال عمران الرضی عنہ۔ لوگوں نے کہا ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیا کہہ رہے ہیں عمرؓ نے کہا کہ ہذیان میں یہ مرد مبتلا ہے۔ اگر یہ روایت صحیح نہ ہوتی

تو کبھی حمیدی ایک ضعیف روایت سے حضرت عمر کی شان میں قدرت نہ کر سکتا۔ افسوس یہ ہے کہ ابن جریر سے قبل زبان میں مآثر اور احرف تحقیق ہے اور لام تاکید و تکرار کو حضرت عمر نے ہذیان رسول کے ثابت کرنے میں صرف کر دیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کلام شک و شبہ کی وجہ سے نہ تھا بلکہ حضرت عمر کو اس ہذیان کا یقین تھا لیکن ان بزرگ کو یہ بات منہموم نہ تھی کہ جس قدر منافق عصمت و عیال بات کے اثبات میں کلام میں زور دیا جائے اتنی ہی قابل تصدیح کا وزن زیادہ ہوتا جائے گا میں تو اسی کلام کو ہذیان سمجھتا ہوں جو حضرت عمر نے فرمایا اور میں کیا بلکہ ہر مومن دیندار کافر بن ہو گا کہ وہ ایسا ہی سمجھی قرآن تو آپ کے فرمائی ہوئی باتوں کو وحی منقول سمجھے اور کہے کہ و ما یطق من الطوی ان ہذا وحی علی اور حضرت عمر مخالفت قرآن فرمائیں اور ہذیان سے تعبیر کیا پھر ہم تو خدا ہی کے بندے ہیں ویسا ہی کہیں گے جیسا ہمارا معبود کہتا ہے لیکن حضرت عمر کے بندے جو چاہیں کہیں۔
یہ ہیں تکبر جو ثقات علمائے اہلسنت میں سے ہے وہ بیعت متنبی کی شرح میں رقمطراز ہے۔
اللفظ فیک ہجر العبد علی بالک خیر من تحت اسماء

الہجر البقیع من الکلام والنفش و ہجر اذا ہدی و ہو ما یقولہ الحمدوم عند الحمی ومنہ قول عمر بن الخطاب عند مرض رسول اللہ ان الرجل یہجر علی عادة العرب۔

یعنی ہجر کلام قبیح اور نفش کو کہتے ہیں اور ہجر کے معنی ہذیان کہنے کے ہیں اور ہذیان اسے کہتے ہیں جو کوئی بخار میں مبتلا آدمی کہتا ہے اور اسی باب سے قول عمر بن خطاب ہے جو انھوں نے مرض رسالتاب کے وقت کہا تھا کہ ان الرجل یہجر یعنی یہ مرد ہذیان کہتا ہے اور یہ اس طرح کی بات ہے جسے عرب کہا کرتے تھے۔ دیکھا آپ نے کیوں کہ بلا تکلف یہ منافق حضرت عمر کے مقولہ کو تسلیم کرتا ہے اور اسے کہتا ہے کہ جیسا عرب کہا کرتے تھے مآثراً اس کی مراد یہی ہوگی کہ جب زبان جاہلیت میں عرب کا دستور تھا وہ نہ اسلامی میں تو بد مذہب و شیوہ اصحاب اسلام ثابت ہے نہ عرب کا یہ دستور یا یہ ثبوت کو ہیونج سکتا ہے

پھر اگر صحیح روایتیں ان لوگوں کے پیش نظر نہیں ہیں جو کسوی طرز روایتیں ہو سکتیں تو یہ کیونکر حضرت عمرؓ کے قول کا اعتراف کرتے ہیں اور کیوں آپ کے علما اور محدثین ان کے اقوال پر اہانت اور نفرت ظاہر نہیں کرتے۔

یہ ابن اثیر جزیری نہایت مین لکھتا ہے۔ ومنہ حدیث مرض البنی قالوا ما شانہ اہجر ای اختلاف کلامہ سبب المرض علی سبیل الاستفہام اسے محل تغیر کلامہ واختلاط لاجل ما بہ من المرض و ہذا حسن ما یقال فیہ فلا یجمل اخباراً فیکون من النقص والہذیان والتعادل کان عمر ولا یظن بہ ذلک انتہی۔

نعت ہجر کے بیان میں کہتا ہے کہ اسی باب سے حدیث مرض بنی ہے انھوں نے کہا (یعنی صحابہ کہ پیغمبر کا کیا حال ہے کیا معاذ اللہ ہدیان کئے گئے یعنی کیا آپ کا کلام مرض کے سبب سے مختلف ہو گیا اس جملہ کو استفہام قرار دینا چاہیے یعنی کیا کلام میں آپ کے کچھ تغیر ہو گیا اور اس میں کسی قسم کا اختلاف پایا گیا مریض ہونے کی وجہ سے اور یہ استفہام کی صورت بہتر سے بہتر ان اقوال میں سے ہے جو اس باب میں لکھا گیا ہے۔ اور اس آجھ کو جملہ خبریہ نہ قرار دینا چاہیے کیونکہ اس کی معنی ہدیان اور فحش کے ہو جائیں گے اور اس قول کے قائل حضرت عمرؓ تھے اور ان کے متعلق ایسا خیال نہیں کیا جاتا کہ وہ پیغمبر کی طرف ایسی نسبت دینگے۔

اس مختصر عبارت سے چند فائدے حاصل ہوئے اول یہ کہ احتمال استفہام حضرت عمرؓ کے جملات قدر کا لحاظ کر کے پیدا کیا گیا ہے درحقیقت وہ روایت میں یقیناً نہیں ہے اور جس طرح استفہام کا احتمال پیدا کیا گیا ہے ویسا ہے یہ احتمال بھی ہے کہ آجھ بغیر عمرؓ استفہام ہو اور ہمزہ قطعی باب افعال ہو پھر دو وزن احتمالوں کے مساوی ہونے کے بعد ایک کے ترجیح بلا وجہ ہے بلکہ قریۃ ابن الرطل لیسجور اور ان اور لام تاکید کے بعد استفہام نفیہ مستفہم ہوتا ہے وہ کسی بات میں یقین نہیں ظاہر کرتا۔

پھر یہ کہ روایت بخاری کتاب الجہاد میں بغیر ہجرہ استغنام ہے اور عینی شارح صحیح بخاری نے اس کی تصریح کی ہے چنانچہ اس کی عبارت یہ ہے وفی کتاب الجہاد ہجرہ مدین الہجرہ منی
 بردہ بن الحارث یعنی ہناک ہجر ہجر رسول اللہ تبارک و تعالیٰ لفظ ہجر قتال میاض معنی ہجر افش و
 يقال ہجر الرجل اذا ہذا ہجر قلت نسبتہ مثل ہذا الی ابی لا یجوز لان وقوع مثل ہذا
 الفعل عنہ علیہ الصلوٰۃ والسلام محتمل لانه معصوم نے کل حالتہ میں معصیت و مرضہ لوقوع دعا
 یطلق عن الہوی و لقولہ انی لا اقول فی الغضب و الرضا الا حقاً وقد تکلما فی ہذا الموضع
 کثیراً و اکثرہ لایحید سے فقہاء و الذم سے معنی ان يقال الذین قالوا ما شانہ ہجر او ہجر بالہجر
 و بدوہما ہم الذین کانوا قریبی العمد بالاسلام و لم ینووا علین بان ہذا القول لایق فی حقہم
 لانہم ظنوا انہ مثل غیرہ من حیث الطبیعۃ البشریۃ اذا اشتد الوجہ فہم یتکلم من غیر تحریر فی الکلام
 یعنی کتاب جہاد بخاری میں ہجر بغیر ہجرہ استغنام ہے اور روایت کشمیری ہجر ہجر رسول اللہ
 ہے حسین لفظ ہجر کر رہے عیاض نے ہجر کے معنی افش کے بیان کیے ہیں اور ہجر الرجل
 وہاں کہا جاتا ہے جان وہ ہذا بیان یک رہا ہو اور انہیں معنوں میں ہجر بھی بیان کیا جاتا
 ہے عینی کا بیان ہے کہ ایسی لفظ کی نسبت جناب رسالت کی طرف ہرگز جائز نہیں ہے
 کیونکہ العیاذ باللہ ہذا بیان کا جناب رسالت سے قراغ ہونا محال ہے کیونکہ آپ معصوم
 تھے اور ہر حالت میں (چاہے وہ صحت ہو یا مرض) آپ کی عصمت ثابت ہے اس لیے کہ
 ما یطلق عن الہوی اس مطلب پر دلالت کرتا ہے اور اس لیے بھی کہ آنجناب نے فرمایا
 کہ میں ہر وقت میں چاہے وہ خوشنودی کا وقت ہو یا غصہ کا وقت ہو جب کہتا ہوں حق ہی
 کہتا ہوں (یعنی کہتا ہے اور وہ ایک مضغمانہ کلمہ ہے) کہ علمائے اس مقام میں بہت کچھ
 کلام کیا ہے اور جو کچھ کہا ہے اس میں کار زیادہ حصہ کوئی فائدہ نہیں دیتا جو کچھ اس جگہ کہا جائے
 وہ یہ کہنا چاہیے کہ جن لوگوں نے ہذا بیان وغیرہ کے نسبت ذات معلائے رسول کی جانب
 دی وہ تو مسلم لوگ تھے جس کو یہ معلوم نہیں تھا کہ حضرت کی جانب اس طرح کی پائین نسبت

عین کی جاسکتی کہ وہ ان کو ایسا خیالی ہو کہ شدت مرض میں جیسا اور لوگوں کا حال ہوتا تھا
ایسا ہی رسول کا حال بھی ہو سکتا تھا۔

اسخ کو دیر انجمن نے عینی کی خدمت سے یہ بات سن لی کہ حضرت عمرؓ نے جو اس سلام کا
کین پتہ نہ تھا وہ نو مسلم ہونے کی وجہ سے شان جناب رسالت علیہ السلام کو
سمجھ نہیں سکے اور جو کچھ غیر معصوم کے لئے ہو سکتا تھا وہی پیغمبر کے لئے بھی انھوں نے تجویز
کیا اس نے یہ بھی صاف صاف کہہ دیا کہ علمائے اہلسنت نے جو کچھ اس مقام کے مصیبت
کے چھپنے کے لئے ترکیبیں کیں اور جو کچھ علمی کے کلمات کے وہ سب فضول و بیکار ہیں جس کا
کچھ بھی فائدہ نہیں ہے۔

درحقیقت یہ سخن عینی بالکل بجا ہے لہذا وہ اس بات کا پتا لگاتی ہے کہ عجیب غریب عقیدہ
نہیں سمجھتا مثلاً یہ کہنا کہ اہل خبر نہیں ہے بلکہ ہرگز استقامت ہے کہ اس کے نسبت
نہایت زیادہ لازم آئے اور چونکہ حضرت عمرؓ اس بات کے قائل تھے لہذا استقامت کے ساتھ
ہو سکتا ہے جیسا کہ ابن اثیر جزیری کے کلام میں گزرا۔ میں کہتا ہوں کہ بقول عینی
اس سے کیا فائدہ ہوا۔ استقامت سے بھی یہی پتا چلا کہ پوچھنے والا ہدیان کو تجویز کرتا ہے
بھی تو پوچھ رہا ہے اور پیغمبر کو اس صفت سے موصوف کرنا یا اس کے لئے ہدیان تجویز
کرنا دونوں اس لئے کہ بے بصیرتی ثابت کرنے کے لئے کافی ہیں کیونکہ دونوں
عینے محمدؐ کے مفاد ہیں۔

ایک قابل غور بات

یہ بالکل موافق بات ہے کہ جو شخص ایسی شدت مرض میں مبتلا ہوتا ہے کہ وہ یہ نہ سمجھ
سکے کہ وہ کیا کہہ رہا ہے اس سے یہ کہنا کہ آنحضرتؐ اس سے سمجھ تو کیا کہہ رہا ہے عجیب بات
ہے شاید ہی دنیا میں کوئی ایسا احمق ہو جو فائدہ اس سے کچھ سمجھتا چاہیے اس میں ہوش
اور دماغ کے آثار نظر آتے ہیں جو بصیر مطلع پر روشن ہیں۔

تمام روایتوں کا محصل

یعقوب لاہوری نے خیر جاری شرح بخاری میں (جیسا کہ آیتہ اللہ فی العالمین نے کتاب مستطاب تشیید المطامین ذکر فرمایا ہے) یہ عبارت لکھی ہے لا شک فی ان رسول اللہ ﷺ المصلح فی کتابہ الکتاب بدیل قولہن تعلقوا بعدہ ولا شک فی ان عمر بنی الامام معاب عن احضار الدوات والعلم ولا شک فی ان اہل البیت احوال احضارہا وحال النزاع بین الفرقین حتی اخر جم النبی جمیعاً و ہذا القدر ما یتبادر الی الذہن من نفس احدیثہ ولا یرتاب فیہ احد۔

یعنی اس میں شک نہیں ہے کہ یہ غیر خدا نے کتاب تحریر میں مصلحت نبیال فرمائی کیونکہ یہ جلیغ فرمائے تاکہ تم میرے بعد گمراہ نہ ہو جاؤ یہ اسی مصلحت پر دلالت کرتا ہے۔ اور اس میں شک نہیں کہ عمر بنی نے معاب کو دوات و قلم لانے سے روکا اور منع کیا اور اس میں بھی شک نہیں کہ اہلیت نے دوات و قلم کے حاضر کرنے پر زور دیا اور نزاع دو ذون فرقوں میں بڑھی یہاں تک کہ سب کو پیغمبر نے نکال دیا اس حدیث سے اس قدر تو محض و سچ مین آجاتا ہے جس میں کوئی شخص شک نہیں کرتا۔

نتیجہ کلام

اس سے نکل آیا کیونکہ جب پیغمبر کے حکم میں کوئی شبہ نہیں اور حضرت عمر کے تعمیل حکم نبی رک دینے میں کوئی شبہ نہیں تو حضرت عمر کے مقابلہ پیغمبر میں کوئی شبہ نہیں بلکہ جناب ابی کے مقابلہ میں کوئی شبہ نہیں قرآن نے آواز دی کہ اما تم الرسول فخذوہ جو کچھ پیغمبر کے پاس لائے اُسے لو پھر یہی کہا کہ و اما رسول الا یطاع ہم نے کوئی پیغمبر نہیں بھیجا مگر اس لیے کہ اس کی اطاعت کی جائے پھر وہ یہ بھی کہ من بعین اللہ رسولکم جو محمد اور رسول کی نافرمانی کیسے اس کی جزا۔ آتم پیغمبر ہی بار باری عقل پر محقق نہیں کہ جو شخص کسی مطلب کو چاہتا ہے تو وہ اس کی مؤیدات کو پیش کرتا ہے۔ تمام مؤرخین اور

تمام محدثین اس بات کو مانے ہوئے ہیں کہ حضرت عمر قیصرؓ کم رسولؐ سے مانے تھے کسی اور
مانے کا نام نہ روایت کے اندر دکھائی دیتا ہے نہ روایت کے باہر۔ اگر مدیر انجم کو ضعیف
روایت ایسی نہ موصول دے حسین کسی اور مانے کا نام موجود ہو چاہے وہ ان کی کتابوں میں سے
ہو تو پھر میں اس موقع پر حضرت عمر کا نام نہ لوں لیکن تو یہ بتی عمر مقدس ان کی گزر چکی ہے
اگر اتنی ہی تلاش میں اور گزرے تو ہرگز کسی مانے کا نام سوائے حضرت عمرؓ نہ آئے گا پھر
جب آپ ہی مانے تھے اور آپ ہی کا نام نامی اس موقع پر ابھرا ہوا نظر آ رہا ہے تو آپ
ہی کا کوئی جان ہین اور آپ ہی ہجرت کے قائل اور قائل ہیں۔

چونکہ حضرت عمر کا لقب العیض یہ تھا کہ تعمیل حکم نبی نہ ہو۔ تو اس مطلب کے مویات کا تذکرہ
میں آپ کا فرض تھا لہذا جو باتیں اس کی مؤید نظر آئیں وہ سب قطعاً آپ ہی کی فرمائی ہوئی
ہوں گی اس لئے کہ کوئی دوسرا نہ نظر آتا ہے نہ اس کا نام معلوم ہے پھر اب مدیر انجم ہی
فرمائیں کہ اشد علیہ السلام اور سحر اور سحر کس کی مویات میں سے ہیں یہ ان کی تائید ہے جو چاہتے
تھے کہ نوشتہ تحریر ہو یا ان کا موید ہے جو چاہتے تھے کہ نہ لکھا جائے؟

لا محالہ دنیا ہی کے گی کہ نوشتہ کے مانے کا موید ہے پس تو اس کے کاسر حضرت عمرؓ
سرا یہ مدیر انجم کے ہاتھوں اتر نہیں سکتا۔

قاضی عیاض کی شفا کی صفحات پر دردناک کروٹیں

آپ ہنزہ برگ بن جنہون نے شفا میں ایک باب مخصوص اس امر کے لیے منعقد کیا ہے کہ جو شخص فہم ہر تفسیر کی
اہانت کرے اسکا نتیجہ ہے اور اس مطلب پر اجماع امت دکھایا ہے چنانچہ انکی عبارت شفا میں یوں ہے۔
اعلم و قضا اللہ و ایاکان جیس من سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم وہام وک جو رسول پرست و تم کرتے ہیں یا انہیں صیب
ہو ماہ او احمق بہ نقصانی نفسہ و نسبہ او دیتہ او حنظلہ من حنظلہ گلے ہیں یا ان کے ذات یا نب یا نبی یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم
وہر ضیہ او شہرہ ہی علی طریق السب لہ او لا لہ علیہ او یا نبی عزت میں کوئی نقص پیدا کرتے ہیں یا اس طرح کی تشبیہ
التصنیف شتابہ او انض منہ و العیب لہ فہو سابعہ و الحکمہ و تمیل دیتے ہیں جو شہرہ کے لڑ پڑ ہو یا آپ کے یہ آئین

عزیز تر است ایشان با فضل قد ظہر من قرآن

تو در اصل و شد طبع و علم بچشم با خود اندک من

حسد بل امری که ای اختیار هم و بعضی لم نعم

ذکرک قتال استغیر و علم آخرت و کف و عذرا

مکن غرض و الماده من صواب راسه عمر غم

هو لا و قال و کون امتناع عمر اما اشفاقا علی

النبی صلی اللہ علیہ وسلم من تکلیفہ فی ملک احوال

اولا و الکتاب و ان تدخض طبع مشقتہ من ذلک

کما قال ابن النبی صلی اللہ علیہ وسلم اشتد به

الوجع و قبل غشی عمر ان یتب امودا یعجز عن منہا

فیصلون فی امرج بالما افقتہ و راسه ان الارض

بالامتہ فی ملک الامور ستر الاجتہاد و حکم النظر

و طلب الصواب فیکون المصیب و المظہل

ما جورا و قد علم عمر تقریر الشرح و تاسیس الملتہ

و ان اللہ تعالیٰ قال الیوم اکملت لکم دینکم و قوله

صلی اللہ علیہ وسلم اوصیکم بكتاب اللہ و عمر

و قوله عمر حسبت ان کتاب اللہ و علی من تاذرہ

لا علی امر النبی صلی اللہ علیہ وسلم و قد قيل

ان عمر غشی تطرق الما یفتقن و من فی ظہر من

قرآن سے شاید ایسی ہی معلوم ہوا کہ جو کلام

میں عزم و عزم نہ تھا یہ کہ میں و طلب کے ملک و میں

حکم تمام میں اصحاب کی اختیار تھا اللہ عزوجل کے

خبر بجا انہوں نے کہا کہ وہ جب اس میں اختیار

ہوئے لگا تو رسول غامض میں ہوا کیا ہو گیا کہ وہ

امر حق و تھا اور اس کے بھی کہ راسہ عمر

صائب تھی۔ یہی عمر لاؤ گنا کا غنہ و دوات لائے

سے یہ بات تو ہی پر جس آیتا کہ انہوں کی حالت میں

کھنے کی کیف و مشقت میں کو چھانی جب کہ عمر

نے کہا کہ نبی کے مرض کو زور دے گیا ہے اور یہ کہ

عمر اس بات سے ڈرے کہ کین ایسی باتیں نہ

کھلاؤں جس کی تعمیل نہ ہو سکے اور ملا محال غایت

حکم سے عزم و عزم لازم آئے ایسی صورت میں

دست اجتہاد سے کام لیا تاکہ خطا کا مادہ نہ ہو

دو دن ماجور و مشاب ہوں اس کے علاوہ

عمر نے یہ بھی جان لیا تھا کہ شریعت مضبوط

چوکی ہے اور قول خدا اکملت لکم دینکم اور قول

رسول و کتاب اللہ و عمر حق کہ لکھا یہ حکمت۔ یہی عمر

کا قول "میں کتاب اللہ یہ اس گروہ کے دین میں

کہا تھا جو ان سے نزاع کر رہا تھا یہ کہ نبی کے

قول کی روایتی۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ عمر اس بات سے بھی ڈرے

کہ عقلت و عقلیہ میں ایسی تحریک کا کھانا ہوا جنہیں

اور منافقین کو باقیں پیدا کرنے کا موقع نہ ملے

اور وہ غلط و صحیح نہ تھیں مثلاً خیر و شر

کے بارے میں کہتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے

صفت اس نے یہ بیان کی تھی کہ وہ گمراہ نہ ہونے دے گا تو پھر ایسا ضروری نوشتہ پیغمبر کے
رجوع کا قائم مقام ہو کیونکہ ممکن ہے کہ وہ ضروری خیال نہ کیا جائے اور اس کے سامان کے
مہیا کرنے کا حکم حکم حق نہ ہو۔ لہذا اس عذر کے رد ہونے میں ہمیں زور برابر شک نہیں
ہو سکتا رہ گئی یہ بات کہ عمر کی رائے اُن لوگوں کو صاحب معلوم ہوئی تو یہ اہلسنت ہی کی
جہالت ہے کہ حامل حق کا قول صواب سے خالی ہو اور امتی معائب اُترائے ہو۔

دوسرا عذر رنگ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ عمر نے جو تعمیل حکم سے انکار کیا تو اس کی وجہ صرف
یہ تھی کہ انھوں نے پیغمبر خدا کی تکلیف باسی حالت مرض میں گوارا نہ کی اور کبھی کہ اس نوشتہ
کے لکھنے لکھوانے میں آپ کو شدید زحمت ہوگی جیسا کہ ان کے قول سے ظاہر ہے کہ انہی
اشتبہ بالوجہ لینے پیغمبر کا مرض زیادہ ہو گیا ہے۔

یہ عذر پہلے سے بھی زیادہ رکیک اور مضحک ہے اولاً یہ احتمال تو ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ
ضلالت سے روکنے والی چیز کی تمنا ہر تہدی اور طالب ہدایت کی دل میں ہوتی ہے اور
اس صودت میں پیغمبر کی تکلیف کا خیال ایک عجیب خیال ہے کیونکہ اس کی حیثیت ہی اس
لئے تھی کہ وہ ضلالت کی نفی کرے جہاں تک ممکن ہو سکے اور جس قدر کسی امت میں ضلالت
کم یا کم ہوگی اسی قدر پیغمبروں کی خوشی اور رخصتا مندی زیادہ ہوتی ہے اور جس قدر ضلالت
امت کا خیال پیغمبر کے لئے ثقب اور روع فرسا ہوتا ہے اس قدر کوئی چیز ان کی لئے اطمینان

نہیں ہوتی اس مطلب کا استفادہ یہ کہ یہ لعنک باخ نفسک علی انارجم ان لم یؤمنوا بہذا
الحدیث اسفا کیا اسے پیغمبر تم اپنی جان دیدو گے اس غم میں اگر وہ ایمان نہیں لائے گا ثابت
ہو کہ ضلالت کا لال اس حد پر ہوتا تھا کہ جس سے آپ کی جان جانے کا خوف تھا جب یہ
ایک حق مطلب ہے تو وہ نوشتہ جس کی صفت ہدایت اور جس کا لادام نفی ضلالت تھی اگر
وہ نہیں ہوتا تو اس نوشتہ کے ہونے میں پیغمبر کے تکلیف کا احتمال تھا یا نہ ہونے میں اس
میں تو اس قدر تکلیف ہوئی کہ اگر زندہ رہتی تو معلوم ہو جاتا لیکن اس غم و غلانی کے نہ ہونے

دوسری بات یہ کہ پیغمبرؐ چونکہ دوات و کافور کے لئے کا حکم دیا تھا اور تمیل نہ کر سکتے
 ہیں آپؐ کی ایذا ایتیقن تھی تو سنا پر اگر تکلیف کا خیال حضرت عمرؓ کو پیدا ہوا تھا تو آپؐ ہی سے
 مخاطب ہو کر عرض کرتا تھا کہ اشتد یک الوجع آپؐ کا مرض زیادہ ہو گیا ہے آپؐ کیوں ایسی
 تکلیف فرماتے ہیں پھر دیکھتے کہ پیشگاہ رسالتاب سے کیا جواب ملتا لوگوں سے کہنے میں تو
 صاف ظاہر ہے کہ یہ حضرت ادریسؓ کو بھی امتثال نبیؐ سے منع فرماتے تھے اور اشتد یہ الوجع
 کا مطلب اس وقت یہ تھا کہ یہ باتیں مریفون کی باتوں سے زیادہ نہیں جن کے ہوش و
 ہوا اس پر پکڑنا نہیں سکتے۔ اس پر یہ مقبول گواہ موجود ہے کہ تکلیف رسالتاب کا کوئی ذکر
 اس صحیح میں نہ ملتا بلکہ نہ بیان کی نسبت ذات گرامی کے جانب دی جاتی تھی یہ اشتد یہ الوجع
 کا مفسر حملہ تھا۔ اگر حضرت عمرؓ کو تکلیف جناب رسالتاب کا خیال تھا تو بیمار کے پاس
 مشغول و غل فرمائیں کیا جاتا اور اس شور و شغب سے بیماروں کو تکلیف ضرور ہوتی ہے غل مشور
 کو روک دیا ہوتا تاکہ جناب کو تکلیف نہ ہوتی اس کی کیا ضرورت تھی کہ وہ باتیں سکھ جائیں
 جن سے شور و شغب پیدا ہو اور اس سے پیغمبرؐ کو تکلیف ہو۔ اس کے علاوہ جس مقام پر
 اطیعو اللہ و اطیعو الرسولؐ موجود ہے اور قرآن اطاعت رسولؐ کو واجب کر رہا ہو اور احرام
 رسالتاب ایمنی کی صورت میں موجود ہو اور چونکہ امر حقیقہ و وجوب کے لئے ثابت ہو خصوصاً
 جب اس کا سبب نفی منکرات بیان کیا گیا ہو تو اب اس کی وجوب میں کون سا شک و شبہ
 رہ سکتا ہے ایسے وقت میں تکلف کا ذمہ تعمیل و امتثال کے ساتھ مشغول ہے وہ کسی
 عذر رنگ کی وجہ سے ہٹ نہیں سکتا اور لاریب کہ تبارک و واجب باری اور فاعل
 ہے خصوصاً جب پیغمبرؐ ترک واجب کا معنی گواہ ہو اس مخالفت کے علاوہ ایک مسلک پیغمبرؐ
 یہ ہونا چاہیے کہ حضرت کو ایذا پہنچی اندر آپؐ نے اس سے متکوی ہو کر اصحاب کبار کو مخاطب
 کا حکم دیا جس کے بعد قریب ستم اندر اس ایذا نبیؐ رسولؐ کا جو حکم ہے وہ سب سے مخاطب کی
 اس آیت سے پہنچو لئن اهلذین یوفونہم انہم یوفونہم رسولؐ کی۔

ایک سخت مواخذہ

حضرت عمرؓ کا اس وقت موجود ہونا قطعی اور یقینی ہے کیونکہ صحیح بخاری کے ساتون مقام میں اس بات کی تصریح موجود ہے کہ آپ وہاں تشریف فرما تھے اور آپ ہی کی ذات سے اس وقت کے اختلاف کی نشوونما ہوئی اور اس مجمع میں یہ آواز بلند تھی کہ پیغمبر ہدیان کہہ رہے ہیں اور اس میں مدیر انجم کے نزدیک بھی کئی شبہ نہ ہو گا کہ ہدیان کی نسبت حضرت کی جانب دہلیکی تو دو حال سے خالی نہیں یا تو حضرت عمرؓ ہی اس کلمہ کے قائل تھے تب تو مطلب ثابت ہے اور اگر آپ اس کلمہ کے قائل نہ تھے اور دوسرے بدتمیز لوگوں کے موقع سے یہ کلمہ نکل گیا تھا تو کیا وجہ کہ حضرت عمرؓ نے اس بیوہ گفتار سے کسی کو روکا نہ تھا حالانکہ آپ کی حق شناسی اور قاعدیت کے شہرہ اہل سنت کی افق میں گونج رہے ہیں اس وقت آپ کی فاروقیت کدھر گئی تھی کہ آپ نے حق و باطل میں کچھ بھی فرق نہ کیا اور اگر آپ منع فرماتے تو ضرور وہ کلمہ نقل کیا جاتا کہ حضرت عمرؓ کی ذات سے نفی اتمام کی ضرورت تھی لیکن کوئی کلمہ منع اس مقام پر منقول نہیں ہے جس سے ثابت ہوا کہ آپ اس بیوہ نسبت پر ہنسی تھے لہذا جرم مشترک ہے۔

صحابہ پرستی اور تصنیع پیغمبرؐ

جو تھا قدر وہ پیش کیا گیا ہے جس سے ترجیح عمرؓ حضرت پیغمبرؐ پر آشکار ہے اور یہ ہے کہ کتب سیرت میں ضرور ایسا حکم مرحمت فرمایا تھا لیکن عمرؓ کو اس بات کا خوف ہوا کہ ایسا نہ ہو نہشتہ میں ایسی باتیں لکھوا دیں جس پر لوگ عمل نہ کریں اور اس کی وجہ سے یعنی مخالفت نبیؐ سے صبر جہنم مبتلا ہو جائیں اور یہ بھی حضرت عمرؓ کی رائے ہوئی کہ امت کے لیے آہستہ آہستہ اسی میں ہے کہ اجتماع کی وسعت ان کے لیے تجویز کی جائے اور لوگ مسائل میں نظر کریں اور صواب کو طلب کریں تاکہ جو ضعیف حکم دی وہ بھی باجور ہو اور جس حکم میں میں خطا کرے وہ بھی مٹا دیا ہو اور یہ بات بھی تھی کہ حضرت عمرؓ کو معلوم ہو چکا تھا کہ کتب سیرت

مخالفت پیغمبر سے نہ تھا وہ اپنی مخالفت سے جو اقوال پیغمبر سے ہو کیونکر مخالف ہو گا پھر حضرت
 عمر نے لوگوں کو تو مخالفت نبی سے بچایا اور سب کی طرف سے آپ تصدیق ہو گئے یعنی پیغمبر
 کی ایسی کھلی ہوئی مخالفت کی جو قیامت تک عالم پر روشن رہے گی اور ان اعراب الناس
 بالبر و تسون انفسکم (کیا لوگوں کی کھلی مخالفت کا حکم دیتے ہو اور اپنے نفسوں کو بھول جاتے ہو)
 کی پوری مصداق ہو گئے۔ اچھا ہم نے مانا کہ نبی بات حق لیکن وہ دلیل جسکی وجہ سے پیغمبر کی
 مخالفت ان کو جائز ہو گئی وہ عقلی ہے یا نقلی عقل اگر اس کی مسامحت کرتی تو وہ ایسی جرات
 کو نفرت کی نگاہ سے کیون دیکھتے اور عقل اگر موجود ہوتی تو پھر ان طبع مزاجیوں کی کیا مسامحت
 ہے اچھا اگر اسی سے بھی قطع نظر کی جائے تو یہ کون تسلیم کرے کہ امت تو رسالت کی اور
 پیغمبر اپنی امت کے ساتھ مارا اور نرمی نہیں کرتا حضرت عمر امت پر دم فرماتے ہیں حلاکہ
 حضرت عمر کی مشہور صفت فظ علیظ القلب ہے اور جناب رسالت کی قرآنی صفت
 بالوینین رؤف رحیم ہے یہ صلاح حال کجا وین خراب کجا بین تفاوت رہ از کجا بکجا
 یوہن یہ عذر کہ اجتہاد میں وسعت حق اور تمسک احکام میں ضیق حق لہذا اس ضیق کے
 وجہ سے حضرت عمر نے دکھوائے دیا اور چاہا کہ غلطی اور مصیبت دونوں کو اجڑے۔ یہ
 اس قدر حسین خیال کہ اگر اس کو دنیا تسلیم کرے تو نبوت بمعیت ناک چیلے کیونکہ
 نجات میں اس مذاق پر ضیق اور محدود ہونے کے سوا کچھ اور کیا ہے اور اس اجتہاد

کا کیا کرنا جس میں خطا اور صواب دونوں پر اجر کے حصہ تجزیہ کیے گئے ہیں۔
 افسوس ہے کہ ان خدائے عظام اور تکلمین اسلام کی دل و دماغ میں یہ بات نہیں آئی کہ امت
 جب جہاد ہے جب حکم واقعی حقیقی معلوم نہ ہو سکے اور اجتہاد اسی کی تکمیل کا ایک راستہ
 ہے لیکن حضرت عمر کمال ان جواب دینے والوں کی رائے میں یہ چاہتے تھے کہ اگر حکم واقعی
 معلوم نہ ہو تو اس کو اس طرح کی تکمیل کا موقع نہ ملتا اور اجتہاد میں خطا کا موقع ہی نہ ملتا
 لہذا یہ واضح خطا ذات موقع خطا کی جگہ غلطی کہ غلطی ڈھونڈتی تھی اور یہ سچ بھی ہے جس کی

اگر کھد یا باقی صاف ظاہر ہے کہ گمراہی نہ ہوتی کیونکہ نہ لفظ الہی موجود تھا لیکن حضرت
 کو یہی بات تو بری معلوم ہوئی اور آپ نے اسے نہ لکھوائے دیا بلکہ ضلالت کا موقع ملے اور
 امت کے لئے اس میں سہولت ہو سہ این کار از تو آید و مردان چین کنند۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ قد علم عمر تقریر الشریع و تاسیس المملکت یعنی یہ کہ حضرت عمرؓ نے پیغمبر
 کے حکم کی تعمیل اس لئے نہ ہونے دی کہ عمر کو معلوم تھا کہ شریعت میں جو احکام آئے تھے وہ
 آگئے اور ملت میں سے ہو چکی اور ایوم الملت لکم دینکم آپ کا پھر کیا رہ گیا تھا جو لکھا جاتا ہے
 حضرت عمرؓ نے حکم دیا۔ کاش حضرت عمرؓ نے یہ خیال تنفیہ کے صحبت کے دن کیا ہوتا اور سہ
 کا غیر ضروری ہونا اس تقریر سے خیال کر لیتے خلیفہ اگر نہیں مقرر ہوا تھا تو ایوم الملت لکم
 میں قصہ فرماتے اور اگر میں ہو چکا تھا تو اس نو مستعد شدہ مغل کو خیر دے دیتے یہ کیا کہ جہان
 خود طلبی کا آئینہ کامیابی کی صورت دکھاتا ہے وہاں تو حضرت عمرؓ اس کام کا ہونا ضروری
 سمجھتے تھے اور جہان ایسا نہ تھا اور مخالفت مطلب بات ہوتی تھی وہاں چاہے خدا کا قول
 ہیون نہ ہو لیکن آپ کی ذوق سلیم میں وہ رد کرنے کی قابل تھا۔ اچھا ہم نے مانا کہ شریعت
 تمام و کمال نازل ہو چکی تھی اور کسی حکم جدید کے نازل ہونے کی ضرورت نہ تھی تو کیا
 الطیوہ الرسول اطاعت کرو رسول کی؟ کے عموم میں اس بات کی قید لگی ہوئی ہے کہ بتک
 شریعت تمام نہ ہو اور جب شریعت تمام ہو جائے تو پھر گز اطاعت واجب نہیں۔ اگر
 الطیوہ الرسول سے یہ مراد ہے تو شاید اسی مذاق پر الطیوہ اللہ بھی کسی خاص وقت کے ساتھ
 مخصوص ہو۔ قول عمر حبیبنا کتاب اللہ و علی من نازہ لامل امر الہی قاضی عیاض متکا
 کے دل سے سوال پیدا ہوتا ہے کہ پیغمبر کے قول کے مقابلہ میں یہ کہنا کہ حبیبنا کتاب اللہ خدا
 کی کتاب ہماری ہدایت کے لئے کافی ہے یعنی آپ کے تحریر اور نوشتہ کے بغیر ہمیں اللہ
 یہ پیغمبر کا کلام اور مقابلہ ہے لہذا آپ اس سوال کا جواب دیتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ
 کی روایت نہیں سنی بلکہ یہ اس کی روایت میں نے ان سے سنی ہے باب اللہ ظاہر کی تھی؟

وہ جو حضرت عمرؓ سے نزاع کرنے والا تھا وہ کیا کہہ رہا تھا اور یہ کیا کہہ رہے تھے تاکہ نزاع کی تصویر یہ ناظرین کے سامنے آجائے پیغمبرؐ نے کہا دعواتِ دہم لاؤ تحریر لکھ دوں حضرت عمرؓ نے کہا نہیں یا تو ہڈیاں ہے یا غلبہ درد کی جہت سے غیر قابل التفات باتیں کر رہے ہیں کسی نے کہا نہیں تو شہر ضرور ہونا چاہیے جیسا کہ پیغمبرؐ کہہ رہا ہے حضرت عمرؓ نے کہا نہیں خدا کی کتاب ہمیں کافی ہے تو نزاع کرنا اسے کا قول وہی تھا نا جو پیغمبرؐ کا قول تھا اور جب مدون متحد القول ہیں تو صاف آشکار ہے کہ حضرت عمرؓ نے سب کی رد کی۔ وقد قبل ان عمرؓ لکھو

اور انا یقین دہن فی قلبہ مرص لما کتب ذلک الکتاب فی الخلوۃ ایک سسکتا ہوا عند اور پیش کیا گیا ہے اور وہ یہ کہ اس وجہ سے کہ یہ تحریر خطوت اور تخیلہ میں لکھی جاتی حضرت عمرؓ کو ڈر معلوم ہوا کہ کین منافقین نہ آجائیں۔ اس لیے حضرت عمرؓ نے منع کر دیا۔ واہ کیا قوی عذر ہے منافقین تو دہن موجود تھی آجائے کا ڈر کس کا ہوتا ہاں یہ خوف ہوا ہوا گا کہ مؤمنین کا پیغمبر قوی نہ ہو جائے اس کا سہل سامع الج یہ تھا کہ ایک منادی کے ذریعے بہت بڑا مجمع کرا لیا جاتا اور اس میں پیغمبرؐ سے تحریر لکھوالی جاتی۔ پھر تو تخیلہ نہ ہو تا علی ساریوں کی بھی کوئی حد ہے کہ مسلمان کے اجتماع سے دو لنگہ گرج رہا تھا اور حضرت عمرؓ کے نزدیک تخیلہ تھا۔ حضرت ابو بکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کرنے میں منافقین کے آجانے کا ڈر نہ ہوا اور صاحبِ شریعت کے تحریر میں سب کچھ خوف تھا اس کے بعد قاضی صاحب قبل کی طرف بیان کرتے ہیں

وہ ان یہ قولوا فی ذلک الا کاویل کا دعاء الرافضیۃ الوصیۃ یعنی وہ لوگ اپنے اپنے مطلب کی بات بنالیتے اگر کوئی تحریر ہو جاتی جیسی رافضی لوگ ضرور کہتے کہ علیؓ کو اپنا دمی مقرر کرنے کے مستحق مقرر تھی۔ اب باب فہم سمجھتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کے نہ کھنے دینے میں یہ احتمال قوی ہو گیا اھ اگر نوشتہ ہوتا تو اس میں بعد کو کیا احتمال ہوتا قرآن کی طرح سلین اسے بھی محفوظ رکھتے کیونکہ مدبرِ انجم اگر سبیل میں اور انجم میں یہ میں میدانِ ایمان تھیں تو کیا تھیں اور نوشتہ ہوتا تو اسے انصاف سے اس کو سامنے نہ رکھتے دوسرے کو چپ نہ کر دیتا لاپس کو پیش

نرا عین ہوتین اور کیون ایک گروہ نذر ختم ہوتا حضرت عمر کا کیا ضرر تھا اگر وہ تحریر نہ جانتے دیتے لیکن وہ ڈرے کہ اگر نوشتہ ہو گیا تو میں کمان اور تخت حکومت کمان۔ اس خطرہ میں جو کرنا تھا وہ کر گزرے۔

مسنز ناظرین

آپ نے دیکھا کہ اسلامی افق حضرت کی طرف سے غدر کر رہا ہے کہ انہوں نے ایسا کیون کیا اس سے یقین ہو گیا کہ حضرت عمر ہی اس جہرم شدید میں مبتلا ہوئے تھے اور آپ ہی نے رد کا بھی اور آپ ہی نے ہذیان کی نسبت دی ورنہ بہت آسان تھا کہ کہا جاتا کہ حضرت عمر نے نہ پیغمبر کو روکا نہ ہذیان کی نسبت دی لیکن ان کا فعل اس قدر یقینی ہے کہ کوئی انکار نہیں کرتا بلکہ ان کی جانب سے غدر پیش کرتے ہیں آخر حضرت عمر نہ خدا نہ رسول نہ معصوم پھر ان کے کھلے ہونے کلام میں تاویل کرنے کی کیا ضرورت اور کون سی دلیل اس بات کی مقتضی ہے لیکن مزودیوں کے بقول انفراداً انکم اپنے خدا کی نیک

نقار خنسا میں طوطی

مدیر الختم۔ سہیل نے علاؤ شفا و تاریخ ابوالفدا کے سر العالمین اور مولوی شبلی مرحوم کے الف ودق کی عبارتیں بھی پیش کی ہیں ان دونوں عبارتوں میں البتہ بغیر حوالہ کسی روایت اور کسی کتاب کے

لفظ مذکور حضرت عمر کا مقولہ کہا گیا ہے۔ سہیل شفا کی عبارت میں گزرتین جو مدعا

میں نص میں اور تاریخ ابوالفدا میں تو ایک ایسی عبارت ہے جو پناہ بخدا حضرت کے ساتھ

متسخیر پر دلالت کرتی ہے کیونکہ اس میں یہ عبارت ہے ولما اشتد وجہ قتال اتوا بی مداد

وہبنا فاکتب لکم کتاباً بالاضلوع بعدی ابداننا عزوا فقال قوموا عتی لایمنی عندی تنانع

فقال ان رسولی اللہ علی اللہ علیہ وسلم یحرفذہو البعیدون علیہ فقال دعونی ما انا فیہ غیر

ما یدعونی الیہ۔ یعنی جب آپ کا مرض شدید ہوا تو آپ نے فرمایا کہ کاغذ و دوات لاؤ

تحریر سے اپنے میں ایسا نوشتہ لکھ دوں جس کے سبب سے میرے بدتم بھی گمراہ نہ ہو اس

حکم کی تعمیل و عدم تعمیل میں نزاع شروع ہو گئی آپ نے فرمایا میرے پاس سے اٹھ جاؤ کبھی
 یہ بغیر کے حکم تعمیل و عدم تعمیل میں نزاع جائز نہیں اور نہ اس کے پاس جھگڑنا موقع ہے اس
 وقت ان لوگوں نے کہا کہ معاذ اللہ بغیر ہدیان کہہ رہا ہے اور یہی کہتے ہوئے نہ اٹھ ہو گئے
 حضرت نے فرمایا کہ اچھا میں ایسا ہی مگر تم میرے پاس سے چلے جاؤ میں جس حال میں
 ہوں وہ اس سے بہتر ہے جو تم چاہتے ہو۔ ارباب علم و نظر اس تمام عبارت میں غور کر کے
 صورت حال کو اچھی طرح دریافت کر سکتے ہیں کہ پہلے نزاع تعمیل و عدم تعمیل میں ہوئی
 جب آپ نے نزاع کو منع کیا اور رخ اصوات کے حرام ہونے پر توجہ فرمایا تو کہا کہ معاذ اللہ
 ہدیان کہہ رہے ہیں یہ بغیر کو نہیں کہا بلکہ آیہ قرآنی یا ایہا الذین آمنوا لاترغوا اعداءکم ففکرت
 البنی (اے ایمان والو اپنی آواز کو نجی کی آواز پر بلند نہ کرو) کو ہدیان کہا پھر جب اس بد تہذیبی
 پر آپ نے اپنی بارگاہ سے نکالا تو اس شرمندگی کے مٹانے کے لئے پھر حضرت کی جانب ان
 ہدیان گفتار لوگوں نے ہدیان کی نسبت دی آپ نے پھر اپنی حالت کو ان کی مطلوب سے
 بہتر بنایا یہ سارا کہنے دے بہم رکھے گئے اور ایک کا نام بھی سوائے حضرت عمر قاتلون میں
 نہیں لیا گیا یہ ارباب فہم سے مخفی نہ ہے گا کیونکہ حضرت عمر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں مخالف قول
 رسول تسلیم کر لے گئے ہیں اور اگر کوئی اور اس طرح اس جہم شنیع کو نام زد ہو تو تاج کو چاہیے کہ وہ اس قاتل کا نام پیش کر سکے
 وہ ابوالاباد اس کو ماتھ نہ آئیگا تو حالہ پڑا آج تاب ہر اوج مصیبت خدا و رسول بن گندھا ہوا ہے حضرت عمر کے سر پر گاہ
 الفہم۔ لیکن اول تو سراسر عالمین کا امام غزالی کی تصنیف سے ہونا مسلم نہیں کہ بعض املا اس کو امام غزالی کی تصنیف نہ نہیں
 تو دوسرے اسے منکر بھی ہیں اور کتاب کو کہ مضامین نہیں منکرین کی تائید کو تم میں دوسرے بکہ اگر امام کی تصنیف ہو بھی
 بوجہ توجہ زیادہ سے زیادہ کہا جائیگا کہ مولوی شبلی صاحب کی طرح امام غزالی کو بھی دھوکا ہوا۔

سید۔ جواب الخم کا کیا کہنا کہ سراسر عالمین کا امام غزالی کی تصنیف سے ہونا مسلم نہیں
 میر کو اختیار تمام حاصل ہے کہ جس کو چاہے تسلیم کرے جس کو چاہے نہ
 تسلیم کرے حسب موقع جس طرح بن پڑے مذہب اہلسنت کی ضعیف اور گرتی ہوئی دیوار کو
 روکے جھٹھ رہے کہ کہیں یہ خود بھی دس دیوار کے نیچے دب نہ جائیں عقد وقع طیفہ فاحس

حیرت کی حد پہنچی کہ جب ذہبی میزان الاعتدال میں کسی ایسے شخص کی قدح کر دیتا ہے جس کی قدح سے انکا کام چلے تب تو اس کا نام محک رجال رکھتے ہیں اور جب کوئی ایسی بات کہتا ہے جس سے ان کی اصل ذہب کو حد پہنچتا ہے تو پچھلے کی بات سستے تک نہیں مولوی عبد الشکور صاحب - میزان الاعتدال اسی ذہبی کی ہے جس کو آپ حضرت محک رجال فرماتے ہیں اسی ذہبی نے ترجمہ حسن بن صالح لکھتے لکھتے لکھا ہے قال ابو حامد الغزالی فی کتاب سر العالمین شہادت قصہ حسن بن صالح الخلیفی ابو حامد غزالی نے کتاب سر العالمین میں کہا ہے کہ میں نے قصہ حسن بن صالح کا ملاحظہ کیا آپ نے دیکھا کہ اس نے کیونکر تصنیف غزالی سر العالمین کو مانا یوں ہیں بطلان جوڑی نے

مذکورہ اصل لاریں لکھا ہے۔ و ذکر ابو حامد الغزالی فی کتاب سر العالمین کشف ما فی الدارین الفاظاً تشبیہاً و افتعال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی یوم غدیر خم من کنت مولاه فعلی مولاه انھون نے بھی بات تسلیم کر لی کہ کتاب سر العالمین تصنیف امام غزالی سے ہے اب ذہبی اور بطلان جوڑی ایسے لوگوں کے تسلیم کرنے کے بعد مدیر جس کی نسبت ان لوگوں سے ایک بٹا لاکھ بھی نہیں ہمارا کیا حرج ہو سکتا ہے اب یہ بات کہ اور علمائے اس کا انکار کیا ہے آپ نے فہرست پیش کی ہوتی کہ وہ فلان فلان عالم میں تاکہ دنیا ان کی جلالت قدر کا موازنہ ذہبی سے کرتی اور اس کے بعد پھر فیصلہ کرنے کا موقع ملتا وہ آپ کو میسر کمان زائد سے زائد آپ صاحب تحفہ کا نام لیجئے گا تو ان کی اکذب کو ان کے جواب دینے والوں نے دین طشت از بام کر دیا ہے جس طرح ہمارے آپ کے دروغ بے فروغ کی قلعی سیل میں کھوی ہے اب رہ گئی یہ بات کلام غسنالی کو بھی شبلی کی طرح دھوکا ہوا اور نہ ہوا تو آپ کو نہ ہوا کاش آپ سے اس

کلمہ کو سیدوطی مستاجس نے کتاب التینہ میں لکھا ہے۔ قال الشیخ حنفی الدین الیافعی فی الارشاد قد قلل جماعة من العلماء منهم الحافظ بن عساكر فی التحدیث الوارد عن العینی صلی اللہ علیہ وسلم ان التحدیث فی ہذہ الامۃ من یجد لها دینھا علی راس کل مائۃ سنتۃ انہ کان علی راس المائۃ الاولی عمر بن عبد العزیز و علی راس الثانیۃ الامام الشافعی و علی راس الثانیۃ

امام ابو الحسن الاشعری و علی راس الاربعة ابو بکر باقلانی و علی راس الخامسة الامام ابو حامد غزالی
وذلك لتمييزه بكثرة المنفعات البديعات و غوصه في بحور العلم و الجمع بين علوم الشرعية
و الحقيقة و الفروع و الاصول و المعقول و المنقول و التدقيق و التحقيق و العلم و العمل حتى
قال بعض العلماء الا كما برأى جميعين بين العلم الظاهر و الباطن لو كان لعبد النبي صلى الله عليه
وسلم بنى لكان الغزالي و انه يحصل ثبوت معجزاته ببعض منفعاته استتبعه يعني شيخه خفي المكنى
ياضی نے ارشاد میں بیان کیا ہے کہ ایک جماعت علمائے جن میں حافظ بن عسکر بھی ہیں۔
اس حدیث کے بیان میں جو پیغمبر سے ضروری ہے کہ خداوند عالم اس امت کے لیے ہر فرد
کے اول میں ایک ایسے شخص کو پیدا کرتا ہے جو اس کی دین کی تجدید کرتا ہے اور اس دین کو
پھر از سر نو نیا کر دیتا ہے چنانچہ پہلی صدی کے شروع میں اس نے عمر بن عبد العزیز کو
پیدا کیا (جس نے فک کے حق کو تسلیم کر کے پھر اولاد سیدہ کو پھیر دیا) اور دوسری صدی
میں اس نے امام شافعی کو پیدا کیا (جس کی محبت امیر المومنین سے مشہور ہے) اور تیسری
صدی میں اس نے امام ابو الحسن النعوی کو پیدا کیا اور چوتھی صدی میں اس نے ابو بکر باقلانی
کو پیدا کیا اور پانچویں صدی میں اس نے ابو حامد غزالی کو پیدا کیا کیونکہ امام غزالی اور علما
سے اپنی تصنیفات بدیعہ اور تجربہ علمی اور جامعیت طریقت باطنی اور شریعت ظاہری اور جامعیت
معقول و منقول اور علم و عمل کے اعتبار سے ممتاز ہیں یہاں تک کہ بعض علمائے اکابر نے
فرمایا ہے کہ اگر پیغمبر کے بعد کوئی اور پیغمبر ہوتا تو وہ امام ابو حامد غزالی ہوتے انتہی۔
یہ ناظرین کے غور کرنے کا مقام ہے کہ ارباب علم و عمل اس کو مجددین اور صدی کی فرد
فرستہ تسلیم کریں اور قابلیت جدت ان میں مانیں اور عبد الشکور صاحب ان کے لیے ایسے
مقام پر دھوکا کھانا تجویز فرمائیں کاش وہ یہ فرمادیں کہ اس مصنفانہ تحریر کے بعد جو علما
نے سر العالمین میں تحریر کی ہے پھر حضرت عمر وغیرہ کا قابل منصب خلافت تجویز کرنا یہ
دھوکا ہے مگر بیان تو آپ ہو کے کے قائل نہیں قائل وہاں ہیں جہاں دھوکا کھانے کا

احتمال نہیں یا دیکھئے گا کہ انسان اپنے مذہب کے خلاف بات حب ہی کہہ سکتا ہے جب اس کو ایسی طاہر دلیل مل جائے جو سر اٹھانے کی قوت باقی نہ رکھے اس وجہ سے معلوم ہو سکتا کہ یہ دھوکا کھانے کا مقام نہیں مذہب خود ایسی مقام پر دھوکا کھانے نہیں دیتا لہذا جو کچھ علامہ غزالی نے لکھا ہے وہ شرک شک نہیں ہے بلکہ شرک یقین قطع ہے الخ۔ اصل یہ ہے کہ شیعوں نے اپنے بعض اخترا بردارین کو کچھ اس طرح شہرت دی اور علوم میں اس قدر پھیلا یا کہ اس عام شہرت سے بعض خواص بھی دھوکا کھا گئے جسے بہت سے نظائر موجود ہیں مثلاً امام مالک کے مذہب میں جائز ہونا اس قدر مشہور کیا گیا کہ آخر صاحب ہدایہ دھوکا کھا گئے وہ کہیں آج انہی بڑے سے بڑے عالم کا کچھ مستبعد نہیں۔

سہیل۔ سماع کو میرے ہاتھ سے لینا کہ چلا میں۔ اب غریب کی سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ امام غزالی کی تحریر کا کیا جواب دین تو رائے زرین یوں ظاہر ہوئی کہ پس دھوکا کھا گئے تھے اور یہ کوئی مستبعد بات نہیں اب آج سے گویا یہ بات وی علم مدیہ نے طے کر دی کہ مقولات حتم سے استدلال کرنا جائز نہیں کیونکہ ایسے مقامات پر وہ دھوکا کھا جاتا ہے بندہ پروردہ تصور معاف جناب کے مذہب میں جب جناب ختمی مرتبت پر ایسا ذبا شدہ زبان کی تجویز بڑی سے بڑی بات نہیں تو ایک بڑی سے بڑے عالم کا دھوکا کھانا کونسی بڑی بات ہے۔ اچھا ہم تسلیم کیے لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دھوکا ایسا ہو سکتا ہے اور انسان ایسے عیوب سے بری نہیں ہو سکتا جب کہ اہلسنت نے عقد جناب امام کاظم کو اس قدر بجا شہرت دی اور اپنی سلطنت کے طاقتوں سے اس قدر پھیلا یا کہ آخر کو بعض علمائے شیعہ بھی دھوکا کھا گئے اور انہوں نے بھی اپنی کتابوں میں اس کا تذکرہ کر دیا۔ اہلسنت کو نہایت شدید ضرورت پیش آئی ہے کیونکہ حضرت رسول کے حکم کی خلاف ورزی اگر جائز سمجھ کی گئی تھی تو جیسا کہ حبنا کتاب اللہ کے کتب سے ظاہر ہے۔ تو اگر علماء میں ایسے شخص کے شک کرنا کسی مسلم کا کام نہیں قلاب اسلام کیونکر پیدا کیا جاتا

لا محلا یہ تجویز کیا گیا کہ بنی زادی سے نسبت جوڑی جائے اور یہ استدلال کیا جائے کہ اگر مسلم نہ تھے تو یہ شہادی کیونکر کرہی اس مطلب پر آنا زور دیا کہ خواجہ شمس الدین سے بعض دہوکا کھا گئے اور یہ کوئی مستحبات نہیں جیسا کہ صاحب ہدایہ ایسے احضی خواص کو دہوکا ہو گیا کیونکہ جناب مدیر صاحب میں نے سچ عرض کیا ناہ مگر دنیا میں سب نکر و درماغ کے لوگ آلودہ ہیں جو آپ کی بد عبادی کا ساتھ دین صاف ظاہر ہے کہ آپ مست پاجتہ ہو رہے ہیں اعدا آپ کو کوئی جواب بن نہیں پڑتا آپ اگر میری بات کا یقین کریں تو میں بادب عرض کروں گا کہ طایعوب لاہوری اور صاحب نسیم الریاض اور ابن اثیر جزری اور فاضل عکبری اور امام غزالی وغیرہ اس طرح کے لوگ نہیں ہیں جو دہوکا کھائیں مگر انکو حجت نے مجبور کر دیا ہے فاصبحا حیار سے شاختہ العبار ہم - وہ انکار کر کے آپ کی طرح اپنے کو ہنڈیانا نہیں جانتے کہ مگر اگر مدینہ کے بیٹ جانے کا خوف نہ ہوتا تو آپ بھی ان کے قلموں سے مریدان سے ہم آواز ہوتے لیکن خود پرستی اور تعصب پرستی آپ کا دامن نہیں چھوڑتی کہ آپ اقرا کرین فوج و ایما و ہتھکنٹا انھم -

انھم امام غزالی کا محض کمدینا مولوی شبلی صاحب کا لکھنا کوئی روایت نہیں ہے یہ تو ہم کو پہلے سے ہی معلوم تھا کہ بعض علما کو شیعوں کے پروردگار دوائیوں سے دہوکا ہو گیا ہے۔ اس وجہ سے ہم نے مطالبہ کیا تھا کہ کوئی معتبر روایت بعد صبح پیش کرو۔

سید - ہم نے پہلے وہ تمام باتیں لکھ دیں جن سے روایات صحیحہ کا پتہ معلوم ہو سکتا ہے تاکہ عدل و عرواق نہ کٹ کر پھر دیکھ لیجئے اور اب بھی ہم عتوڑی خدمت کر نیسکے لئے بیان بھی تیار ہیں۔ آپ ارشاد کرتے ہیں کہ امام غزالی کا محض کمدینا مولوی شبلی کا لکھنا کوئی روایت نہیں ہے، میں آپ کا یہ مقصود ہے کہ امام غزالی اور مولوی شبلی یہ دونوں سوا دروغ بانی کے کچھ نہیں جانتے تھے اور جو باتیں روایتوں میں موجود نہیں ہیں ان کا ذکر کرتے ہیں لہذا گویا کہ ایسے دیوانے ہیں کہ اپنے مذہب کے خلاف باتوں کا ذکر

قاضی سے کر دیا کرتے ہیں کاش آپ کے دماغ میں یہ سواد پیدا ہو کہ آپ خود اس بات کو
سمجھ لیں کہ ان کو روایات میں فضول بحث کرنے کا موقع نہیں ملا جب تو انھوں نے یقینی طور
سے اعتراف کر لیا ورشہ متعین السنہ بھلا کہیں قبول نہ لے تھے آپ کا یہ فرمان کہ یہ تو
ہم کو پہلے ہی سے معلوم تھا کہ بعض علما کو شیعوں کی پُر زور مکاریوں سے دھوکا ہو گیا
خلف ہے آپ خود درختہ ہو کے باقیں کر رہے ہیں جو اس کو جمع کر لینے کے بعد کلام کہیں تو آپ کو
معلوم ہو جائے کہ آپ کے علما بہت ہوشیاری سے کام کر رہے ہیں کہنے والے
اور ہذیان کی طرف نسبت دینے والے کا نام چھپا رہے ہیں اور وہ بدالت التزوی
اور باعتبار ضم ظاہر ہو رہا ہے آپ ابن افریجی کی عبارت دیکھیں اور اس کا یہ
کلمہ و القائل بذلک عمر دلائل بے ذلک اور ہذیان کی جانب نسبت دینے والے
حضرت عمر بن اوسان کے طرف ایسا خیال نہیں کیا جاسکتا آپ اس سے پوچھئے
تو کہ جمعہ کو کیونکر معلوم ہوا کہ حضرت عمر نے کہا تھا حالانکہ روایت میں ان کا نام نہیں
ہے تاکہ وہ جھڑک کر جواب دے کہ میں انھوں سے بات نہیں کرتا یہ ابن افریجی
کا مصنف ہے اور نہایت کاموف ہے وہ طبقات روایت کو آپ سے کہیں بہتر جانتا
ہے چنانچہ زبان عرب کو آپ سے بہتر جانتا ہو تو دنیا اس کے قول کا اعتبار کرے گی یا آپ
کے قول کا صاحب نسیم الریاض شاعر شاعر قاضی عیاض نے اپنی عبارت میں دعویٰ
کیا ہے کہ اس مطلب پر روایات صحیحہ جمع کی تعبیر سے بیان کرتا ہے لہذا ہم اپنے ذمہ سے
خارج ہوئے اب آپ ان سے سمجھ لیجئے۔

اقرأه العقل علی نفسه حاشیہ

یا قتلون کا اقرار اپنے نفس کے معر صورت میں جائز ہے۔

جب ان تمام علما کے نزدیک حضرت عمر ہی اس مقولہ بخش کے قابل تھے تو ہم اس
اقرار کو قبول کر کے ان کو الزام دیتے ہیں یہ الزام ہمارا آپ کے کلمہ سے اٹھ نہیں
سکتا اور نہ ان بات سے رفع ہو سکتا ہے کہ آپ غلامین کے روایات ہیں کہیں نام

نہیں ہے کیونکہ اقرار کو جس سے فرد قرار داجرم دامن حضرت عمر پر لگ چکی اب آپ کوئی صحیح روایت
شیعوں کی کتاب سے پیش کر دیجئے بلکہ غیر صحیح ہی سہی جس میں اقرباء کو حضرت عمر نے ایسا
نہیں کہا تھا بلکہ آپ اپنی ہی بیان سے ایک ایسی روایت پیش کیجئے جس میں اعتراف ہو کہ
نہیں نسبت ہذیان فلان شخص نے دی تھی حضرت عمر نے نہیں دی تھی تب تو خیر ہم آپ
کی جان چھوڑ سینگے ورنہ کاغذ کا میدان دشمن کے بودی تقریر دن کے سور سے برسوں زمین
نظر آئے گا۔

انجم مولوی شبلی صاحب مرحوم اگر زندہ ہوتے اور ان سے پوچھا جاتا کہ القادوق میں جو آپ
نے لکھا ہے کہ طرہ یہ کہ بعض روایتوں میں ہے کہ حضرت عمر ہی نے آنحضرت کے اس ارشاد
کو ہذیان سے تعبیر کیا وغیرہ بالمشدہ یہ روایت آپ نے کس کتاب میں دیکھی تو یقیناً وہ بھی
جواب دیتے کہ میں نے کوئی روایت دیکھی نہیں عام شہرت کے بنا پر میں نے ایسا لکھ دیا
ستہیل میں آپ سے بادوب عرض کروں گا کہ مولوی شبلی صاحب آپ سے زیادہ باران دیدہ
تھے وہ ہرگز آپ کو یہ جواب نہ دیتے بلکہ وہ آپ سے کہتے کہ جو بات آپ کو معلوم نہ ہو اس میں
داخل در معولات نہ دیا کیجئے۔ آپ روایت کے معنی نہیں سمجھے ورنہ آپ کو یہ خیال نہ
ہوتا کہ کوئی روایت صحیح حضرت عمر کے کہنے اور نسبت ہذیان دینے موجود نہیں ہے۔ حقیقت
روایتیں دو طرح سے بیان ہوتی ہیں ایک تو یوں کہ اسناد کے سلسلہ کو پوری طرح ذکر
کیا جائے اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ کل سند چھوڑ دی جائے یا بعض رجال سند چھوڑ دے جائیں
چاہے وہ اول کے رجال سند ہوں یا وسط کے یا آخر کے لیکن صورت اول کہ کل
سند چھوڑ دی جائے اس کے متعلق مقدمہ شیخ عبدالحق دہلوی میں ان کی یہ عبارت
ہے۔ وفد یخذف تمام السند كما هو عادة المصنفين يقولون ليقال رسول الله صلى الله

عليه وسلم والتعليقات كثيرة في تراجم صحیح البخاری ولها حکم الاقوال لانه التزم فی هذا
الکتاب ان لا یعلق الا بالصحیح وکنتا یست فی مرتبہ سانیہ الاما ذکر مخالفات فی موضع

آخر میں کتابہ وقد یفوق فیما بان ماذکر بصیغۃ اجزم والمعلوم بقولہ قال فلان اذ ذکر فلان دل علی ثبوت اسنادہ عندہ فهو صحیح قطعاً یعنی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ تمام سند صحیح و یجابی ہے جیسا کہ مصنفین کی ایسی ہی عادت ہے کہ دوسرے سے یہ کہتے ہیں کہ قال یقول مثلاً صلی اللہ علیہ وسلم ان باب رسالتہا نے ایسا کہا قسم کی تعلیق صحیح بخاری میں بہت ہیں۔ مگر انکا سلسلہ سند متصل سمجھا جاتا ہے کیونکہ اس نے اس کتاب میں اشترک کر لیا ہے کہ صحیح کے سوا کسی چیز کا ذکر نہ کرے گا اگر ایسی تعلیقات کا شمار سانیدین میں کیا جاسکتا اگر اس کو صحیح بخاری میں اسناد سمیت کہیں اور نہیں ذکر کیا اور کبھی یوں فقرہ کیا جاتا ہے کہ کہ جس کو علی سیل اجزم راوی نے یہ کہہ دیا کہ فلان نے یوں کہا تو قطعاً اسناد اسکی اس کے نزدیک ثابت ہے اور وہ قطعاً صحیح ہے اس بیان افادت نشان سے صاف آشکار ہے کہ اگر یہ راویان حدیث کسی کے متعلق علی سیل اجزم یہ کہہ دیں کہ اس نے قطعاً یہ کہا تو ثابت ہو جائے گا کہ اس کا سلسلہ سند اس بیان کو نیوٹے کے نزدیک قطعاً ثابت ہے اب جب یہ مطلب ثابت ہو گیا تو اب اخیر جزری کا یہ کہنا کہ واقلاً بذلک عمرو لا یطین بذلک ایک قطعی نسبت ہے جس سے قطعاً ثابت ہے کہ اس کا سلسلہ سندان اخیر کے نزدیک قطعاً ثابت ہے اور یہ ایک صحیح روایت بھی جائے گی یا قاضی عیاض کا شتاین یہ کہنا اذ ان یقول القائل ہجر ادا ہجر و ہشتم من قائل ذلک و ہجرۃ بنی یمن من حال الرسول صلی اللہ علیہ وسلم و شدۃ وجوب المقام الذی مختلف فیہ علیہ والامر الذی ہم بالکتاب فیہ حتی لم یضبطوا القائل لفظہ و اجری البجر مجرے شدۃ الوجع لانہ اعتقد انہ یجوز علیہ البجر محصل یہ ہے کہ ہجر کا لفظ والا مقام کے صورت اور شدت مرض میں کتابت کی ضرورت دیکھ کر گھبرا گیا اور تحریر ہو گیا اس سے ٹھیک تفسیر نہ ہو سکی اور لفظ مناسب اسکی قابو میں نہ آئے بیان تک کہ اس نے بجائے اللہ علیہ الوجع ہجر کہہ دیا اسکی مراد یہ نہ تھی کہ عزت پر محافہ اللہ نہ بیان جائز ہے بلکہ یہ کلمہ گھبراہٹ میں اس کے منہ سے نکل گیا۔

اگر اس کو صحیح بخاری میں اسناد سمیت کہیں اور نہیں ذکر کیا اور کبھی یوں فقرہ کیا جاتا ہے کہ کہ جس کو علی سیل اجزم راوی نے یہ کہہ دیا کہ فلان نے یوں کہا تو قطعاً اسناد اسکی اس کے نزدیک ثابت ہے اور وہ قطعاً صحیح ہے اس بیان افادت نشان سے صاف آشکار ہے کہ اگر یہ راویان حدیث کسی کے متعلق علی سیل اجزم یہ کہہ دیں کہ اس نے قطعاً یہ کہا تو ثابت ہو جائے گا کہ اس کا سلسلہ سند اس بیان کو نیوٹے کے نزدیک قطعاً ثابت ہے اب جب یہ مطلب ثابت ہو گیا تو اب اخیر جزری کا یہ کہنا کہ واقلاً بذلک عمرو لا یطین بذلک ایک قطعی نسبت ہے جس سے قطعاً ثابت ہے کہ اس کا سلسلہ سندان اخیر کے نزدیک قطعاً ثابت ہے اور یہ ایک صحیح روایت بھی جائے گی یا قاضی عیاض کا شتاین یہ کہنا اذ ان یقول القائل ہجر ادا ہجر و ہشتم من قائل ذلک و ہجرۃ بنی یمن من حال الرسول صلی اللہ علیہ وسلم و شدۃ وجوب المقام الذی مختلف فیہ علیہ والامر الذی ہم بالکتاب فیہ حتی لم یضبطوا القائل لفظہ و اجری البجر مجرے شدۃ الوجع لانہ اعتقد انہ یجوز علیہ البجر محصل یہ ہے کہ ہجر کا لفظ والا مقام کے صورت اور شدت مرض میں کتابت کی ضرورت دیکھ کر گھبرا گیا اور تحریر ہو گیا اس سے ٹھیک تفسیر نہ ہو سکی اور لفظ مناسب اسکی قابو میں نہ آئے بیان تک کہ اس نے بجائے اللہ علیہ الوجع ہجر کہہ دیا اسکی مراد یہ نہ تھی کہ عزت پر محافہ اللہ نہ بیان جائز ہے بلکہ یہ کلمہ گھبراہٹ میں اس کے منہ سے نکل گیا۔

چور کی ڈاڑھی میں تنکا

۱۔ یہ سچا المثنیٰ سنگہء میں ایک مضمون جناب مولوی عبدالحسین صاحب حسین آبادی کا
 شائع ہوا تھا جسکا عنوان لگا خام والنہیم للعقل الذنیم، انجم نے، بجادی والاخری کے
 پرچہ میں سہیل کی شراذیر گالیان کے عنوان سے ایک مضمون نکالا ہے جس میں بہت کچھ
 گالیان، ساقم مضمون اور مذہب اہل تشیع کو دی ہیں۔ اس مضمون میں سید گالیان کے اور
 کوئی جواب نہیں، ہم نے بیخیال کر کے کہ یہ درسِ وفا طیفہ اول کا سکھا یا ہوا ہے جسکے درجہ تہ
 و نظرات کے دیا وقت غضب موجزن ہوئے تھے، خاموشی اختیار کی اور چونکہ گالیان سے
 کوئی نتیجہ نہیں، لہذا ہم جوچے اس انجم والے مضمون میں قابلِ جواب بات ہے اسکا جواب دیتے ہیں۔
 لکھتا ہے۔

۱۔ اہل سنت کو ذنیم (ولدا انما) کہتے ہوئے سہیل اور اسکے تمام اساتذہ و اخلاص کو۔

شرمانا چاہیے ذنیم وہ لوگ ہیں جسکے یہاں ذنا حلال ہے جنہوں نے ذنا کی ایک قسم کو

انسی بڑی عبادت قرار دی ہے۔ انجم

اگرچہ مضمون نگار نے اہل سنت یا اہل سنت کو کہیں بھی ذنیم، نہیں کہا، اس غلط فہمی
 و خطاب کیا مگر مضمون نگار انجم نے ایک قلبی کشاکش اور ایک دلی تلش سے مجبور ہو کر عقلِ ذنیم کی
 تشریح اپنے اور اپنے اساتذہ کے لیے کر ہی لی، اس میں مضمون نگار سہیل بالکل بے قصور و چوکہ
 اس نے کہیں بھی ان الفاظ کی تشریح نہیں کی، نہ اس سے کسی کو یہ لگتا۔

مجھے نہیں معلوم کیا اہل سنت جو عوام اور ان محبت قرآن مجید ہیں وہ قرآن میں سورہ قلم میں
 آیت ۱۰۱ "عقل بعد خلقت ذنیم" پڑھتے ہیں یا نہیں اور اگر پڑھتے ہیں تو کیا پھر بھی انکی محبت قرآن
 سے باقی رہ جاتی ہے مدعا علیکہ معتبرین کے قلم اسکی تفسیر میں آندہ نظر آتے ہیں۔ اہل تشیع تو ان
 الفاظ قرآنی کو استعمال کرتے ہیں اور انکی تلاوت کرتے ہیں اب اس کے منہ چاہے جان منطبق

ہو جائیں اسکی نہ آیت ذمہ دار ہے اور نہ اس لفظ کا صرف کرنے والا۔ آپ اک ذرا ٹھنڈے دل سے تفاسیرِ اہست کو ملاحظہ کریں دیکھیے وہ اس کے متعلق کیا لکھتے ہیں کیا آپ یہ کہیں گے کہ ائمہ اور مفسرین اور ان کے اسلاف کو زنیم کا استعمال کرتے ہوئے شرعاً ناجائز ہے جیسا آپ نے اہل تشیع کے لیے کہا مگر شاید آپ یوں ہی ہمیشہ کہے جائیں اور قرآن و مفسرین علی الرغم آپ کے ”زنیم زنیم زنیم“ بچا سے ہی جائینگے۔

عقل بعد ذلک زنیم ”سورہ ن والقلم

واقعا مفسرین کو شرعاً ناجائز ہے

تفسیرِ اہلِ رازی کی عبارت . تفسیرِ رازی کا مطلب

والحاصل ان الزنیم ولد الزنا المتحق فی الزنیم سے مراد ولد الزنا ہے جو بنتِ قوم میں ملا لیا جاتا ہے کہ القوم بالنسب وليس متهم وکلن المولود بن المخیرة دعیا فی قولین وليس من سفهم بل ادعاء ابوة بعد ثمان عشرة من مولده وقيل بفتامة ولم يعرف حق تولد الایة

تھا اور قریش میں داخل نہ تھا اسکے باپے اسکو اٹھارہ برس کے بعد اپنی طرف منسوب کیا۔ اور کہا گیا ہے کہ اسکی ان نے حرام کاری (زنا) کی اور یہ زنا معلوم نہیں ہو سکا مگر وقت جب یہ آیت نازل ہوئی۔

بعد ذلک معناه انه بعد ما عد له عقل بعد ذلک زنیم + میں بعد ذلک کے معنی میں من النقائص والمثالب فهو عقل زنیم کہ بعد ان عیوب اور نقائص کے۔ اور یہ اس بات پر دل وھذا لیدل علی ان هذین الموصفین ہے کہ یہ دونوں وصف یعنی ”عقل“ اور ”زنیم“ شدید ترین معائب ہیں ایسے کہ جو ایسا ہو گا جو عصیتِ خدا پر جری ہو گا اور ایسے بھی کہ جب نطفہِ نبیت ہو گا تو لڑکا بھی لا نہ اذاکان جانیبا غلیظا الطبر قسا قلبہ نبیت ہی پیدا ہو گا اسی لیے رسالتِ گاہ نے فرمایا ہے کہ۔

واحتبر اعلیٰ کل معصیتہ ولان الغالبین الخلفۃ اذا خبت خبت العود وھذا قال وحب من ولد الزنا داخل ہو گا اور نہ اسکا لڑکا

النبي صلى الله عليه وسلم لا يدخل الجنة اذنه اس لڑکے کا لڑکا

ولد الزنا والاولاد والا ولد ولد تفسیر رازی جلد ششم مطبوعہ مقبول ص ۶۶

”عبارت تفسیر زبان“

”مطلب عبارت“

وهو وليد بن مغيرة اناذ عاه رحمت و زینم سے: مراد ولید بن مغیرہ، اسکے پانچے اسکے
ابوه بعد ثمان عشرة سنة. پیدا ہونے کے بعد اٹھارہ برس گزر جانے پر اسکو اپنی
قال ابن قتيلة لا تعلم ان الله طرف فسوب کیا: ابن قتیبہ نے کہا ہے کہ تین نہیں جانتا
وصفت احد اولاه ذكر من عيوبه کہ خدا نے اس طرح سے کسی کے معائب کا ذکر کیا ہوا
مثل ما ذكر من عيوب. وليد بن کسی کے عیب کھولے ہون سما ولید بن مغیرہ کے یہ وہ نما
مغيرة فالحق به عله لا يفارقه ہے جو اسکے ساتھ ساتھ دنیا و آخرت میں رہے گا۔
في الدنيا والاخرة. فاذن جلد ۴ مطبوعہ مصر ص ۳

عبارت تفسیر دارک

مطلب عبارت دارک

والمراد الوليد بن المغيرة عند الجمهور والمواد العلين بن المغيرة عند الجمهور
وكان الوليد دعيا في قریش ليس من قریش میں حرامی مشہور تھا اور اسکی اس قریش سے نہ تھی
سخطهم اذ عاه ابوه بعد ثمان عشرة اسکے باپ مغیرہ نے اسکو اٹھارہ برس کے بعد اپنے طرف فسوب
سنة من مولده ولدت امه ولم يعرف کیا: اسکی ان نے زمانہ کی اور جب تک یہ آیت نازل نہیں ہوئی
حتى نزلت هذه الاية وروى انه اسوقت تک اس زمانہ کا حال پوشیدہ رہا۔ ولید نے اپنی
دخل على امه وقال ان محمدا وصفني مان سے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ نے مجھ میں اس عیب
بعشر صفات وجدت تسعا في فلما انتم غایت کے تین نہیں سے میں زہیب پاتا ہوں رگیا حرامی پر
فلا علمي به فان اخبرني بحقيقته تو تو اسے صحیح بتا دینے کی کہ وہ انکی اسکی ان نے کہا

والا ضربت عتقك فقلت انا اباك
 کان عنین و خفت لانی یوسف فیصل بالہ
 المی غیر ولدہ ند عوت راعیا لانی
 نفسی فانت من ذلک المراحی
 (محلک جلد ۴ مطبوعہ مصر ص ۳۱)

مطلب عبارت نوی

عبادت تفسیر نوی

قبیل ہو ولید بن المغیرہ ادعاء المغیرہ بعد
 ثمانی عتق سنتہ می ولادہ توفیق بنفسہ
 بعد ما کان لا یعرف لہ اب ولما نزلت ہذا
 الا یہ قال لامہ ان محمد اوصفنی بتسم
 صفات اہل فہما غیر المتاسم منہا فان لم
 تصدیقی الخبر بضربت عتقك فقلت
 لہ ان اباك ای المغیرہ عنین فحفت
 علی لال فمكنت الراعی من نفسی و ہذا
 الا یہ عند اکثر المفسرین نزلت فی
 اس سے مراد ولید بن مغیرہ ہے، مغیرہ نے ولید کو اٹھا کر کہا
 بعد انہی طرف منسوب کیا، سوقت جب ولید کے باپ کا کہیں
 پہنچ نہ تھا۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو ولید اپنے ماں کے
 پاس آیا اور کہا کہ تو عیب مجھ میں رسولؐ نے بتائے ہیں
 میں ان سب کو اپنے میں محسوس کرتا ہوں مگر تو میں عیب درجی
 مہنا اسکو تو بتا۔ اس نے کہا ہاں سچ ہے مغیرہ تیرا باپ
 عنین محض تھا میں نے اس خیال سے کہ اسکے مرنے کے
 بعد اسکا مال دوسرے نہ لین ایک چرواہے سے زنا
 کی اور تو اسی چرواہے کا لڑکا ہے۔

نوی جلد ۲ مطبوعہ مصر ص ۳۹

ولید بن المغیرہ

جب یہاں تک سلسلہ سخن پہنچا تو اب یہ امر ناظرین سے پوشیدہ نہیں کہ خالد بن ولید جو بیٹا تھا
 کہے جاتے ہیں اور جن سے خلیفہ اول سے بید سقام اور خلیفہ ثانی سے بید بغض تھا اور
 جبکہ متعلق زبان خلیفہ ثانی نے زنا کی گواہی داتہ انک بن نویرہ میں دی وہ اسی ولید بن مغیرہ
 کے صاحبزادے تھے جبکہ لیے قرآن مجید و عقل و ذہن کے الفاظ استعمال کرتا ہے، درحقیقت
 مفسرین اہلسنت اور ان کے اسلام و اخلاق کو ایسے مقام پر ان خبروں کے اظہار سے شرم

ہندیا ہے وہ کیا کسی کو نہ نیم کہیں گے درآئیکہ جس قرآن یہ سلسلہ زہیم تک پہنچتا ہے چنانچہ
نسب کا سلسلہ قبول صاحب اصا بہ واستیعاب یوں جاتا ہے :-

خالد بن الولید المغیرہ بن عبد اللہ بن خالد بن ولید بن مغیرہ بن عبد اللہ بن عمرو بن
عمرو بن مخزوم القرظی المخزومی امہ مخزوم قرظی مخزومی ان کی مان کا نام لبابہ
لبابہ الصغری بنت الحارث بن الحویب صفری بنت حارث بن حرب ہالیہ ہے۔
الہلالیہ - استیعاب واصا بہ ص ۱۲۳

سید اللہ کے باپ کی وہ سرگزشت تھی جو آیت کے ذیل تفسیر میں گزری مگر میں آپ کی
والدہ انکے متعلق فاضل جلیل صاحب استیعاب نے یہ لکھا ہے :-

لبابہ الصغری بنت الحارث اخت لبابہ صفری بنت حارث لبابہ کبریٰ کی بہن دوم
لبابہ الکبریٰ وہی ام خالد بن الولید - خالد بن ولید کی مان میں اس کے اسلام و صحبت
فی صحبتہا و اسلامہا نظر - مسئلہ میں نظر و شک ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ یہ کافرو تھیں اور مان کا اسلام متیقن نہ تھا مگر چہ خاتمہ عمر بن خطاب
تک زندہ رہیں اور خالد کے جنازہ پر ہیں اور ماتم کیا۔

یہ مان کی حالت ہے اور وہ باپ کا نہ کرہ تھا رہ گیا دلدادہ کا ذکر خیر یعنی مغیرہ اس کے متعلق
اتنا کافی ہے کہ ولید کی مان نے انکے متعلق گواہی دی اور چرواہے کا واقعہ بیان کیا دیکھ
نسب میں میں کچھ نہیں کہہ سکتا صرف اتنا کہ صاحب اصا بہ نے ابن سعد کے قول کو نقل کیا
ہے اور اس میں باپ کی جگہ "فلان" کا لفظ استعمال کیا گیا ہے جس سے ابوت مشکوک نظر آتی
ہے نہ منصوص - چنانچہ وہ لکھتا ہے :-

المغیرہ بن فلان المخزومی من بنی مخزوم مغیرہ فلاں کے بیٹے بنی مخزوم سے ہیں

۵۲۵

ابو جعفرؑ نے اس کی عزت کو سراہا ہے وہ بھی کوئی نام نہیں لکھ سکے صرف ابو جعفرؑ

استغفر اللہ! ہست والجماعۃ کا سوا نبیا علیہم السلام کے ہرگز کسی کے عصمت پر اتفاق نہیں

ہے۔ نبیؐ پاک علیہم السلام کے عصمت کا قائل ہونا ہمیر کے نزدیک گناہ ہے، کیونکہ اس کے گناہ کا ہر گناہ متبوعین کا پتہ سبک نظر آتا ہے اور ان کی تمام سوانح و زندگی پیش نظر ہو جاتے ہیں اس لیے وہ استغفار لکروا ہے مگر وہ اسکا دعویٰ کرتا ہے کہ اہلسنت والجماعت صرف انبیا کی عصمت کے قائل ہیں اور با اتفاق قائل ہیں، لہذا ہم دیر کے اس دعویٰ کو اس کی کتلوں سے جانچنا چاہتے ہیں۔ اگر کوئی غلطی ہو تو یہ ثابت کرتا ہے تو یہ بھی کوئی عذر نہیں اور اگر وہ اپنے اسلاف کی طرح عجوت پر اکتفا ہے تو یہی بات پر اس کے تمام وعدوں کو متعلق کر کے نتیجہ نکال لو۔

صحیح مسلم اور خطائے انبیاؑ کیا واقعا اہلسنت کے نزدیک انبیا معصوم ہیں؟

عن قتادہ عن المش عن مملک قال قال رسول اللہ یجمع اللہ تعالیٰ یوم النبیۃ فیہ قرون لذلک فقیرون لہا سنت سفیۃ علیہا ربنا عز وجل حق یرحمنا من مکنا ہذا قال فی القرون ادم نیکوۃ ادم نیکوۃ اللہ الخلق خلقک اللہ بید لا ونفیک من صماہر المملکۃ نہیں ولا لا شفع لنا عند ربنا حق یرحمنا من مکنا ہذا فی القریٰ لیست ہنا کما فیہا کو خطیۃ ہا اصحاب فیستحیی بہ دنیا و لکن لا تموتوا اول رسول بعث اللہ تعالیٰ قال فتاوتہا فی القریٰ لیست ہنا کما فیہا کو خطیۃ الحق اصحاب فیستحیی بہ منها و لکن انزل

سلسلہ مذکور سے روایت ہے کہ رسولؐ نے فرمایا کہ خدا کا خلق کیا ہوا ہر نبی کی امت میں جمع کرے گا وہ لوگ ہر قدر قیامت کی جائزہ دینے سے نہالت پانے کے لیے کسی شیعہ کو ڈھونڈھیں گے لہذا وہ آدم صغی اللہ کے پاس آئینگے اور کہیں گے کہ آپ ابوہریرہ ہیں اور خدا نے آپ کو اپنے نوحہ سے خلق کیا ہے دیکھا کہ نوحہ موجود ہیں؟ اور انہیں نوحہ آپ میں چھوٹی ہے اور لاکھ کو سجدہ کا حکم دیا ہے ذرا ہمارے خلاف اس لیے خدا سے کہہ دیجیے کہ تم کہیں گے کہ اس عہدہ کے لائق نہیں اور ان خطاؤں کو جو ان سے سرزد ہو چکی ہیں یاد کر کے غور کرو جو جائینگے اور کہیں گے تم لوگ نوحہ کے پاس جاؤ یہ لوگ نوحہ کے پاس جائینگے وہ بھی اس شفاعت کے کام سے درست برودہ ہو گئے اور انہی خطاؤں کو یاد کر کے غور کرو کہ لوگ ابراہیمؑ کے پاس جائینگے اور ان سے عرض حال

اخق فاقصا لہ قال یاسا لہ لیس علی زمین پر سوا میرے اور تمہارے کوئی سوا
وجہ الا جن مومن غیری وغیرہ وان نہیں ہے اور اس بادشاہ نے مجھ سے ایسا
ہذا اسالنی عنک فاخبرنی بک اخق پوچھا اور تمہارے بارے میں میں نے کہہ دیا کہ
فلا تکن بینی الخ بخاری ص ۲۶۹ تم میری بہن ہو اب میری تکذیب نہ کرنا

صحیح ترمذی اور خطائے انبیاء

عصا بی ہریتہ قال قال رسول اللہ ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا ایک عجب خدا
خلق اللہ امر سمع ظہرہ فسقط من ظہرہ آدم کو خلق کیا تو اس کی پیٹھ پر اتنا پھرا اللہ ٹیٹھ سے ہر دو ڈا
کل نسمة هو خلقھا من خمر بیتہ الی گری جوا کی ذریت میں قیامت تک پیدا ہونے والی تھی
یوم الغیمۃ وجعل بھی عینی کل انسان ان سب کے آنکھوں کے درمیان ایک نذر خدا لٹے قرار دیا ہے
منہم و بیضا من لوس ثم عرضہم علی آدم آدم کے سامنے پیش کیا آدم نے پوچھا یہ خدا کیوں نہیں جڑا
فقال ای رب من هؤلاء قال ذریتک ملا یہ سب تمہاری ذریت ہے تو تم نے ان میں ایک شخص کو
فرای رجلا منہم فاعجبہ و مضی ما دیکھا جسکے نور کی چمکنے کو تو عین بن ڈا یا اور موجودیت پر کہ
بہی عینہ فقال ای رب من هذا قال پوچھا کیوں پروردگار یہ کون ہے جواب ملا یہ آخر آدم میں تمہاری
هذا رجل من اخر الامم من ذریتک ذریت کا ایک شخص ہے جس کا نام داؤد ہے آدم نے پوچھا اس کی عمر
یقال لہ داؤد قال یارب او کہ کتنی ہے؟ جواب ملا ساٹھ برس کی آدم نے کہا اسے
جعلت عمرہ قال ستین سنۃ قال اللہ تو میرے عمر کے چالیس برس داؤد کی عمر میں اور بڑا آدم
ای رب زود فی عمرہ من عمری جب آدم کی مدت عمر ختم ہونے کو آئی تو ملک الموت پہنچے
اربعین سنۃ فلما انقضى عمر آدم آدم نے کہا کیا ابھی چالیس برس میری عمر کے باقی نہیں؟
جاءہ ملاک الموت فقال اولد من من ملک الموت نے کہا اور وہ تم نے اپنے بیٹے داؤد کو نہیں دیکھا
ثم ای اربعین سنۃ قال اولد قطعا تھے اس پر آدم نے انکار کیا لہذا آپ کی ذریت میں بھی
لا ینک داؤد قال فجد آدم فجدت یہ انکار آیا آدم مجھ سے لہذا ان کی اولاد میں بھی بھول گیا

ذو بیہ و نسبی آدم و نسبیت ذر بیہ و
 اخطی آدم و غفلت ذر بیہ و ہذا حدیث ہے۔ یہ حدیث جس سے روایت کا ہر غلط قابل توبہ
 حسن غرائب ترمذی ص ۱۷۰۔ جملہ اصل مقصود ہر وقت صحت انیہ ہے۔ (درہم)

خطا سے بچنے کے طریقہ

لیفعلہ و لعلہ ما تقدم من ذنبك وما
 تاخر ای جمیع ما غلط متک ہما صحیح ہیں
 یاتب علیہ۔ یہی قاری ص ۱۷۰۔ حاجی قاسم

خود لانا اور لانا اور خطا سے رسول

وعندنا هو ما صور بانظار الحق فیما لم
 یوج المیہ ای انظار انوار الحق فیما لم
 یحجب علیہ نہ تنظر الحق ولا یحجبها الا انکشاف
 ایام او الیٰ الیٰ بخان فوت الحق من ثم فعل
 بالحق ای بعد انقضاء مدۃ الانظار فانکشاف
 الاصاب فی الحوائی لم یفعل الحق علیہ فی
 تمام الحادثة وان کان اخطا فی الزمان
 انظر الحق التنبیہ علی الخطاء ص ۱۸۰۔ اس خطا سے رسول کو ظاہر کرے۔۔۔۔۔

قال رسول الله انما ابتليكم بالغلط والخطا
 تبی من حیثکم فخذوا به اذا امرتکم
 بشئ من رائي فاعلموا ان الله وفي رواية
 ان الله انعم عليكم بما امرتكم وفي حديث
 اخر انما خطبت غلطا فلا تؤاخذوا في
 رسول نے کہا میں بھی تمہاری ہی سلائیہ کرتا ہوں جب میں
 تمہارے پر حکم کرتا ہوں تو تم سے کہو کہ اس میں غلطی ہے
 کسی نبی سے تمہیں کوئی حکم ملے گا تو اس میں غلطی ہے
 بغیر رسول نبی سے غلطی صحیح ہو سکتا ہے اس سے رسول نبی
 کو لوگوں سے کہتے تھے کہ تم لوگ اپنے نبی کی ہدایت سے خبر

اس میں بغیر اجازت رسول کوئی صاحب تصرف فرما میں تو اس سے جو اولادین پیدا ہوگی وہ حلالی ہوگی یا حرامی اگر وہ حلالی فرما میں تو میت غس کو کاٹ دیا اور اگر حرامی کہیں تو شیون کی روایت کا کیا قصور۔

عبارت سائل النجم۔ اس روایت سے ثابت ہوا کہ شیون کے سوا جتنے لوگ ہیں وہ سب حرامی ہیں۔

سہیل۔ غلط ہے روایت سے یہ ثابت ہوا کہ جنہوں نے مال غس میں تصرف کیا اور اولاد پیدا کہیں وہ اولادین حرامی ہیں۔

دوسری روایت علی بن ابراہیم نے اپنی تفسیر میں لکھی ہے وہ یہ ہے کہ قرآن کی لفظ طہتم کی تفسیر میں یہ عبارت بیان کی ہے اى طابت مو البدکم لا یغسلکم الا طیب لولہ قال امیر المؤمنین ان فلانا و فلانا غصبونا احتفاداً و اشترا بۃ الامار و تزود جواہر النسلا یعنی طہتم سے مراد یہ ہے کہ تمہاری پیدا نشین پاکیزہ ہیں کیونکہ جنت میں سوائے طیب المولد یعنی حلال زادہ کے حرام زادہ داخل نہوگا امیر المؤمنین نے فرمایا کہ فلان اور فلان نے میرا حق غصب کر کے لٹکا دیا تو خریدین اور عورتوں سے بیاہ کئے۔

سائل نے ایک فلان کا اضافہ اور کیا ہے متن حدیث میں یہ اضافہ موجود نہیں سائل کا یہ فرمانا کہ اور ثابت ہو گیا کہ شیون کے سوا تمام لوگ حرامی ہیں اور اولاد فلانین غلط ہے بلکہ وہی اولادین جو حق معصوب سے پیدا ہوئیں اور اس میں کوئی شبہ نہیں۔

تیسری روایت۔ سائل کی نظرت اور گزری جسکا مفصل یہ ہے کہ کل زمین ملک امام ہے اور اس میں یہ بھی ارشاد ہوا ہے کہ ہمارے دوستوں کے لیے تو ان زمینوں میں تصرف حلال ہے اور ہمارے غیر دون کو حرام۔ سائل کا یہ مطلب ہے کہ زمین کی تحصیل جب حرام ہو تو اس سے مرد یا گویا نوٹیان خریدی گئیں تو اولاد وہاں حرامی ہوگی تو بچے اس کے

سائل ہم سے پوچھنے غصب کرنے والوں سے پوچھتا تو اچھا تھا وہ بتا سکے تھے کہ انہوں نے تصرف ناجائز کیوں کیے جس کے ایسے نتائج اسلام میں ظاہر ہوئے۔

ایک عجیب بات

سائل صاحب فرماتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ جب کوئی کسی کو گالی دے گا تو وہ دوسروں کی گالیوں میں بھی کھائے گا لہذا مذہب شیعہ قبول کرنے کا پہلا نتیجہ یہ ہے کہ تمام دنیا کے لوگ اسکو گالیوں میں اور وہ برداشت کرے سبحان اللہ کیسا نفیس مذہب ہے۔

سہیل۔ کیوں سائل صاحب اگر کوئی شخص جناب سے کہے کہ اسلام کا ہر فرقہ تسلیم کرتا ہے کہ جو بغیر عقد و ملک میں کسی عورت پر تصرف کرے تو یہ تصرف حرام ہوگا اور اس سے جو اولاد پیدا ہوگی وہ حرامی پیدا ہوگی لہذا اسلام کے ماسوا جتنے فرقہ ہونگے وہ سب حرامی ہوں گے لہذا بتقریر مابین جو کسی کو گالیوں دے گا وہ گالیوں کھائے گا لہذا اسلام ایک بڑا نفیس مذہب نکلا جائے گا میں تو کہتا ہوں کہ تمام عقلاء عالم عام اس سے کہ وہ مسلم ہوں یا غیر مسلم اس بات پر متفق ہیں کہ غیر کے چیز پر تصرف نہ کرنا چاہیے عام اس سے کہ وہ مال ہو یا عورت پھر اگر کوئی شخص ایسا تصرف کرے تو وہ سب کے نزدیک تصرف ناجائز ہوگا اور اس سے جو اولاد پیدا ہوگی وہ سب کے نزدیک قطعاً حرامی ہوگی یہ اس مرتکب جرم کے جرائم میں اضافہ ہے کہ اس نے اپنی بچھلی سے ایک ایسا گروہ پیدا کر دیا جس سے ارتکاب جرائم کے سوا اور کچھ بھی نہویہ حکم کی خرابی نہیں ہے بلکہ اس مرتکب جرم کی خرابی ہے اب اگر سائل کو اس میں خرابی معلوم ہوتی ہو تو اسکی اصلاح دو طرح پر کر سکتا ہے ایک تو یوں کہ اہلبیت کو لفظ ذوی القربی سے نکال دے تاکہ انکا حصہ خمس میں نہ رہے اور یوں وہ قرآن میں ناجائز تصرف کے مقابلہ جناب باری میں آجائے اور یا وہ تسلیم کرے کہ جو ذوی القربی کا حصہ تھا اگر انکو نہ دیا اور دوسروں نے اسکو غصب کر کے اپنے نشاط میں صرف فرمادیا تو لامحالہ اولاد حرامی ہوگی اگر آپ اس پر راضی نہیں ہیں وہ کسی وجہ سے سہی، تو آپ قرآن، سنت، عقل، اجماع کسی دلیل سے انکے جلالی

ہوئے پر استدلال قرآنی و رد و افع فضول مستبعد و ان سے سوائے جہالت ثابت کرنے کی
بدل نہیں سکتا رہ گیا یہ حصہ کہ خمس میں ان کا حصہ کیوں ہے اور زمین انکی کیوں ہے یہ حصہ
حکم کو نہیں بدل سکتا آیت ذوی القربے میں انکو حتماً داخل کرتے ہے اور آیہ لقد کتبنا فی الزبور
من بعد الذکر ان الارض یرثہا عبادی الصالحون زبور میں پہلے ذکر کے بعد لکھ دیا کہ زمین
کے وارث میری بندگان صالح ہونگے، اگر جناب آل محمد کو خلفا نہیں مانتے تو کیا آپ انکو
بندگان صالح میں سے بھی شمار نہیں کرتے بھلا جی جانیں جب تعصب کے ڈینگ میں آکر
اب اس ذریت طیبہ کو طاحین میں لکھ دین اور یہ سوائے کافر کسی اور کا کام نہیں اس لیے
نبص قرآنی ثابت ہوگا کہ وہی زمین کے وارث ہیں ذلک فضل اللہ لو تہ من یشاء۔

البحرہ الغرض ان روایات سے مدلل طور پر ثابت ہوا کہ اگر شیعہ کے نزدیک نبص قرآنی شیعوں کے سوا تمام لوگ حرامی ہیں۔“

سہیل کلمہ مدلل کے تصحیح لغت کی کتابوں سے دکھلائی۔ اور نبص قرآنی تمام لوگوں کا حرامی ہونا اس کا دعویٰ ان روایتوں میں۔ سے کسی روایت میں موجود نہیں البتہ حصہ خمس اور زمین کی مالکیت نبص قرآنی اہل بیت کے لیے ثابت ہے اب رہ گیا خبر کے حصول میں تصرف کرنے سے جو نتائج بد حاصل ہوئے ہیں وہ تمام دنیا کے نزدیک حرامی ہیں ممکن ہے کہ آپ اپنا استثناء فرمائیں ورنہ تعزیرات ہند میں بھی زنا اور سرقہ کے لیے سزا نہیں موجود ہیں۔

الختم۔ دوسرا واقعہ یہ بات تمام دنیا کے نزدیک مسلم ہے اور شیعہ بھی اسکا انکار نہیں کر سکتے کہ کوئی ایسا شخص جسکی پیدائش حرام سے ہوئی ہو صرف مذہب کے بدلنے سے حلالی نہیں ہو سکتا۔

سہیل :- بیشک اگر آپ کسی ایسے شخص کو معین کر کے بتائیں گے کہ اسکی پیدائش حقوقِ اہلبیت میں ناجائز و تصرف کرنے سے ہوئی ہے تو میں اسکو دعوت الی الخیر نہ دوں گا کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ سولے طاہر المولد تہق جنت کوئی اور نہیں ہو سکتا اور مجھے معلوم ہے کہ آپ کسی کو معین نہیں کر سکتے

النجم۔ شمس واقعہ واقعہ اولی و ثانیہ سے یہ قیاس نکلتا ہے کہ جو شخص پہلے کوئی اور مذہب رکھنے کی وجہ سے حرامی ہو مذہب شیعہ اختیار کر لینے سے حلال نہیں ہو سکتا۔

سہیل۔ یہ بالکل غلط ہے کیونکہ پہلے واقعہ سے (عجیب لفظ ہے) یعنی کتب حدیث شیعہ میں ان روایتوں کے موجود ہونے سے جن میں یہ تذکرہ ہے کہ اہلبیت نے اپنے حقوق اپنے شیعوں کو مباح کئے ہیں غیر دین کو مباح نہیں کئے تو وہ غیر جنہوں نے ان حصوں میں ناجائز تصرف کئے ہیں انکی اولاد دین حرامی ہو گئی نہ اور مذہب رکھنے والوں کی اولاد دین حرامی ہو گئی سمجھے نا؟ تو چونکہ اور مذہب رکھنے والا حرامی نہیں ہوتا بلکہ ناجائز حقوق میں تصرف کی وجہ سے پیدا ہو نہی والا حرامی ہوتا ہے اسلئے ہم غیر مذہب والوں کو اپنے مذہب کی دعوت دیتے ہیں۔

النجم۔ چوتھا واقعہ چونکہ کوئی حرامی مذہب شیعہ کے اختیار کر لینے سے حلال نہیں ہو سکتا اسلئے وہ مذہب شیعہ کی وجہ سے کوئی حرامی محلی اہلبیت نہیں ہو سکتا۔

سہیل۔ حرامی مبین کی مثال میں دیتا ہوں تاکہ آپ کو بھی مسرت ہو اور میں بھی اپنے فرض سے ادا ہو جاؤں اور مطلب بھی واضح ہو جائے۔ مثلاً زیاد بن ابیہ یا عبید اللہ بن زید یا اور انکی مثال جبکہ حرامی ہونے میں کوئی شبہ نہیں یہ لوگ کبھی نہ مذہب شیعہ اختیار کر سکتے ہیں نہ جب اہلبیت ہو سکتے ہیں نہ ہم ایسے غیر معلوم النسب کو تشیع کی دعوت دینے اب رہے وہ لوگ جن میں صرف احتمال قائم ہو کہ ممکن ہے کہ یہ بھی حقوق اہلبیت میں تصرف کرنے سے پیدا ہوئے ہوں تو چونکہ افعال مسلمین محمول علی الصحتہ ہوتے ہیں ہم انکو صحیح النسب ہے خیال کریں جب تک کہ ہمکو انکی زنا زادگی کا قطع نہ حاصل ہو جائے ان کا شیعہ اور محب اہلبیت ہو جانا اس بات سے کاشف ہوگا کہ وہ حلال قطعی ہیں۔ چونکہ آپ احادیث کا مطلب ماشاء اللہ سمجھتے تھے اس لیے اس سے بنے ہوئے جال پھندے مضبوط نہ تھے و بیت العکبروت کذراک۔

النجم یا جوان واقعہ آخر۔

سہیل۔ ایک طویل عبارت محض فضول صغیر سے زائد ذکر کی ہے جس کا محصل آخر یہ ہے کہ ولدا الزنا

قابل حجت لعین اور کافر نجس العین ہے وہ ہر اس کا کس نے انکار کیا اب اس کے بعد یہ عبارت ”خواہ تشیع کا دعویٰ ہو یا کسی اور مذہب کو ماننا ہے“ اس شق ثانی میں اہلسنت کا مذہب بھی مندرج ہے ہر حال اس سے اتنا ثابت ہو کہ کافر نجس لعین اور حیثیت کفر میں قابل دخول جنت نہیں لیکن ادعاء تشیع میں اس کو داخل کرنا یہ غلطی ہے اس لیے کہ کافر منکر توحید یا اسکے ساتھ شرک کے نیک نام ہے یا اس کی آیت کے انکار کا نام ہے پہلے کی مثال ابو جہل یا حضرات خلفائے منہ قبل اسلام دوسرے کی مثال نصاریٰ و یہود تیسرے کی مثال وہ حضرات جو قرآن کو مانتے ہیں اور اس کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں مانند آیہ خمس و آیہ انفال و غیرہ اور اہل تشیع میں کسی قسم کی بات ان باتوں میں سے نہیں ہاں زنا زادگی کے لیے کوئی دعویٰ مفید نہیں چاہے وہ کثیر میں داخل ہونا چاہے یا قلیل میں یہ ہمارے نزدیک ہے ورنہ سائل ایسے لوگ تو لازماً زور و زور آخری سے استدلال کر کے زنا زادہ کو آنکھ پر بٹھانے کے لیے تیار ہیں۔ افسوس ہے کہ انکی سمجھ میں آج تک یہ بات نہ آئی کہ زنا زادہ سے اسکی ماں باپ کا مواخذہ ہے تاکہ یہ ”لا زیرہ لہ“ سے استدلال کر کے اسکی نفی فرما دیں یا یہ کہ اس بداصل سے افعال خیر کا صادر ہونا محال ہے اس پاداش میں وہ مبتلا ہوگا جب تک ہی موٹی بات سمجھ میں نہ آئے تو نکات احکام کا سمجھنا تو بڑا مشکل معاملہ ہے۔

البحر چھٹا واقعہ بغیۃ الطلاب میں جسکا ادب پر حوالہ دیا گیا ہے یہ مضمون مذکور ہے جسکو اس میں احادیث شیعہ سے ثابت کیا ہے کہ ائمہ سائل کے باب میں تفسیر کیا کرتے تھے؟ سہیل پیر تقیہ میں کیا حرج ہے جو دلیل عقل و نقل سے ثابت ہے تم شاید حدیث غار کے منکر ہو وہ فعل رسول و ابو بکر کیا تقیہ کے علاوہ کوئی چیز تھی جو رسول پر قابل انکار نہیں وہ اہم کیلئے کیوں قابل انکار ہوگا سائل کے لیے بہتر ہوگا کہ سہیل میں مضمون تقیہ جو ہنوز ناتمام ہے اسکی اولہ و براہین کو دیکھیے اور اسے وہیں اعتراض کرنا چاہیے اور یہاں تو اس مذکر کے چھیڑنے کا نہ محل ہے نہ موقع ایک انگ بے ہنگام ہے جسکا نہ کوئی ربط ہے نہ ٹکڑا

اب ان واقعات مستند کے بعد جو آپ کے ضروریات مستند تھے فرماتے ہیں کہ اب میں اشکالات بیان کرتا ہوں "سہیل بسم اللہ بسم اللہ"

قولہ اشکال اول یہ ہے کہ اگر کوئی ایسا شخص جو شیعہ نو نجات حاصل کرنا چاہے تو اسکے لیے نجات حاصل کرنے کا کیا ذریعہ ہے کیونکہ یہ ثابت ہو چکا ہے کہ مذہب شیعہ کے رو سے دلدلنا کافر اور نجس العین اور شیعہ ہو کر حلالی اور مومن پاک اور محبا اہلبیت نہیں ہو سکتا اور دلدلنا لازماً اور غیر محبا ہل بیت کے لیے جنت کا دروازہ بند ہے تو پھر اب کون سی صورت ہے جس سے وہ نجات حاصل کرے؟

سہیل۔ آپ کو راستہ چاہئے نہ سوچے لیکن ہر شخص کے سامنے راستہ صاف ہے جو کہ آئمہ نے ناجائز حقوق میں تصرف سے پیدا ہونے والوں کو دلدلنا نہ کہا ہے لہذا اس شخص کی حرامزدگی محض ہوگی اور احتمال کچھ مضمر نہیں کیونکہ گزر چکا کہ افعال مسلمین تا وقتیکہ دلیل اسکی عدم صحت پر قائم نہ ہو صحت پر محمول ہونگے لہذا ایسا طالب نجات حلالی اور پاک ہوگا اور جب وہ شیعہ اور محبا اہلبیت ہوگا تو اسے معلوم ہو جائیگا کہ اسکی مان نے اسکے باپ کی خیانت نہیں کی اور برہنہ قابل قبول حجت ہوگا گویا کافر کو کلمہ اسلام پاک کر دیا والذی جاہدنا لہم نہ یہلکنا۔
البحر و دسرا اشکال یہ ہے کہ جب شیعہ مذہب کا یہ اصول ہے کہ جو شیعہ نہیں وہ حلالی ہے؟

سہیل یہ تو جناب کو پہلے ہی بتا دیا گیا تھا کہ آپ سے نہیں ثابت کر سکے تو اب فاسد پر کیون بنائے فاسد کر رہے ہیں غور کیجئے تو آپ کو بھی صاف دکھائی دینے لگے مدیر البحر کو تو اپنے پرچہ کے بحر دینے سے مطلب ہے چاہے وہ گویا ہو یا فضول اگر آپ کو راسے دیدیتے کہ ایک ذرا پھر غور کر لیجئے تو انکا کیا حرج تھا مگر یہی کہ کوئی مورد طعن ہو اور کوئی بستر آرام نہ پڑا تو گھر رہا ہو۔ اک ذرا تقریر سابق کو پھر پڑھیجیے۔

البحر۔ تیسرا اشکال یہ ہے کہ آج کل یا پچھلے کتنے ایسے لوگ ہیں یا تھے

جہاں اللہ تعالیٰ کو شیعہ علی کریم اللہ وجہہ کے وقت سے ابا عن جد شیعہ ہیں میرے خیال میں شیعہ ہی کوئی ہو جو ابا عن جد شیعہ ہو ورنہ عام طور پر شیعہ وہی لوگ ہیں جن کے باب داد و پچاسنی یا کوئی اور مذہب رکھتے تھے پس وہ کسی طرح اصول شیعہ کے رد سے محابہ لیتے اور یوں پاک نہیں ہو سکتے۔

سہیل - یہ بھی وہی بنائے فاسد علی الفاسد ہے فحشت اول چون ہند معارج - تاثر یا بیرو و دیوار کج - کبھی تمام مذہب والوں کو اللہ نے حرامی نہیں کہا جسکو حرامی کہا اسے ہم کئی مرتبہ بتا آئے اب رہ گیا یہ امر کہ پہلے وہ کوئی اور مذہب رکھتے تھے تو جب حضرات خلفاء میں کوئی اور مذہب رکھنا قاذح نہوا اور عام سلیں میں کچھ مضر نہوا تو شیعوں کا اس میں کون سا ضرر متصور ہے نقشر۔

النجم چوتھا اشکال یہ ہے کہ جب آئمہ کی وہ حالت تھی جو واقعہ ششم میں بیان ہوئی تو خیعہ کس دلیل سے کہتے ہیں کہ ہم جس مذہب پر ہیں وہ آئمہ اہلبیت کا مذہب ہے۔ سہیل - جب شافعی حنفی مالکی جہلی کے مسائل اور فتاویٰ میں اختلاف عظیم ہے اور ایک کا قول دوسرے پر مطابق نہیں ہوتا تو سنی کس دلیل سے کہتے ہیں کہ ان کا مذہب وہی ہے جو رسول اللہ کا مذہب تھا۔ واقعہ یہ ہے کہ اپنے مذہب کے حالات سب کو معلوم ہوتے ہیں اسکے اصول سے وہ واقف ہوتے ہیں جب اسکے خلاف کوئی بات ہوتی ہے تو سمجھ لیا جاتا ہے کہ وہ کسی وجہ سے کہی گئی ہے اسکو ہر صاحب مذہب جانتا ہے۔

النجم - اگر علماء شیعہ کے پاس ان اشکالات کا کوئی معقول جواب ہو تو وہ مہربانی فرما کر ہمیں اس سے مستفید فرمائیں۔

سہیل - آئیے آپ پر مہربانی کی اور آپ کے لاطائل تقریر و دن کا مقنع جواب حاضر کر دیا گیا اب استفادہ اور غیر استفادہ یہ جناب کے استعداد اور قابلیت پر موقوف ہے۔
النجم - ورد اس مذہب کو چھوڑ کر جو عام دنیا کو حرامی کہتا ہے اور اسکو قبول کرنے کیلئے

سہیل۔ قلم اٹھکر رہ گیا اور دلمین گفتگو نے چنگیان لین اور تحریر میں گدگدی پیدا ہوئی لیکن پہنے اس گندہ بحث میں حسب ہدایت حبیب احمد صاحب بڑی متانت و تہذیب سے کام لیا ہے ورنہ بحث وہ تھا کہ کاغذ فونز زعفران زار کشمیر ہوتا۔

مدیر سے چند منٹ مکالمہ

جناب کے خلافت امید یہ چند کلمات حاضر ہیں اگر مولوی صاحب کیرانوی اسکورڈنگ کریں تو جناب ہی اس کرے وقت میں آڑے آئیں۔ جو جواب آپ نے دیا وہ تو گویا سائل کے لیے برق خرم تھا اور آپ کے لیے فلک ایمان۔ کیونکہ جناب کے نزدیک خضر کی تمام باتیں جناب عظیم الشن سمجھے اور پھر پوچھا اگر وہ ان وہ جائز ہوا تو آئمہ کے احادیث میں کیوں سترہ کا موقع لگا گیا اشد بیستہری ہم دیکھ سکتے ہیں طعنا ہم یہ ہوں۔

قولہ لیکن محمد بن شیعہ اب چند روز سے نہ معلوم کیوں اس جواب کو پیش کرتے ہوئے سترہ دیتے ہیں۔

سہیل۔ جی کچھ نہیں جب آپ ایسے بانہم پیدا ہوئے تو ان اولہ کے پیش کرنے کا کوئی موقع نہ رہا اور قرآن پاک نے بھی اعراض کا حکم دیا لہذا تعمیل کی گئی۔

مولوی حبیب احمد صاحب نے غالباً عربی عبارت پر اعراب نہیں لگایا اسکی مدد کو شکایت ہے اگر آئندہ زیر و زبر ہوں تو آئندہ نظم طبع بھی ایسا ہی ہوگا۔ کیونکہ خود قاصر ہیں۔

۱۵۔ تذاریف۔ باوجود کوشش سید بھی سہیل تیسرے ہفتہ میں نہ روانہ ہو سکا اور طباعت وغیرہ میں دیر ہوئی، صرف ایک ہفتہ کی دیر وعدہ اشاعت کے اعتبار سے ہوئی اسید ہر کہ عذر قبول ہوگا اور قابل عفو سمجھا جائے گا۔

”سوط عذاب“

سال ہمایں ایک رسالہ پنجاب کے ایک بے جہان نام ”اگنی عتاب بر دشمن بدکرد و غیر جہان“ ہے یہ رسالہ مولوی لعل شاہ صاحب ساکن رد المیال ضلع جہلم کا ہے، واقعی مؤلف نے حق بحسب بدکرد و عثمان کو خانوان رسالت کے مقابلہ میں خوب لے کیا ہے، اور انشا اللہ حدود طبع کو کام میں لائے خوب خوب لعل شجر راغ اگلے ہیں

اس رسالہ کی خصوصیات سے چند باتیں ہیں جن پر بالاختصار دو نکتہ ڈالتا ہوں اور میرا موضوع بحث اس مضمون میں صریح استنباطی ہو گا، رہ گیا مضمون رسالہ کا جواب ترکی یہ ترکی و انشاء اللہ کسی آئندہ اشاعت میں دیا جائے گا،

پہلی خوبی اس رسالہ کی تحریف قرآن ہی جس سے یہ گرنہ زبانی تو کوسوں بہاگتا ہے، مگر بغیر تحریف کا کام نہیں چلتا،

مثال کے طور پر اس رسالہ کا ٹائٹل دیکھئے جس پر آیت قرآن مع اعراب اس طرح سے لکھی ہوئی ہے ”اِنَّ اَنْ حَزْبٌ اَللّٰهُ هَلْ اَلْعَالِبُوْنَ“ اگرچہ قرآن میں ”حزب“ اشتر ہے مگر ”حزب“ کی ”ب“ نا صوب کی وجہ سے مفتوح ہوئی چاہیے گرنہ اصیوں کو محبت صحابہ میں کسی حقیقی نا صوب کے مل کی ضرورت نہیں بلکہ وہ خود غضب کر لیتے ہیں،

دوسری تحریف صفحہ (۳۰) پر ہے، اور آیت قرآنی یوں لکھی گئی ہے ”وَلَا يَحِيقُ الْمَكْرُاسِيْقُ بِاَهْلِهِ“ حالانکہ اصل آیت قرآنی یوں ہے، ”وَلَا يَحِيقُ الْمَكْرُاسِيْقُ بِالْاَهْلِ“ اگر یہ کہا جائے کہ کاتب کی غلطی ہے تو اس کا یقین کیوں کر ہو سکتا ہے دراصل ایک رسالہ میں بہت سی غلطیاں قلم سے بد چھپنے کے بنائی گئی ہیں کیا صریح ہیں دو غلطیاں گنہگار تھیں جن کو مصنف نے نظر انداز کر دیا،

یہی کہلی ہوئی تحریف کہلاتی ہے وہ خواہ عمداً کی گئی ہو یا سہواً جسکی مثال درود طرح سے
 اوپر گزری جب آج کل ایسے تحریفیات برابر جوتے رہتے ہیں تو خلفاء کے زمانہ میں جب حق
 پر ہونے والے کی کوشش تھی کون سا مانع تصور کیا جاسکتا ہے، میری سمجھ میں نہیں آتا کہ
 انما نحن نزلنا الذکر انما الہ افطون، نے اسوقت ان دونوں مقامات مذکورہ پر کیوں
 اپنا وجود ا نہیں کیا،

دوسری خصوصیت اس رسالہ کی یہ ہے کہ درج صحابہ کو انے کتب اہنت نے ثابت
 کیا ہے جو ہم پر کسی طرح حجت نہیں،

تیسرے سب سے بڑی خصوصیت اس رسالہ کی یہ ہے کہ جس عبارت کو دل چاہے نبی اہل
 کی طرف منسوب کر دیا جسکی مثال آئندہ آئیگی،

جو بھی خصوصیت یہ ہے کہ تحریف کی عادت برقرار رکھی گئی اور عبارت نبی الیلاغہ میں
 ترسیم و تنج کر کے پیش کیا ہے،

چوتھیں خصوصیت یہ ہے کہ نبی الیلاغہ کی عبارتیں قطع و بید کر کے صرف ہتھکڑی
 ہیں جس سے مؤلف کا مطلب جھل جھل ہو جائے،

چھٹی خصوصیت یہ ہے کہ تحریف عبارت کے بعد ترجمہ بھی غلط کیا ہے اور اپنے مطلب
 کی موافقت کو مد نظر رکھتے ہوئے ترجمہ کیا گیا ہے، چنانچہ مثالیں ملاحظہ ہوں،

قول مؤلف: حضرت علیؑ کو ملامت دہہ نے نبی الیلاغہ میں یحییٰ کے اوصاف بیان

کوکے ہمرد و صفت حضرت عثمانؓ ابی القناطر سے، ثم روى المحدثین عثمان بن عفان بن عفان

منہ الملائکۃ والعمری ان مکانہم لعظیم ثم صہموا اللہ یعنی صاحب دو نوروں کا

جس کا نام عثمان ہے وہ عثمان جس سے فرشتے بھی جیا کرتے تھے اور مجھ اپنی عمر کی تمام خلق

کا مکان اسلام میں بہت بڑا ہے، اشرقانی میں سب پر ہم کو سب سے بڑا نور ہے

مہمیل: خواہ یہ مرحوم نور ہو یا کوٹھوٹو، ہوا یا ٹولی ہو، جو کچھ بھی ہو اگر مؤلف کی حیثیت تعالیٰ

قد رہے کہ جو عبارت نبی البلاغۃ میں نہیں اسکو نبی البلاغۃ کی طرف منسوب کر کے اور اتہام لگانے کے عذاب دارین کا متحق ہوتا ہے، خود عبادت بناتی ہے کہ میں کسی ان پڑھ کی بنائی ہوئیں ہوں، معاذ اللہ کجا در سن امت کے نکلے ہوئے کلمات اور کجا شعری لندین، اچھا اگر یہ عبارت نبی البلاغۃ کی محقق تو تم نے حوالہ صفحہ کیوں نہ دیا حالانکہ تم نے اور مقامات پر حوالہ دیا ہے مگر چونکہ یہ جھوٹ تھا لہذا تم خود صفحہ کا حوالہ اڑا گئے اس جھوٹ سے جو متحق لعنت بنا ہے، اگر تم سچے ہو تو نبی البلاغۃ میں عبارت مذکور کا ثبوت دو،

دوسری خیانت

اسی صفحہ ۱۳۱ پر لکھا ہے

جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضرت عثمان کے زمانہ خلافت میں اُنکے پاس تشریف لائے اور آپ کے اوصاف میں حضرت علی نے زبان درخشاں سے ذیل کے الفاظ لکھے۔
 انک لنعلم ما سبغناک الی شیئ فقبول عند ولا خلون بشی وقد راہینکا
 دنشا و معیت کما سعنا و ملاہن ابی محافہ و کلاہن الخطاب بادی بعمل الحق
 منک و انت اقرب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و حرم منہا و قد
 من صھرہ مالہ منہا لای و مسرت علی کرم اللہ وجہہ نے اس خطبہ میں اپنی مساومت حضرت عثمان سے کر دی (خدا جہالت کی عمر واد کوئے، سہیل) یعنی پیسے میں علم کیسا ہوں دیسی ہی تو بھی رکھتا ہے، میری ہفت کسی شے میں تھ سے بڑھکر نہیں کہ میں تجھ کو ضرر دلا دے مجھے کوئی ہر پونیدہ نہیں بنایا گیا کہ میں انکی تھ کو ضرر دے جیسے پہل گوہر کیلادی ہی نہ تھی ویکمال اللہ حبیلینے بنا دیا تو نے بھی نہ جیسا میں حضور کی محبت میں بچھا دیا تو بھی بچھا لے لے ابوبکر اللہ عنہ عمر بہتر تم سے ساتھ حق کے تھے اور تو بہت قریب مجھے ساتھ رسول کے قربت کے لحاظ سے (اتنا ہی قریب جیسے بولہبی - خاندان کے مد کا ذکر کہ نہ عثمان کی دونوں بیاباں زرب اور تیرہ پہلے انھیں دے کا ذکر)

کو یہاں ہی تھیں جب انھوں نے طلاق دی تو عثمان کی یکہ دیکر بیاہ دی گئیں کچھ
کتاب بیّنات (اصاۃ سہیل) اور تم نے جو وجہ وادی حاصل کیا وہ ان کو مستر
نہیں ہوا ۱۱

سہیل :- اس فریب و دعا، مکر و در، بہتان و افترا کی کوئی حد نہیں کہ محل خطبہ سے جا ملے
مقام گفتگو سے واقف رہ کے مؤلف نے بعد تحریفات کلمات امیر المؤمنین اپنی طرف سے
معنی اُسکے لکھے جو سراسر غلط اور لغو ہیں جنہیں ذرا کچھ بوسے سلطنت نہیں میں ناظرین کے سامنے
نبی البلاغہ سے اصل خطبہ مع ترجمہ پیش کرتا ہوں خود فیصلہ حق و باطل فرمائیں،
اصل خطبہ نبی البلاغہ صفحہ ۱۲۶

مختص کلام یہ ہے کہ جب خلیفہ ثالث کے مظالم سے دنیا تنگ آئی
لما اجتمع الناس علیہ وشکوا امانہ و اور آتش انتقام لوگوں میں بھڑکی تو ان اصحابِ رسول کا مجمع جو
علی عثمان و سالوہ و مخاطبہ عنہم قتل عثمان پر کمر بستہ تھا اس نے امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب
و مستقابہ و قد خل علیہ فقال علیہ السلام کو اپنے اور عثمان کے درمیان سفیر بنایا کہ
ان الناس و دانی و قد استغفرتی عنک و سعادت حسب و نوازہ کچھ جائز اور حقوق و واجبیں ادیا
و نبیہم و واقعہ ملا دوسری ما اقول انک تو قتل کر دینا گرنہ اپنا طرز نہ چھوڑیں تو آپ سفیر قوم بنکر عثمان کے
ما عرفت شیخا تجھلہ ولا املک علی پس اسے ادبوں فرمانے لگے لوگ میرے پس پشت ہیں اور اٹھو
اس لا تعرفہ انک لتعلم ما فعلوا نے مجھے اس معاملہ میں سفیر بنا کر بھیجا ہے خدا کی قسم مجھے نہیں معلوم
سبقتک الی شیء ففعلک عند ولا کہیں آپ تم سے کیا کہوں اور کیا سمجھاؤں کہ ذکر ایک بار محمدؐ کی طرح
خلو فابشئ فبلاغتک و قد ایتکما ہر کیونکہ جو معاملہ میں جانتا ہوں اس سے تم بھی واقف ہو میں
داشاد سمعتک اسمعنا و صحبت اس چیز کی طرف تھیں اہ نہیں کہا جا سکتا کہ تم نہیں چھوڑتے تم وہاں
و رسول اللہ کا صحبنا و ما ابن ابی قحافہ جانتے ہو جو میں جانتا ہوں یعنی قوم کے مطالبات کیا اس اور وہ
ولا ابن الخطاب ولی ہوں الحق ملک تم سے کیوں نا افس ہیں میں کسی ایسی چیز کو تم سے پہلے نہیں جانتا کہ

وانت اقرب الی رسول الله و تمہیں نزدیک ہیں اے کروں یا تمہیں اس واقعہ سے اطلاع دوں
 نبی مجھ پر رحم نہ کرے گا و قد قلت بلکہ تم نے بھی واقعات کو ایسی دیکھا جسے میں نے ادھر صریح میں لیا ہے
 من صہوہ ملکہ لا کافہ الله فی جسے میں نے تم صاحب رسول کرچکے ہو لہذا صحت رسول پر شک
 نفسک فانک واللہ مانہو بوکر و عمر کو عمل حق کو کسی میں تم سے بہتر نہ ہو چاہیے تھا کہ تم علاوہ
 من عسی ولا فہل من جہل و صاحب رسول رشتہ دامادی دن کیسا ہی رہا ہو رکھتے ہو دیگر
 الطرق لو اضعفہ وان اعلام اللہ! بجز داس کمی کے ابو بکر عمر سے اصحاب بنی اسنے برداشتہ خاطر نہ
 لقائمۃ فاعلم ان افضل لعباد تھے اور ابو جہل تھا اسے ان باتوں کے تم سے یہ سنا راض اور تمہارا
 عند اللہ امام عادل حد سے خون کے پیاسے ہیں۔ رآپ پھر نصیحتاً فرماتے ہیں۔ روکھو ستمگاہ اپنے
 جہدی..... وان شر الناس نفس کے مطلق حد سے روکھو کہ بخدا میں جانتا ہوں کہ تم میں سے
 عند اللہ امام جائز و جہل میں جہالت اور دانیائی سے نہیں کام لے رہے ہو بلکہ عداوت میں لگے
 فامات سنتہ ما خوخہ و احیائتہ ہو دیگر راہ عمل صاف ہے اور داغ ہے اور فتنات دین کا تم میں
 متروکہ دانی سمعت رسول اللہ خوب جان لو کہ بہترین عباد خدا کے نزدیک وہ ہیں جو عادل
 یقول یوتی یوم الفیامۃ بالامام ہمارے ہمتی دہاوی ہو دیگر تمہارے موجودہ افعال ایسے نہیں اور
 الجائر ویس معہ لہذا غازیقی شری ترین مردم عند اللہ امام ظالم ہے جو گمراہ کرے اور گمراہ ہو جنت
 فی نار جہنم فید و رفیقہا حکماء رسول کو مارے از بدعت متروکہ کو جلا سے اللہ میں نے رسول سے
 الریحی ثم یسطق قعہا فانی سلسلے عثمان نے رسول سے نہیں سادہ کیوں فرماتے کہ امام جائز
 انشدک ان تکون امام ہذا لا کو یوم قیامت اس حالت میں لائیں گے کہ اس کا کوئی مددگار نہ ہو گا
 للقتول اے مہم فرماتے ہیں فلا تکون اور کوئی اسکے طرف سے عذر کرنے والا نہ ہو گا اور جو جہنم میں ملو گیا
 لمر و ان سبقتہ یسوقل حیث جائیگا اور یوں چکر دیا جائے گا جیسے چلی جاتی ہے،
 شاء بعد جلال السن و تقضی دیکھو عثمان میں تمہیں سمجھا ہوں کہ اس گروہ کے امام مقتول ہو
 العز و فال لعثمان کسر الناس دیکھو کہ تمہارے افعال ایسے ہی ہیں اور اپنے کومروا سے قبضہ

ان یو جہلونی حتی اخراج الیہم میں نہ دو کہ وہ جہاں پہلے اور جہاں چاہتے تھے جہاں ہے بعد اچھے کہ تھا را
من مظلالمہم فقال کاف بالمستند سن اسے وہ نہیں رہا کہ تم اپنا اچھا برا نہ سمجھ سکو سپر عثمان نے کہا
فلا اہل فید وما غاب فاحیلہ تو اچھا مجھے کچھ ذہن کی ہمت دلو اور پوچھنا کہ میں اتھامات کر سکوں
وصول امرک الیہ اور اس کے مطالبات پورے کر سکوں تو تم اپنے فرمایا جو مطالبات
دریکے متعلق ہیں ان میں صرت کی ضرورت نہیں رہی ان مقامات کے لیے جو دینہ سے دور ہیں ان کے لئے اتنی مروت
کافی ہے کہ تھا را امر ان تک پہنچے ،

انظرین ملاحظہ فرمائیں کہ امام زمانہ کس طرح اپنے دشمن اور غاصب حق کو سمجھا رہا ہے اور کیونکر اپنا
سہ ہے کہ باوجود استحقاق اس کا خون نہ بہا گیا۔ اے اور کیونکر ہنگامی قتل میں علم امت کی جہلک
نظر آتی ہے۔ ایسے خطبہ کو جہاں مؤلف درج عثمان میں تجویز کر رہا ہے اور امیر المومنین کی مساک
عثمان سے قائم کر رہا ہے بنی عمر کا برا حصہ بتیہتی میں گزارا اور سمعت مامعنا اتم نے وہ منا جو تھے
مثلاً یعنی اس معاملہ خاص کے متعلق اس سے مساوات پر دلیل لا رہا ہے حالانکہ اس مساوات
میں تمام مصرعین شریک تھے اور تمام احوال کیونکہ سب ان اخبار سے اخیر تھے اور اس سے ملتا
ہی مراد ہوتی تب بھی بقرہ علی علیہ السلام واللہ فی سمعت من وصول اللہ علیہ السلام بات پر قوی
گواہی کہ وہ بات تھی جو عثمان نے نہیں سنی تھی ورنہ امیر المومنین کو کہنے کی کیا ضرورت اور اگر سنی
تھی اور حال نہ تھے تو استحقاق کلام نبی پر بدعتی پڑتی ہے جس سے عثمان کا جو اور وہاں جہاں
اس برائتی کی کوئی انتہا ہے کہ کلام کس عمل پر کہا جا رہا ہے اور اس تحریکات کو کہ کس
محل پر اس کے معنی کیجنا مان کر لے جاتے ہیں وسیع المؤمنین مللہ ای مقابلیہ مقبول
میں نے کہا کہ اس شخص کی جان بچانے اور اس کے گمراہی کے ہٹانے کے لیے شکوہ میں جو بکا
حق لیے ہو ہے چنانچہ ایک خطبہ میں یوں اور فرماتے ہیں

لما عزمو اعلیٰ بعد عثمان۔ لقد جب لوگ نہ بیعت عثمان کا قصد کیا تو اپنے یوں فرمایا :-
علمت انی احق الناس بھامن تم لوگ خوب جانتے ہو کہ میں اس خلافت کا راجع تر مستحق ہوں

غیری و دافعہ کاسلمن ماسلمت : کہ میرا غیر اگر خیر اخدا کی قسم میں تسلیم کر خلافت عثمان کی طرف کو تا
 اصول المسلمین و سلمین فیہا جو مل ہوں جب تک کہ تسبیح مسلمین کے لیے غیر مضر ہے اور جب تک کہ جو
 الا علی و خاصۃ الناس لا جہ و لا کلام نہیں لیا جاتا چاہے خاص کر ان میں پر ظالم کی ابتدا ہو جیسے، میں
 و فضلہ و زہد انما تافسقا : کہوں کرتا ہوں صرف ایسے کہ خدا مجھے اسکا اجر دے اور تم جان لو
 من ذخیرہ و زبوجہ صفہ، مطلب یہ کہ جس چیز میں تم اتنا جھگڑا کرتے ہو اسکی آوازش مجھے اپنی طرف سے
 کچھ مل سکتی بلکہ میں اس سے برداشتہ خاطر ہوں،

میں سے معلوم ہو گیا کہ امیر المؤمنین کا حق و اہمی دوسروں کے قبضہ و غلبہ میں تھا اور آپ
 باوجود اس کے اپنے مکارم اخلاق سے کام لیتے تھے تاکہ اسلام پر کوئی صدمہ نہ پہنچے گو غائب
 کو بھی خوب پہچانتے تھے اور اپنے مظالم کو محسوس کرتے تھے، مگر مؤلف و سالک کے نزدیک یہ سب
 باتیں حضرت عثمان میں سرچ پیدا کرنی ہیں، وادہ دی عقل

تیسری خیانت

لکنا ہے :-

علی اکرم اللہ وجہہ نے جو یہ فقر فرمایا فان بد اللہ علی انصاعت و ایا کما و العوقر
 امیں تو حضرت علی نے فیصلہ ہی کر دیا کہ بڑی جماعت سے ملنا اور قلیل قرقہ سے بچنا اس لیے
 کے مستحق ہم لوگ اہل سنت و جماعت ہی ہیں نہ آپ لوگ تشیعان عالی مد سلا مکرور

سہیل :- یہ طویل خطبہ خوارج سے متعلق ہے جس میں سے مؤلف نے ایک ایسی عبارت
 اخذ کی ہے جو اسکے زعم میں اسکے مطالب کے موافق ہے حالانکہ نہ بزرگ ایسی نہیں بلکہ جس محل پر
 امیر المؤمنین علیہ السلام صرف فرما رہے ہیں وہی اسکا نخل ہے میں چند سطر اس پر سے اور چند سطر
 اس عبارت مذکور کی بعد کی جو یہ تاثرین کرتا ہوں تاکہ مطلب واضح ہو جاوے، خوارج سے یوں فرماتے ہیں

نشر انکم شر و الناس و من دعی انشیقا تم اب اگر خوارج، شر ترین مردم ہو اور میں جو جن کے ساتھ
 معاہدہ و صلہ ہو، پرستہ و جھٹکا شیطان مکمل کیلئے اور عینک خوب گمراہ کر دیا، و کو میرے بارے میں

فی صفا، حب مغرط یدھب دو گن ہلاک ہو کر رہیں گے ایک وہ سب غلطی جو اپنی محبت کی
 بہ الحب الی غیر الحق و مبغض وجہ سے مجھے غیر حق تک پہنچا دے اور ایک وہ عدو سے جانی جو
 مغرط یدھب بہ البغض الی مجھے میرا رتبہ سے کم کر دے (کیا اللہ شانہ ان لوگوں کی طرف
 غیر الحق و غیر للناس فی حال ہے جو درجہ ہر آدمی پر آپ کو خلیفہ منسے ہیں) بہترین مردم وہ ہیں
 اللطال و وسط فالن موافق الزمو جو صراط مستقیم اور طریق متوسط کو نہیں چھوڑتے آپ کو تم بھی اختیار
 السواد الاعظم فان ید اللہ عنی کرو اور سواد اعظم کی اتباع کرو ورنہ کیا ہی گروں مومنین پر رحمت خدا
 انما حد و ایاکم والفرقة فان الشا کا اٹھ ہے اور خبردار جو اس کو الگ ہو گا وہ اسی طرح حیدر شیطانی
 عن الناس للشیطان کما ان الشا ہو گا جیسے بھیر اپنے گدے سے ٹکڑا لقمہ دہن کرگ ہو تی ہے، چھڑک کر
 من الغنم للذئب ذرت فرماتے ہیں،

اسکے بعد آپ حکیم کے لئے فرماتے ہیں ان دونوں نے (ابو موسیٰ و عمر و عاص) حق کو چھوڑ دیا اور انہیں ایک
 و ترکا الحق و ہذا یصوفہ و کان حق کو پہچانتے تھے اور ان دونوں کی خواہش ظلم کو تکلیف تھی چنانچہ
 الجور ہوا ہما فبضیا علیہ انھوں نے دیا ہی کیا،

مطبوعہ مصر صفحہ ۱۳۱

ظاہر ہے کہ اس خطبہ میں آپ نے خوارج کو نصیحت فرمائی چاہی ہے اور یہ کہنا چاہا ہے کہ میری
 متابعت کرو کیونکہ میں حق پر ہوں و میرا ساتھ دو کہ سواد اعظم اوہری ہے جو کچھ مؤلف کو خوشی ہے
 وہ اس بنا پر کہ وہ سواد اعظم سے کثرت مراد لیتا ہے اور کثرت اپنے افراد و مذہب میں اگر خود
 اپنے کو مدوح امام فرض کر لیتا ہے حالانکہ سواد اعظم، ہے امیر المومنین کی مراد کثرت افراد نہ تھی
 بلکہ مومنین مراد تھے چاہے وہ ایک ہی ہو جیسا کہ خود آپ نے ایک دوسرے مقام پر اسکی توضیح
 کی ہے و لا ہاد یہ ای بالسواد الاعظم المؤمن ولو کان واحدا یعنی سواد اعظم سے مومن
 ہے چاہے وہ ایک ہی کیوں نہ ہو اور خود نظر بصیر اس بات کو سمجھ سکتی ہے کہ اگر سواد اعظم سے
 کثرت افراد کا خیال ہوتا تو اسکے معنی یہ تھے کہ امیر المومنین معاویہ اور اسکے متبعین کو حق پر سمجھ

رہے تھے کیونکہ ظاہر ہے کہ اسکے سپرد اور اسکے مطیعوں کی تعداد نسبت ہیردان امیر المومنین کے کہیں زیادہ تھی، ہر اگر ایسا تھا تو آپ معاویہ سے جنگ کیوں فرماتے تھے اسکے علاوہ اگر اتباع سوادِ عظیم سے یہی مراد ہوتی جو مولف کہہ رہا ہے تو فرعونؑ کی لشکر حق پر نظر آتا ہے اور یہی گروہ باطل پر، یوں نوح کے متبعین دھما من معہ الاقلیل، «معاذ اللہ باطل پر نظر آئینگے اور کافرین عند نوح حق پر، یوں صالحؑ کی غرطت میں حق مولف کو اور ہر ہی نظر آئے گا جبکہ ہر گز ہو گا کیونکہ اسکے نزدیک سوادِ عظیم کثرت افراد کا نام ہے،

ایک روایت یاد رکھنے کے قابل ہے یہ کہ اسی خطبہ میں امیر المومنین کے حکم کی ندرت فرمائی تھی اور ظاہر ہے کہ دونوں سراجِ اہلسنت و پارہ جگرِ احناف میں یعنی عمر و عاصیل و ابوموسیٰ تو اگر سوادِ عظیم سے اہلسنت ہی مراد ہو جاتے تو امیر المومنین کیوں اس طرح کی ندرت ان دونوں کی فرماتے لہذا یہ بات تو ہمیں سے معلوم ہو گئی کہ سوادِ عظیم سے مراد ہمیں جسکو مولف رسالہ نے سمجھا ہے اور نہ گروہ اہلسنت کے افراد مراد ہیں جو زبانِ عام مطعون و ملعون ہیں: زندہ غالی مراد میں جیسے نصیری نہ مبنض مراد میں جیسے ولدادگان خلفائے شمش اور پرستاران معاویہ و یزید و دیگر فسادِ سطا کے راہِ رود مراد ہیں جو ماما من معہ الاقلیل کی تفسیر کی طرح مشیرین اور دامنِ پیغمبر سے وابستہ ہیں اور وہ اہل تشیع کے سوا کوئی نہیں۔

قلت انصار کی مدح یوں فرمائی ہے

ایہا الناس لا تسو حشوانی طریقی ابے گروہ مردم راہ ہدایت میں اگر اصحاب ہدایت کم ہوں
لہدی لہذا اہلہ فان الناس قد تو دشت و پریشانی نہ اختیار کرو و گیس راؤ نہیں کیونکہ لوگ
جعوا علی مانند شیعہا قصیر ایک ایسے دسترخوان پر (دنیا) جمع ہوے ہیں کہ جہاں میری
وجوہا حویل صفحہ ۲۸ مطبوعہ ملتا کم ہے اور بھوک زیاں،

جس سے معلوم ہوتا ہے کہ طریق ہدایت میں قلت انصار ہی ہوتی ہے اور طریق ضلالت میں کثرت اعران و انصار جس کا نام مولف سوادِ عظیم رکھتا ہے،

چو کھتی خیانت اور جہالت

لکھتا ہے:-

اور شرح بیخ البلاغہ کے جزد۱۰ خطبہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اصحاب محمد کی تعریف میں
ولقد علموا المستغفرون من اصحاب محمد یکن ان یعنی بالمستغفرون الخلفاء
الذین استغفروا لاسلام ای جعلوا حانظین لدرجہ دین شریعت یعنی
اگر اس دین کی حفاظت اصحاب محمد نے کرتے تو یہ دین ضرور مسدوم ہو جاتا انکی حفاظت سے
تم تک پہنچا ہو گا جیسے کہ انکا شکر ادا کریں نہ کہ ان پر سبزاں و مالہ ذکر سفر ۲۴

اول تو شرح سینہ میں جو کچھ بھی لکھا ہے نہ یہ نہ کہ اسکان اس بات کا ہے کہ نہ اصحاب براد
لئے جائیں جنہوں نے حفاظت اسلام کی اس کے معنی یہ ہیں کہ شائع کو خود یقین نہیں دینے کہین دیکھتا
وہ مسکریہ کہ اگر میرا المؤمنین نے اپنے حقیقت کے ثابت کرنے کے لئے ان اصحاب کی گواہ بنا لیا ہے جو محافظ
ہیں تھے تو میں اس سے بالکل ایکڑ نہیں و حقیقت ایسے اصحاب جو دیکھے جنہوں نے حفاظت دین کی
جناب سلمان کی مدد و جنگ خندق یاد کر دعار کی حرب صفین میں سمجھو یہ تھے محافظین اسلام
مگر اس سے خلفائے ثلاثہ کی تعریف کہاں سے پیدا ہوئی کیا رسول کو دشمنوں میں چھوڑ کر احد کی چوٹی
پر دم لینے والے اس امر کے کسی طرح مستحق ہیں کہ وہ محافظ اسلام کے جائیں کیا نبوت میں شک کرنے
والے اسلام کے معنی سمجھتے تھے تاکہ نہ اسکی محافظت میں کہہ کریں کبھی نہیں اور ہرگز نہیں اور اگر آپ
بھی یقین نہ تو ایسی خطبہ کو شروع سے آخر تک پڑھو تو ہمیں معلوم ہو گا کہ خلفائے ثلاثہ کی اس خطبہ
میں مذمت کی گئی ہے، یا مدح اور تم نے حق کو چھپا لیا ہے اور تحریف کو کا فر بنا کر مطلب بیان کیا
ہے، اصل خطبہ یوں ہے،

ولقد علموا المستغفرون من اصحاب محمد میں سے نہ لوگ جو بولہ رکھنے والے ہیں اور کھتے ہو گئے
محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور جانتے ہوں گے کہ میں نے کبھی خدا اور رسول کے خلاف نہیں
اور اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کفر کیا اور اپنے رسول کی جان نزاری اسوقت میں کی جب بہادر اور

قط ولقد وامستہ بنفسی فی شجاع میدان جنگ چھوڑ رہے تھے اور قدم چھپے ہوئے ہے
 المواطن الستی تنکص فیہا الابطال تھے اس بہادری سے اپنے مقابلہ کو فرار کیا جو خدا کی طرف سے مجھے
 و تنأخو فیہا الاقدام نجدہ الکوخی عنایت ہوئی تھی اور جب رسول نے وفات پائی تو اسکا سر سر
 اللہ بھا ولقد قبض رسول اللہ صلی سینہ پر تھا، رسول کے دہن سے جب بوقت نزع ہونے لگا تو
 اللہ علیہ والہ وان داسد لعلی میں نے اسکو اپنے چہرہ پر ملا دینے انتظام غلہ کفن رسول کیا
 صدری ولقد سالت نفسہ فی ملاک میری مدد کر رہے تھے اور اگر میں ملاک کی آوازیں گرج کر
 کفی فامرأت ہلعلی وحبیبی ولقد نہیں ایک گروہ اترتا تھا اور ایک آسمان پر چڑھتا تھا میں ہم
 ولیت عملہ والملائکۃ اعوانی رقت ایک دہمی ادا کو سنتا رہا یہاں تک کہ ملاک
 فضجت الداد والافئینہ ملا نے اور ہم نے نماز پڑھی اور رسول کو فوض کیا (اب محض بتناؤ)
 یہبط وملاءو یخرج وما فاست کچھ سے یاں کون تھا رہی ہے کون کوئی زندہ ہو یا مردہ، اسی خط
 سمعی ہینمۃ ضہولصلون کی قسم جو وحدہ لاشریک ہے کہ میں جان حق پر ہوں اور
 علیہ حنی وادینا فی ضہیر مجھے مخالفت باطل کے اُس راستہ پر ہیں جن پر
 فمن ذالحق بہ منی حیلاومینا کے قدم پھیلنے ہیں یعنی گمراہ ہیں،

فوالذی لا الہ الا هو انی لعلی

جادۃ الحق وانہم لعلی منزلتہ

شیخینت بنی ہاشم

(الباطل) (صفحہ ۲۵ مطبوعہ مصر)

حضرت عثمان بنی امیہ میں تھے جس کی برائیاں اور مذمتیں خدا نے قرآن، رسول نے
 اپنی احادیث میں اور امام علی علیہ السلام نے اپنے خطب و کلمات میں بیان فرمائیں گروہ عثمان بنی
 و رسول و امہ ان سب کو نظر انداز کرتے ہیں اور نہ تو انکو تحریف کا جامہ پہنا کر روح سے تعبیر کرتے ہیں،
 عثمان کے مشیر کار کی مذمت یوں فرمائی ہے،

ایمان اخوت الفتن عندی علیکم سے بڑا فتنہ جس سے میں تمہارے باپ سے بھی بڑا گمراہ ہوں

فنتہ بعل مہ فانتہا فنتہ عیاء و دہا ہوں وہ فنتہ بنی امیہ ہے جو فنتہ عیاء ہے جس کی بلا
مظلمہ عمت خطہ ہا و خصیبتھا عام ہے اور اہلیت کے لیے مخصوص صفحہ ۱۱۰ مطبوعہ مصر
انکی توضیح شارح پنج البلاغہ یوں کرتا ہے

الخطۃ بالضم الاموی شمالی مولا تھا "خطہ" کے معنی یہاں حکومت کے ہیں اور خصوصیت بلا
یاستہ عامہ و حضرت بللیہا اقل سے مراد غصب حق اہلیت ہے،

لاھا اغصاب لحظہم

ادم بیابنی بعد فتل عثمان لاحاد مروان کے تہقیر فرماتے ہیں، کیا تہقیر عثمان اس نے میری جیت
لی فی بعتہ اھا کف یھودیر لوباعہ نہیں کی، مجھے اسکی جیت کی ضرورت نہیں بقیۃ یہودیوں کا کھ
بکفہ بعد سببہ و مستلکی لامہ جکاشیوہ غدر و خاہراج اگر اس نے جیت کی تو کل نقص میت کر دگا
منہ ومن ولد لای ما احمر اس سے اور اسکی اولاد کے ہاتھ سے امت کو ایک دن خونی غرور قتل کر دینا ہو

امیر المؤمنین کی پیشنگوی درست ہو کے رہی اور امت نے یوم ہمد کیا اور خونی مناظر
پیش نظر ہو سچاں ج کے مظالم بہولنے کے قابل نہیں

یہ خطبہ امیر المؤمنین نے اسوقت ارشاد فرمایا تھا جب بنین سلیم السلام نے مروان کی سفار
اپنے پاس کی تھی اس سفارش کا نتیجہ یہ تھا کہ اس نے اور انکی اولاد نے خاندان اہلیت پر کیا کیا
مظالم کیے جس سے دنیا واقف ہے،

مضمون طویل ہوتا جا رہا ہے لہذا اسے ہمیں ختم کرنا ہوں اور انشاء اللہ آئندہ رسالوں میں
اس رسالہ کی افترا اور کذب کی علمی برا بر کوئی جائگی، ابھی تو پنج البلاغہ کے بہت سے غلط فہم
پر روشنی ڈالنی ہے، اور پھر اور کتابوں کے حوالہ جات پر جو محض جھوٹ ہیں انشاء اللہ نظر سر
کی جائیگی (باقی آئندہ)

نوٹ۔ خریداری کے لئے خطبہ کو سالانہ بھی مفت کر دیجئے تاکہ اسی ماہ سے پرچہ جاری ہو۔

نقد و تبصرہ

سہیل کا حجم کم ہونے کی وجہ سے میں کبھی اس بار نقد و تبصرہ سکدوش نہیں ہوتا ہوا ایفا جڈ کیساتھ بچھڑا ہوا ہوتا ہے، خیال کرتا ہوں کہ ہر مرتبہ کچھ نہ کچھ لکھ دیا کروں مگر سال میں بہت نظر آتی ہے نہ وقت میں گنجائش لہذا اس میں دیر ہوتی ہے، جسکا سبب میرا عدم التفات نہیں بلکہ اپنی متنع و محل ہے، جانتا ہوں کہ مصنفین مؤلفین پر یہ بات گراں ہوگی، اگر کیا کروں مجبور ہوں اور مجبور رہتا ہوں، اب کی مرتبہ کو شاں ہوں کہ جس قدر ممکن ہر سکے ہر اس کتاب کے متعلق لکھوں جو دفتر میں وصول ہوئی ہے، اور اس بار سے سکدوشی اختیار کروں،

تمدن خراسان نالینجا حاجی نواب شیخ مسعود الحسن صاحب کربلائی، مشہدی تعلقہ ریاست صفر آباد کی تصنیف لطیف، اس میں مدوح نے تاریخ خراسان سے ایک بسیط بحث کی ہے اور تمام چیزیں جو ضروری ہیں اسکے دامن میں موجود ہیں ذیل میں ان ابواب کی جو اس کتاب میں قائم کیے گئے ہیں ایک مختصر فہرست دیتا ہوں جس سے ناظرین کو معلوم ہوگا کہ کتاب نہایت مفید اور کاغذ ہے اور مصنف نے اپنا وقت عزیز ایک غریب کام میں صرف کیا ہے

الواب تمدن خراسان

مشہد مقدس، مشہد کی قدانت، خراسان میں اردن کی آمد، امام گامدینہ سے سفر بنک حرم و جانات حرم، روشنی گولہ باری امیر خودہ و وطنہ رضویہ مسجد کوہر شاہ (مشہد) دایران کے دیگر زیارات مثلاً خواجہ رزق ابن خثیم خواجہ ابوصلت ہر دی، شیخ طبرسی شیخ بہاء الدین عالمی مولانا سید شہزاد عبدالعظیم معصومہ رحمہا السلام، اوقات استاذ رضویہ جغرافیہ مشہد، مشہد کے محلات و کوچہ و بازار، مدارس مشہد، حمام مشہد، کاروانسرا، مشہد کے مختصر حالات (اس میں مشہد کی تجارت و سیاحت و عمارت و غیرہ کا ذکر ہے) مشہد کا محرم یا رانیوں کا مذہب، ایرانیوں کا لباس، مشہد کی پیداوار، اہل مشہد کی غذا و کھانا و طریق رہائش، خانہ ہائے

خزاسان، پچھل کی پرورش کا طریقہ، مشد کے رستے، ایرانی بیابان، اسکے علاقے عکس و
 رضویہ بھی اس میں موجود ہے اور اس وقت کا عکس بھی حیدر ماتی دتے دور عاشورہ حسین پر گریہ و زاری
 کرتے ہوئے نظر آتے ہیں، بہر حال کتاب کے مفید ہے اور ۶۶ صفحات پر ختم ہوئی ہے

مؤلف نے سات سو جلدیں کتاب مذکور کی انجمن فیض رضویہ دزداب مشرقی ایران کو دیدیں
 ہیں اور جو کچھ روپیہ ان کتابوں کی فروخت سے وصول ہو گا ان انجمن مذکور کی تعمیر مسجد دامادہ میں
 صرف ہو گا، جناب عبداللہ رضا صاحب ازبیری سکریٹری انجمن فیض رضویہ دزداب مشرقی ہے محبت
 ایک روپیہ دستیاب ہو سکتی ہے

راستی ایک ہفتہ وار اخبار ہے جو جناب سید حبیب حسن صاحب کے زیر ادارت نہایت آب
 و تاب دار المومنین جو پور سے شائع ہوتا ہے، بدیع مآثرم جو کہ اپنے تجربات ادارت و صحافت کے
 لحاظ سے ایک امتیازی حیثیت رکھتے ہیں لہذا مجھے قوی امید ہے کہ ان کی کوششیں اس اخبار
 کی ترقی میں کامیاب نظر آئیں گی اور اخبار کبھی جان حق و راستی کو جس برائی اساس قائم کی گئی ہے
 نہ ترک کرے گا اسکا ساڑھم اخبار کا ساڑھ ہے آٹھ صفحات پر اسکے مضامین دلکش ہوتے
 ہیں، سالانہ قیمت لکھ ہے، نمونہ کا پرچہ اس سے طلب کیجئے، اور اخبار راستی مغنی علامہ جو پور
 سفیر بیروہ انجمن عقد بیروہ گان کا پہلا رسالہ ہے جو جناب سید راست حسین صاحب جعفری نے
 مرتب فرمایا ہے، اور جو اپنے آغوش میں مفید مضامین لئے ہوئے ہے، اس انجمن کے مقصد کے
 نام سے ظاہر ہیں درحقیقت عالم اسلام کے لئے ایک نہایت مفید اور متبع حق انجمن ہے، جو یہ چاہتا
 ہے کہ احکام قرآنی جو دوسم دنیا کی مضبوط مگر مہل زنجیروں میں مقید ہو کر ناقابل عمل قرار دیدیے
 گئے ہیں قابل عمل ہو جائیں، کون ذی ہوش اس انجمن کے اغراض سے مخالفت کر سکتا ہے امید
 ہے کہ افاق اسلام اس انجمن کے مقصد و اغراض کو کامیاب بنانے کی کوشش کرے گا اور صلاح
 مفید میں حصہ لے گا یہ رسالہ ازبیری سکریٹری انجمن عقد بیروہ گان سینا پور سے طلب کیجئے،

اصلاح مرام عزادری، خصائص بودور، نقش سلیمانی، اور سلمان احمدی، بیجاپور

رسالہ دفتر میں وصول ہوئے ہیں جبکہ نام خود ضامین کی طرف منسیر ہیں یہ رسالہ دارالاشاعت لاہور۔
 جملہ لبنی سے شائع ہوئے ہیں جو اپنی جگہ پر بہت مفید اور کاآمد ہیں چند ہمدان قوم نے بغرض
 استحکام اسلام ایک دینی شعبہ دارالاشاعت کے نام سے ہمدان قائم کیا ہے قومی ضرورت کا لحاظ
 کرتے ہوئے رسالہ لکھا جاتا ہے چند سالانہ صرف ایک روزیہ اور اعزازی چندہ ڈیڑہ مقرر ہے
 سال میں بقدر استطاعت جتنے رسائل طبع ہوتے ہیں ممبران کی خدمت میں روانہ کر دیے جاتے ہیں
 قوم کو اس مفید شعبہ کی جانب توجہ کرنی چاہیے ممبران کی تعداد زبان ہونے پر بڑی بڑی کتابیں
 طبع کی جائیں گی ہمدان قوم اگر کوئی مفید مختصر رسالہ تصنیف کر کے عطا فرمائے تو دارالاشاعت انکی
 قلمی امداد کا شکر یہ ادا کر کے طبع کرے گا مومنین بغرض ممبری حسب ذیل پتہ سے طلب فرمائیں، میجر
 دارالاشاعت لاہور ضلع بستی،

معاذ جناب عمدة الواعظین مولانا سید محسن علی شاہ صاحب سبزداری کی تالیف ہے
 اور جعفریہ ایسوسی ایشن پنجاب کا تینتا الیوسا رسالہ ہے، اس میں معاد کی متعلق نہایت خوش سلوکی
 سے بحث فرمائی ہے اور نہایت دلکش پیرایہ میں ثابت کیا ہے رسالہ ڈھائی جزی سے زبان ہے اور مفید
 و کارآمد، درحقیقت جعفریہ ایسوسی ایشن جو کام اس وقت کر رہی ہے وہ اس قابل ہے کہ ہر فرد
 شیعہ اسے نگاہ وقعت و عزت سے دیکھے اپنے متعدد رسالہ چھاپ کر دینی مدد کا بیڑا اٹھایا ہے،
 خدا اسکے کارکن حسرت کو اجر حسنیل مرحمت فرمائے اور ہمیں امداد کی توفیق، رسالہ جعفریہ
 ایسوسی ایشن لاہور سے طلب کیجئے،

خدا نما جناب مرزا محمد ممدی صاحب کی تالیف ہے رسالہ بارہ صفحات کا ہے خدا کی وحدت
 اور اسکے صفات کمالیہ کو نہایت سلیس انداز میں ثابت کیا ہے رسالہ ادبی پریس لکھنؤ میں طبع ہوا
 ہے، مصنف رسالہ امین آباد لکھنؤ سے طلب کیجئے۔

مطرق جناب مقبول حسین صاحب واصل بلگرامی کے زیر ادارت نظر آباد لکھنؤ سے ہر ماہ میں
 نکلتی ہوتا ہے یوں تو اسکا ہر نمبر دلچسپ ہوتا ہے مگر اسکا افسانہ نمبر جو اس وقت میرے پیش نظر ہے

بہت خوب ہے اس میں مشاہیر مضمون نگار حضرات کے مضامین شائع ہوتے ہیں اور وہ سب اس مذاق میں لکھے جاتے ہیں چچا بھل دنیا کو پسند ہے اور عالم جنگا گردیدہ ہو رہا ہے، یعنی دماغ کو کسی اندیشہ علمی کی تکلیف نہ دیا جائے نہ لکھنے والے کو اور نہ سمجھنے والے کو بلکہ ادبیات کو زبان کی سلاست سے زینت دیکر پیش گاہ ناظرین میں حاضر کر دیا جائے اور بس اس رسالہ کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں متنازعہ افراد کی عکس و تحریر شائع ہوتے رہتے ہیں مہر محل رسالہ ایک امتیازی نکلان سے نکلتا ہے اور چھپ ہوتا ہے اس تبصرہ میں جو ایک حد تک سرسری ہے مگر فیصل حکم دیر بخیر کی مگر افسوس ہے کہ گنجائش نمونے کی وجہ سے کافی نقد نہ کر سکا جیسا کہ میرا دل چاہتا تھا، رسالہ سالانہ چندہ صہ ہے، دفتر مرقع نظیر آباد لکنؤ سے طلب کیجئے۔

بشارت ایک ہفتہ وار رسالہ کی رقم ۸-۱۵-۲۲ کو شائع ہونے والا اخبار جو ملکی سیاست اور واقعات حاضرہ پر بے لوث بحث کرنے والا، علمی، ادبی، اخلاقی، تمدنی، تاریخی، طبی مضامین کا دلچسپ اور مفید مرقع ہے، جو مالک اسلامیہ کے حالات کا مجموعہ شائع کرتا ہے اہمیت سالانہ ششماہی عمار مالک غیر سے پیر نمونہ مفت،

المشہور

مینجر اخبار بشارت جلال پور جٹان گجرات (پنجاب)

قرطاس :- ایک ہفتہ وار شیعہ اخبار ہے جو نہایت آب و تاب کے دارالمؤمنین امروہہ محلہ حقانی سے شائع ہوتا ہے حجم آٹھ صفحات کا ہوتا ہے مضامین بھی عالی ہوتے ہیں خوب ہے اور اگر ذمہ متوجہ ہو تو جو بستر ہو سکتا ہے، شریعت اور حق کا بالخصوص ہی خواہ ہے، جناب دلی حیدر صاحب کے زیر اہدات نکلان ہے اور دفتر سہیل میں نہ معلوم کیوں گئے گلہ آتا ہے بہر حال ہم اپنی ہمدردی سمت اسکے ساتھ میں اور اسکی ترقی کے خواہاں،

کلام السید الکلام

سید صاحب نقشب مرحوم کی ذات دنیائے شاعری و مرثیہ گوئی میں محتاج تعارف نہیں، آپ کی مرثیہ گوئی، امتیاز کلام، جدت مضامین، سلاست زبان، اور تصویر کشی مناظر غم کی وجہ سے، ممتاز تھی ہے، اور رہیگی۔ گو محدود کاسلسلہ حیات منقطع ہو چکا اور صفحہ دہر پر یہ نقش ہستی ابھر کر مٹ چکا، مگر انکا نام آج بھی باقی ہے اور آئندہ بھی باقی رہیگا، یہ کیوں اسلئے کہ دامن فانی دامن باقی سے وابستہ ہو چکا تھا، اور احیائے ذکر الہیت علیہم السلام میں قوت تخیل مرثیہ کی بجائے تھی، درحقیقت جو شے انکے نام کے بقا کی ذمہ داری ہے وہ یہی ہے۔ مین نے مرحوم کا کلام بار بار دیکھا بھی اور سنا بھی میرے نزدیک انکی خصوصیت کلام یہ ہے کہ جس منظر یا واقعہ کی تصویر مرحوم پیش کرتے ہیں وہ نظر سامع میں کھلایا سماتا ہے کہ حکایت اور حکلی غنہ میں امتیاز کم ہو جاتا ہے، خصوصاً مناظر غم کی تصویر کشی تو مرحوم کا حصہ ہے جو ہمیشہ ایسے انداز و پیرایہ میں ادا کیا جاتا ہے کہ سننے والے اگر سر نہ لگا دیں تو کچھ عجیب نہیں۔ ہمارے کرم دوست نواب سکندر آغا صاحب دم مجدد کو مرحوم کے کلام سے ایک خاص اثر ہی نہیں بلکہ شغف ہے، آپ سید صاحب کا کلام غیر مطبوع، مگر مطبوع، ہر امکان کی کوشش سے حاصل فرما کے مجلس میں پڑھتے ہیں، ایک تو سید صاحب مرحوم کا کلام دوسرے۔ ہمارے نواب صاحب کا خلوص و حسن عقیدت ایسے کچھ نہ ہو جیسے کہ دل پر کیا اثر ہوتا ہے، اگر ششہ مجلس میں جو نیا مرثیہ نواب صاحب نے سنایا وہ عجیب چیز تھا جس کا ایک نکتہ ہم ناظرین سہیل کی خدمت میں پیش کرتے ہیں جو ہین یارہ سکا۔ درحقیقت اسکا جو خاصہ صبر و سلطنت کا وہ قہیم ہے۔ مجاہد اسلام جنگ میں مشغول ہے اور کائنات عالم اثر ہیبت سے مضطرب و ہلچل میں ہے۔ دیکھ کر تیغِ طرخس بھی کیا کیا سمٹا ہوئی بیتاب زمین دامنِ صحرہ استا پھلیان مرگین دہ ب کے پیر استا بن گیا نجم سرشام دن اتنا استا

مہر غیب کو تو مشرق کی طرٹ چھا دن چلی
دن ڈھلا دھوپ بھی صحرا سے ڈبے پاؤں چلی

[illegible]

المستشرق من راجع احسن عظماء مالک دواخان معین علی الخنی کو بھی مٹو پیر لکھنؤ

نوٹ جو سمرات و دغیر افرام کر کے ہکا چنڈ ہے دفتر میں بھیجئے انکو سہل حیل اول بلا قیمت حاضر کیا جائیگا
 مینجر سہیل مین و کٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ



سکین

بقیہ

بقیہ

البرکات السعدیہ فی کتب الفوائد والحدیث

بہتمام محمد جواد در نظامی پریس ناہنویج کراچی

قواعد سہیل میں

اغراض مقاصد سہیل میں

- ۱۔ یہ سالہ ہر ماہ عربی کے پہلے ہفتہ میں شائع ہوگا۔
- ۲۔ سہیل کی سخاست فی الحال ۴۰ صفحات سے کم نہ ہوگی
- ۳۔ سہیل جملہ خریداروں کے نام بذریعہ ڈاک روانہ ہوگا
- ۴۔ اگر خریداروں کے پاس کوئی پتہ نہ ہو تو ۲۰ روپے کے عوض پتہ فرستیں اسلئے پونے پر دوبارہ روانہ کیا جائیگا۔
- ۵۔ سہیل کی سالانہ قیمت فی الحال ۱۰ روپے ۶ آنے پر ہوگی
- ۶۔ جملہ مراسلات دار سال زر خط و کتابت نام ابوالمراۃ مودی سید ظفر محمدی گمر میر خاص سہیل میں لکھ کر یہ اثر لکھ کر ہونا چاہیے۔
- ۷۔ مضمون نگار حضرات کے مضامین اگر حدود منازل سہیل سے متجاوز نہ ہوں گے اور میاں عالم پر ٹھیک آکر پہنچے تو بعد امتحان شائع کیے جائیں گے۔
- ۸۔ سہیل کو جو کچھ آئندہ اپنے کام میں جو دینی حمایت اور مذہبی ذوق پر منحصر ہے تو وسیع پیمانہ پر لکھا جائے
- ۹۔ نمونہ کا پرچہ ۴ روپے کا ٹکٹ آنے پر بھیجا جائے گا۔ مفت حاضر خدمت ہوگا۔
- ۱۰۔ خریداروں سے عرض ہے کہ خط و کتابت کرتے وقت نمبر خریداری کا حوالہ ضرور دین ورنہ تعمیل ناممکن ہے
- ۱۱۔ جو طلب ہو کر بھیجے جائیگا وہ ٹکٹ آنا چاہیے
- ۱۲۔ مضامین موصولہ نذر انصاف و طبع ہونے کا ذمہ دار اڈیٹر نہیں اور نہ وہ مضمون کے ادب کر نیکیا ذمہ دار ہے

- ۱۔ ہندوستان کے بہترین اہل قلم کے علمی مضامین کی اشاعت۔
- ۲۔ معاندین اسلام خدشا خالفین مذہب شیعہ کے بجا اعتراضات اور ظلموں کا دفاع
- ۳۔ حقیقی خصال اسلام کا نشر۔
- ۴۔ علمی قومی اور مذہبی اور اہل ملی معاملات پر جو مذہب سے متعلق ہوں گے۔ تبصرہ و نقد۔
- ۵۔ حضرات ائمہ خصوصاً علیم السلام کے علوم و سوانح کا نشر۔

مشتہر

اس کثیر الاشاعت رسالہ میں اشتہار بھیجتے وقت ذیل کا زخامہ ضرور ملاحظہ فرمائیں

نقد و ادب	ایک صفحہ	نصف صفحہ	دو صفحہ
ایک لکھ روپے	لکھ روپے	دو لکھ روپے	تین لکھ روپے
پچھارہ لکھ روپے	تین لکھ روپے	دو لکھ روپے	ایک لکھ روپے
تین لکھ روپے	دو لکھ روپے	ایک لکھ روپے	ایک لکھ روپے

کوئی صاحب قلمی حجت کی خواہش نہ فرمائیں تا کی گنجائش نہیں۔ مثال کے صفحات کا نرخ اس کے علاوہ ہے جو بذریعہ خط و کتابت طو ہو سکتا ہے حجت پر حرج نہ ہوگی آنا چاہیے۔

منیجر سہیل میں وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ

نظامی پچاس روپے میں پچاس روپے میں پچاس روپے میں پچاس روپے میں پچاس روپے میں



المسألة

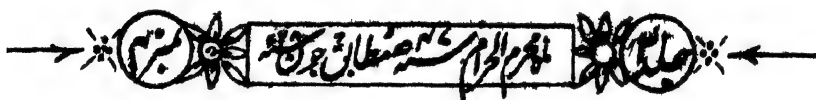
نقطة الغزاة من رجب

یہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قبر ہے جس کی طرف سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قبر ہے

یہاں محض حقائق کی نیکی دکھانا اجتناباً نتیجہ حفظ افراد مذہب ہے
 کہ جس کی تہیں کہیں اگر کسی سے دل دار ہو سکے نہ کیجئے کیسے غلامی نہیں کر لیا

سہیل عین

محبت مردوں مجزبے پوری ❀ کہ غمت سیر گرفت است پا ادا را



فہرست مضامین

(۱) نشوۃ الدہ
(۲) سہیل ماتم دار اور ہلال محم
(۳) عبد مناف بن قصی
(۴) القاسم و سہیل

مَنْ شَاءَ

یہ جانشاہوں کہ سہیل کی ترقیوں میں جنہی کا کنگان سہیل کی محنتیں کام کرتی ہیں اس
کسین فداۃ خریداران سہیل کا احساس پہلی بار انکی لطف آگیاں توجہ اگرچہ یہ منتخب جماعت بہت
کم افراد کی ہے مگر میں سمجھتا ہوں کہ اس علت سے انکے وزن عزت پر کوئی اثر نہیں پڑ سکتا
چونکہ سہیل نکلا اکثر بھی خواہان مہاراجے اپنے انعامات کام لیا مگر میں نے انکا شکریہ بڑھ
سہیل نہیں ادا کیا بلکہ میرے عزیز اس فریضہ سے بکدوش ہوتا رہا تھا یہ صرت اسلئے کہ مجھے
انکا خوش فہمی و یکم کر یہ احساس ہوا تھا کہ کہیں یہ اظہار طبیعت خلوص پر گراں نہ گذرے
کیونکہ یہ کام محض خالصتہ وجہ اللہ تھا اور انکی تحریریں لازماً منکوح جزاء و کمال کو مل کے
پاکیزہ جذبات اور منسزہ اشارات سے ہمراہ ہوتیں،

مگر میرے بعض احباب نے مجھ سے اصرار کیا کہ میں معاونین سہیل کا شکریہ ہر مرتبہ
یا کم از کم سال میں ایک دفعہ ضرور ادا کر دیا کروں اگرچہ مجھے اپنا پہلا ردیہ پسند تھا کیونکہ
میری خاموشی "خاموشی از ثنائے تو حد ثنائے تبت" کی مفسر تھی لیکن احباب
کی خاطر بھی منظور ہوئی اور یہ بھی خیال ہوا کہ ممکن ہے یہ تذکرہ اور حضرات کو تقلید خیر کا
سبق دیکھے "اسلئے لکھتا ہوں اور آئندہ لکھا کروں گا حسب ذیل حضرات نے سہیل کی امداد
فرمائی اور خریدان میں اضافہ ہوا جو باعث صد شکر و امتنان ہے

(۱) جناب اسٹم عباس صاحب جرنیل (۲) جناب نواب ازہر حسین صاحب
رئیس پرازاں (۳) جناب فتح حسین صاحب ضلع گوریا سٹی اپوا (۴) جناب نذیر حسین صاحب
قانون گو گورکھ پور (۵) ابوالشاق جناب شیر محمد شاہ صاحب واعظ و ذاکر شادیوال پنجاب

بہر کہ حرف دوستی اظہار میں نیم خوابیدہ دشمنی است کہ بیداری کنیم

سال کے ختم ہونے کو پہنچا، عندہ کے لیے عرض کیا گیا تھا کہ چندہ اپنے وقت معین تک آجانا چاہیے اگر خریداری نامنظور ہو تو مطلع کیجیے ورنہ وہی کا نقصان اٹھانا پڑے گا، یہ گویا اب تک ایک ایسی ہی بات تھی جیسا سننا گناہ اور جس پر تو جلد ایک عصیان سمجھا گیا خیر وہی پی گئے اور ایک کافی تعداد پر چوں کی واپس آئی

”ہمچو بر سرعت کہ بدر رفت و بختناں آمد“

اس کا کسر اگرچہ ہو گیا، یعنی جتنے واپس ہے انہیں سے زیادہ تعداد انکاری نہیں بلکہ غناٹ کلیمڈ، کے طغرائے قنائل سے مزین ہے اسکے علاوہ تعداد وجود وصول کی گئی ہے مجھ اندر واپس شدہ رسالوں کی تعداد سے جو گئی، مگر یہی شکایت کا محل ہے اور شکوہ عدم انفات کا موقع،

اب جب سہیل اپنے وطن میں مع الخیر واپس آیا تو خیرداؤں میں بھی بڑھتی ہوئی دکان کی دیتی ہے اور خطوط آ رہے ہیں کہ عدم وصول کی سبب وجہ ہوئی کہ میں یہاں موجود نہ تھا ہر حال ایسے حضرات کی خدمت میں پہنچنے کیلئے سہیل نیز رحمت بنو کیلئے تیار ہے بشرطیکہ وہ پہلا نقصان دی پی مع اسکے سالانہ اعانت کے کمتر میں بذریعہ منی آؤں بھیجیں،



مولوی علی داد صاحب ہلال لکھنوی نے ایک عجیب طرح کا سوال بذریعہ سہیل کرنا چاہا، جسکے متعلق مجھے بالکل تحقیق نہیں جو صاحب آگاہ ہوں مطلع فرمائیں، سوال یہ ہے کہ وہ ذات جو ثقہ الاسلام کے لقب سے مشہور اور جس کا خطبہ مد خطبہ مبارکہ، نیگے عنوان سے جامعہ حیدر آباد میں پڑھا گیا اور جو بھرائند قومی ترقیوں میں کافی حصہ لیتے ہیں انکا مہرب کیا ہے آیا یہ امید فرقہ میں ہیں یا کسی اور فرقہ میں کیونکہ انکا خطبہ دیکھنے کے بعد جس میں دعوات وغیرہ الفاظ استعمال کیے گئے ہیں اور بجائے آیہ فکرا لدعوا لینا، کے قول والہ قول کا لینا، لکھا گیا ہے اسکے بعد سزا میں جہاں اہمیت پائی

پر صلوات بھیجی گئی ہے وہاں خلفائے راشدین پر بھی درود بھیجا گیا ہے اور آیہ اشد اعدا
 علی الکفار و صواعقہم « کا لطیف ربط اور صحابی کا انجوم باہم اقتدا بہم
 اجتہد بہم کی پہنچ گونا مضبوط کٹری سے ارتباط پیدا کیا گیا ہے
 کیا حجۃ الاسلام اور نعتہ الاسلام کے نزدیک حدیث مذکور صحیح ہے کیا آیت مذکورہ خلفاء
 راشدین ہی کی شان میں نازل ہوئی ہے اگر ایسا ہے تو کسی اخبار کے ذریعہ سے ثابت نہ کر
 اس کٹمکشی دلائی ہوگا . « سے نجات دیجئے

منافعِ مذکورۃ تہذیبیہ اور گاہ

جناب سید نظر علی صاحب دی ایڈیٹر اخبار البشر تحریر فرماتے ہیں کہ آج ۹۹ قمری
 حینک کی ضرورت کو محسوس کر رہے ہیں جنکے ہر حکیم نسخے تو ایسا جتنے مکمل الجواہر
 تیار فرما کر دنیا کے بننا کر رہے ہیں کی سب مریضان چشم کو خود دیتے ہیں کہ کبیر سر سے بھا
 اٹھائیں ہم نے خود تجربہ کیا ہے کہ اس سر سے کسی دوسلائیوں نہیں قدرت مینائی کی جو مٹا
 ہے وہ بہت مکمل ہیں نہیں مکمل الجواہر کے متعلق ہماری ضمانت ہے کہ سید مفید ہے قیمت فی
 شیشی ایک روپیہ بلانی مفت تین شیشی کے خواہاں کو محصور لڈاک سعات
 حب مقوی اعضاء و ریمہ و باہ کو بے حد قوی کرتی ہے اور بے مالک گولی کمان سے
 ضلع شدہ کمی کو دور کرتی ہے قیمت فی شیشی ایک روپیہ ہسٹل کا حوالہ دیجی

المشہور

حکیم تہ نسخے نواب بیت اللہ گاہ

سُہیل ماتم و ارا و مہلال محترم

غیر بباد رفت تعبیر ملک شام بطنی خواب شد بہ تنائے شکستہ

جب سے سہیل نے لباس وجود پہنا ہے برابر اس عظیم ماتم میں رونما آیا ہے اور پھر اسے سال کا اہم اور
 چاند نظر آیا ہے اور پھر وہ اپنے فریضہ کیلئے تیار ہو کر وہ واقفاً متارہ ہے تو اسے آفتاب امامت کا ظم کرنا
 چاہیے ورنہ نہ فکلی اجرام میں ہے نہ فکلی طینت۔ وہ ان آوازوں کو نہیں سنتا چاہتا جو سنسی کے فکری
 میں رونے سے لغزے کرتے ہیں اور اسے بدعت کہہ کے بدعت کرتے ہیں انسان پر خود معیتیں
 پڑتی ہیں اور حوادث دل و جگر میں شگاف دیتے ہیں تو یہی رونانا محکا نام ناجائز رکھا جاتا ہے جانو ملک
 واد جب ہو جاتا ہے مگر جب غمیر کے رسا آواز اور غمیری اور تعزیت کا آواز آتا ہے تو جفا کار امت بدعت
 کہہ کے منہ پھیرتی ہے یا تو یہ لوگ اپنے پیغمبر کو مردہ سمجھ کر غافل اور غیر مطلع سمجھتے ہیں اور یہ یہ خیال ہے کہ مسیح سے
 معاذ اللہ پیغمبر کو ایسی لغت نہ تھی جس سے وہ اس واقعہ ہائے متاثر ہوئے یا وہ سر کردہ رسل کو قابل تعزیت
 نہیں خیال کرتے ہر شق باطل ہے۔ یہی اس لیے کہ ایک موت اگر زندگی نہ تو شہادت راہ خدا اس سے گئے سبقت
 لیجائیں اور یہ حال ہے کیونکہ ذریعہ حیات اسی پیغمبر کی متابعت اور پیروی ہے یہاں کم سے کم ایسے پیغمبر
 کو حضرت عمر کے قول سے مدد ملنی چاہیے جو باوصف و حمد آیا اللہ میت ما فہم و میتون وفات نبی کے قابل ہے
 اسکے علاوہ اگر اطلاع انہی کو راہین عباس اہل دم سلمہ بعد شہادت نام طیبہ سلام خواب میں پیغمبر کو خاک بسودا کر
 کیوں دیکھتے اور دم اس لیے باطل ہے کہ اولاد سے انسان کو محبت فطری ہوتی ہے اسکو ہر شخص جانتا ہے پھر کوئی
 وجہ نہیں ہے کہ پیغمبر اس قاعدہ کلیہ سے مستثنی ہو پھر روایات صحیحہ میں یہ مضمون مندرج ہے کہ آپ فرماتے تھے
 کہ مجھے خدا نے حسن اور حسین سے محبت کرنے کا حکم دیا ہے پھر میں صلح شدہ میں مندرج ہے کہ عبداللہ بن عمر سے ایک
 عراقی نے پھر کے لہر سے سوال کیا تو انھوں نے فرمایا کہ تم لوگ یہ سوال کرتے ہوے اور فرزند رسول کا لہر بہاؤ یا
 جیسے متعلق پیغمبر فرماتے تھے کہ وہ میرا بھول ہے تیسری بات! البتہ باطل ہے کیونکہ جب ہر مومن کے
 متعلق روایات چاہیے تو پیغمبر کے متعلق کیا خیال کرنا چاہیے۔ خیر! اپنا اپنا عمل ہے عقل پر چار روایات
 واقع ہوتے ہیں ان کا جواب وہ خود دے لیگی۔ ظالم کون و فساد ہمارا ہم آواز ہونا لیکن میں معلوم ہے
 کہ نام ساکنین ملا اعلیٰ بلکہ وہ تمام مخلوقات جو طہارت غیر میں شریک طبقہ اعلیٰ ہیں وہ رکے سب ہمارے
 ہم آواز ہونا ہم آہنگ ہیں! آسمانی چیز نہیں جو نور و جہ رسول سے عزیز کیے جائیں اور نہ ان کا گناہ اس
 غیب کے لئے کہہ کرنے سے نرا وہ حیثیت ناک ہے اگرچہ ایسے لوگ نمایاں ہیں جو یہی نہیں سمجھتے اس بانی کو نبی رکھ لیا ہے ۵

ازاب ہم مضائقہ کرو نہ کوئی اس خوشنما شدہ حرمات مانی کر ۵

سے جب سلسلہ نسب آگے بڑھا تو عمود نسب حضرت خاتم النبیین پر ہاشم کی ولادت ہوئی
انکے علاوہ غیر عمود نسب پر تین فرزندان بھی پیدا ہوئے۔ عبد شمس، مطلب، نزل عبد شمس سے امیہ
پیدا ہوا اور تمام بنی امیہ کے خاندان کا جدِ اعلیٰ یہی تھا اور یکی طرف تمام امیہین کا انتساب ہے
قرآن میں شجرہ ملعونہ کی تعبیر اسی شجرہ نسب سے ہے جو امویہین کا شجرہ ہے۔ بنی امیہ کے مشہور
اشخاص یہ ہیں عثمان بن عفان بن العاص بن امیہ۔ معاویہ بن ابوسفیان بن حرب بن امیہ۔
سعید بن العاص بن امیہ۔ عقبہ بن ابی معیط بن ابی عمرو بن امیہ۔ عقبہ بن ربیعہ بن عبد شمس
مہذبہ بنت عقبہ بنی امیہ اور بنی ہاشم میں مباہلت اور مخالفت ہمیشہ سے رہی دنیاوی مناصب
میں بنی امیہ کا نام لیا جاتا تھا اور وہ باعتبار تعداد بہت زیادہ تھی لیکن جب خداوند عزوجل نے
قرعہ انتخاب بنی ہاشم پر ڈالا اور پیغمبر کو ان میں سے مبعوث کیا تو یہ امر بنی امیہ پر نہایت گراں گزرا
کیونکہ یہ فخر ایک لادوال فخر تھا۔ تو بنی امیہ نے پہلی کوشش یہ کی کہ نبوت و رسالت جماعیہ
داد بنی ہاشم ہے وہی ملے جائے اسلئے تاریخ اس بات کی شہادت دیتی ہے کہ مسجد نبوی امیہ
نے نبوت کے پٹانے میں کوشش کی اسقدر کسی اور عرب کے قبیلہ نے سعی نہیں کی بلکہ انکی
کوشش اس امر میں بھی بوجہ اقم ہوئی کہ پیغمبر ہی زندہ نہ رہے نبوت کے مٹانے کے لیے
یہی بات کافی تھی جب بنی امیہ کی کوشش نبوت کے ناپید کرنے میں باوجود نبوی توانا غفلت
وہ محسوس ہو گئی جسے یا تو پیغمبر قتل ہو جائے یا اسے مکہ چھوڑنا پڑے آخر کاماس مہر میں
انھیں کامیابی ہوئی اور پیغمبر نے کہ چھوڑ دیا۔ مدینہ میں تفرغ لانے کے بعد انصار نے آپکی
امداد کی جو بنی قحطان میں سے تھے یہاں تک کہ آپ کی تبلیغ تکمیل کو پہونچ گئی۔ اس نصرت کا دارِ خرم
بھی ہمیشہ بنی امیہ کے ہاتھ میں رہتا تھا یہاں تک کہ ایک روز مہویہ کے پاس انکو حاجت بنے
انصار کے آنے کی اجازت چاہی جسکی وجہ سے عمرو ماض کو اس لقب انصار سے طالع پیدا ہوا

اور معویہ سے مخاطب ہو کر کہا کہ یہ لقب کیسا لوگوں کو ان کے نسب کے اعتبار سے پکارنا چاہیے اس صاف ظاہر ہے کہ اموی دربار میں پیغمبر کی عظمت کا لحاظ کچھ بھی نہیں کیا جاتا تھا عمرہ عم راتماہ کے ساتھ جو اس خاندان کی ایک فاجرہ عورت نے کیا وہ قابل انکار نہیں اس ملعونہ نے نبی ہاشم کے شہداء کے ساتھ جو ہر شیعہ حرکتیں کیں وہ دباں و دابل تو اسے دیر ہے مردوں کے اعضا جدا نہیں کیے جاتے تھے لیکن ہند معویہ کی ماں نے اسکو بھی روار کھا ابو سفیان بن حرب نے پیغمبر کے استیصال میں اپنی بیٹی کو شش اور سعی کا کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا اور حفظ و حمایت اسی آپ کو محفوظ رکھتی رہی چنانچہ بعد ازاں وہ احزاب وغیرہ ان کو ششوں کے مقبول شاہد ہیں فتح مکہ میں جب ابو سفیان مغلوب ہوا اور اس نے اس کی خوشگاری کی تو پیغمبر نے اسکی جان بخشی فرمائی اب فتح مکہ کے بعد ابو سفیان کو اور اسکی اولاد کو کوئی چارہ نہ ہوا تو اسلام قبول کیا اور انکو پیغمبر نے مملکت القلوب کے حصوں میں سے حصہ دیا تاکہ اسی طمع سے اسلام پر قائم رہیں یہ سب سلوک کر کے فرمایا اذہبوا فانتم الطلقاء جاؤ تم آزاد کیے گئے اس میں معویہ وغیرہ سب موجود تھے بڑے تعجب کی بات ہے کہ لوگوں نے طلقا اور دشمنان خدا و رسول میں خلافت کو جگہ دی بلکہ اس بالاتر باتیں کیں جسکو کبھی کبھی سہیل اپنے صفحات پر پیش کرتا رہا ہے۔ صحابہ صفتہ جو سہو صہن کتاب عزیز میں داخل ہیں ابو سفیان کی سلامتی پر نہایت متاسف تھے وہ اسکو زندہ دیکھ کر کہا کرتے تھے لیت السیوف اخذت ماخذها من عقیعد و الله کاش اس دشمن خدا کی گروں سے تلواریں اپنے حصے لے لیتیں۔ لیکن حضرت عمر اپنے عہد سلطنت میں ان دونوں (مہند اور سفیان) کی بڑی قدیں کیا کرتے تھے چنانچہ آپ پاس غالبہ تھا جو تہ کیا ہوا لکھا ہوا کرتا تھا اور وہ دو صدقوں میں بچایا جا یا کرتا تھا یا تو عباس کے لیے اور یا ابو سفیان کے لیے اس انحصار سے تو طاہت ہوتا تھا کہ آل رسول ان کی بارگاہ میں اس تعظیم کے مستحق نہ تھے جس تعظیم کا مستحق ابو سفیان تھا۔ حضرت عمر جی کی عنایات کا ایک قصہ یہ بھی ہے کہ انھوں نے معویہ کو شام میں راسخ کو یا چنانچہ اس نے شام میں پانچ برس حکومت کی۔ حضرت عمر کی مودت پناہی پر مودتین (مستند نہایت

دھریا کرتے ہیں کہ وہ اپنے عامل سے خدیجہ کا بہ کیا کرتے تھے لیکن ہند اہل اہلسنیان معویہ کے پاس سے
 حُر جینوں میں دینار و درہم کے انبار لٹائے تھے اور حضرت عمر کوئی تعرض نہ کرتے تھے جس سے صاف
 ہو گیا ہے کہ دشمن پہنچے کو حضرت عمر اپنا دشمن نہیں سمجھتے تھے۔

عقد فرید - میر حال اسیں کوئی شک نہیں کہ بنی امیہ کو بنی ہاشم سے خاص عداوت تھی اور پیغمبر
 بھی بنی ہاشم میں سے تھا اب یہ بات لحاظ کرنے کی ہے کہ امیر المومنین جو بنی ہاشم میں سے تھے اور
 ناصران جناب رسالت کا ب میں سب سے سابق تھے اور امویہ کے قاتل بھی تھے اس لیے آپ کی عداوت
 بنی امیہ کے رگ و پے میں سائی ہوئی تھی چنانچہ ابن ابی اسد معتزلی نے اپنی شیعہ کے خبر و قول میں
 یہ عبارت لکھی ہے: **وكان معوية على اشد الدهر مبغضا لعل عليه السلام شديدا لا يخفى**
عنه وكيف لا يبغضه وقد قتل اخاه حنظلة له يوم بدر وخاله الوليد بن عتبة وشراهما
في جده معوية اوفى عهده وشيبة على اختلاف الرواية وقتل من بنى عبد شمس نفرا
كثيلا من اعيانهم وعلماهم ثم جاشت الطامة الكبرى فغلبها كلها اليه لشدة امساكه عنه
وافضوا كغير من قتلته اليه فثارت البغضة وثارت الاحقاد فذكرت تلك القرام
الاولى حتى افضى الاموالى ما افضى اليه یعنی ہمیشہ معویہ دشمن امیر المومنین علی بن ابی طالب رہا
 اور اسکا انحراف آپ سے شدید حیثیت میں رہا اور کیونکر وہ آپ کو دشمن نہ رکھتا حالانکہ امیر المومنین نے
 معویہ کے بجائی حنظلہ کو یوم بدر قتل کیا اور اسکے ماموں ولید بن عتبہ کو قتل کیا اور یا معویہ کے ماما
 عتبہ کے خون میں شرکت کی یا اسکے چچا شیبہ کے لہو میں کیونکہ دعائیں اس باب میں مختلف ہیں
 انکے علاوہ عبد شمس کی اولاد سے ایک کثیر جماعت کو قتل کیا ان لوگوں میں سے جو سربراہان لوگ
 مجھے اسکے بعد ہی وہ مصیبت نازل ہوئی جسے مائعہ قتل عثمان کہتے ہیں معویہ نے اس تمام واقعہ کو
 حضرت ہی کی طرف منسوب کر دیا اور شبہ یوں ظاہر کیا کہ عثمان کے قاتل آپ ہی کی طرف رجوع
 کرتے ہیں اور یہ کہ آپ نے عثمان کی نصرت نہ کی۔ کچھ تو کہنے پہلے ہی سے دلوں میں تھے اور اسکے
 بعد وہ تمام کہنیوں کی آگ بھڑک اٹھی اور عداوتیں و دلوں میں جم گئیں اور ان عداوتوں کا نتیجہ

جو کچھ ہوا وہ ہوا جس روایت کو ابن ابی الحدید نے اختلاف روایات کی وجہ سے اپنے بیان میں ظاہر کیا ہے اسکو خطبہ جناب امیر المومنین علیہ السلام سے جو کتاب بہ طلب نبج البلاذ میں موجود ہے دفع کرنا چاہئے تاکہ شبہاء مرفوع ہو جائے اور وہ یہ ہے وصتی کنتع یا معویہ بنی ساسہ الرحیة ودلالة الامامة بغیر قدم سابق ولا شرک باساق ونعوذ بالله من لزوم سوابق الشفاء واحذر ان تكون متمادیا فی غمرة الامنية مختلف العلانية والسريرة۔

وقد دعوت الى الحرب فدفع الناس جانبا واخرج اتى واعفت الفريقين من القتال ليعلموا اننا المذا على قلبه والمغضى على بصره فاننا ابو حسن قاتل جديك وغالك واخيك شد خالوكم بدس وذلك السيف معي وبذلك القلب القى عدوى ما استبدلت ديننا ولا استعدت نبيا وانى لعل المنهاج الذى تركتموه طائعين ودخلتم فيه مكوهين وزعمت انك جئت ثامرا بعثمان ولقد علمت حيث وقع دم عثمان فاطلبه من هناك انكنت طالبا فكا فى دايتهم ففهم من الحرب اذا عضتكم ضجيج الجبال بالانقال وكانى بجاعتك تدعونى جنبا من الضرب المتتابع والقضاء الواقع ومصادع بعد مصارع الى كتاب الله وهى كاذبة جالعدة او مبايعة حائدة ترجمه اسے معویہ تم لوگ (آل ابوسفیان) کے میت کی سیاست کرنے والوں میں گئے جاتے تھے اور کب تم والی امت مرحومہ بننے کے وقت تھے نہ تم میں کوئی فضیلت اور سالفہ اسلامی نہ کوئی خرف نامی خدا شقاوت نجات کے مارم ہے معنہ ارکھے میں تجھے اس باب سے ڈراتا ہوں کہ اگر زو کے دھوکے کی طوالت میں نہ پڑا اور اپنے ظاہر و باطن کے اختلاف سے بچتا رہے (یہ نفاق معویہ کی طرف اشارہ ہے) اور میں تجھے جنگ کی طرف دعوت دے رہا ہوں لوگوں کو ایک کنارے رہنے دے اور تو خود لڑنے کے لیے میرے سامنے آ اور دونوں فریقوں کو جنگ کے مصائب سے راحت دے تاکہ معلوم ہو جائے کہ کس کے عمل پر غفلت کے پردے پڑے ہوئے ہیں اور کس کی آنکھوں پر حجاب ہے کیونکہ میں ابوسفیان ہوں جسے میرے ناماد صہبہ اور مامول ولید بن صہبہ (اور بھائی (مختلطہ) کو تلوار کی چوٹ دیکر قتل کیا

اور وہی تلوار آج بھی میرے ساتھ ہے اور وہی دل میرے پاس موجود ہے اسی دل سے
 میں اپنے دشمن سے ملاقات کرتا ہوں میں نے کوئی نیا دین نہیں بدلا اور نہ میں نے کوئی نیا نبی
 اپنے لیے قرار دیا ہے اور میں اسی اسلامی دھرم سے پر ہوں جس کو تم نے رضا و رغبت سے چھوڑا ہے
 اور جس میں تم مجھ کو ری سے داخل ہوئے۔ تجھے یہ خیال ہے کہ تو خون عثمان کا بدلہ لینا آیا ہے اور تجھے
 معلوم ہے کہ عثمان کا خون کہاں ہے وہیں اسکا انتقام اور بدلہ لاؤ موندھنا چاہیے اگر تو اسکا بدلہ لے
 گا تو گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ تو جنگ سے اس طرح بچ رہا ہے جیسے بوجھ سے اونٹ چیتے ہیں اور
 گویا میں تیرے ساتھ کے مجمع کو دیکھ رہا ہوں کہ پہلے در پہ ضرب شمشیر کی وجہ سے اور حکم باری کے
 لفظ اور پہلے در پہ شکست کے سبب سے مجھے کتاب خدا کی طرف ہمارا ہے حالانکہ وہ کتاب
 خدا کے ساتھ کا فر اور اسکا منکر ہے اور میری شکست اسکا فیوہ ہے اس کلام میں چند امہد کی تصریح
 ہے یہ کہ آپ عقبہ کے قاتل تھے اور یہ کہ مویہ مرتدین میں شامل تھا اور یہ کہ اسکا اسلام طوعاً
 نہ تھا بلکہ کرہاً تھا اس طرح چند اخبار غیب بھی ہیں جو انبیاء و وصیاء کے خاص کئے جاسکتے ہیں۔
 یوں ہی ایک دوسرے مکتوب بلاغت اسلوب میں ہے وفکرت انتک ذاتی فی المہاجری
 والانصار قد انقضت الہجۃ یوم اسرا خولک لاکل غیہ عجل فاستقرہ فانی ان اذکرک
 فذلک جد یرای لیکن اللہ انما یفتی النعمہ منک وان تدرنی فلما قال انخ بی اسد
 متقبلین بل ارح المصیف تضرعاً صابین اغوار و جلدو۔ وعندی السیف الذی
 احضرتہ بجدک و خالک و اخیات فی مقام واحد اے مویہ تجھے خیال ہے کہ میں ابورین
 و انصار کو لے کر میرے ساتھ جنگ کرنے آئے گا ہرگز تو اسی دن ختم ہو گئی جس دن تیرے بھائی عمرو بن
 ابی سفیان بد میں قید کیا گیا اگر اس میں قہل ہو تو ابھی آرام کر کہیو کہ اگر میں تیرے پاس آؤں تو
 یہ ہر حال سزا داسے کیونکہ خدا نے تیرے خواب کے لیے مجھے بھیجا ہے اور اگر تو میرے پاس آنا
 تو ویسے ہی حال ہو گا جیسا کہ ایک اسدی شخص نے اپنے ضمیر میں کہا ہے کہ وہ لوگ بادِ سحر
 کی طرف منکھ کیے جوتے ہیں جہاں کو غلاموں اور پھروں کے درمیان جھوٹے اور ہی ہے

میرے پاس وہی تلوار ہے جس نے ایک ہی وقت ایک ہی دین تیرے ٹاٹا اور دوسروں اور بھائی کو
 کاٹا تھا یہ سب درست ہے کہ امیر المومنین کے دست و بازو اور ضرب شمشیر سے جہاں اسلامی مہمراہ
 میں چارے چلے وہاں دیا کہ فرمیں اندھیر تو تھا ہی سناٹا چھا گیا لیکن اس قسم کے قتل و قتال کا بغض
 کسی طرح عطا نہ کیا جائے کہ جس نے جہاد و حضرت کے ہاتھ سے مقتول ہوئے وہ فرمان اسلام سے
 مقتول ہوئے تھے قرآنی آیتیں حکمران تھیں ہنسی پہلنے اور داعی تھا اور امیر المومنین اس کے اختلال
 کرنے والے تھے یہ ایسا ہے جیسے کوئی شخص تلوار سے دشمنی رکھے اور ہاتھ کے محبت کا دعویٰ کرے
 وہ حقیقت ہاتھ ہی کے متحرک ہونے سے تلوار میں خنجر آئی وہ نہ وہ کہیں ملتی یوں ہیں خیال کرنا چاہیے
 کہ امیر المومنین ایک شمشیر نروانی تھے جو خدا و رسول کے ہاتھ میں تھے اگر وہ نہ چاہتے تو یہ تلوار کاٹ دیا
 پہنہ جلتی پھر ایسے وقت میں ملی سے بغض خدا و رسول سے بغض ہے جو موجب کفر و الحاد ہے اور
 وہ تمام دشمنان امیر المومنین میں عیب مشترک ہے۔ اور یہ واقعہ ہے کہ جو لوگ دشمنان امیر المومنین
 تھے وہ دشمنان خدا و رسول بھی تھے گو وہ دشمنی خدا و رسول کا تو راسخ اپنے مصالح سے نہ کر سکتے ہیں
 چنانچہ موعود جسے بہت سے سادہ لوح صحابی سمجھ کر واجب تعظیم سمجھتے ہیں بہت سے تحقیق اسکود
 مذکور کی وجہ سے کاغذ کی اس سے بدتر خیال کرتے ہیں چنانچہ خراج معترلی اپنے شرح بیچ البلاغہ
 جزو فاس مطلوبہ ایران میں خراج اور موعود میں فرق ظاہر کرتے ہوئے رقمطراز ہے

وہمکن قال النبی عنہم لیسحق صلوة احدکم
 فی جنبہ الموتھو وصیام احدکم فی جنب
 صیامھو و صلوة انہ حویۃ ومن لم یصل
 بنی امیۃ لم یکن منہ الطریقۃ طریقہ و لا
 منہ السنۃ سنۃ و انھم کافوا اهل دنیا
 و اهل البیت و اهل الفاس فی اللذات
 و تلذذات مایا لای بالذین و منھم من موعود
 و مکن قال النبی عنہم لیسحق صلوة احدکم
 فی جنبہ الموتھو وصیام احدکم فی جنب
 صیامھو و صلوة انہ حویۃ ومن لم یصل
 بنی امیۃ لم یکن منہ الطریقۃ طریقہ و لا
 منہ السنۃ سنۃ و انھم کافوا اهل دنیا
 و اهل البیت و اهل الفاس فی اللذات
 و تلذذات مایا لای بالذین و منھم من موعود

یہاں حال خراج میں بیان کرتا ہے کہ بغیر نے یہی
 کہا تھا کہ تمھاری نازیں انکے ملاؤں کے مقابلہ میں خیر معلوم
 ہو گئی ہیں یہی تمھارے روزے انکے روزوں کے سامنے
 ذلیل نظر آئیگی اور معلوم ہے کہ موعود اور اسکے بعد
 لوگ بنی امیہ میں سے ایسے نہ تھے جنکی عبادت کا حال
 دیکھ کر نظر ہی میں کہیں نہوایا ہو بلکہ تمام یہ لوگ بڑے
 اہل دنیا میں سے تھے اور یہی کہیں کہہ دلائیات میں

بالزندقة والالحاد وقد طعن بكفر من
 غرق مدہنان کا شعا ودا ان کا طریقہ تھا انکو دین کی کوئی
 اصحابنا فی دین معویۃ ولہ یقصرھا
 پروانہ تمی اور بھڑان میں اسے بھی تھے جو زمین امداد کر کے
 علی لہسیقہ وقاوا عنہ انہ کان ملحداً
 جاتے تھے ہمارے اصحاب مشرک میں سے بہت سے لوگوں نے
 لا یعتقد الذبوع ونقلوا عنہ فی قلتات کلا
 معویہ کے دین کو ملعون قرار دیا ہے اور صرف غاسق نہیں
 وسقطات الفاظہ ما یدل علی ذلک ورو
 سمجھا بلکہ یہ کہا ہے کہ وہ ایک فحش شخص تھا جسکو نبوت کا
 الوہدین بکار فی الموقفات وهو متہم
 اعتقاد نہ تھا اور یہ طعن انھوں نے اسی کے منہ کی باتوں سے
 علی معویۃ کلام منسوب الی عقائد التبیعة
 ثابت کیا ہے چنانچہ پریر بن بکار نے موقوفیات میں ذکر کیا ہے
 لما هو معلوم من حالہ من عجائب علی
 اور شخص معویہ کی محبت میں متم ہے شیعوں کے عقائد سے
 والاغوات عنہ قال المطرف بن الحذیفۃ
 اسکو کوئی مطلب نہیں کیونکہ امیر المؤمنین علیہ السلام سے اسکا
 بن شعبۃ دخلت مع ابی علی معویۃ
 اخوان معلوم ہے کہ مطرف بن یغیویہ نے شعبۂ کتنا تھا کہ میں
 فکان ابی یاتہ فیتم من معہ فخریض
 اپنے باپ کے ساتھ معویہ پاس آیا میرا باپ اکثر اوقات معیت
 الی فیکر معویۃ وعقلہ فاعجب منہ
 کی محبت میں بیٹھا کرتا تھا اور اس سے وہ باتیں کیا کرتا تھا
 اذ جاء ذہاب لیلہ فامسک عن العشاء
 اور اسکی صحبت چٹ کر گھستے معویہ کی نہر کی اور تیزی کا ذکر
 ورایتہ مغتما فی انتظارہ تساعتاً وظننت
 کیا کرتا تھا اور اسکی باتوں سے تعجب کیا کرتا تھا ایک بات
 انہ لا مرحدت فینا فقلت لہ ما لی اراک
 جب وہ پٹ کر آیا تو میں نے کچھ کر وہ نہایت کبیہ خاطر اور غصہ
 مغتما منذ اللیلۃ فقال یا بنی جئت من
 سے یہاں تک کہ اس نے رات کا کھانا بھی ترک کر دیا کچھ دیر تو
 من عند اکفر الناس واخبتہم قلت
 میں اسکا انتظار کیا کہ شاید یہ راز خود ہی کھلے اسے آخر کار میں نے
 وما ذاک قال قلت لہ وقد خلوت بک
 وہ سوچا کہ کوئی بات ہمارے ہی متعلق پیدا ہوئی ہے تو میں نے
 قد بلغت سنایا امیرا المؤمنین فلو
 پوچھا کہ آج آپ کو میں کیسے خبر ہوا تھا کہ پانا میں توبہ
 اظهرت عدلا وبسطت خیرا قد کبرت و
 جمادیا کہ بیٹا میں آج کا فر ترین مردم اور بیش ترین مردم کہ
 نظرت الی اخوتک من بنی ہاشم خولت
 پاس آکر ہا میں بیٹھ گیا کہ اگر کیا ہوا کہ آج صحبت میں

اسرارہم فواللہ ما عندہم انیم شی
 تخلفا تو شیخ کہا کہ اے امیر المؤمنین! تمہارے پاس کیا لکھا ہے؟
 فقال میمات ہی تھا ای ذکر ارجو بقاء ملک
 الخویم فعدل وعلی ما فعل فماعدان
 ملک حق ملک ذکرہ الا ان یقول قائل
 البیکر ثم ملک الخوعدی فاجتہد و شمر
 سنین فماعدان ملک حق ملک ذکرہ
 الا ان یقول قائل عمریان ابن ابی کبشہ
 لیصاح بہ کل یوم خمس مرات استہد ان
 محمد رسول اللہ فای عمل بقی وای
 ذکرید و م بعد ہذا الا ابالک لا واللہ الا
 دفنا دفنا و ما افعالہ المجاہدۃ للعداۃ
 قضاہرة من لبسہ المحرور و مشربہ فی انیۃ
 الذہب والفضہ حتی انکر علیہ ذلک
 البالد رداء فقال لہ انی سمعت رسول
 اللہ یقول ان الشارب فیہما الیحدی فی جوفہ
 نار جہنم قال معویۃ لہا انا فلان اری بذلک
 یاسا فقال البالد رداء من عن یدیی یا معویۃ
 انا اخبرہ عن الرسول و هو یخبر فی عن رانہ
 لا اساکنک بار من ابد اقل ہذا الخیر
 الحمد ثوبہ والفقہا فی کتبہم فی باب

کچھ عدالت سے کام لینے اور خیر گسٹری کرتے تو اسکا ہوتا یہ لوگ
 بنی ہاشم میں تمہارے بھائی ہوتے ہیں اگر انکی جانب غرضت
 ہر بھائی اور اسکا صلہ رحم ہو جاتا تو بہت خوب تھا کیونکہ انکی
 قسم اب انکے ہاتھ میں قابل خوف و بیم کوئی چیز تانی نہیں
 اور یہ ایک ایسا عمل خیر ہو گا جسکا ذکر اور ثواب تمہارے لیے
 باقی اور پابند رہے گا۔ اس معروضہ کے جواب میں اس نے کہا
 یہ خیال تمہارا بہت دور ہے کس ذکر کی میں اسکا کر دوں کہ سچ
 یہ رہے گا ابو بکر نے سلطنت پائی عدل گسٹری کے کام کیے غرض
 کہ مرت آگئی اور کچھ بھی ہوا اسکے بعد عمر نے زمام سلطنت اپنے
 ہاتھ میں لی تمام سعی و کوشش کی آخر کار اسکا انجام بھی وہی
 اور کوئی ذکر نہ رہے گا حالانکہ انھوں نے دل بر کام کیا لیکن انکو اسکا
 ہے کہ عہد ذکر ہو کہ وہی ابی کبشہ غلاب (رسالت اب) کا نام لے کر
 بچوں وقت بچا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ اسکا نام محمد بن
 اللہ ہے اب کون سی ذکر کی اسید عاری کروں کہ میرے لیے
 باقی رہ جائیگا کوئی اسید نہیں گرجہ پہلے کیلئے ہوا ہی سہی ہے
 بھی ہونا باقی ہے۔ یہ تو اس کے اقوال تھے اب رہ گئے انحال
 ظائف عدالت ہیں وہ عہد کے لباس پہنے ہوا اور چائی
 کے ظروف اور سونے کے برتنوں میں پانی پینے سے ظاہر ہو چکا
 اور رداء صحابی نے سکھو پڑا سچا اور کہا کہ میں پیغمبر کو کہتے ہوئے
 سنا کہ جو شخص سونے اور چاندی کے ظروف میں پانی پیتا ہے وہ

الا احتجاج على ان خبر واحد موصول عليه في الاستدلال وهذا الغير
 يقدح في عدالتهم وقد اورد في عقيدته لان من قال في مقابلة
 خبر روى عن رسول الله اما اننا لا اربى باسنا فيما حرمه
 رسول الله اميس بصحيح العقيدة ومن المعلوم انهم من حاله
 استيثاره بآل الفخري وحمية من لاحد عليه فاستقام الحد
 عن يستحق اقامة الحد عليه وحكمه براه في رعيته
 وفي دين الله واستلحاظه زياد او هو يعلم قول رسول الله
 العدل للضامش والظاهر الجبر وقتله هجر بن عدى واصحابه
 ولم يعجب عليهم القتل و مهاتحه لابي ذر الغفاري
 وجبهه وشتمه واشتغاصه اقل المنيعة على قلب بخير
 وكاف لا لكاره عليه ولعننه

جنم کو اپنے پیٹ میں کھینچا ہوا اس نقل حدیث کے بعد صوبہ غنیم
 جواب دیا کہ میں ان حضرات طرفوں میں اپنی پٹے میں کئی مضائقہ نہیں
 سمجھتا ہوں بلکہ جواب انھوں میں کہ یہ بیان ہو گئے اور کہا کہ یہ صوبہ
 مجھے تم سے کون مضامین کے میں تو میری حدیث بیان کرتا ہوں
 اور صوبہ مجھے نہیں ہے بلکہ اس میں اس زمین پر نہ ہو گا بلکہ
 صوبہ ہو گا اس خبر کو حدیث میں اور فقہان نے اپنی کتابوں میں
 اس بات کے احتجاج میں پیش کیا ہے کہ خبر واحد شرع میں عمل کیے
 جانے کے قابل ہے اور یہ خبر واحد صوبہ جو حدیث صوبہ میں بھی قبیح
 کرتی ہے اور عقیدہ صوبہ میں بھی یہ کہہ کر اسے مقابلہ وغیرہ میں
 کہہ دیا کہ میرے نزدیک اس بات میں کئی مضائقہ اور ہر چیز میں
 حلال کہہ دینے سے حرام بتایا تھا یہ صحیح العقیدہ شخص کا کلام
 نہیں ہو سکتا پھر صوبہ کے حال سے یہ بھی معلوم ہو کہ اسے مال
 فنی پر اپنا تبذیر کیا اور ہر جاری کی جیسے کئی مضائقہ اور
 حد اس شخص سے ساقا کر دی جو مستحق حد تھا اور اپنی رائے عقیدت
 میں حکمرانی کرتا تھا اور دین خدا میں بھی اپنی رائے کو دخل دیتا تھا
 اور زیادہ کو اس کے اپنے فائدہ ان سے حلال دیا تاکہ وہ پیغمبر کے
 اس قول کو جانتا تھا کہ اپنے فائدہ کے لیے ہر چیز سے شہرہ
 ملے ہو گا اور زانی کے لیے پیغمبر اور ہجر بن عدی اور ان کے
 اصحاب کو اس نے قتل کر دیا حالانکہ ان لوگوں میں قتل واجب تھا اور
 اور زنی وغیرہ کی انصاف میں کی اور انکو جہنم کا لہجہ لیاں میں اور
 انکو نہ کیلن اس انوکھ چمکا لا جو پالان کے سوا کچھ بھی نہ تھا

علیہ وسلم حسن و حسینا و عبد اللہ
 بنی عباس علیہم السلام و
 عہد الخلفاء الی ابنہ
 یزید مع ظهور فسقہ و شریہ
 المسکر جہلہ اولیہ بالزرد و
 نومہ بعد القیان المغنیات
 واصطباحہ معہن و لعبہ باطلیو
 بینہن و لظریفۃ بنی امیہ
 الوثوب علی مقام رسول اللہ
 و خلافتہ حتی افضت الی یزید
 بن عبد الملک والولید
 بن یزید المفتضحین الفاسقین
 صاحب حبابہ و سلمہ
 والاخر را می المصحف
 بالسہام و صاحب الاسعار
 فی الزندقۃ والاحاد
 ولا ریب ان الخوارج انما
 برق اهل الدین والحق
 منهم لانہم فارقوا عدلیا
 و بدلا منہ و ما عدا ذلک
 من عقائدہم العتول

خطایہ قتل کرانہوں نے اسکی منکرانہ کار کیا تھا یہی غرض تھا کہ
 اور سچے رسول اور ابن عباس کی ہلاکت پر برسر پر علیا زاد بنہ علی بن ابی طالب
 کرتا تھا اور یزید فاسق کو خلافت کے لیے اسنے دوسرے مقرر کیا تھا اور اسکی
 اسکا حق حجاب میں نہ تھا کیونکہ وہ علانیہ شریعت خرابہ کرنے والوں کے
 کھیل لڑکب تھا اور گانے والی عورتوں کے ساتھ بیٹھ کر غنیمت سے
 کھیل کرتا تھا اور اسکی محو نے بنی امیہ کے فساد کو ختم کر دیا
 چریت کرنے کا راسخ رہا اور پیچھے کے خلافت پر انکو متفق کیا یہاں تک
 کہ یزید بن عبد الملک اور ولید بن یزید تک خلافت پہنچی جو غرض غنیمت
 میں مشغور ہیں ایک نہیں حجاب و سلام کا مصباح اور دوسرا وہ
 جسے قرآن پر تیرا سے اور ذمہ دار میں شریعت کے ایسا میں کوئی
 شک نہیں کہ خراج سے جو اہل دین نے راجت کی تو صرف اسی لیے کہ انھوں نے
 ہر الزنیں علی علیہ السلام سے طعن کی اور برائت اختیار کی اسکی
 جو خراج کے عقائد ہیں جیسے کہ فاسق غفلت والی ہے یا اسکی کلام
 جو پر خراج واجب ہو اور اسکی عقود عقائد بھی ایسے ہیں کہ اگر
 اصحاب متروک نے بھی نہیں اختیار کیا ہر جواب کوئی چیز خراج میں برائت
 کرنے کے قابل نہیں مگر یہی کہ انھوں نے امیر المؤمنین سے برائت کی اور اسے
 تو حضرت امیر المؤمنین پر کچھ اور بد مذہب تمام اسلامی شہروں میں
 میں اور عیدوں میں منا برا سلام یہاں علیا زاد بنہ علی کرتا تھا
 خراج اور افعال میں و نیدار نظر آتے تھے اور دوسرے تھے اور
 دوسرے انکا اس لڑکوں میں شریک تھا اور انہیں قہر ملا کہ یہ خراج
 بخر تھا انہی مار دتا اب کچھ بھی ریکانہ رسول میں نہیں

بِخْلِيدِ النَّاسِقِ فِي النَّارِ
وَالْقَوْلُ بِالْخُرُوجِ عَلَى أَمْرَاءِ
الْمَجُورِ وَغَيْرِ ذَلِكَ مِمَّا قَالِيَهُمْ
فَإِنَّ أَصْحَابَنَا يَقُولُونَ بِهَا وَ
يَذْهَبُونَ إِلَيْهَا فَلَمْ يَبْقِ
مَا يَقْتَضِي الْبَرَاءَةَ مِنْهُمْ
أَلَا بَرَأْتَهُمْ مِنْ عَلَى وَقَدْ
كَانَ مَعُوبَةً يَلْعَنُهُ عَلَى
رُوسِ الْأَشْهَادِ وَعَلَى الْمَنَابِرِ فِي
الْجُمُعِ وَالْأَعْيَادِ فِي مَدِينَةِ
وَمَكَّةَ وَفِي سَائِرِ مَدَنِ
الْإِسْلَامِ فَقَدْ شَارَكَ
الْمُخَوَّارِجَ فِي الْأَمْرِ الْمَكْرُوهِ
وَالْمُشَادَاوَةِ عَلَيْهِ بِأُطْهَارِ
الدِّينِ وَالتَّكْلِيفِ لِقَوَانِينِ
الشَّرِيعَةِ وَالْاجْتِهَادِ فِي
الْعِبَادَةِ وَالْكَارِ الْمُنْكَرَاتِ وَكَأَنَّ
أَهْلَ بَابِ نَيْمِزْ أَطْلَعُوا مِنْ نَيْمِزْ
فَوَضَعُوا يَدَهُمْ عَلَى الْقَوْلِ آمِينَ الْمُؤْمِنِينَ
لَا تَقَاتِلُوا الْمُخَوَّارِجَ لَعَلَّيْ لَعْنَةُ
فِي، لَمْ مَعُوبَةٍ ۛ

علیہ السلام کے قتل کے اسباب تھے وہ اسی بد شرشت کے
پیدا کیے ہوئے تھے لوگ یہ بیان کرتے ہیں کہ اس نے نیریز سے
کہہ پایا تھا کہ امام حسین سے یہ نیکی پیش آئی یہ حکایت کہانیک صحیح
سمجھی جاسکتی ہے امام حسین کو لوہر دوانے کے بعد اودھفات امام
دوم کے مشن میں نصر خضر امین کبیر کہنے کے بعد اور ربیع میں
دونوں فروریہ رسالتاب کو شریک کرنے کے بعد کوئی عامل
بھی اس نقل و حکایت کو صحیح ان سکتا ہے ایسا فرد مذکور
کافر تحت خلافت نبی طاہر پنگن ہوا جس نے اپنے غلبہ سلطنت کو جو
سے پیغمبر کے افواج طہنی کو بالکل ناز سے روپوش کر دیا تھا انھیں
نہ تھا بلکہ اسے پیغمبر خدا سے انتظام لینے کی کوشش کی بدراود
واحواب کے تمام کہنے کر لیا میں اہل پڑے جو فوجوں کے سوا کھیت
میں نمایاں ہوئے اندیشی زدوں کو دینہ رسول سے باصرار بلوایا گیا
ان تکلیفوں کے ساتھ جنگ بیان اس سنہ ہجری تک زمانہ سے نہیں
ہو سکا اہل نہ نافع صوفیہ مہر کا امام کو گھیرا اور حیات پیغمبر نے اور
امیر المؤمنین نے کبھی نبی امیہ کے ساتھ نہیں کی تھی اسکا ہنسنہ
مصیبتوں میں کیا گیا یعنی آپ رواں جو نہر علمتی میں تھا نہر
نیریزی میں نہیں وہ ذریعہ رسول پر نہ کیا گیا اگر ان تمام
تکلیفوں اور فوجوں کے دباؤ نے امام پر یہ اثر نہ کیا کہ اس جس
نفس کی بیعت کا آپ اقرار فرماتے ۛ

سرور دینہ وادوست بردست نیریز
حاکم بناے لا الہ است حسین

الافتاء فی الجہاد

ظالموں کو اپنے ظلم چھیلنے کی کوشش ہو
نیش عقرب نہ اڑے لیں است * مقتضای طبعش ایں است
القاسم دیوبندی اگرچہ صلح کل ہونے کا بزعم خود مدعی ہے مگر اہل تشیع پر جس سے
انگو کوئی سرد کا نہیں سالانہ کچھ جاتی جو ساغر دل کی بغض و حسد سے پر ہو جانے پر دلیل ہوتی ہیں
کہا کرتے ہیں اور سہیل اس ہرزہ دہائی کا اپنا فرض اسلامی سمجھ کے جواب دیتا ہے جس کا جواب
الجواب دیوبندی، سالہ کے فرختوں سے بھی محال ہوا کرتا ہے،

اس مرتبہ بھی اس نے خود نہیں بلکہ شکواری ایجنٹ بنکر ایک مضمون تاج تفریح کے عنوان
سے قلم کیا ہے اور اس میں دشمنان الہبیت در رسول کو غراری سے یہ کہنے منع کیا ہے کہ دینا
الہبیت کا کام ہے تم کیوں اسکو کرتی ہو درمیان تحریر میں اہل تشیع پر ناجائز اور نہایت
بزدلانہ حملے کیے گئے ہیں جبکہ جواب ناظرین سہیل کے سامنے آئے گا،

در حقیقت مجرم کا حق ہے اور فطرتاً اسکا فریضہ ہے کہ وہ اخفاء جرم ظلم میں ان تہمت
کوشش کرے تاکہ دنیا کے اوراق اس کے مظالم کے کارنامے نہ پیش کر سکیں یہ ایک حد تک درست
ہے مگر افسوس کہ فرزند رسول کا قتل اور خاندان الہبیت کی عداوت ایسی چیز نہیں جو چھپائی جاسکے
اور یہ جرم نہیں جس پر دولت کے زردوزی پر دس ڈال کر حقیقت میں لگا ہوں کو
نا بینائی کا درس دیا جائے،

القاسم توخیر بجا رہے ہے کس شمار میں اموی و ولتیں اور عباسی خزان اسی امید ہی
میں صرف کر رہے گئے کہ بغض الہبیت کے عام کرنے کے لئے معائب گرہ لگے اور فضائل
ٹٹکے گئے مگر توبہ کیجیے کہیں خدا کی نوبھونکنے سے بچتا ہے؟
وہ مظالم جو نور نظر رسول پر ٹوٹے گواہ کو چھپانے کی کوشش سلاہ جہری سے خجک

ہو رہی ہے اور ہوتی جائیگی کیونکہ یہ تمام مظالم خلع کی چوکت پر یہ مصرعہ پڑھتے تھے
منتہی ہوتے ہیں ۷

دخون شہدا تمام برگردن ادا

مگر اس کو دو کاوش کا نتیجہ یہ ہے کہ عینی کوشش اس ذکے اطفال کی کیجاتی ہے اتنا ہی
اور چلتا ہے اور جتنا ان مظالم پر بدن ڈالا جاتا ہے اور ظاہر ہوتی ہے،

چہرے سے نہ چھوٹے کالے قاتل بن لکا شہیدان و فاکا خون کیا ذہبے کچھ لکا
آپ ان کوششوں پر غور کریں تو آپ کو پتہ چلیگا کہ صحابہ پرست طبقے نے دنیا پرستی کے
لیے کیا کیا کیا اور غزالی سے بھولے امام نے عزا داری کے متعلق کس از دے بیجا کی پرست
کی اور کیوں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ یہ لوگ اپنے مظالم کی چھپانے کے لیے کیا کر رہے تھے
اور کیا کر رہے ہیں، ہم یہ سب جالزام یہ لگایا جاتا ہے کہ شیعہ معاذ اللہ خود قتل حسین کا باعث
ہوے اچھا اگر ایسا تھا تو امام غزالی نے یہ عبارت جو میں پیش کرتا ہوں کیوں لکھی ہے
تو چاہیے تھا کہ وہ اور عزا داری کی موانعت کرتا تاکہ شیعوں کی کمزوریاں اور ظاہر
ہوئیں مگر غضب تو یہ ہے کہ شیعوں کا فعل بھی صحابہ کرام کی طرف منسوب جاتا ہے، جن سے شیعہ
بیجا ہے ہمیشہ شکر کرتے رہے، خباثت امام غزالی فتویٰ لکھتے ہیں درصواعن ابن حجر کی میں
یہ مندرج ہے:

وقال الغزالی وغيره تحرم علی العظ غزالی نے کہا ہے کہ واعظ جرسین حسن کے قتل کا قتل
روایۃ مقلد الحسین والحسن حکایت بیان کرنا یا ان جھگڑوں کا ذکر کرنا مبین اصحاب
وما جرى بين الصحابة والشاجرة ہونے حرام ہے کیونکہ یہ باتیں بغض و عداوت
الغاصم فانہ ہجیر علی بغض الصحابۃ صحابہ کا سبب ہوتی ہیں اور ان میں طعن کا
والطعن فیہم مرقع ملتا ہے

اس عبارت کو دیکھو تو ظلم پرستی کی حد نظر آتی ہے اور قاتل کا پتہ چلتا ہے تمہارے

الزام سے دامن تشیع پر کوئی دہیتہ نہیں آ سکتا غزالی کے اقرار اور اول سے صحابہ کرام
اور اہل سنت کا گریبان رنگین نظر آتا ہے یہیں سے اس بات کا بھی پتہ چلتا ہے کہ خاندان
الہدیت اور خاندان رسول کی تدرود منزلت صحابہ پرست جماعت کی نگاہوں میں کتنی
تھی اور کتنی ہے، خدا کی شان جن لوگوں کی وجہ سے صحابہ صحابہ کرام دہی لوگ چھوڑے
جاتے ہیں اور صحابہ کے دامن وصف اضافی سے تسک کیا جاتا ہے یہ نہ کو رہانی
جبکہ ایسے جہنم ہل من مزید کے نعرہ لگا رہا ہے،

امام غزالی کے قول سے یہ بھی سمجھو کہ مجلس کی بنا آج سے نہیں بلکہ امام غزالی کے عہد
میں بھی تھی یہی نجات نہ تھی پھر جب امام غزالی کا فتویٰ گوز شتر عائشہ سمجھا گیا تو آپ کے کلام
کی کیا وقعت ہو سکتی ہے،

عبارت القاسم :-

صرف تین دن تک تعزیت کرنی جائز ہے جس میں روزانہ پیٹنا نہ چھینا نہ چلانا
نہ کپڑے پہناؤ نہ اور نہ گریبان چاک کرنا ہے بال نوجنا اور پریشان ہونا نہ سینہ
کو ٹمنا نہ داناؤں اور زخموں پر ہاتھ مارنا نہ اجتماع و ہتھام اور جرع و فزع کی ضرورت
ہے نہ میت کے مدح و ذم بیان کرنے کی حاجت جیسا کہ عوام کلام انعام میں
کسی کے مرنے پر عموماً دیکھا جاتا ہے :-

سہیل :- گو کہ سہیل نے محرم نمبر جلد ۱، و محرم و صفر نمبر جلد ۳ میں بالاستیاب فعال و
اقوال و مسلمین سے ان تمام باتوں کو ثابت کر دکھایا ہے جس پر ”القاسم“ کی بھی نگاہ
ضروری ہوگی مگر افسوس کہ اس میں آج تک کوئی قدح نہیں کی گئی اور بہرہی بحث بے بنیاد
چھیڑ دی گئی جو بارہا کی فرسوں ہے، جن حضرات کو اس کے متعلق معلومات میں اضافہ منظور
ہو ادھیں چاہیے کہ نہ سہیل کے محرم نمبر دونوں سال کے دیکھیں مگر خیر بہرہی اس لیے کہ
القاسم کو مضمون نگار کی تلقی کہی جاے اور نہ عنرض الہدیت جو ان دلوں میں جاگزیں

ہے جس پر منافقت نے حجاب ڈال رکھے ہیں ظاہر کیا جاسے میں آج یہاں بھی کچھ لکھتا ہوں
تفریت کے جو معنی سمجھائے گئے ہیں اس میں ہی منافقت کی ہوتی ہے یعنی مصیبت کا
کوئی اثر نہ لینا چاہیے صرف تین روز تک زبان سے کچھ کہہ دینا چاہیے چاہے دل میں
اسکے خلاف خوشی ہی کیوں نہ پوشیدہ ہو

دوسرے بتایا گیا ہے کہ روزانہ چاہیے ہے حالانکہ حضرت عمرؓ کے اندازِ گریہ و بکا محض نوہ
دائم ابو حمزہؓ ایسے شہرانی کے میت پر کتب تاریخ وغیرہ میں مندرج ہیں اور انکی ہنی منہ بھی
ساتھ ہی ساتھ مندرج ہے، حضرت عائشہؓ نے جب اپنے باپ کے موت پر صفت ماتم بچھا لی
بھی تو حضرت عمرؓ کا کوڑا اپنا کام کر رہا تھا اور حیرانم المومنین رو کی گئی تھیں اور انھوں نے
اس فعلِ عمرؓ سے براثر لیا تھا درحقیقت اہلسنت کے مذہب کا گو رکھ دہندہ اسمیج میں آنے کی بات نہیں
آپ ملاحظہ کریں کہ اگر رسولؐ نے کبھی اس فعل کو منع کیا ہوتا تو کیا اہلسنت کو توقع تھی بلکہ
کہ حضرت عائشہؓ ابوبکرؓ کے صف ماتم بچھانے پر آمادہ ہو جائیں اگر حضرت عمرؓ کا رد کنا کچھ ایسا
مؤثر تھا کہ یہاں ام المومنین کا فعل قابلِ اتباع نہیں قرار دیا جاتا اور حضرت عمرؓ کا حکم قابلِ تہ
ما جاتا ہے، حالانکہ خود حضرت عمرؓ شہداء زہد بن الخطاب نعمان وغیرہ پر سینہ کوئی جہنم کو بی رح
اشک مسلسل فرما چکے تھے،

ہیں یہ معلوم ہے کہ رونے والوں کو منع کرنا یہ محض حضرت عمرؓ کا اجتہاد تھا جس طرح آپ
اور جنس میں اپنوں سے گڑھ صکے اپنی طلباء کی کائنات دیتے تھے جیسے رسولؐ کے مرنے کا انکار جیسے
قرآن کے الفاظ کو اور قول باری کو ”مکلف“ سے تعبیر کرنا وغیرہ وغیرہ اسی طرح منع گریہ و بکائیں
بھی آپؐ کی ثقافتِ قلب و رقعاتِ دل کافی حصہ لیتی تھی اصحاب بنی آپؐ کو فطرتاً علیہا قلب
کما ہی کرتے تھے پہر ایسی صورت میں ہبلا آپؐ وقت قلب کے آثار کے کب متعل ہو سکتے تھے

آپؐ سول کی موجودگی میں اپنے اجتہاد سے کام لیا کرتے تھے حالانکہ رسالتک ہمیشہ آپؐ کے
اقوال و افعال کی رد فرمایا کرتے تھے مگر آپؐ کی انتہا غیرت کا یہ تقاضا تھا کہ بغیر

داخل در معقولات کیے آپ کا کیا نام ضمن نہیں ہوا تھا چنانچہ اسی گریہ و بکائے ریت کے متعلق
شکوہ کے صفحہ ۴۴ اور نسائی جلد اول کے صفحہ ۱۶ پر یہ عبارت ہے »

قال سمعت باہریدہ قال ماتت لیت میں نے ابوہریرہ سے سنا کہ آل رسول میں سے کوئی
من الی رسول فاجتمع نساء و بکین مر گیا تھا تو عورتیں ماتم پر سے کچھ تھیں اور ذائقہ
علیہ نقام عمر بنیہا من و بطاح فقال کیا ہمارے اور انہوں نے اس نے کو منع کیا تو رسول
رسول اللہ دعمن یا عمر فان العین نے فرمایا عمر ایسا نہ کرو کہو کہ آنکھ گریاں ہے تلب غزن
دائمة والقلب مصاب العہد قریب ہے اور زمانہ غم ابھی ابھی گزر رہا ہے یعنی مصبت کو تھوڑا
ہی زمانہ گزر رہا ہے،

یہ میت آل رسول میں سے تھی جس پر رونے کیلئے عورتوں کا اجتماع ہوا رسول کا عہد
بھی مختار و نا بھی تھا اور اجتماع بھی تھا تعزیت یوں ادا کیجا رہی تھی، مگر قبل کے
کہ رسول کچھ فرمائیں ہبلا حضرت ع کے کرب یہ باتیں دیکھی جاسکتی تھیں اپنے منع گریہ میں کوشش
شروع کی اور رسول نے روک دیا،

ایسے واقعات روز ہی پیش آتے رہے اور ابو بکر کے مرنے کے بعد بھی بعینہ یہی واقعہ پیش
ہوا جس کو طبری نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے مگر باوجود اسکے کہ عہد رسول میں حضرت عمر کو
اس حرکت پر روکا گیا تھا، اور خود رسول نے روکا تھا مگر پھر اپنے اپنی طباعی اور تسادت
قلب کے کام لیکر ام المؤمنین کو منع کر ہی دیا اور انکو مجمع عورت کو متفرق کرنا پڑا یہ تھی حکم رسول
کی متابعت اور یہ تھا صحابی خاص کا عمل جو زندگی رسول میں تو پورا نہیں ہو سکا کیونکہ رسول
مدد کرنے کے لیے موجود تھا مگر ان کے بعد پھر وہی کام شروع کر دیا گیا اور صحابہ پرست طبقہ آج
تک اس سبب نظر آ رہا ہے،

جب آل رسول پر روزِ زندگی رسالتکب میں حضرت عمر کے نزدیک جائز نہ تھا تو فہد
رسول نو دین ہو تو اب پر گریہ و ماتم بعد رسول اس فرقہ کے نزدیک کیونکر درست ہو سکتا ہو

دیکھا لیکن ظالم کے ظلم کا اظہار بھی اس ماتم میں ہو،

و مجلس ماتم کی بنا رسول کی ذاکری، عورتوں کا گریہ و بکا، اجتماعی تعزیت (

تکانت ملکہ سعد حازمہ صنعت طعنا سعد کی بی بی حارمہ نے کہا نا تیار کیا اور رسول

تم وعت لرسول اللہ خبزاً ولحمًا کی لئے ردی اور گوشت منگایا، کتنی ہیں کہ ہم لوگ

..... فبنا نحن جلوس وندكر واقعة پیٹھے ہوئے واقعہ اُحد کا تذکرہ کر رہے تھے، اور ان سب کو

احد من قتل من المسلمين وندكر یاد کر رہے تھے جو وہاں قتل ہوئے اور سعد بن ابی

سعد بن ربیع الی ان قال رسول اللہ بیچ کا ذکر کر رہے تھے یہاں تک کہ رسول نے ہم سب

قوموا بنا فقمنا معہ و نحن عشرين کہا کہ اٹھ ہم سب اٹھے کوئی میں آدمی تھے یہاں

وجلا حقاً اتینا الی الا سوان فذلک تک کڑا سوان، تک پہنچے ہم رسول کے ہمراہ

رسول اللہ و دخلنا معہ قال داخل ہوئے اور بغیر کسی فرش کے بیٹھ گئے اور رسول

جابر بن عبد اللہ واللہ ما ثم ونا نے سعد بن ربیع کا ذکر کرنا شروع کیا اور اُن کے لئے

ولا بساط فجلسنا و رسول اللہ یجثنا دعا کے رحمت فرمائی شروع کی، لوگ اکٹھا ذکر کرتے

من سعد بن ربیع و یحرم علیہ یقول جاتے تھے اور میدان جنگ کا نقشہ اپنے بیان میں

لقد رأیت الا ستر شرعت الیہ یؤمذ کھینچتے تھے اور کہہ رہے تھے کہ نیزوں کی نوکیں آج

حتى قتل فلما سمع ذلك النسوة بکین کے دن اُسکی طرف بلند ہوئیں یہاں تک کہ قتل

فدمعت عینا رسول اللہ وما تھا ہو گیا جب عورتوں نے اس واقعہ کو سنا تو روئیں اور خود

خشی من البكاء ونا بغیر فوج ان ثم ضوا رسول بھی گئے اور عورتوں کو رونے سے منع نہیں فرمایا،

جناب سلیقہ طاہرہ حضرت فاطمہ کی بکا اور قبر پر پر مزشیہ

وخرجت فاطمہ و قعدت متدب جناب فاطمہ دولتر سے نکلیں باپ کی قبر پر مین فرمائی

علی قبر اہلہا و تقول و انتاہ و ارسوا تمہیں اور کتنی تھیں ہائے اہائے اے رسول خدا

اللہ واللہ لرحمہ لکان لایاتی لوی اور بنی رحمت اب آج سے دجی نہ آئیگی آج سے خیریل

الانیقطع عنا جبرئیل لثھم الحق کا انا منقطع ہوا اے خدا تو میری روح کو رسول کی
روحی بروحہ داخلت توبہ من روح سے متصل کروں پہرا اسکے بعد اپنے قبر رسول
تراب رسول اللہ قشمتہ تم انشاء اللہ کی مٹی لی اور اسکو سونگیا اور یہ مرثیہ فرط غم میں پڑھا
ما ذا علی من منتم قربة احمد ان لا یثم رسول کی قبر کی مٹی سونگنے والی کو خوشبودار چیز دے کے
مدی لایمان غوالیا، سونگنے کی ضرورت تمام عمر میں

صبت علی مصائب لو انھا مجھ پر نہ مصائب ٹوٹے کہ اگر دونوں پر
صبت علی ایام صون لیا لیا پڑے تو نہ بیاہ ہو کہ رات بدل جلتے

شیخیت شیخیت شیخیت شیخیت

ذاریع اخبار الاول و الثانی الاول صفحہ ۱۹۲

حضرت اہلسنت جرح قرآن میں غلط فہمی سے کام لیا ہو دیکھی ہی امتحان میں
جو کچھ رونے کی مانگت کجاتی ہے اور جس حدیث پر ان حضرات کا دائرہ دار ہے وہ ذیل کی حدیث
ہے جو حضرت ابو ہریرہ سے منقول ہے، ان المیت لبعذاب بیکاء اھلہ، میت پر اگر اعزہ
روئیں تو عذاب ہوتا ہے سبحان اللہ قرآن کی آیت تو یوں کہے کہ لا تنزدوا ذرہ و ذلخرا
اور رسول کی حدیث یہ بتائے کہ روئیوالوں کی معصیت گریہ کا بار میت پر پڑیگا اور اسکی عذاب
میں اضافہ ہوگا، اسی کے معنی ہیں کہ اردوں گھٹنا ہے خیر آباد،

حقیقت یہ ہے کہ راویان حدیث نے اپنی ذہانت کو کچھ اس طرح بجا صرف کیا ہے اور ایسے
سطحی معنوں پر نگاہ کی ہے جو کبھی رسالت مآب کا مطلب نہ تھا عرب کے بدوے جنگو
سوائے شراب نوشی اور بت پرستی کے کچھ آسمانہ تھانہ الہی کلام یا نبوی اقوال کو کیا سمجھ سکتے
تھے جبکا جودل چاہا اس نے بیان کر دیا اور آج سہرا روئی قوم اد میں حدیثیں ترویج کی ہوئی
نظر آتی ہیں، راویوں کو نہ موقع و محل دیکھنے کی ضرورت ہوئی نہ وقت و اقتضای حدیث
پر کبھی کوئی نظر ڈالی بس جو سنا تھان بیان کر دیا، اور لوگوں نے اپنے مطلوب کے مطابق سمجھا
سے معافی اخذ کر لی اب اگر حدیث میں عن نقل کی گئی تو خیر کچھ غنیمت ہے مگر غضبنا

وفی مسند ابی داؤد الطیالسی من حدیث
 الشعبي عن علقمہ قال کنا عند عائشہ
 ومعنا ابوہریرۃ فقللت یا اباہریرۃ
 لنت الذی تعدث عن رسول اللہ
 ان امرأۃ عذبت بالنادر من اجل
 ہرۃ قال نعم سمعتہ عن رسول
 اللہ فقالت عائشہ المومن اکرم
 علی اللہ من ان یعذبہ من اجل ہرۃ
 انما کانت المرأۃ مع ذلک کافراً یا
 ہریرۃ اذا حدثت عن رسول اللہ
 فانطریق تعدث

(رجوع النہای جلد ۲ صفحہ ۲۲۹)

عن محمد بن عبد الرحمن انما قالت
 سمعت عائشۃ وذکرہا ان عبد اللہ
 بن عمر یقول ان المیت یعذب ببکاء
 اہل علیہ یقول یغفر اللہ لابی
 عبد الرحمن اما ان لم ینکذب فذلک
 نسی او اخطا انا ورسول اللہ صلی
 علیہ وسلم ینکب علیہا فقال نعم لیسوا
 علیہا وانی لالتعذب فی قبرہا ہذا
 عمرہ بنت عبد الرحمن سے روایت ہے کہ کہتی ہو کہ
 میں نے عائشہ کو کہتے ہوئے سنا جب اس نے یہ تذکرہ
 کیا گیا کہ عبد اللہ بن عمر کہتے ہیں کہ میت پر اس کے روتے
 واروں کے رونے سے عذاب ہوتا ہے، خدا
 انکی مغفرت کرے وہ جھوٹ تو نہیں بولے گریبان
 کرنے میں یا تو بھٹ گئے اور با خطا کی بیشک رسول
 نے ایک یہودی عورت پر یہودیوں کو دتا ہوا کہ
 کہا تھا کہ یہ روتے ہیں اور وہ عذاب میں مبتلا ہے

متفق علیہ وعن عبد اللہ بن مسکین یہ حدیث متفق علیہ ہے اور عبد اللہ بن مسکین نے
 قال توفیت بنت نعمان بن عفا بیان کیا کہ عثمان بن عفان کی ایک صاحبزادی
 بکتر فجسنا لشہد ہا وحضر ہا بن مکہ میں مریں ہم سب لوگ رسم تعزیت کے لیے ایک
 عمرو بن عباس فانی جالس نہیہا اور ابن عباس و ابن عمر بھی تھے اور میں ان دونوں
 فقال عبد اللہ ابن عمرو ابن کے درمیان بیٹھا ہوا تھا تو عبد اللہ ابن عمرو ابن
 عثمان الا تنتمی من البکاء فان عثمان نے کہا کہ اب روتے جاؤ گے حالانکہ حدیث
 رسول اللہ قال ان المیت لیعذب رسول ہے کہ میت پر رونے سے عذاب ہوتا ہے
 بکاء اهلہ علیہ فقال بن عباس اس پر ابن عباس نے کہا ہاں عمر بھی کچھ ایسی ہی
 تذکران عمر یقول بعض ذلک کہا کرتے تھے پھر یہ واقعہ بیان کیا کہ میں عمر کے ساتھ
 شرحدث فقال صدرت مع مکہ سے نکلا ہاں تک کہ جب میں صحرا میں پہنچا تو ایک
 عن عمر مکہ حتی اذا کنا بالسدا غلظ شخص دکھائی دیا عمر نے کہا دیکھو تو یہ کون ہے میں نے
 ہو بکب تحت ظل سمرق فقال جب دیکھا تو صہیبؓ میں نے جزوی اٹھوں نے
 اذهبنا نظر من ہولاء الرکب انگوٹھ لایا میں نے آگے صہیبؓ کہا ان آگے صہیبؓ
 فنظرت فاذا هو صہیبؓ فی الخبیر خنجر لگا تو یہی صہیبؓ روتے داخل ہوئے اور زور
 فقال بعد فرجعت الی صہیبؓ قلت زور رو کے کہتے تھے ہائے میرا بہائی ہائے میرا دوست
 اربعل فالحق الی الامیر فلما ان جس پر عمر نے کہا کیوں صہیبؓ روتے ہو حالانکہ میت
 اصیب عمرو دخل صہیبؓ بیکی پر رونے سے عذاب ہوتا ہے ابن عباس کہتے ہیں
 و تقول واخاک و امہا جاعا فقال کہ جب عمر مر گئے تو میں نے یہ قصہ عائشہؓ سے کہا
 عمر یا صہیبؓ تبکی علی وقد قال نے کہا خدا عمر پر رحمت ازل کرے خدا کی قسم رسول
 رسول اللہ ان المیت لیعذب نے کبھی ایسی حدیث نہیں بیان فرمائی مگر ہاں یہ
 بعض بکاء اهلہ علیہ فقال ان کہہ ہے کہ کافر کا عذاب اُسکے رشتہ داروں کے

عباس فلما مات عمر ذکرت گریہ دہکا سے زیان ہوتا ہے اور کہا کہ تمہیں قرآن
ذلت لعائشہ فقالت یرحمہ اللہ کافی ہے اور مسلمان میں یہ آیت ہے ایک کا
عمولاً واللہ ما حدث رسول بار و سدا نہیں اٹھاتا ابن ملیک کہتے ہیں
اللہ ان المیت عجذب ببكاءہ کہ ابن عباس سے ابن عمر نے یہ واقعہ
علیہ ولكن ان اللہ یزید لکافرا سنا مگر بولے نہیں نہ اسکی رد کی
هذا بابکاء اہلہ علیہ وقالت
عائشہ حسبکم القرآن تزدوا زدة
ونرا خری قال ابن ملیک فما
قال ابن عمر شیءا رشکوة کتابا لہما ۱۲۲

ان روایات سے روشن ہے کہ یہ حدیث جس پر ہر دوسرے کے حضرات اہانت گریہ دہکا
کو منع فرماتے ہیں خود ان کے یہاں کی کسے مجروح نظر آتی ہے بلکہ نگاہ منقہ خباب عائشہ حضرت
عمر و ابوہریرہ وغیرہ اس میں مجرم غلط فہمی قرار دیتی تھی حضرت عائشہ کا یہ کہنا کہ حسبکم کتاب اللہ
حضرت عمر کے درجہ بنا کتاب اللہ کہنے کی یاد تازہ کرتا ہے اور کم از کم آنا ضرور سمجھ میں آئے گا
کہ حضرت عمر کو اس حدیث کے بیان کرتے وقت یہ آیت "لا تزدوا زدة ذلہا خری" ہرگز
یاد نہ تھی اور یا اگر یاد تھی تو قوت استنباط! الکل گم تھی یا کم از کم اتنی نہ تھی کہ جتنی حضرت
عائشہ میں موجود تھی،

ایک اور روایت ملاحظہ ہو جس سے معلوم ہو گا کہ غم نے عورتوں کو کسے نکالا اور
گریہ دہکا کی آواز رسالت کی یا دین بلند ہوئی،

روى ابن عباس کعب بن لہلہ لما نزل ابن عمار نے یہ آیت کی ہے کہ بلال کہتے ہیں کہ
بلالہ من اذغل لثام وائی النبی انھوں نے بنی کو دیکھا کہ نہ فرماتے ہیں کہ کیوں
دھویقول ما ہذہ الحقوق یا بلال تم میری زیارت کیوں نہیں کرتے بلال کہتے

بلال ما ان لك ان تزدنا فيك
 خرينا فوكب احلة وقصدا لمدينة
 فاتي قبلاني فجل قرع خذ عليه
 فاقبل الحن والمسين فجل بضم
 وقيلهما فتلا فتشع ان نسع
 اذ انك كنت تؤذن لرسول الله
 فجل لمسجد فعلى سطوح المسجد وقف
 موقعه الذي كان يقف عليه
 فلما قال الله اكبر وتعبا لمدينة
 فلما قال شهد ان لا اله الا الله
 اذ ادركت حبه فلما قال الله
 ان محمدا رسول الله كما توسر سیده عورتیں
 ہر دوں سے نکل پڑیں اور ایسا گویا رسول
 کی یاد میں ہوا کہ آج تک مدینہ میں نہ
 تھا، حسین کے ماتم میں عورتوں کا نکاح بڑھ
 الحوائج من النساء من خدش
 وما لو ابعث رسول الله فماري
 سيعلموا ان بن ظلموا اى منقلب
 يكون نيل الجاء اكثر من ذلك طليمون
 فيقلبون ،

(تنبہ الایات)

اب ملاحظہ کریں کہ کیا اذان ہوتی نہ رہی ہوگی اور کیا۔ اشدہ ای محمد ارحل
 اشدہ کہ نہ جاتا رہا ہو گا مگر بلال کے اذان کہنے میں رسول کی یاد نے کچھ اور ہی اثر کیا کہ مدینہ
 میں کہرام برپا ہو گیا یہ صرت اسلئے کہ بلال کی ذات دامن قرب رسول سے جا ملے تھی اور
 وہ ذکر رسول ہوئی لہذا رسول یاد آگئے اور میت پر ماتم ہوا عورتیں گہروں سے نکل پڑیں
 اور رسم تعزیت ادا ہونے لگی، اکیس کہا جائے کہ باطنوں سے جن کی آنکھوں پر حجابیت

الجبیت اور دشمنی رسول نے پر دے ڈال رکھے ہیں کہ کیا رسول جنت میں نہ تھے کیا جنت میں ذرہ نہیں ہیں پھر یہ کاہیکار و نادہو نایہ کاہیکی بے صبری، اگر اس واقعہ بدعت تھی تو خلیفہ وقت نے اپنا کڑا کیوں نہیں اٹھایا جیسا کہ انکا معمول تھا مگر معلوم ہے کہ یہ واقعات اس وقت کے ہیں کہ جب خلفہ کے مظالم کی نیورکھی جا رہی تھی اور آثار مرتب نہیں ہوئے تھے اور قتل حسین علیہ السلام کا تذکرہ انکے مظالم کی تمام طعیاں کو نشانہ ہوا لہذا اسکا ذکر بھی حرام ہے اور اسکا ذکر کر کے روزا بھی بدعت ہے،

حضرت عثمان پر ماتم

کان اهل الشام لما قدم عليهم النعمان بن بشير عثمان کا کہ جو خون آلود تھا اور انکی بنی کی کٹی ہوئی انگلیاں اور انکا کچھ حصہ دست وغیرہ جو چیزیں کٹی گئی تھیں آ رہے انکو ٹھکے کے ساتھ شام میں فیدہ فضاہ یا بالدم با صابہ زوجہ نائلہ اصبعان منها فمئی من لفت لیکر آیا تو معاویہ نے ان تمام چیزوں کو منبر پر رکھوا یا واصبعان مقطوعتان من صلبها اور لشکر اہل شام کو چھ کیا یہ لوگ ایک مدت تک دھنصل لاجہام وضع معویۃ فمئیس ان چیزوں کو دیکر عثمان کا ماتم اور ان پر گریہ علی المنبر و جمع لاجناد الیہ فبکوا دہکا کرتے رہے، یہ کرتہ اور وں کٹی انگلیاں دلوں علی لفقیص مدۃ وهو علی المنبر تک لٹکی رہیں

دکا صابہ معلقۃ فیہ غالباً حضرت عثمان کے لیے جنت کا یقین نہ تھا
دال بن ہشیر جلد ۲ صفحہ ۱۱۹ در نہ جنت والوں پر دونا کیا

آب اہل نظر فیصلہ کریں کہ فرقہ نذر رسول کے عربانی جسم پر نوحہ و بکا کرنا بدعت قرار دیا جاتا ہے خاتمہ ان رسول کے قتل پر فحاشاں کہا جاتا ہے فرقہ نذر رسول کا سرکٹ جاے مگر نہ رو دو اور نہ کلمہ سی عورت کی انگلیاں غلطیہ و اداوں اور اصحاب نبی کے ہاتھوں جھانپو جاو نہیں انہیں رو دیا جاسے اور اسکا کلمہ کسی فتوائے بدعت نہیں نکلتا یہ ہے نفیض و عداوت خاتمہ

رسالت جو چھٹاے نہیں چھٹا عثمان سے شخص کی قیص پر اتم اور بدعت نہ کہا جائے اور
حسین سے مظلوم پر بکا ہو اور گناہ سمجھا جائے

عثمان کے ازواج کی بدعت

القاسم کا کو تارہ میں نامہ نگار کہتا ہے کہ مصیبت میں منہ پر تھپڑ مارنا اور گریہ و ماتم
عورتوں کا کرنا یہ عوم کا لانا عام کا طریقہ ہے مگر افسوس یہ ہے کہ اس مضمون نگار کے خلاف
تاریخ اسلام شہادت پر شہادت پیش کر رہی ہے اس واقعہ سے کون شخص لاعلم ہو گا جس
خلیفہ ثالث کا خون اصحاب نبی نے بہا یا اور عثمان کے خلاف حق عمل کا جواب تیغ سے یا
اس وقت جب بن قتل ہوئے میں تو نالہ و زجر عثمان جو اشار اللہ خلیفہ کی بی بی نشیب و فز
عالم دیکھے احادیث رسول کی حافظ عمر کا عہد جھیلے ہوئے عائشہ کے صحبت فیض ہمارے
مستفیض اگر یہ دیکھا کے نہی سے واقف، مصیبت میں منہ پیٹنے کے معاملے کا خبر ملنے
متعلق اور اُن کے ساتھ ہی ساتھ اور عورتوں کے متعلق جو عثمان سے وابستہ تھیں، امین
ابی الحدید اپنی شرح میں صفحہ ۹۹ پر یہ عبارت لکھا ہے

ولم یقطع واسد فوقع علیہ رجلاً یعنی جب ان لوگوں نے اُن کے سر کاٹنے کا ارادہ کیا تو اُنکی
فالکد بنت القوا فضیلتہ ام البنین دونوں بیبیاں نالہ و زجر افتد ام البنین بنت عیینہ
ابنۃ عیینہ فضیلتہ ضربا لوجہ اُنکی اوپر گریں اور جھیں اور اپنے منہ سے

حضرت عائشہ کا گریہ اور تصویرِ غزیت

مداقتل محمد و وصل خبرہ الی جب محمد بن ابی بکر قتل کر دیے گئے، اور اُنکی خبر موت
المدینہ مع مولاہ سالم و معہ مدینہ پہونچے تو سالم غلام اُنکا کرتہ لیکر آیا تھا جب
قیصہ و دخل بہ داخلہ اجتمع اُنکے گھر لگیا تو عورتیں اور مرد غزیت کے لیے سچ
رجال و نساء قاتلہ حبیہ ہوئے ام حبیبہ بنت ابوسفیان ایک بیٹھا بھنوا یا
بنت ابی سفیان زوجہ النبیؐ اور عائشہ کو بھیجا (یعنی اپنی سوت کم) اور کہا بھیجا

فشوی و ہشت بد عائشہ و قالت کہ تمھارا بہائی یونہیں آگ میں بھڑا گیا ہے اس نے
 ہکذا اندشوی خولک فلم تاكل عشاء بعد سے عائشہ نے پھر کبھی بھڑا ہوا گوشت نہیں کھایا
 بعد ذلک شواء حتی ماتت قالت یہاں تک کہ مر گئیں،

ہند بنت الحضر میر روایت نا ملکہ المراء ہند بنت خضر کہتی ہیں کہ بنے خود دیکھا کہ ان کے
 عثمان نقبل رجل معویۃ بن حدیب زوجہ عثمان معویہ بن جندب کے پاؤں جو متی تھیں اور
 و تقول بکاء درکت نادى مدام کھتی تھیں کہ تو نے میرا انتقام لیا،

امہ اسماء بنت عمیس بقتله جب اسماء بنت عمیس والدہ محمد بن ابی بکر نے اس کے
 الغیظ حق شجعت تدایا ہادما و قتل کی خبر سنی تو بہت روئیں اور سینہ کو تانا
 وجد علیہ علی بن ابی طالب جلا کو مارا کہ خون نکل آیا خود امیر المومنین نے بھی محمد
 عظیم الخ (فی لفظہما) کے مرنے کا بجد غم کیا،

(حیوة الجوان و میر جلد ۱ صفحہ ۳۰۰)

ان تمام روایات سے گریہ و بکا کا جواز روز روشن کی طرح روشن ہے مگر کورباہن اور شہرہ
 چشم ہستیں کو نہیں نظر آتا اس روایت دوسری میں چند باتیں قابل لحاظ ہیں ایک تو یہ
 کہ حضرت عائشہ خاصہ زوجہ رسول نے اپنے بہائی کا غم کیا، دوسرے یہ کہ صاحبین
 کو کھانا بھیجا گیا، تیسرے یہ کہ بھڑا ہوا گوشت جو عائشہ نے دیکھا تو بہائی کے جسم کا بھڑا ہوا گوشت
 آیا اور پھر تمام عمر گوشت نہیں کھایا،

در حقیقت مصیبت کے لیے ایک مذکر کی ضرورت ہے حضرت عائشہ کے غم کا تازہ کنوڑا
 یہ بھڑا ہوا گوشت تھا ان افعال سے ایک اچھا خاصہ نتیجہ برآمد ہوتا ہے اگر دماغ میں عقل ہو
 اور عداوت اہل بیت و لوں کو کر دے،

جو حق یہ بات معلوم ہوئی کہ حضرت عثمان کی پاکدامن زوجہ نے سواد یہ بن خدیج
 کے پاؤں کا بوسہ لیکر اپنی انتہائی خوشی و مسرت کا اظہار کیا، نہ معلوم یہ بوسہ کس کی تسرع میں جاننا

تھا اور خدا جلے کیونکر انکو جبارت ہوئی اس سے ائمہ کے عفت پر روشنی ضرور پڑتی ہے
چلے آج نہ آس وقت قتل عثمان بھی نہ معلوم کیوں لوگوں کو آپ کے پرست
درازی کی ضرورت ہوئی اصحاب نبی کی یہ جبارت قابل نظر ضرور ہے،

ابن نیا انصاف کرے کہ جبکہ وہ بن خدیج ایسے خارجی کے پاؤں اس قابل نہ کرے
زوجہ عثمان احترام اسکو دوسہ دیں اور اسکی تعقیب فرمائیں، جب قبور والدین و مسلمین اس قابل
نہ کرے کہ ان پر بدوسہ دینا جائز قرار دیا گیا جیسا کہ بائنا یارۃ القبور میں بخاری اور اسکی شرح
فتح الباری میں درج ہے، تو خدا کے لیے نہایتے کہ جگر گوشہ رسول کی مرقہ پر بدوسہ دینے
سے کہاں کی بدعت آجائیکے، افسوس! بیٹاؤں کو کفش پرستی اور قدم پرستی میں بدعت نظر
نہیں آتی چاہئے وہ غیر محرم کے پاؤں کیوں نہوں اور تعزیہ کی تعقیب میں بدعت نظر آتی پڑے
اتم اور سبہ ذنی محمد بن ابی بکر کی ماں حضرت ابو بکر کی بی بی نے خلیفہ اول سے صحابی سے
سبق آموختہ نے بیٹے کے غم میں چھاتیاں کوٹیں یہاں تک کہ خون سے لکڑیں، درحقیقت علم
اگر ہوتا ہے تو ایسی ہی ہوتا ہے، اں لوگوں کو جو سنگدل ہوں اور جن کے عہد میں
رسول انفعیل کا جنازہ بے غسل و کفن چھوڑا گیا اور حقیقہ میں تجدید و جسد بر سرست کے حضور
لٹائے گئے اور ایسے شفیق اور رحمۃ للعالمین کا ماتم نہ کیا گیا تو ایسے لوگ انکے فرزند کا ماتم
کیوں کرنے لگے کاش یہ تمھارے یہاں کی روایات ہی تھیں ہی غیرت دین اور تمہارے
گریبان میں منہ ڈال سکو،

القاسم :- ”نہ سب کے مرج ذم کی حاجت“

سہیل :- اس جملہ کے لکھنے نے اس بات کو بتایا ہے کہ مرثیہ گوئی نہ کرنی چاہیے وہی
غزالی کے حکم کی تقلید اور صحابہ کے مظالم کے چھپانے کی کوشش، مگر افسوس یہ خجانب
اسوقت نافذ تھا جب رسول کا مرثیہ صحابہ نے خود اور میر المومنین نے کہا تھا جو آج حکم لگے
دلوں میں موجود ہے نہ اسوقت جب علی ابن ابی طالب علیہ السلام کا مرثیہ ہوا یا آج

نے کہا اور پڑھا، اور سب زبان تو اس وقت کو بھیجے، حیاتِ ابدیم منق، پر نوحہ پڑھا جاتا تھا اور حضرت عکرمہ بن ابی طالب کا مرثیہ، حسان بن ثابت، ما خواجہ سرالاب رہا تھا، ایسے میت کے لئے ایسا ہی مرثیہ خواہاں ہونا بھی چاہئے تھا،

اب میت کے لئے ننگے مرج ذم وغیرہ کے بیانات مرثیہ کے اعتبار سے لاطہ کیے، سین عالم کا نوحہ اور پکی روایت میں گذرا، خیر ہمارے تبوعین ہیں ہم انکا تذکرہ کیوں کریں۔ آپ حضرت کے لیڈروں کا ذکر ہونا چاہیے تاکہ آپ کی غیرت کا پکوا موشی کا درس دے،

خفاف بن مرہ سلمیٰ کا ابو بکر پر گریہ اور نوحہ

حضرت ابو بکر پر نوحہ خوانی قبل اسکے کہ نوحہ خوانی کا تذکرہ کروں یہ بات قابل غور ہے کہ اہانت کو

نزدیک میت پر اہتم کرنا گریہ و بکا کرنا بدعت ہے اور اس وقت یہ علم اور بدعت ہو جاتا ہے۔ میت کے واسطے جنت یقینی اور حتمی ہو چھٹی تو ایک کو باطن نے لکھا ہے اور انعام نے پھل پاتا ہے۔ حسین زندہ ہیں جنت میں چین کرتے ہیں حسد ہر آنے جنھیں ہنر روشن کرتے ہیں

خوشی سے انکی جو خوش ہیں وہ غم کو ہلکا کر دے جو اس سے جلو میں ان بن کوئے ہیں

اب اس سے قطعہ کے بعد اس بات پر غور کیجئے کہ مہلار رسول کے سختی ہونے میں کسکتا ہو سکتا ہے اور ان کے شاد کام ہونے میں کسکتا شک ہو سکتا ہے ہر باد جو اس یقین کے حضرت ابو بکر کا غم موت رسول پر لاطہ کیجئے ایسا غم فرما کہ خود بھی جاں بحق تسلیم ہو گئے چنانچہ جلال الدین سیوطی اپنے تاریخ کے صفحہ ۳ پر لکھتے ہیں،

قال کان مسبب موتی بکوفہ ذنوبی سورخین نے کہا کہ ابو بکر کے مرنے کا سبب محسن اللہ نما زال حبیبہ ریحی حتی مات ذوات رسول تھی۔ اسی غم میں گم گم کے مر گئے۔ مہلک آپ ہی بنایے احمد سے جو شخص رسول کو دشمنوں میں چھوڑ کر فرار کرے اور اپنی جان بچا کر رسول کے مرنے سے اتنا غمیں ہو کہ انتقال کر جائے،

مر باد سلمیٰ آبدرد سے اعتقاد

فکلف ید یرثم | خلق بابہ | وایقن ان اللہ لیس بعل فل

اس نے اپنا ہاتھ روکا اندر و اذہ بند کر لیا اور اسکا یقین کیا کہ خدا غافل نہیں
القائم :- تیسرا شخص مغالہ دار ہے جس نے اٹھا ہویں مذبحہ کو عید غدیر منانے کا عام
حکم دیا،

سہیل :- پہلا شخص جس نے عید غدیر منانے کا عام حکم صحابہ و تابعین کو دیا وہ شیعہ ہے جکا
نام محمد مصطفیٰ اور احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ ہے، انہوں نے رسول کے خلاف شروع ہی سے
کوششیں کیں و آج تک کرتے چلے آئے ہیں۔ اس منصل حجت کو سہیل جلد لک و دو دین
غدیر منبر میں دیکھو اگر کچھ جواب ہو تو لاؤ ورنہ

مہ نور می نشاند و سگ بانگ می زند سک را گو کہ خشم تو با اہتاب چیست

القائم :- پہر اس کے بعد حکم دیا کہ یہ لوگ عم حسین میں دوکانیں بند کریں، خرید و فروخت سے
باز رہیں، سوگے کپڑے پہنیں، زور سے داد بلا کریں عورتیں بال کھولیں منہ پر خاک ملاں کپڑے
چاک کریں، منہ پر چاٹنے آریں لوگوں نے اسکی تعمیل کی اور اہل سنت اسکی مخالفت پر تدارک
تھے کیونکہ شیعوں کا غلبہ تھا،

سہیل :- کیوں جناب اس بدعت سیئہ کے مٹانے میں آخر اہل سنت نے کیوں کوشش نہ کی
شیعہ اگر مخالف تھے تو اہل سنت نے حق پر لڑنے کے جان کیوں نہ دیدی ؟ خیر اصل مقصود تو اسوقت یہ
ہے کہ جناب کے نزدیک جو کچھ احکام مغالہ دار نے عم حسین میں جاری کئے وہ ناجائز تھے اور خلاف
شرع و اسلام تھے مگر اگر جناب نے عربی عبارت کی کوئی طرح سے توبہ کو نظر آئے گا کہ جو
کام شیعوں نے فرزند رسول کے لئے عزا داری کے اعتبار سے کیا ہے وہی بات سنیوں نے
امتیوں کے لئے کی یہاں ہم جنس سول و قرآن ایسا کرتے ہیں مگر اہل سنت اپنے لئے کوئی مستحکم
نہیں ثابت کر سکتے، مختصر لائحہ ہوا بیخ الحلفا مطبوعہ مصر صفحہ ۳، احال مترشد! اللہ
خليفة سنیاں،

سینور کا ماتم سینہ زنی انکی عزت و کرامت میں اسے ٹکنا تھے
پر طمانچہ مازنا بال نو چنا سینہ کون منہ پر خال اکا کون منہ

شعوت الوحشہ بن الخلیفہ مسعود اسکے بعد خلیفہ مسعود کی کدو تیں بڑھیں اور مسعود
نخرج بقتالہ فالتقی الجمعان وعدہ بالخلیفہ مجاہد کے لیے نکلا لشکر آپس میں ٹپکے اور خلیفہ کے
اکثر عسکرہ نطفہ بہ مسعود و الخلیفہ لشکر والوں نے ان سے دو فاک (جبکہ کسینوں
و خواصہ نجسہم قلعہ یقرب ہلان کا قاعدہ ہے) لہذا خلیفہ کو شکست ہوئی اور مسعود
فبلغ اہل بغداد ذلک فغٹوا فی الاموت نے اسے اور اسکے مقربین کو قید کر لیا جب اہل بغداد
التراب علی رؤسہم ویکوا وضجوا وخرج کو یہ خبر ہو چکی تو ان لوگوں نے سر باز اسروں پر خاک
النساء حاسرات یتدن الخلیفہ وضعوا ڈالی اور ماتم و نوحہ دیکھا شروع کیا عورتیں برہنہ نکل
الصلوۃ والخطبہ پڑیں اور خلیفہ پر ڈاڑھیں مار کر مدہی پھینکیں، صلوة

و خطبہ بھی اس غم میں بند ہو گیا تھا،

اب ذرا دیکھنے والے انصاف کریں کہ ایک نام نہاد خلیفہ اور امتی کے لیے اہانت
اور انکی عورتوں نے سر کر کے خاک اڑائی ماتم کیا اور پھر صرف خلیفہ قید کر لیا گیا تھا قتل عمل
میں نہیں آیا تھا، اور شیعہ جب فرزند رسول کے قتل پر غم کرتے ہیں یا مر اسم عزا داری پڑتے
ہیں تو بدعت کہا جاتا ہے اور سالانہ مضامین شائع ہوتے ہیں یہ سب وہ بغض اہلبیت رسول
و خاندان رسول جو سینوں کے دلوں میں کفر کی طرح مضمتے،

فہجموا علی الخلیفہ فی خیمتہ فقتلوا بہ خلیفہ پر اسکے خیمہ میں لوگوں نے حملہ کیا اور اسکو
و قتلوا معہ جماعہ من اصحابہ فماتوا قتل کیا اس کے ساتھ ہی اسکے اصحاب کو بھی
ہجم العسکر کا قد فرغوا من شغلہ فخذ اس واقعہ کا علم لشکر کو نہیں ہوا مگر اس وقت
وہم قتلوا و جلس السلطان للجزاء جب دشمن اپنے شغل سے فارغ ہوا غر فک
واظہر المساءة بذلک فوقہ النجیب انکا قتل واقع ہوا اور بادشاہ کفر میت کے لیے او

والکساء وجاء الجزالی بغداد فاشهد انتم پر سے کے لیے بیٹھا اگر یہ دیکھا کا شور بلند ہوا
 ذلك عطل الناس وخرجوا حفاة مخزولين اور بلند آدمیں یہ خبر پہنچی یہ امر لوگوں کے لیے بہت
 نیا ہم والنساء نائشات لشعور بالظمن رنج و ہوا ایسا کہ اس غم میں نہ رہنے! اپنے بچے
 و یقین المراثی لا المسترشد کان محبنا فہم پہاڑتے ہوئے نکل پڑے اور عورتیں سر پہ نہال
 کوٹے ہوئے نکلیں اپنے خساروں پر طہنچے، اور بچے تھیں اور مرثیہ پڑھ رہی تھیں کیونکہ مترصد
 اللہ خلیفہ بہت محبوب تھا یہ ہے وہ بدعت جو سنیوں کے یہاں جائز ہے،

اب تو یہ بات بالکل آشکار ہے کہ اہلسنت کو چونکہ خاندان رسالت سے غدا ہے اور چونکہ
 اس عباداری سے مظالم متلفا کا اظہار ہوتا ہے لہذا وہ فرزند رسول کے لیے عزاداری جائز
 نہیں مان سکتے اور خلفاء کے لیے کرتے ہیں جیسا کہ اوپر گزرا،
 شکر ہے کہ ان سب کے جواب تو لاؤ فعلاً انھیں کی کتابوں سے خواہ سر کر دیے گئے
 اور نتیجہ ارباب بصیرت کو بہتہ چل گیا کہ سنیوں کی کاروائیاں عداوت و اہلبیت
 پر مبنی ہیں

یہ اہم جو مترشد باللہ کا ہوا اگر بقول مخاطب یہ چیزیں بدعت تھیں یا خلافت اسلام تھیں تو
 اس وقت کے موجود علمائے براسی خلافتک حضرت خلیفہ ثانی کیوں نہیں روکا حالانکہ ایک
 کثیر تعداد حسب ذیل علماء اہلسنت کی اس وقت موجود تھی،

(۱) شمس لائئہ ابو الفضل امام الحنفیہ (۲) ابو الوفاء بن عقیل حنبلی (۳) قاضی القضاۃ ابو الحسن
 مغانی (۴) ابن طیمیۃ المقرئ (۵) ابو علی الصدفی الحنفی (۶) ابو نصر فشری (۷) ابن
 القطاع اللغوی (۸) محسن اسعد نجوی (۹) حیرری صاحب لمقات (۱۰) مہدائی صاحب
 الاسال (۱۱) ابو الولید بن رشد المالکی (۱۲) امام ابو بکر طرطوسی (۱۳) ابو علی الفاروقی الشافعی
 (۱۴) ابن الطریق نحوی وغیرہ وغیرہ

ہم تاریخ میں دے اور نہ بیٹے کے واقعات تو دیکھتے ہیں مگر ان علماء کا فتوایں بدعت ہیں

کہیں نظر نہیں آتا کیا جس وقت کسی کا نام کیا جاتا ہے تو بدعتِ نخصت ہو جاتی ہر اور جب قرآن
رسول کا نام کیا جاتا ہے تو بدعت آ جاتی ہے۔ اللہ عادی من عادی ہم ہیں معلوم ہے کہ تم
ہو کہ اگر کبھی تم نے فضائلِ اہلبیت کا نشر اپنے فائدہ کے لیے کیا بھی ہے تو تمہیں جی پڑی
نے کہ کا اور ناحق کوئی نسخہ نہ کیا جسکی شہادت ذیل کا واقعہ دے گا،

وفیہا عزم المعتضد علی بن معاویہ اس سن میں معتضد نے من معاویہ کے زیرِ قید
علی المناور غوفہ عبد اللہ وزیرِ مملکت کیا کہ وہ منبر پر بڑھ کر پیرا مندر کرنے شروع کیا اور
العامۃ فلم یلتفت وکلب کتابانی ذلک کہا کہ اس سے عام لہجہ کی جا نیکی معتضد نے یہ
ذکر فیہ کنید امن مذاقب علی و مثالب بھی کیا تھا کہ مذاقب علیہ السلام اور معائب معاویہ
معاویہ فقال لقاضی یوسف عتدنا سمع کو لکھو ایا الشیر قاضی یہ سب نے کہا جب تک سطح
الناس هذا من فضائل اہلبیت کا فو اسنے کے تو ان کی طرف مائل ہو جائیگے یہ بات
الیہم امیل فامسك المعتضد عن ذلک معتضد سمجھا اور اپنے اس فعل سے باز رہا،

اس سے معلوم ہوا کہ فضائلِ اہلبیت چھپانے کی وجہ یہی تھی کہ دنیا ان کی طرف مائل
ہو جائے اور ان کا حق اُکوٹ نہ جاسے یہ بھی معلوم ہوا کہ معاویہ پر صرف اہل تشیع ہی لعنت نہیں کرتے

اس طرح حضرون سے ثابت ہوا کہ میت پر روزِ ناصحہ و بکا کرنا فعلِ مرسلین بھی تھا اولی
اصحابِ خلفا بھی، حتیٰ کہ تغلبین میں دس چکا، دہ گیا و لدل، دہ علم و بھی انھیں تبرکات کی شیعہ
ہے، حب عائشہ کا پر دار گہور اور ان کی گزراں اور نقل محل عائشہ میں ہر باجا بجاتا ہوا آجائے
اور مصر سے کہ آتا ہے قابلِ خورد گیری نہیں کو تم کس منہ سے ان عزا داری کی چیزوں پر
اعتراض کرتے ہو۔ حالانکہ اسکے لیے شواہد و نقوض احادیث بھی موجود ہیں تو ہر اگر
اپنے اولیا و ائمہ کے مرادوں پر اس شریف کو دیکھو تو تمہیں خوشی کی بدعتیں دکھائی دیں
جہاں بقول تمہارے سوا کہ ان کہیوں کے اور کچھ نظر نہیں آتا

اب تھا مایہ اعتراض کہ مجلس تہذیبیہ پہلے پہل زیر کے محل میں ہوئی اور عوام داری
نے زیر کے گھر میں جم لیا، یہ اس قدر انوار یہود اور قصب میں ہوا تھا اعتراض ہے
جس کو اہل عقل مضحکہ کے سوا اسفاہت کے علان کچھ خیال نہیں کرتے
عوام داری کے لیے گھر کی تو کوئی خصوصیت نہیں، اس امر کو دیکھ کر عوام داری کو فریاد
کون تھے وہی تھے جو دردِ اغوش رسولِ دام تھے کیا آسیہ کا فرعون گھر میں
توحید قبول کرنے سے توحید اس قابل ہو جائیگی کہ اسکی طرف معرض سانسفہ دیکھا دل سے
دیکھے کیا اسلام کو اس لیے ترک کر دینا چاہیے کہ کافرؤں کے گھر میں پہلے اُتر کر کھول
آپ کے سب پہلے حضرت ابو بکر سے ... پر عرض کیا گیا اور اسکے بعد حضرت عمر کی بہن جو
تھیں اور اسکے بعد عمر جو اسلام اور بانی اسلام کے سب زباں دشمن تھے مشرک و دشمن
خدا سے ڈر دیکھو کہ جس گھر نے کے تم دشمن ہوں خدا کی نگاہوں میں محبوب ترین ہے

گریہ رسول کی ہیت

نبلی نمانی سبتو البنی صفحہ ۳۱۴ پر تحریر فرماتے ہیں کہ غزوہ احد کے بعد آپ جب ہرینہ میں تشریف
لئے تو گھر گھر شہید و کلا تم پر پڑا تھا، ستورات اپنے اپنے شہیدوں پر زور کر رہی تھیں یہ دیکھ کر
آپ کا دل بہرا اور فرمایا (حزہ) عم رسول اللہ کا کوئی زورہ خواں نہیں،

لیک بار ایک صحابی اپنی ایک جاہلیت کا قصہ بیان کر رہے تھے کہ میری ایک چھوٹی لڑکی
تھی، عرب میں لڑکیوں کے مارنے کا کمین دستور تھا میں بھی اپنی لڑکی کو زندہ نہیں
کاڑوا، نہ آباؤ اجداد کے پکار رہے تھی اور میں اُس پر شئی کے ڈھیلے ڈال رہا تھا، اس بیدار
کو سترہ حضرت صلعم کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہو گئے، آپ فرمایا کہ اس قصہ کو
پہرہ ہر اعلان صحابی نے یہ دردناک واقعہ 'پہریان کیا آپ بے اختیار دے، یہاں تک کہ
روستے روتے عاصم مبارک تر ہو گئی،

(ذوق)، غالباً یہ صحابی حضرت سر میں خاک ہم چھایا گیا ہے،

منظوم بحیا و نفع جریان و ضعف و قوت اعضا

چونکہ عوام جریان سے ناواقف ہوتے ہیں اسلئے ہلکے بتانا ضرور ہو کہ جریان کیا جسم اور اس سے کیسے ممکنہ امراض تکلفات
پونجیبت یا کربن حرارت کو یہ مرض بدوہدہ ایک کس سفوف میں اسے صلب کرکے اسکا کربن جریان کو کربل میں سلان اور ہندی
میں پرمیو پرمیو اور دھات بناتے ہیں اور دھات ایک بھر نفیس جو کس کہ ہر قطرہ خون کے دس قطرات سے نسبت یہی
وہ چیز ہے جس کہ انسان کا جو سر است اسکا نہایت کیہ کربن تمام جو اجشون کا بادشاہ جمائی طاقت کا نگہبان دوسرے غذائیں ہیں
مکناہت یہ تمام عین بدن است ایسی بدولت عین بن ہوئے ہیں اور حقدہ اس میں نقص ہوتا ہے اسی قدر رنگ و روغن چمک
دیک طبیعت بابت است دلکی ذمت میں فرق اسباب علوات جریان حسب ذیل ہیں بعد شباب اور کچھ قبل شباب اور کچھ
کے بعد تو ای حالت نقص میں دھات کا خارج ہوتا دھات کا تیل ہوجاتا اور بھی کبھی اصل مرگوبہ شش خفشی سے رگات سمودہ جس کو کسی
ذریعہ کی نوبت آتی کہ تو اس شانکی حالت بخیر طاقی جو مینی حالت بول (شباب کرتے ہیں) اگر کسی اور چنگ کا معلوم ہوتا ہے یا بین سوزش بار شباب
کا ہوتا شغرت نزول ہی لذت و شہ ہو کہ کچھ کربل ہوجانا اور دھکرت ہتھکین اور تودہ کچھ جلیں اور ادوہ ہوتا اور ادوہ کا کمر دور ہوتا
پندہ یوں کا ہتھکینا اور ان سرسیتی کا علی بند کی کمی خفش کرتے ہیں سمیت امراض شش مرگی لقوہ خلق گنگیا جہن تپ شہید
و غیر ذلک امور جریان بنجائی کر کہ بعض زمانہ عام یہ سفوف صرف ہندوستانی جڑی بوٹیوں سے تیار کیے مہدنیات
ست کھل ایک سب سے تیز بدن پھر انیسٹھ نقصان نہیں یہ سفوف جریان کے لیے اکسیر کا حکم رکھتا ہے من سفوف کا
کو کو رند و ربال کا لیت کی صبر زمانہ کو رند و ربال کو طورت زمانہ تمام اعراض و تسمیہ کی خرابیوں کو دفع کرنا اور ان کے
فعل کو قوی کرنا عین و عین و کونیر اگر اسکا کو شہایت خوبی کہ تھو اپنے نفس کو کہنے کا دہ کرنا نامردی ضعف شہ نہ ضعف
اعصاب نہ ضعف و مانع جگر و معدہ ان میں ہر صہل قلب کیسے بہتر تر یا قہ طاعت جوانی پیدا کرنے کے لیے اکسیر
انہ سے کہ بہرین کا دانے سے لطیف یہ کہ اسے مستمال کیلئے کسی کو حکم کی قیہ نہ زیادہ پر ہنری ضرورت قیمتی کی کس میں خوراک
میں دوسرے سے

فہرست کا خانہ الحرب یڈوانہ کی جاتی ہے

المشتهر من راجع احسن عظماء مالک و خا معین علی بنی کوٹھی کوٹھی پٹ لکھنؤ

<p>الکافظم۔ تاریخ امام سی کاظم علیہ السلام</p>	<p>ہیمن بن جلید اول و دوم</p>	<p>ہیل میں جلد اول</p>
<p>ہدم الاساس تحقیق</p>	<p>کی اگر ضرورت ہو اور نبی مجاہدات کے دیکھنے کی خواہش ہو تو دفتر طلب کیجئے</p>	<p>پہلا نمبر دفترین بالکل باقی نہیں حضرات نوٹ کر لیں۔</p>
<p>حدیث قرطاس</p>	<p>مجلد چار روپیہ للعم</p>	<p>اگر کوئی صاحب فہرہ و زرہ رعایت فرماتا چاہیں تو وہ دفتر سے آٹھ آنے</p>
<p>تشریح الاحکام شرح میراث و ہبہ و ید</p>	<p>غیر مجلد</p>	<p>کے ٹکٹ وصول فرما سکتے ہیں۔</p>
<p>شرایع الاسلام</p>	<p>محصول بذمہ حشریہ</p>	<p></p>

نوٹ جو حضرت دد نریہ افرام کے نکاح چنڈیہ دفتر میں بچھینگے انکو سیل حلبیہ اول بلا قیمت حافر کیا جائیگا

مینجھ سہیل مین و کٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ

REG MOA 1563

دار حیات



جلد علیہ

سکین

میرزا آسگر خان

با تمام مجتہدین و در نظامی پرین کتب مطبع کردیه

قواعد سہیل مین

اغراض مقاصد سہیل مین

- ۱۔ ہندوستان کے بہترین اہل قلم کے مسطور مفہام کی اشاعت۔
- ۲۔ معاندین اسلام سے مسلمان خلیفین کے بیجا افسرانیت اور سلطنت کا انکار
- ۳۔ تہذیب و تمدن اسلامی کا اشراف
- ۴۔ مسلم فوجی اور مذہبی اور ان ملک و علاقوں پر جو نہ سب سے مطلق ہوئے تفسیر و تفسیر
- ۵۔ مذہب و ملت و مصلحت و مصلحت اسلام کے غلو و سوان کا اشر

مشتہد

۱۔ کیا ایشیا و ایشیا میں سہیل مین کی بنیاد
۲۔ کیا ایشیا و ایشیا میں سہیل مین کی بنیاد

عبداللہ	ابو عبد اللہ	ابو عبد اللہ	ابو عبد اللہ
ابو عبد اللہ	ابو عبد اللہ	ابو عبد اللہ	ابو عبد اللہ
ابو عبد اللہ	ابو عبد اللہ	ابو عبد اللہ	ابو عبد اللہ
ابو عبد اللہ	ابو عبد اللہ	ابو عبد اللہ	ابو عبد اللہ

۱۔ کیا ایشیا و ایشیا میں سہیل مین کی بنیاد
۲۔ کیا ایشیا و ایشیا میں سہیل مین کی بنیاد

- ۱۔ یہ رسالہ ہر ماہ سہیل مین کے سب سے بہترین قلم کاروں کی طرف سے لکھا جاتا ہے۔
- ۲۔ سہیل مین کی شہادت فی الحال ۱۰۰ صفحات سے زیادہ ہو گئی ہے۔
- ۳۔ سہیل مین جملہ خریدارین کے نام ذریعہ ڈاک ڈال دیا جاتا ہے۔
- ۴۔ اگر خریداروں کے پاس کوئی مسئلہ ہو تو سہیل مین کے قلم کاروں سے رابطہ کرنا چاہیے۔
- ۵۔ سہیل مین کی سالانہ قیمت فی سال ۱۰ روپے ہے۔
- ۶۔ ہر ماہ سہیل مین کی شہادت فی سال ۱۰ روپے ہے۔
- ۷۔ سہیل مین کی شہادت فی سال ۱۰ روپے ہے۔
- ۸۔ سہیل مین کی شہادت فی سال ۱۰ روپے ہے۔
- ۹۔ سہیل مین کی شہادت فی سال ۱۰ روپے ہے۔
- ۱۰۔ سہیل مین کی شہادت فی سال ۱۰ روپے ہے۔

۱۔ کیا ایشیا و ایشیا میں سہیل مین کی بنیاد
۲۔ کیا ایشیا و ایشیا میں سہیل مین کی بنیاد

- ۸۔ سہیل مین کو جو کہ آئندہ ایسے کام میں دینی حمایت اور مذہبی و فلاحی کاموں میں تعاون کرنا ہے۔
- ۹۔ سہیل مین کی شہادت فی سال ۱۰ روپے ہے۔
- ۱۰۔ سہیل مین کی شہادت فی سال ۱۰ روپے ہے۔

۱۔ کیا ایشیا و ایشیا میں سہیل مین کی بنیاد
۲۔ کیا ایشیا و ایشیا میں سہیل مین کی بنیاد

سہیل مین مین و کوٹہ سہیل مین مین و کوٹہ

نظامی سہیل مین مین و کوٹہ سہیل مین مین و کوٹہ

فہرست المصنفین والی اس پر دو دو معائنہ ملاحظہ فرمائیے



اطلاع

یہ سب کتبیں کتب خانہ کراچی میں موجود ہیں

یہ سب محض حق کی نیت سے نکالا جاتا ہے جو کما نتیجہ حفظ افراد مذہب ہے
کسی کی توہین ہو اگر کوئی اس سے دل داری کا خیال نہ تو اس کے دیکھنے کیلئے شاخ نہیں لگایا

سہیل مین

مجتہد مولانا محبوب علی پوری * کہ غنتہ گزشت است پکاراؤ

جلد ۳۱ و ۳۲ مجموعہ احکام اسلامیہ مطابقت چون بیسٹ

نمبر	مضمون	فہرست مضامین	مضمون نگار	صفحات
۱	معرکہ القلم بقیہ مضمون حدیث قرطاس		ایک محقق	۱۰-۲
۲	نظم لقب تہ سجدہ بہار		دزم و دلوئی	۱۳-۱۱
۳	اہل سنت کے ذمہ کی بنا مخالفت امیر المومنین		ایڈیٹر	۱۶-۱۴
۴	تہمت غدیری (مضمر حصہ مضمون)		ایک محقق	۳۶-۱۸
۵	نظم تنقید		ایڈیٹر	۴۷-

مِصْبَحُ الْقَلْبِ

دستِ رسول کا ہدیہ

سلسلہ کیلئے لائحہ عمل ہو سہیل بن حرب ۲ جلد ۳

عبارت، الحکم سہیل نے اسکے بعد چند کتابوں کے نام لکھے ہیں کہ ان میں شیعوں کا یہ اثر موجود ہے،

سہیل (جھوٹے پرفٹ) بلکہ یہ لکھا ہے کہ ان کتابوں میں شیعوں کا یہ اعتراض موجود ہے نقیہ تو آپ گمراہ تھے کہ جھوٹ ہے لیکن صریح جھوٹ کا منہ پر غارہ لگانے میں شرم نہیں آتی، عبارت النعم، ان کتابوں میں صریح بخاری کا نام بھی نہیں ہے مجھے تو ہے کہ سہیل نے بجائے مسلم کے بخاری کی روایت کیوں نہ نقل کی،

سہیل صرف اسلئے کہ حکایت اسلامی تھی اور یہ برلے نام مسلم تھا شاید اسلامیوں کے نزدیک اسکی روایت تسلیم ہو، اور بخاری میں اتنی بات بھی نہ تھی لیکن اگر آپ بخاری ہی کی روایتوں سے خوش ہیں تو میں اسے بھی اس صحیفہ تابندہ میں لکھا ہوں فانظر لای ما قالوا و نقول،

کتاب العلم میں ہے حدثنا یحییٰ بن ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا کہ کہتی ہیں کہ مجھے سلیمان قال حدثنی ابن وہب قال وہب نے حدیث بیان کی کہ کہتے ہیں کہ مجھے یونس نے ابن شہاب عن ابن عباس سے روایت کی کہ کہتی ہیں جب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بالنبی وجعل قال ایٹونی بکتاب کتب لکم کتابا لا تضلوا بعدہ قال عموا

النبی علیہ الوجع وھذا کتابا للہ

حسبنا فاختلفوا الخ

میں اختلاف ہو گیا، الخ

مقام ششم

کتابا لمرضی عن عیید اللہ بن عبد اللہ

عن ابن عباس قال لما حضر یسول

اللہ فی البیت رجال فہم عمر بن

الخطاب قال بنی ہلم اکتب لکم کتابا

لا تضلوا بعدہ فقال عمران النبی

قد غلب علیہ الوجع وعندکم القرآن

حسبنا کتابا للہ فاختلف اہل البیت

فاختصموا فیہم من یقول قریرہ لک

لکم النبی کتابا ان تضلوا بعدہ وھم

من یقول ما قال عمر الخ

مقام ہفتم

رکتاب الاعنصام بالکتاب والسنہ

عن ابن عباس قال حضوا النبی فی

البیت رجال فہم عمر بن الخطاب

فقال ہلم اکتب لکم کتابا ان تضلوا بعدہ

قال عمران النبی غلبہ الوجع وعندکم القرآن فحسبنا کتابا للہ واختلف

کہا کہ پیغمبر پر شدت مرض نے غلبہ کیا ہے اور ہاتھ پاس

خدا کی کتاب ہے، ان میں کافی ہے، میں اتنا کہنے سے صحابہ

چھٹا مقام

کتاب المرئی میں سبب اللہ بن عبد اللہ سے روایت

کی ہے ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ جب خواب کتاب

آپ کا وقت رحلت قریب آیا، دیگر میں کچھ لوگ موجود

تھے جن میں حضرت عمر بن الخطاب بھی تھے پیغمبر نے فرمایا

میں تمہیں ایک نوشتہ لکھ دوں جس کے بعد تم گمراہ نہ ہو عمر نے

کہا کہ پیغمبر پر مرض نے غلبہ کیا ہے اور تمہارے پاس قرآن

موجود ہے اور خدا کی کتاب میں کافی ہے اس کے بعد

لوگ، جو کہ میں حاضر تھے مختلف ہو گئے کوئی کتاب

کہ جو کچھ فرمایا اس کی تعمیل کرو تمہاری ایسی پیغمبر نوشتہ

لکھ دوں گی جو گمراہ نہ ہو اور کوئی دوسری کتاب تمہارے پاس

ساتواں مقام

کتاب الاعنصام بالکتاب والسنہ میں ہے

ابن عباس سے روایت ہے کہ کہتی ہیں کہ جب حضرت

کا وقت وفات قریب آیا، لوگ میں کچھ لوگ موجود تھے

جن میں حضرت عمر بھی تھے تو اپنے فرمایا کہ لاؤ میں تمہیں ایک

نوشتہ لکھ دوں جس کے بعد تم گمراہ نہ ہو عمر نے کہا کہ پیغمبر پر مرض

نے غلبہ کیا ہے اور تمہارے پاس قرآن ہے تو میں خدا

بن جبریل عن ابن عباس انہ قال یوم
الخمیس وما یوم النخیس ثم یکی حتی
خضبت مع الحصباء فقال اشتد برسی
الله وجعل یوم النخیس فقال یتوفی
بکفایہ کتب لک کتابا ان تضلوا بعدہ
ابد افتنا زحوا ولا ینفی عند یتنازع
فقلوا جبریل مولا لله اقل دعوی

انما موتے تھے کہ زمین تر ہو جاتی تھی اور فرشتے تھے کہ جب
رسول کا مرض سخت ہوا تو آپ نے کاغذ مانگا اور فرمایا کہ
لا میں تمہارے لئے ایک ایسا نوشتہ لکھ دوں کہ جس کے
بعد تم کبھی گمراہ نہ ہو جس پر لوگوں نے جھگڑا کرنا شروع کیا
حالاکہ نبی کے پاس تنازع درست نہیں اور انھوں نے
کہا کہ رسول مازندران یک رہے ہیں جس پر رسول
نے فرمایا کہ جاؤ مجھے چھوڑ دو

سوم

کتب النخس نکالا جائیہود کا جزیرہ عربی
سید بن جبریل نے ابن عباس سے روایت کی ہے، یہ کہتے
ہی کہ ابن عباس پختہ کے دن کو یاد کر کے اتار دیتے
تھے کہ انکی آنسو زمین ترک دیتے تھے میں نے سنے پوچھا کہ
یہ کیا ہے؟ جواب دیا کہ آج کے دن مرض رسول میں شہوت
ہوئی اور رسول نے فرمایا کہ کاغذ لاؤ تاکہ میں تمہیں ایک
نوشتہ لکھ دوں کہ کبھی گمراہ نہ ہو لوگوں نے یہ سنا جھگڑا کرنا
شروع کر دیا حالاکہ نبی کے پاس ایسے جھگڑے نہ ہوتے تھے
بر حال ہی تکملہ جاؤ مجھے تنہا چھوڑ دو

کتب النخس نکالا جائیہود کا جزیرہ عربی
سید بن جبریل نے ابن عباس سے روایت کی ہے، یہ کہتے
ہی کہ ابن عباس پختہ کے دن کو یاد کر کے اتار دیتے
تھے کہ انکی آنسو زمین ترک دیتے تھے میں نے سنے پوچھا کہ
یہ کیا ہے؟ جواب دیا کہ آج کے دن مرض رسول میں شہوت
ہوئی اور رسول نے فرمایا کہ کاغذ لاؤ تاکہ میں تمہیں ایک
نوشتہ لکھ دوں کہ کبھی گمراہ نہ ہو لوگوں نے یہ سنا جھگڑا کرنا
شروع کر دیا حالاکہ نبی کے پاس ایسے جھگڑے نہ ہوتے تھے
بر حال ہی تکملہ جاؤ مجھے تنہا چھوڑ دو

چہارم

باب عرض الابی الخ من سلیف لاجول
عن سعید بن جبریل قال قال ابن عباس یوم

ابن عباس رضی اللہ عنہما قریب قریب وہی طلب ہے
یہ روایت کی روایت کا مطلب ہے

انھیں اشد برسول اللہ و جعفر فقال
 ایتونی اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعد
 ابدا افتنا زعوا و لا ینفی عند بنی
 تنازع فقالوا لبنا انھما مستفھمہ
 فذہبوا یردون علیہ فقال عوفی الخ
 مینی یوم پنجشنبہ رسول کا مرض شدید ہوا تو آپ نے
 فرمایا کہ مجھے کاغذ و دوات دے تاکہ میں تمھارے لیے ایک
 ایسا نوشتہ لکھ دوں جو تمھیں مگر اسی سے بچاے اس پر
 لوگوں نے نزاع کرنی شروع کی حالانکہ ایک رسول کے پاس یہی
 گفتگو نہ ہونی چاہیے تھی آخر رسول نے کہا تم لوگ میرا سچا
 نعم حدیث کے متعلق چند باتیں

بخاری کی یہ ساتوں روایتیں دو قسم کی ہیں ایک وہ جو سعید بن جبیر سے منقول ہیں
 دوسرے وہ جو عبد اللہ بن عباس سے بواسطہ عبید اللہ بن عباس ہیں یا بطور تعلیق مذکور ہیں پہلے
 پہلی روایت انیس عبد اللہ بن عباس سے مروی ہے اور یہ وہ شخص ہے جو واقعہ کا شاہد تھا خدا انکو
 جزا خیر دے جسکی وجہ سے یہ کام آدرائز فاش ہو پھر جب ایک ہی شخص زادی واقعہ اور شاہد حال
 ہے تو یہ کیوں کر ممکن ہے کہ وہ مختلف صورت واقعہ بیان کرے لاحالہ جو کچھ اختلافات ان خانج سے
 پیدا ہو رہے اب یا تو سعید بن جبیر نے بلا وجہ ایک ایسا نقل کر کے یا جو تمام اصحاب کو مشتبہ کرتا ہے
 کیونکہ ان تینوں روایتوں میں وہی بیان ہے کی نسبت مرقم ہے اور یا عبید اللہ نے کچھ اپنی طرف سے
 الفاظ کی تبدیلی کر کے بہاری کو لکھا کیلئے اور جب وہ ہماری لکھا ہو چکا تو انھوں نے حضرت عمر کا نام
 لے دیا اور چونکہ سعید بن جبیر کی روایت میں نہایت منافی اسلام الفاظ مذکور ہیں پہلی حضرت عمر کا نام
 صرف انھیں مرقوم نہیں بہر حال جہات کے ردز کا واقعہ قطعا ہے اور وہی ایک واقعہ ہے جو مختلف
 صورتوں میں بیان کیا گیا اب ایک احتمال اور رہا ہے کہ ابن عباس نے بیٹے سے کچھ اور کہا اور سعید بن
 جبیر سے کچھ اور کہا اور یہ ابن عباس ایسے حلیل القدر صحابی کے شان کے ہرگز لائن نہیں پہر لا یا ایک
 ہے تعمیر حق معلوم ہوتی ہے اور وہ وہی ہے جو سعید بن جبیر کی روایت میں منقول ہے اور وہ کھنے والے یقیناً
 حضرت عمر تھے کیونکہ زودی شاخ مسلم اس حدیث کے تشریح معنی کرتے ہوئے قطرا بن ابی ہجواہی
 اختلاف کلام سبیلہ مرض علی الاستفہام اسی حل تغیر کلام و اختلاط الاجل ما بر من

المرض ولا یجفل اخباراً فیکون من الفحش والھذیان والقاتل عمرو لا یظن بمرء لئس
یعنی اہجر کے معنی یہ ہوئے کہ کیا آپ کے کلام میں اختلاف مرض کی حیثیت سے پیدا ہو گیا یعنی کسی قسم کا اہجر
مرض کی جہت سے پیدا ہو گیا یہ استفہام کی صورت میں ادا کیا جاوے اور اس جملہ کو جملہ خبریہ عجباً یا جلے
ورنہ اس کی معنی نہ بان گوئی کے ہو جائیگی اور اس کلمہ کے کہنے والے حضرت عمر تھے اور عمر سے یہ گمان نہیں
کیا جاسکتا کہ وہ بیگناہ حضرت نبویؐ یا ایسی گستاخی کریں آپؐ ملاحظہ فرماتے ہیں کہ کس یقین کے ساتھ اہجر
نے حضرت عمرؓ کا نام لے دیا یہ حسن ظن جو عمرؓ کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے وہ نعمت عمرؓ کے تسلیم کرنے کے
بعد کام آسکتا ہے ورنہ تلك کلمۃ یستحییٰ منها بائنا ولا یجتری علیہا غافل اس کا سورہ بکرہ لکھا اس
سے صریح تر مقالہ ہے جو ابن تیمیہ نے نہ ناج السنۃ میں فرمایا ہے چنانچہ فرماتے ہیں الثالث ان الدعا
وقم فی موضع کان من اھون الامتیاء وانذہا فانہ قد ثبت فی الصیغیین انہ قال لعائشہ
فی مرضہ ادعی لی اباک ولخالک حتی اکتب لابی بکر کتباً لا یمتثل علیہ الناس من
بعدی ثم قال یابی اللہ والمؤمنون لا ابابکر فلما کان یوم الخمیس ہم ان یمکتب کتباً
فقال لہ عمر مالد اھجر فشک عمر هل هذا القول من ہجر الحی فکان هذا امتناعاً
علی عمر کما خفی علیہ وموت النبی بل نکرۃ میسرۃ وواقعہ جو آپ کے مرض میں واقع
ہو ان کو بہت ہی سہل اور بہت ظاہر واقعہ ہے (یعنی واقعہ طلب قرطاس) کیونکہ صحیحین میں یہ بات
ثابت ہو چکا ہے کہ حضرت نے اپنی مرض میں حضرت عائشہ سے کہا تھا کہ اپنے باپ بہائی کو بلا دو تو
میں ابو بکر کے لیے ایک نوشتہ لکھ دوں تاکہ انہیں لوگوں کو کوئی اختلاف نہ ہو پھر فرمایا کہ خدا اور
اہل ایمان اس امر کے لیے ابو بکر کے سوا سب کا انکار رکھتے ہیں پھر جب نجشبنہ کا دن آیا تو پھر اپنے
امان کیا کہ وہ نوشتہ لکھوں تو حضرت عمرؓ نے کہا کہ رسول کو کیا ہو گیا ہے کیا ہذیان ہو گیا ہے تو عمر
کو شک ہو گیا کہ یہ قول کہیں ہذیان تب میں سے تو نہیں یہ بات عمرؓ پر اس طرح غصی رہی جیسے نمبر
کی موت ان پر غصی رہی بلکہ اس کا تو انکار ہی کر دیا، اپنے دیکھا کہ کیونکر حضرت عمرؓ کی جانب ہذیان نمبر
کے شک کو منسوب کر دیا ابن تیمیہ کو صحت کہہ دینا چاہئے تھا کہ جو کہ شک نبوت میں دوزخیدہ

ہو چکا تو نہ یان کے نمونے کا یقین کیونکہ نہ انداز شک اپنے محل پر تھا، اور پھر سائے مخاطب کے نظر سے کوئی صحیح روایت نہیں گزری۔

گر بنید بروز شب پرہشیم چشمہ آفتاب را چہ گناہ

بہر حال جو کلمہ سعید بن جبیر کی روایت میں درج ہے اصلی وہی معلوم ہوتا ہے اور اسی وجہ سے کہ روایت کے صحت میں کوئی کلام نہیں کیا گیا اگر ہمیں کچھ کیا گیا ہے تو اس کا کہ حضرت عمر کا اہمال ڈال دیا گیا ہے اگرچہ وہ کتب نزدیک معلوم ہیں لیکن تاہم دونوں روایتیں یعنی عبداللہ والی روایت اور سعید بن جبیر والی روایت، دونوں نے حضرت عمر کا عہد دولت مد ملے کر کے زمان متقبل کی طرف قدم بڑایا ہے پھر کیا یہ بھی محال تھی کہ بغیر صرف ہاتھ ڈال سکوات صحت بیان کر سکتے اس وجہ سے عبداللہ والی روایت میں غلطی درج کو اختیار کر کے حضرت عمر کا نام لیا گیا اور سعید بن جبیر کی روایت میں اصلی قول نقل کیا گیا لیکن حضرت عمر کا نام حذف کر دیا گیا یہ سعید بن جبیر بن جبر بن عباس کو کمال بوقرہ تھا چنانچہ ایک ابن عباس نے سعید بن جبیر سے کہا کہ تم حدیث بیان کرو سعید نے جواب دیا کہ بھلا میں کیا حدیث بیان کروں جب آپ یہاں موجود ہیں ابن عباس نے اس بات کا جواب دیا کہ یہ خدا کی نعمت تمہاری لو پر کیا نہ ہو گی کہ تم حدیث بیان کرو اور میں موجود ہوں اگر تم درست بیان کر دو گے تو بہتر ہے اور اگر ایسا نہ ہو گا تو میں بنادوں گا اور مع ضبط حدیث میں اس قدر اہتمام کرتے تھے کہ بہا اوقات اپنا عباس سے حدیث کو سن کر اپنی صحیفوں کو مہر لیتے تھے اور جب وہ ختم ہو جاتے تھے تو جبریتوں کے چھڑوں پر لکھتے تھے اور جب وہ بھی مہر جاتے تھے تو اپنے ہاتھوں کی پھیلوں پر لکھتے تھے ابن عباس کو سعید بن جبیر کے کثیر الحفظ ہونے کا اعتراف تھا چنانچہ طبقات میں ہے،

ابن عباس بن عبد الوہاب بن مقلطہ راوی اسناد مذکورہ سے روایت کرتا ہے کہ میں

فالی ابن عباس بن ابی المقدام ایک روز ابن عباس کے پاس گیاں مکہ لگا سنے

عن موزن بنی وادعہ فال خلعت ہوسے بیٹھے ہوسے تھے اور ان کے پیروں کے

علی عبد اللہ بن عباس وہو متکی
 علی من فقر من حریر وسعید بن
 جبیر عند رجلہ وہو یقول لہ
 کیف تحدث عنی فانک قد حفظت
 عنی حدیثاً کثیراً

اور رہا اوقات ابن عباس سعید بن جبیر کو اپنے بیٹے پر ترجیح دیا کرتے تھے چنانچہ
 اسی طبقات میں ہے،

قال خبرنا عمرو بن عاصم قال
 حدثنا اعمام قال حدثنا فنادی
 ابی حسان عن سعید بن جبیر
 کثبت الی ابن عباس بعد ما ذهب
 بصره قال قد فع الكتاب الی ابن
 قال قد فع الصغیر الی فقراتہا
 علیہ فقال لابنہ لا ہذر منہا کما
 ہذر ہما الغلام مصری

پہر طبقات میں ایک روایت ہے جو بتاتی ہے کہ احقر عمر بن خطابان احادیث کو
 سعید کا پتہ بتایا کرتے تھے چنانچہ ص ۷۹ میں ہے

قال خبرنا احمد بن عبد اللہ بن یزید
 قال حدثنا یعقوب القمی عن جعفر
 بن ابی مغیرۃ قال کان ابن عباس بعد
 ما عمی اذا اتاہ اهلہ لکوفہ فسیئلوہ
 جعفر بن مغیرہ سے سلسلہ مذکور روایت ہے کہ جب
 ابن عباس کی آنکھیں جاتی رہیں تو جب اہل کوفہ اپنے
 مسائل پر پہنچتے آتے تھے تو کہتے تھے کہ تم مجھ سے
 آگے پوچھتے ہو حالانکہ وہ ابن عباس یعنی سعید بن جبیر

قال یسئلونی وفیکم ابن الدہماء تم من موجود ہیں،

ان باتوں سے ثابت ہے کہ سعید بن جبیر ابن عباس سے بلاد اسطر روایت کرتے تھے اور اسکی حفظ و ضبط میں کمال اہتمام کرتے تھے۔ اگر سعید مدینہ میں برابر رہتے تو شاید واقعات کو یوں بلا کم و کاست نہ بیان کر سکتے جیسا کہ عبداللہ نے مصلح میں بتلایا ہو کر تہذیب لیاں کر دیں لیکن سعید کے کوفہ و غیرہ میں قیام کرنے سے ان کو بہت کچھ وسعتیں ملیں جو عبداللہ کے لئے مدینہ میں قیام کر نیکی وجہ سے ناممکن ہوئیں، اب اگر مدیر الخیم میں دم سے قرن ہمارے باؤں کا جواب دیکر حدیث قرطاس کے دہبہ کو مٹا دیں گے، دانی لہ ذلک الا ان یوجب المنہل او یلج الجبل فی ستم الخیاطہ

منافع نذر دگاہ شہداء المثل علیہ الرحمہ اگرہ

جناب سید منظر علی صاحب ندوی ایڈیٹر اخبار البشیر تحریر فرماتے ہیں کہ آج فیصدی ۱۹۹ شخص شکی کی ضرورت کو محسوس کر رہے ہیں جائے شکر ہے کہ حکیم سید نعیمی نواب صاحب نے نکل الجواہر تیار فرما کر عینک سے بنیاد کر دینے کی سعی کی ہے، مریضان چشم کو خود دیتے ہیں کہ اکیر سرسہ سے فائدہ اٹھائیں ہم نے خود تجربہ کیا ہے کہ اس سرسہ کی دوسلائیوں میں قدرت مینائی کی جو طاقت ہے نہ بہت سے نکل ہیں نہیں اس محال الجواہر کے متعلق ہماری ضمانت ہے کہ سید سعید ہے قیمت فی بخشی ایک روپیہ سلائی مفت تین شیشی کے خریدار کو محصول لٹاک معاف،

حب مقوی اعضا، رُمیہ و باہ کو بے حد قوی کرتی ہے، اور بعد فراغت ایک گولی کمانے سے ضائع شدہ کسی کو پورا کرتی ہے، قیمت فی شیشی ایک روپیہ، سہیل کا حوالہ دیجی،

المشہو حکیم سید نعیمی نواب بیت الشفا گیا

نیکو خیال

نیکو خیال کا مطلب ہے ایسا خیال جو انسان کو اللہ کی طرف سے دی ہوئی ہر شے کی قدر و قیمت کا علم دے اور اسے اللہ کی رضا و رغبت کے مطابق زندگی گزارنے کی تلقین کرے۔

میری زبان ہے نہک حمد میں کرو گار کی
پرنے سا ایک اٹھ گیا راز سا ایک کسل گیا
روح لطیف بن گیا صانع بے بدل کا حکم
جسم کے صدمہ میں بھی مسدود جوابہ دل
دل سے بلند تر بھی کر سٹی زنگار عقل
توچ سلاح، ننگے پاچے حواس مستعد
توت، ذائقہ نے کی نفس دہاں سے نشتی
بزم جہاں میں کسلی توت، باصرو سے آنکھ
صورت جسم و جاں ہوئے ظلمت و نور مخد
تاروں مہری شبیں کبھی صبح کا منظر لطیف
آنکھ بھی معترف ہوئی دلکا سبت بھی ہوئی
اُسکے کرم سے ہو گیا جسم کا جب کہ تکملہ
رد ہو ملک کا اجتماع بہر خلافت خدا
دیکے بغیر کو یہ شرف صاحب اختیار نے
پیکر و البشر ہوا حامل نور مصطفیٰ
گلشن بے خزاں سے جب سے زمین ہوا دندو
روح حجاب سے سنو قازم بے کنا ر کی
کن میں نہاں تھیں مہتیاں عالم نور و تاریکی
تو دے خاکے جو شکل جسم کی اختیار کی
عقل شیر بن گئی قلب کے تاجدار کی
جلوہ گری دماغ میں عقل نے اختیار کی
پانچ عجیب صنعتیں صانع روزگار کی
دل کو تیز ہو گئی ناخوش و خوشگوار کی
شمع کمال بن گئی عالم تنگ و تار کی
قید نگہ میں سیر کی گلشن روزگار کی
آنکھ نے دل سے شرح کی صفت گردگار کی
کیفیتیں ہیں دیدنی گلشن روزگار کی
ادب و بڑبائی منزلت پیکر باوقار کی
روح یہ آدمی میں ہو عزت و اقتدار کی
اسم، کا علم دید یا قوتیں اختیار کی
خاکے پاک ہو گیا شان بے کردگار کی
دھرمیں آگئی بہار جنت پر بار کی

کے ہزار ہا بنی تا بہ مسیح ذی نشد
 اُسبہ ہوئی پرانتھا جسبہ کمال ختم تھا
 نور خدا کی روشنی عالم تنگ و تاریں
 فرش زمیں کجا، کجا صد ریشیں بزم عرش
 رحمت حق کے ساتھ ساتھ آئیں ہزار ایشیں
 نعمت و دین لازم دال ہو گئے اکمل و اتم
 خم غدیر پر بھی دین کے میکشوں کی پیاں
 بچ کمال میں ہوئے جمع یہ آفتاب دو
 کعبہ میں زیب دوش تھے ہاتھ میں کی آٹھ
 لب و لہ رسول کے لون علی ہوئے صی
 جوش و لہ دل میں رزم مطلع جانفزا سنا

مطلع

صبح میں روشنی ترے جلوہ پر بہار کی
 رونق گلشن جہاں زمینت بزم آسمان
 وارث خلعت خلیل حامی ملت جلیل
 صاحب وسعت نظر مثل رسول باخبر
 دیزلیں ہیں نہ ملک تابع حکم کل ملک
 تیغ کی ہیں روانیاں یا کہ فنا کی آندھیاں
 نازش ہر ناز تو بگھٹے وضو کی آبرو
 بنت اسد کا دل با شوہر بنت مصطفیٰ

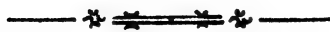
شام میں ہے فزاتری زلف خلیل تاری
 تو ہے بہار و بہاں و رحبہ تو بہار کی
 ساتی نہر سبیل جان ہے بان خواہ کی
 شان ہے تجھ میں سرسبز مرسل کردگار کی
 حد نہیں ختم یاں ملک قوت اختیار کی
 قہر خدا ہیں تیوریاں حامل ذوالفقار کی
 تجھ میں ادا ہے ہو ہو مرسل کردگار کی
 گم ہے نبی کا گھر ترا حد بھی ہے اقتدار کی

نازد ما تری دعا جان وفا تری دنا تری رضا ہے جو رضا ہے تری کردگار کی
 دھجہ حیات سنگئی دین کی بات بن گئی راہ نجات بن گئی راہ جو اختیار کی
 لفظ اصول بن گئی حسن قبول بن گئے علم کے پھول بن گئے جان پہنچ بہار کی

مطلع

طبع رسا کے میں قد مطلع نو عطا کینا جوش والا سوا ہوا آئی ہوا بہار کی
 عالم آب و خاک میں دھوم ہے اقتدار کی عالم نور و مار بھی حد میں ہیں اختیار کی
 ذکر سے ترے جان سی مراد لو نہیں گئی بات ہے تیری آبرو عیسیٰ با دستار کی
 پُنعس پرست و نفس "تھے ایک ہنر بیتنا تو تے نہاں دانشکار دہریں کا درار کی
 انکے کلام کے رموز فہم بشر سے ہیں بلند روح رواں جو بن گیا مصحف کردگار کی
 خلق رسول پاک کی تیرے کرم میں لذتیں تیری زبان میں برکتیں مصحف کردگار کی
 سینہ غیر میں کہاں علم زمین و آسمان تیرے ہی دل میں تھی جگہ دولت بے شمار کی
 ماہل لطف ہوں اگر جلوہ نمایاں قیصری ایک گہری ہوا ایک عمر حالت احتضار کی
 اہل جہاں کی تختیاں نرم نہ کر سکیں تجھے بات دہی اصول کی شان دہی شعار کی
 راکب دوش مصطفیٰ مہربانی ہے زیر پا کتنی بلند ہو گئیں منزلیں افتخار کی

روح سے تیری لگیا دو نور جہاں کا مزہ
 ایچ بہار ہو گئی جنت پر بہار کی



اہانت کے مذہب کی سبب مخالفت امیر المومنین پر

رسول کی یہ حدیث کہ یا علی جب اعلم بان وبغضك كفرو نفاقى، اے علی تمہاری محبت ایمان ہے اور تمہارا بغض کفر و نفاق ہے، متفق علیہ اور اسی کہ کتب فریقین نے اسکو لکھا ہے اور اس پر کسی قسم کا اعتراض آج تک نہیں کیا گیا، اس حدیث کو پیش نظر رکھتے ہوئے جب ہم مذہب اہانت پر نظر ڈالتے ہیں تو وہاں سوا مخالفت امیر المومنین نفس رسول کے کوئی دوسری چیز نہیں ملتی اور یہی چیز نظر آتی ہے جس پر اس مذہب کی اساس قائم کی گئی ہے،

اہانت را بجماعت کے دو بڑے گروہ ایک شاعرہ اور دوسرا معتزلہ، متعدد معرکوں میں کھیلے گئے تعارف ایک صدمہ تحصیل حاصل ہے، فرقہ شاعرہ کے متعلق بعض چیزیں یہاں تک پہنچیں ہیں جہاں سوقت فرقہ معتزلہ متعلق چند باتیں یہ ناظرین کھینچتی ہیں، یہ فرقہ کہہ کر میڈ ہوا کہ کون سا عقلم معتزلہ لکھا گیا اسکو متعلق متفق ہو جائے اور سوقت طلحہ جب قتل عثمان کے بعد لوگوں نے امیر المومنین کو مجبور کیا اور انکی بیعت کی تو اسوقت طلحہ ذہبیہ جو عشرہ مبشرہ میں ہیں انھوں نے امیر المومنین کی بیعت میں پیش قدمی کی اور تعلقہ کرتے ہوئے جس سے میرا الخیم مجید خفا ہے اپنا ہاتھ بڑا اس جگہ کی عبارت ملاحظہ ہر،

وقیل نھما فالابعد ذلک انما ما یضا احتشیر علی نفوسنا شمرنا ابی مکذ بعد مبايعه علی باءہن اشعی وکذلک ناخر عن البیعہ عبد اللہ بن عمر مبايعه الاضداد الا انفر اقلیل منھم حسان بن ثابت کعب بن مالک اسلم بن خالد و النعان ابن بشیر و محمد بن سلمہ اور یہ کہا گیا ہے کہ طلحہ ذہبیہ نے بیعت کے متعلق یہ کہا کہ تھے جہاں بچانے کی غرض سے ذکر علی کی بیعت کر لی اسچنان عشرہ مبشرہ کا ایک رکن شجاع و ہواؤیوں تھے کہ تھے اور میرا الخیم خاموش سنا ہے، اسکے بعد دو دنوں طلحہ ذہبیہ کہ بہانے کہ یوں جن لوگوں نے امیر المومنین کی بیعت نہیں کی ان کو حب ذیل میں عبد اللہ بن عمر یہ کیوں بیعت کرنے لگے تھے باپ کے بعد حق انکا تہاہ علی کا، حسان بن ثابت کعب بن مالک، سلمہ بن خالد، نعمان بن بشیر، عمرو بن سلمہ، فضالہ

دفعہ ہالہ بن عبیدہ، وکعب بن عجرہ
 وزید بن ثابت وکان ہو کلا و قد
 دلاہم عثمان علی الصدفات و
 غیرہا و کذلک لم یباع علیا سعید
 بن زید عید اللہ بن سلام و صلیب
 بن سنان و قدامہ بن مظعون
 و المغیرہ بن شعبہ و سمو اھولاء
 المعتزلہ لا عتزلہم بیعة علی و ساد
 النعمان بن بشیر الماشام و معہ ثوب
 عثمان المظلی بالدم فکان معاویہ
 یعلق قیص عثمان علی منبلیحوض
 اھل الشام علی قتال علی،
 نعمان بن بشیر حضرت عثمان کا خون اکوڑ کر لیکر شام کو گیا اور معاویہ نے وہ کرہ منبر پر لٹکایا تاکہ اہل شام
 علی کے قتال پر آواز ہوں اور جذبات انتقام میں تحریک پیدا ہوں،

جن لوگوں کے نام ابوالعزیز نے بتائے بھی لوگ گویا معتزلی فرقہ کے سرگرم ہیں ادیبی
 وہ لوگ ہیں جو مذہب اہلسنت کے بانی کے جیسے ہیں کیونکہ اسلام میں تفرقہ کی صورت ہمیں سے
 پیدا ہوئی اور مذہب اسلام جو رسول کے عہد میں تھا، اسوقت اس سے انحراف برتا گیا تو اب
 ایسی صورت میں یہ بھی کہنے کا موقع ہے کہ اہلسنت صرف خلفائے ثلاثہ کو ماننے ہیں اور نہ امیر
 المؤمنین کو خلیفہ اب بھی نہیں تسلیم کرتے گیا اسکا اظہار جو اسکا کیا جاتا ہے وہ یا تو تفتیہ ہے اور یا
 صریحی جھوٹ ہے اچھا اب ہم اس گروں کے ہنر و کد کے متعلق کتب رجال سے کچھ نہ کچھ نقل کرتے
 ہیں اور بتاتے ہیں کہ وہ لوگ جو امیر المؤمنین و راشد کی بیعت سے کارہ تھے وہ کیسے تھے، سب

پہلا نام اس میں حسان بن ثابت کا ہے، آپ اگرچہ شاعر رسول تھے اور جاہلیت و اسلام کے
 شیب و فراز سے خوب واقف تھے مگر آپ میں جنبہ نسائیت بہت غالب تھا، چنانچہ آپ کے
 مختصر حالات ہم درج سہیل کرتے ہیں

حسن بن ثابت □ وقال قتادة لا يجتمع
 والسيوفان حسن كان من اجبت
 الناس وذكروا من جنب راضيا وكره
 ذكره الحسن بن عمار ومن ذكره قالان
 حسن لم يشهد مع رسول الله شيئا
 من مشاهد الجند وقيل ما اصابه
 خلق الجان منذ ضرب صفوان اهل
 بالسيوف (اصاب طبره مصر ۳۴)



احسان کی بہادری کا ایک انفرادی عن ابن الزبیر
 عن امیر قال کانٹ صغیر بنت عبد
 المطلب فی حصن قالت وکان حسان
 بن ثابت معانیه مع النساء والعصیا
 فمر بنا رجل یهودی فنجعل یطوف
 بالمحصن فقللت له صغیرہ .. انزل
 الله واقنلہ فقال لیغیر الله لك
 یا بنہ عبد المطلب لقد عرفت ماانا
 بصاحب هذا قالت صغیرا فذلت

عمودا و نزلت من الحصی حتی
ثقلت الیہودی فقلت یا حسان
انزل فاسلبہ نخلالی ملی بلسا کاجذ

استیاب صفحہ ۳۲۶

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انجی عرب کے انجہ پر بیت نہ کرنے والے وہی تھے جو انجہ
ضد کے ہاتھوں پر بیت کر چکے تھے، یہ بھی معلوم ہوا کہ امیر المؤمنین سے عداوت رکھنے والے
ایسی ہی لوگ تھے جن سے فضائل گم تھے اور جہاں معائب کا انبار تھا ایسی صورت میں
انکا بغض و حسد بجا تھا، اسکی تفسیر غزوات رسول بدر جدولی کرینگے، جن ہاتھوں پر بیت
کی جا چکی تھی انکے اثرات بیت کرنے والے میں نمایاں تھے،
حسان کے لئے رسول کی دعا

اسی کتاب استیاب و اصحاب میں یہ حدیث حسان کے متعلق نقل کی گئی ہے، اللہم ایدہ بنوح
القدس، خداوند تو حسان کی تائید روح القدس سے فرما یہ بھی کہ رسول نے کہا اھجھم
رجبریل معنہ ہکا فرین کی ہجو اور جبریل ترا ساتھ دیگے، اگر سچ ہے تو لعنت اور
نہ ہجو ابو سفیان وغیرہ کے لئے کہیں اس میں جبریل شریک تھے اور جب ملک شریک تھا
تو خدا بھی شریک تھا، حسان کا مطلع ہجو ابو سفیان اور معاویہ کے والدہ کے لئے یہ تھا،

لَعْنَةُ الْاَوَّلِ لِمَنْ جَعَلَ بَيْنَهُمَا
هَجْرًا لَمْ يَكُنْ يَتَوَلَّى الْبَيْتَ

خدا ابو سفیان اور اسکی زوجہ علیہ پر لعنت کرے
پھر خدا معلوم خلافت خدا و رسول و ملک مدیر الخیم مدح سرای ابو سفیان و معاویہ میں کون
مشغول نظر آتا ہے۔

رشتہ بیعت

تہت غدیری

یہ روز انبساط ہے دل زانہ شاد ہے نتیجہ رسالت رسول خوش نما ہے
ہر ایک امراد بھی خوشی سے بلرا ہے بنی نے آج جو کہا تھا ہکو خوب پاتا
خدا کے حکم سے علی و حسن مصطفیٰ ہرے

حدیث غدیر کے متعلق مؤرخین کی عبارتیں

حبیب السیر کی عبارت

در آخورد روز شنبہ کہ آخر ایام تشریق است بموضع محصب کہ آنرا بطح نیز خوانند
تشریف برد و شب چہار شنبہ انجا میوتہ کرن چہار شنبہ باد بکہ رفت و شب اول طلع
صبح طواف دو لایم و اطراف اہل کہ ببرد و حسرت امید و متوجہ مدینہ گشتہ طوی
مسافت میفرمود تا بمنزل غدیر خم کہ فوجی جمع است رسید در کشف لغز مسطورت
کہ حضرت شفیع الامہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد از وصول بغدیر خم در آن موضع کہ سبب
فقدان آب و علت قابلیت نزد دل داشت فرود آمد و اہل اسلام لوازم متابعت
بتقدیم رسانید نہ سبب نزد دل در آن منزل آں بود کہ قبل از آن حضرت مقدس
بنوی محب و محبی سادہی امور شدہ بود کہ جناب ولایت آب مرتضوی را بخلافت خویش
نصب فرماید و آنحضرت اطہار این صورت را بہت دریافت و قیاد از احتیالات مایہ
باشد در عقدہ اخیر انداختہ بود چون بموضع غدیر خم رسید معلوم گردید کہ پس از تجاہد
از آن مکان طوائف انسان از موکب ہمایوں جد شدہ بطرف منازل خود
خواہند رفت و مانع ادلی مقتضی آں بود کہ تمامی آں مردم اذین معنی با خبر شد
این آئینہ ازل شد کہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک یعنی فی اتخالات

علی و النض علیہ بالائتہ دان لم تفعل فباغت رسالتہ واللہ یصف من الناس
 چوں بنا بر مدلول کریمہ مذکورہ وجوب نصب امیر المؤمنین بخلاف متحقق گشت حضرت
 رسالت در اس موضع منزل گزیدہ فرمود تا سایہ بعضی از اشجار اس حوالی را صفا دین
 و بالاس شتران را جمع ساخته بر زیر یک گیر نہادند و بلال با اشارت کہ آنحضرت نہ اکر وہ لہو
 جامعہ و بر دلیت آواز برآورد کہ حی علی خیر العمل و خلایق مجتمع گشتہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم بر بالاس اس بلا نہا بر آمد علی مرتضیٰ نیز فرمود کہ آنحضرت با
 زنتہ بر یمن سید المرسلین ایستاد اس سر در بعد از اولی حمہ و ثملہ بادی تعالیٰ داد
 انتقال خویش بحال بقلموم را آگاہ گردانیدہ فرمود کہ من امین شہادۃ الخیریم گزاردم اگر
 دست در ان زمینہ گرا نشوید و یکی از ان دو بزرگتر است از دیگرے و اس دو چیز گرانما
 قرآن است و ولایت من دایں ہر دو اگیرد گیر جب انشود تا در لب حوض کوثر بن رسید
 پس فرمود کہ ایہا الناس الت اولی کم من انفسکم ایہم من اولی شہادۃ الخیریم
 شما از اطراف و جوانب آواز برآمکہ لی آنحضرت فرمود کہ ہر کہ من اولی ام با و انفس
 او علی بداد اولی است و انفس او بگاہ دست ولایت شاہ ولایت پناہ را گرفتہ
 گفت من کننت مولا فہذا علی مولاہ اللہم وال من دلاۃ و عاد من عادۃ
 انصر من نصرہ و اخذ من خذلہ و ادرا الحق معہ حیث کان پس امیر المؤمنین ^{کریم}
 وجہ بموجب فرمود حضرت رسالت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم در خیمہ نشست تا طوائف خلایق
 بلا متشرفہ لازم تنہیت بتقدیم رسانیدند و از جملہ اصحاب امیر المؤمنین عمر بن الخطاب
 جناب ولایت تاب را گفت بچہ چہ یابن ابی طالب اصحمت مولای و مولی کل مومن
 و مومنہ یعنی خوشحال تو اگر سپر ابو طالب بادا کردی در وقتیکہ مولای من مولا
 ہر مومن مومنہ بودی بعد از ان اہمات مومنین بر حسب اشارت سید المرسلین
 بخیمہ امیر المؤمنین زنتہ قرطہ تنہیت بجای آوردند و برادیت علیاے ذہب امامیہ

ای که میله الیوم اکملت لکم دینکم و انتم علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام وینا مدین و ذوال
گشت و حضرت رسول صلی الله علیه و آله فرمود که اشترکب علی اکمل الدین و اتمام
السنمة و رضی الرب برساله فی ولایة لعلی ابن ابی طالب

و دفته الاحباب کی عبارت

ص ۳۶۴

و در انتم که مراجعت چون بنزل غدیر خم که از فواکی حقه است رسید تا ز پیشین و او اذل
وقت گزارد و بعد از آن د و بسوسه یاران کرد و فرمود است ادلی بالمؤمنین من انفسهم
یعنی آیا بنتم من ادلی بمؤمنان از انفسنا یعنی ایشان در وایسته آنکه فرمود گوئید ایها المؤمنین
و من احاببت انودم به بنید که من در میان شما و اعر عظیم میگویم و بی ادو دیگر بنگرمت
قرآن و الهیبت من ببینند و احتیاط کنید بعد از من که با آن دو امر چگونه سلوک خواهید
نمود در عایت حقوق انها بجه کیفیت خواهید کرد آن دو امر از یکدیگر جدا نخواهند شد
تا در لب جوش کوثرین و سدا نگاه فرمود برستی که خدا نتوانی مولا من است و من جلی
جمع مؤنانم بعد از آن پس علی با کثرت و فرمود من بکت مولا علی مولا الله و الی من
فلا یعد عاده من عاده و اخذ من خذله و انصر من نصره و ادبر الحق حقه و حبس
کان و مرویت که قد و اصحاب عمر خطاب گفت ای علی با مولا کوی و مولا ی هر مومن
و طوبی له سر دین خویش تا جی ساز و خاکت پس جوا نرو دال مولا
دل اعداوت او دور دارد تا نخر دی و تقی لفظ بنی نعم عاده من
گواه پاکی بصلت دلاسه میری دال که بر کمال معالیش بل اقل است گواه

عبارت دارج القیود ج ۲ صفحه ۵

وصل در انتم که مراجعت بنزل غدیر خم رسید که از فواکی حقه و در میان که و
مدینه مطهره است و دسه مبارک سوسه یاران کرد و فرمود است تعلیم انی ادلی بالمؤمنین

من انفسهم یا انید امید شما که من نزدیکتر و دوست ترم بمومنان از ذاتهاست ایشان پنج
در قرآن مجید هم مذکور است که انبی اولی بالمومنین من انفسهم و در روایت آمده است
که سه بار فرمود این لفظ را و معنی آن است که من امر میکنم مومنان را تا آنچه صلاح و
نجات و خیریت دنیا و آخرت ایشان در آن باشد بخلاف نفوس ایشان که گاهی
بشر و فساد نیز میجویند فالوادی گفتند صحابه کرام و یک ترین و دوست ترین
بمومنان هستی و نفوس ایشان و در روایت آمده است که فرمود که ای مومنان! من خوانده
دم را بجهنم نمودم بدین که من در میان شما هم عظیم میگزارم و یکی از دیگر بزرگترین تر از این است
و احتیاط کنید که بعد از من این دو هر چقدر سلوک اهدا کرد و رعایت حقوق اینها کیفیت خود نمیدان
و بعد از من از یکدیگر هر چند جدا شد تا هر چند از حقش کمتر ببرد و هر چند ملامت من بخواهد هیچ مومنی را
دست علی را گرفت و فرمود اللهم من كنت مولاه فعلى مولاه خداوند آید که
من مولای اویم پس علی مولای دوست الله و ال من دلا و عادم علامه
خداوند دوست دار کسی را که دوست و اوست و دشمن دار و علی را دوست
این زبان آمده و انفسهم من نصره و اخذل من خذله یاری و یاری کسی که یاری
علی را یاری ده کسی که یاری ندهد و یاری ندهد علی را و ادا الحق حیث داد و دیگوار
حق را یا علی ببرد که یار و داور است که ملاقات کرد علی را عمر رضی الله عنه بعد
از این سخنان و گفت گواه باش و شهادت باش به سپهرانی طالب که صحیح کردی شام
کردی و گشتی مولای هر مومنی مرد و زن روایت کرده است این حدیث را احمد و ابوداود
عازب بن زید بن ارقم کذا فی مشکوٰۃ بهر آنکه از این حدیث غایت فضل ذکر کم است
مر قاضی علی کرم الله وجهه و تحریر و ترغیب است مومنان را بر محبت و موالات
او و اجتناب و احتراز از بعضی و عداوت او چنانکه در حدیث دیگر آمده است که دوست
نماید علی را که مومنی و دشمن ندارد او را اگر مشاقت +

محدثین ثقاة کی روایتیں

(امام احمد بن حنبل) کی روایت مسند میں

حدثنا عبد الله حدثني ابي شافعيا
ثنا ابو عوانة عن المغيرة عن ابي عبد الله
عن ميمون ابي عبد الله قال
نجد بن ارقم وانا اسمع نزلنا مع
رسول الله صلى الله عليه وسلم
بواديقال وادي خمر فامر بالصلوة
فصلاها هجيرا قال فخطبنا وظلل
لرسول الله صلى الله عليه وسلم
ثوب على شجرة سمرق من الشمس فقال
السم تشهدون اني اولى بكل مومن
من نفسه فالوا بلي قال فمن كنت موكاه
فعلى موكاه اللهم وال من والاه وعامن
به

سند مذکور ميمون ابی عبد اللہ سے روایت ہے وہ
بیان کرتے ہیں کہ زید بن ارقم نے بیان کیا اور
میں سن رہا تھا کہ ہم سالکب کے ساتھ مقام وادی
حسم میں اترے پس اپنے ناز پر ہنسی کا حکم دیا اور ناز
جلتی دوپہر میں پڑھی اسکے بعد حضرت نے ہم سے
خطبہ میں خطاب کیا حالانکہ آپ کے لیے درخت سمرہ
پر ایک کپڑا سایہ کے لیے تان دیا گیا تھا اپنے فرمایا کہ کیا
تم اس بات کے شاہد نہیں ہو کہ میں ہر مومن کے نفس سے
اولی ہوں اسکے ساتھ لوگوں نے کہا کیوں نہیں، تو
اپنی فرمایا کہ جب کایں مولی ہوں اسکے علی مولی ہوں
بارہا محبت رکھو اس سے جو علی سے محبت رکھو عدوت
رکھو اس سے جو علی سے عداوت رکھے

ترجمہ

منہا تب میں

حدثنا عفان قال حدثنا حماد بن سلمة
قال حدثنا زيد بن عدي بن ثابت
عن البراء بن عازق قال كنا مع رسول
الله صلى الله عليه وسلم في سفر فزلنا
بجدر خمر فودى فينا الصلوة جامعة
دكهم لرسول الله بن شجرة تين فجلس

براء بن عازق سے روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ ہم سات
آب کے ساتھ ایک سفر میں تھے ہم سب مقام غدیر
خمر میں اترے اور خمر میں الصلوۃ جامعۃ کے لیے پکا
گیا اور دو درختوں کے درمیان میں خباب رسالت
آب کے لیے مقام صاف کیا گیا اور ناز پر ہنسی کا حکم دیا اور
امیر المؤمنین علی السلام کا ہاتھ پکڑ کے فرمایا کہ تمہیں جلنے

الظہر واخذ بيد علي فقال لستم
تعملون افلا ولي بالمؤمنين من انفسهم
قالوا بلى قال لستم تعملون افلا ولي
بكل مؤمن من انفسهم قالوا بلى واخذ بيد
علي فقال اللهم من كنت مولاه فعلى
مولاه اللهم وال من والاه وعاد من
عاداه قال فلفيه عمر فقال هنيئا
لك يا ابن ابي طالب صحبت مولی کل
مؤمن ومؤمنه
کے مصلے قرار پائے،

ایضاً مسند میں

حدیث عبد اللہ حدیثی ابی تناحسین
بن محمد ابو نعیم قال ثنا فطر عن
اذن الطفیل قال جمع علی الناس فی
الرحبة ثم قال لهم انشد الله کل
امر مسلم مسم رسول الله علیه سلم
یوم غد یرحمہ ما سمع لما قام فقام
ثلثون من الناس قال ابو نعیم فقام
ناس کثیر فشهدوا وحید
فقال تعملون افلا ولی بالمؤمنین من
انفسهم قالوا نعم یا رسول الله قال من

کہ میں اہل ایمان کے ساتھ اُنکے نفسوں سے ادلی تر
ہوں لوگوں نے کہا کیوں نہیں اسکے بعد اپنے فرمایا
کہ کیا تمہیں نہیں معلوم کہ میں ہر مؤمن کے ساتھ اُنکے
نفس سے ادلی ہوں لوگوں نے کہا کیوں نہیں پس اپنے
امیر المؤمنین کا ہاتھ پکڑا اور کہا یا ابا الحسن شخص کا میں مٹائی
ہوں اُنکے علی مولیٰ ہیں پروردگار محبت رکھ اُس سے جو
علی سے محبت رکھی اور دشمنی رکھ اُسے جو علی سے دشمنی رکھے
براہ کا بیان ہے کہ عمر نے امیر المؤمنین سے ملاقات کی اور کہا
کہ مبارک ہو آپ کو اے فرزند ابی طالب آپ ہر مؤمن مؤمنہ

مسند امام احمد بن حنبل میں ہے،

ابو الطفیل سے ہند مذکور روایت ہے کہ امیر المؤمنین نے
صحیح مسجد میں لوگوں کو جمع کیا اسکے بعد اپنے خدا کا دعا
دیکر لوگوں سے پوچھا کہ مقام غدیر خم میں جس نے پیغمبر کو
کتے ہوئے سنا ہوں اپنی مقام سے اٹھ کر کھڑا ہو جاؤ اس
مناسبت پر کہ تمہیں آدمی اپنے مقام سے اٹھ کر کھڑے
ہوئے ابو نعیم نے بیان کیا ہے کہ بہت سے لوگ
اٹھ کر کھڑے ہوئے اور انھوں اس بات کی گواہی دی کہ پیغمبر نے
امیر المؤمنین کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ کیا تم نہیں جانتے کہ میں ہر مؤمن کا
رخصت کرنے میں اُنکے نفسوں سے بہتر ہوں لوگوں نے
کہا اے خدا کے رسول تب تک نے فرمایا کہ جس کا میں مولیٰ

کنت مولا فہذا مولا اللہم وال
من والاکہ وعاد من عاداکہ فالخیر جت
وکان فی نفسی شیءٌ فقلت زید بن
ارقم فقلت لہ انی سمعت علیاً رضی اللہ
عنہ یقول کذا وکذا اقال فمات کرقہ
سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم یقول ذلک لہ

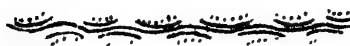
ہوں پس یہ (علی) اس کے مولیٰ میں بارالہا محبت کر اس سے
جو علی سے محبت رکھے اور عداوت رکھنا اس سے جو علی
سے عداوت رکھے ابو لطفیل کہتے ہیں کہ میں وہاں سے
نکلوا اور انحالیکہ میں کچھ نہا یعنی شک (زید بن
ارقم سے ملاقات ہوئی تو میں نے کہا کہ میں نے علی علیہ السلام کو یہاں
کہتے ہوئے سنا، زید نے کہا کہ پھر تم کس چیز کا اظہار کرتے
ہوئے خود پیغمبر کو یہی کہتے ہوئے سنا کہ علی کیلئے یہی کہہ کر پھر

ابن ابی سنان میں

سنن ابن ابی سنان میں ہے

حدثنا علی بن محمد ثنا ابو مغویہ
ثنا موسیٰ بن مسلم عن ابن سابط وهو
عبد الرحمن عن سعد بن ابی وقاص
قال قدم مغویہ فی بعض جہانہ فدخل
علیہ سعد فذکرہ وعلیاً فقال منہ
فغضب سعد وقال قتول
هذا الرجل سمعت رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم یقول من کنت مولا
فعلی مولا وسمعتہ یقول انت منی
بمن لہ ہرون من موسیٰ الا انک لا
نبی بعدی وسمعتہ یقول لا طیق
الرایۃ ابوم رجلاً یحب اللہ ورسولہ

سلسلہ مذکورہ سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے
کہ انھوں نے بیان کیا ہے کہ موسیٰ حج کر کے مکہ کے آئے
سعد بھی مغویہ کے پاس گیا لوگوں نے علی علیہ السلام کا
تذکرہ کیا موسیٰ نے بدگوئیاں شروع کر دیں سعد کو غصہ
آیا اور کہا کہ تم ایسے شخص کے بارے میں کہہ رہے ہو
جس کی باب میں میں پیغمبر کو کہتے ہوئے سنا کہ جس کی
مولیٰ ہوں اس کی مولیٰ میں درجے نہیں یہ کہتے ہوئے سنا
کہ یا علی تم مجھ سے ویسے ہی ہو جیسے ہارون موسیٰ سے
تھے اور میں نے یہ کہتے ہوئے سنا کہ قسم بخدا آج نشان
نورج میں ایسے شخص کو دیکھا جو خدا اور رسول
کو دوست رکھتا ہے اور خدا اور رسول اس کو
دوست رکھتے ہیں،



(النسائی خصائص میں)

(رخصائص نسائی میں ہوں)

ابن انا قنبر بن سعید قال ثنا ابن
ابی عدی عن عوف عن میمون
ابن عبد اللہ قال قال زید بن ارقم
قام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال لیس
تعلون انی ادلی بکل مومن ومومنه
من نفسه فالوابی نشہد ان لا اله الا
مومن من نفسه قال صلی اللہ علیہ وسلم فان
كنت مولاه فهذا مولاه واخذ بيد علی

میمون ابو عبد اللہ کا بیان ہے کہ زید بن ارقم نے
کہا کہ پیغمبر خدا نے کہہ کر خدا کی حمد و ثنا کی
پہر فرمایا کہ کیا تم نہیں جانتے کہ میں ہر مومن و مومنہ
کے نفس سے زیان اسکے ساتھ ادلی بالتصرون ہوں
لوگوں نے کہا کیوں نہیں ہم شاہد ہیں کہ آپ ہر مومن
کے ساتھ اسکے نفس سے ادلی ہیں حضرت نے فرمایا
کہ جس کا میں مولی ہوں اسکے یہ مولی ہیں اور حضرت
علی کا اٹھ اپنے تمام لیا،



ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ صحیح ترمذی میں

حد ثنا محمد بن بشاد نا محمد بن
جعفر نا شعبہ عن سلم بن کھیل
قال سمعت ابی الطیفیل یحدث عن
ابی سربینہ نا زید بن ارقم نا شعبہ
عن النبی قال من كنت مولاه فعلی
مولاه وهذا حدیث حسن غریب
وروی شعبہ هذا الحدیث عن میمون
ابی عبد اللہ عن زید بن ارقم عن نبی
صلی اللہ علیہ وسلم نحوہ نا ابو سربینہ
هو حدیث فہد بن اسید صاحب البقی

صحیح ترمذی میں ابو عیسیٰ بن عیسیٰ نے درج کیا ہے
کہ شعبہ نے سلم بن کھیل سے روایت کی ہے کہ کہتا ہوں
کہ میں ابو الطیفیل کو حدیث بیان کرتے ہوئے سنی
یا ابو سربینہ سے یا زید بن ارقم سے یہ شعبہ کا شکیک
ہر حال جناب رسالت کے روایت کی کہ آپ
فرماتے تھے جس کا میں مولی ہوں اسکے علی مولی ہیں اور
یہ حدیث حسن غریب ہے اور شعبہ نے اس حدیث کی روایت
میمون ابو عبد اللہ سے کی ہے انھوں نے زید بن ارقم
سے اور زید نے رسالت کے مثل حدیث ذکر کر کے روایت
کی ہے اور ابو سربینہ حدیث بن اسید صاحب البقی میں

عبداللہ بن مسلم بن قتیہ کتاب الامۃ میں

ذکر ما ان رجلاً من ہمدان یقال لہ
 یومہ قدیم علی مغویۃ فسمع عمر بن
 فی علی فقال لہ یا عمر ان اشیا خنا
 معوا و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 یقول من کنت مولاً ہ فعلی مولاً
 فحق ذلک ام باطل قال عمر حتی
 وانا ازید لک امر لیس لحد من صیغاً
 رسول اللہ لہ مناقب مثل مناقب علی
 فخرج العود فقال عمر و یابن اخی نہ
 افسد ہا ہا مولی غنات قال ہر د
 ہل مرا و قتل قال لا و کنت راوی
 و منہ قال فہل با بعد الناس علیہا
 قال نعم قال فما اخرجک من بیعتہ
 قال تھا علی یا ہ فی عثمان قال و انت
 ایضاً قد اھمت قال صدقت فیما
 خرجت الی فلیسین فخرج الفقی
 الی قوسہ فقال نا انیتا قوما فاخذنا
 بالججز علیہم من افواہہم علی
 کی طرف پڑا ادکما کہ ہم ایک قوم کے پاس پہنچے اور ہم نے انکو موتمہ سے ان پر حجت قائم کی بیشک
 امیر المؤمنین علیہ السلام حق پر ہیں،

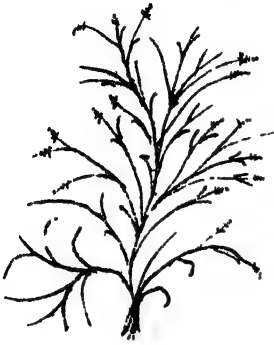
(حاکم مستدرک میں)

مستدرک حاکم میں ہر

حدیث ثنا ابوالحسن محمد بن احمد
 بن قسیم المعتضلی ببغداد ثنا ابو قتادہ
 عبد الملک بن محمد الرقاشی ثنا
 یحییٰ بن حماد و حدیثی ابو بکر
 محمد بن احمد بن بابویر و ابو بکر
 احمد بن جعفر البزاز فالا ثنا عبد اللہ
 بن حنبل حدیثی ابی ثنا یحییٰ بن حماد
 و ثنا ابو نصر احمد بن سہل لفقید
 بنجارا ثنا صالح بن محمد الحافظ
 لم یعد دی ثنا خلف بن سالم الحضرمی ثنا
 یحییٰ بن حاتم ابو عوف عن سلیمان بن هشام
 ثنا یحییٰ بن ابی ثابت عن ابی لطیف
 عن زید بن ارقم عنی اللہ عندہ قال
 لما رجم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 من جہنم اللوداع و نزل غدیہ حتم
 امرید و حات ثمن قال کافی بحیث
 قلیبت افی قد قکت فیکم الثقلین
 احدہما الکبر من الاخر کتاب اللہ عز و
 فافطر و کیف تخلفونی فیہما فانما
 لن یتفر فاحفی یراد علی الخوض شر

ان سلسلوں سے (جو مقدم ہیں) زید بن ارقم سے روایت
 ہے کہ نبی خباب رسالتکب حجۃ الوداع سے پہلے اور غیر
 خم میں اتنے چند درختوں کی لیے حکم دیا کہ اکھاڑو
 جائیں تب آپ نے فرمایا کہ جیسے میں بلا گیا اور میں نے خدا
 کی دعوت پر لبیک کہی ہے اقرب انتقال کی تصویر ہے
 میں تم میں دو گراں بہا چیزیں جوڑی ہیں جو ایک دوسرے
 سے بڑی ہیں خدا کی کتاب اور اپنی عزت دیکھو کہ
 تم میرے بعد ان کے ساتھ کیا برتاؤ کرے ہو کیونکہ کن
 ردو آپس سے جدا ہو گئی جب تک میرے پاس
 حوض کوثر نہ پہنچیں پھر فرمایا کہ خدے عزیز و جلیل
 میرا مولیٰ ہے اور میں ہر سو میں کا دلی ہوں پس
 آپ امیر المؤمنین کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ حکامین
 دلی ہوں اُس کے دلی علی ہیں
 باد الاما جو علی سے محبت رکھے اُس سے تلخ بھی
 محبت کرے اور پورے طویل حدیث کو اُسنے
 بیان کیا، یہ حدیث صحیح ہے اور جو صحیح کی شرط
 مسلم اور بخاری کے نزدیک ہے اسی شرط پر
 یہ صحیح ہے لیکن بخاری اور مسلم دونوں نے یہ حدیث
 و جوڑ نہیں روایت کو نہیں کہا اسکا شاہد حدیث
 سلمہ بن کیل ہے جس کی روایت انھوں نے

ابو الطفیل سے کی ہے نہ ہی صحیح اور شرط
تجین پر صحیح ہے:-



تفسیر ثعلبی میں ہے

بمسلسلہ مذکورہ برابر بن عازب کے روایت ہے کہ یہ
سفر حجۃ الوداع سے پشکریم لوگ پیغمبر کے ساتھ
مقام غدیر خم میں اترے تو الصلوٰۃ فجامعہ
کے پکارا گیا اور پیغمبر کے لئے دو درختوں کے
نیچے صاف کیا گیا تب اپنے امیر المومنین
علی کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ کیا میں مومنوں کے
ساتھ اُنکے نفسوں سے زیادہ اولیٰ نہیں
ہوں لوگوں نے کہا کیوں نہیں فرمایا کہ
عسے اُسکے مولیٰ ہیں جسکا میں مولیٰ ہوں
یا اے محبت رکھ اُس سے جو علی سے
محبت رکھے اور دشمن رکھے اُس سے جو علی سے

فقال لله عز وجل مولای وانا ولی
کل مومن بشر اخذ بید علی رضی
الله عنہ فقال من کنت ولیہ فہذا
ولیہ واللہ عز وائل من والاہ وذکر
الحديث بطوله هذا حديث
صحيح على شرط الشيخين ولو خرجنا
بطوله شاهدہ حديث سلم بن
كهيل عن ابی الطفیل ايضا صحيح على
شرطهما،

ثعلبی تفسیر کشف بیان میں

اخبرنا ابو القاسم يعقوب بن احمد
بن التستري انا ابو بصير محمد بن
عبد الله بن محمد حدثنا ابو سلم
ابراهيم بن عبد الله البجلي نا جاج
بن منهال نا حماد بن علي بن زيد
عن عدي بن ثابت عن ابو اوفى
لما نزلنا مع رسول الله صفي حجة
الوداع كنا نغدي بخمقنا دے
ان الصلوٰۃ نامعذ وكسہ للنبي
تحت شجر ابر، فاخذ بید علی
فقال لیس، لی بالمومنین من

انفسہم فالوابی یا رسول اللہ قال استاذ
یکل مومن من نفسہ فالوابی قال ہذا موی
من امولہ اللہ قال من دلاۃ عداۃ اللہ
فلغیرہ عن غلال ہذیلک یا بن ابی بطلاب صحت
موی کل مومن ومومنہ

عبداللہ الحق دہلوی رجال مشکوٰۃ میں
وقد جاہز آیات کثیرہ وطرف متعده
فولدہ صلی اللہ علیہ وسلم من کنت مولاہ
فعلی مولاہ رواہ کثیر من الصحابۃ
وفی اکثرہا زیادۃ اللہ قال من دلاۃ عداۃ
من عداۃ وقد ہناہ عمر فحلی اللہ عنہ
صبیحہ یوم غدیر ہذیلک یا بن ابی طالب
صحت موی المسلمین

عبداللہ الحق دہلوی نے رجال مشکوٰۃ میں بیان کیا تو
کہ بہت سی روایتیں بہت سے طریقوں سے اس مضمون
کی آئی ہیں کہ پیغمبر نے فرمایا کہ جو مجھ سے ہو گیا
علی موی ہیں اسکی روایت بہت سے اصحاب کی ہے
اور بہت سی روایتوں میں اللہ عزوجل من دلاۃ عداۃ
من عداۃ بھی ہے اور عمر نے یہ کہہ کر حضرت امیر کو تنبیہ
دی تھی کہ آپ کو مبارک اسے پیر ابو طالب کہ آپ ہر
مومن ومومنہ کے موی ہو گئے،

یہ دس روایتیں ہیں جو پہنے ثمرن ذکر حاصل کرنے کے لیے تحریر کیں ورنہ اگر عالم حشر اموات
دیکھنا منظور رہتو علامہ علی الاطلاق کی کتاب عبقات دیکھنا چاہیے جس میں علما و محدثین و اہل باب
ومورخین و صحابہ و تابعین کا ایک جم غفیر پیغمبر سے روایت حدیث غدیر میں مشغول نظر آئے
ہے فخرہ اللہ عن الایمان والسلام خیر ما یجوزی بہا لمامون عن الدین والمجاہد و
فی سبیل الیقین امین،

اس حدیث میں علمائے اہل تسنن کو بھی کوئی شبہ نہیں اس کے گواہ یہ چند لوگ پیش
کرتا ہوں کیونکہ استیعاب میں تطویل ہے
(۱) شاہ عبداللہ الحق دہلوی لمعات شرح مشکوٰۃ میں رقمطراز ہیں،

وہذا حدیث صحیحہ لا مرئیہ فیہ وقد اخبرہ
جعازہ کالغوی والنسائی و احمد قطرہ کثرتہ
جلد رطاف مستنہ عشر صحابیا دنی روایتہ
سعود من ابنی صلی اللہ علیہ وسلم ثلثا
صحابیا و مشہد و ابیہ لعلی رضی اللہ عنہ
لما نزع ایام خلافتہ کثیر من اسانید صحاح
و حسن و لا تنفات لمن قد حرق صحفہ
و لا الی قول بعضہم

یہ حدیث صحیح ہے جس میں کسی قسم کا شک نہیں
ہے اور اسکو ایک جماعت نے ذکر کیا ہے جیسے
ترمذی اور نسائی اور احمد اس کے طریقہ بہت
زیادہ ہیں اسکی روایت سولہ صحابیوں نے
کی ہے اور احمد کی ایک روایت میں ہے کہ اسکو
بغیر سے تیس صحابیوں نے سنا اور حبشہ ابراہیم
سے ایام خلافت میں نزاع کی گئی تو ان تیسوں نے
آپ کی مولائیت کی شہادت دی ہے،

ان زیادات اللہ وال من دالہ الخیرۃ
موضوع فقد ورد ذلك من طرق صحیحہ
الذہبی کثیرا منها کذا قال الشیخ ابن
حجر فی الصواعق المحرقة
من والہ موضوع ہے کیونکہ یہ زیادتیں ایسے طریقوں سے وارد ہوئی ہے جنہیں سے بہت سے
طریقوں کو ذہبی نے صحیح کہا ہے شیخ ابن حجر نے صواعق محرقة میں یوں بیان کیا ہے،

ترجمہ

(۲) احمد بن الفضل سبلہ الممالک میں

یہ حدیث صحیح ہے جس میں کوئی شک نہیں ہو سکتا جو
اسکے منافی ہو یہ حدیث صحابہ کے ایک کثیر العدد اکو
سے مروی ہے اور یہ شلیح اور شہر حدیث ہے جسکی
لیے مجمع حجة الوداع کافی سمجھا جا سکتا ہے،

وہذا حدیث صحیحہ لا مرئیہ فیہ کما مشک
ینافیہ ردوی عن الجعہ الغفیر من یصحنا
و شاع و اشہر و ناہیک مجمعہ حید
الوداع

ترجمہ

(۳) ابن حجر صواعق میں

اسکا بیان یہ ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے جسکی

قسم کا شبہ نہیں ہے اسکو ایک جماعت نے بیان کیا ہے جیسے ترمذی اور نسائی اور احمد پس اسکے طریقہ نہایت زیان ہیں اور ایسے جسے رسول صحابی کی راوی ہیں وہ روایت ہمیں ہے کہ پیغمبر سے تیس صحابہ نے یہ حدیث سنی اور انھوں نے وقت نزاع ایام خلافت امیر المؤمنین کے لئے گواہی دی جیسا کہ گذرا،

ترجمہ

حاصل یہ ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے جس میں شک نہیں ہو سکتا بلکہ بعض حفاظ نے اسکو متواترات میں شمار کیا ہے کیونکہ روایت احمد میں ہے کہ اسے پیغمبر سے تیس صحابہ نے سنا اور جب امیر المؤمنین کے زمانہ خلافت میں آپ کے نزاع کی گئی تو ان صحابہ حضرت

ترجمہ

یہ حدیث صحیح مشہور ہے اسکے صحت کی متعلق شک کے والا (سوا) متعصب نہ کرے جسکے قول کا کوئی اعتبار نہیں کوئی اور نہیں اسلئے کہ حدیث کے طریقہ بہت زیادہ ہیں ترجمہ

حدیث کو ضعیف ثابت کرنے کا ارادہ کرنے والا وہی شخص ہو سکتا ہے جسے علم حدیث میں کوئی

قد اخرجہ جماعۃ کثیرۃ کالمذی والنفی
واحمد فطرۃ کثیرۃ جہلاً ومن ثم روایہ
مستدرک صحابی اونی روایت لا احمد نہ
ممعہ من النبی صلی اللہ علیہ وسلم
ثلثون صحابیاً وشہدوا بہ لما نوزع
ایام خلافتہ کما مر

(۴) ملا علی قاری مرتبہ میں

والحاصل ان هذا حدیث صحیح لا مرۃ
فیہ بل بعضاً لحفاظ عدہ متواتراً وانی
روایہ لا احمد نہ بمعہ من النبی صلی
اللہ علیہ وسلم ثلثون صحابیاً وشہداً
بہ لعلی لما نوزع ایام خلافتہ
کی موافقت میں گواہیاں دیں،

(۵) مرزا محمد بن معتمد خان خجندی زوال (ابن)

هذا حدیث صحیح مشہورہ و لعلی کل فی
صحیحہ لا متعصب جاحداً لا اعتبار
لقولہ فان الحدیث کثیر الطرق جذا
وباشمل لدین محمد بن محمد جزری کتاب فی التعلیل
ولا عیوفہ من حادل تضعیفہ من کل طالع
لہ فی هذا العلم
اطلاع نہیں اسکا کوئی اعتبار نہیں،

عن بن عبد العزیز قال حدثنی عدا
انهم سمعوا رسولا لله يقول من كنت
مولا فاعلى مولاہ
سے کی ہے اُسی کہا کہ مجھ سے متعدد راویوں نے
بیان کیا کہ انہوں نے رسول کو کہنے سنا کہ کنت
مولاہ فعلى مولاہ،

ترجمہ

ابن جریر کتاب فی المطالبین

اخبرنا ابو حفص عمر بن الحسن الرازی
فیما شافہنی بہ عن ابی الفتح یوسف
بن یعقوب الشیبانی اخبرنا ابو الیمین
زید بن الحسن الکندی اخبرنا ابو منصور
الفرزاذی اخبرنا ابو بکر بن ثابت الحافظ
اخبرنا محمد بن عمر بن بکر اخبرنا
ابو عمر الاخباری حدثنا ابو جعفر
احمد بن محمد الضبی حدثنا الاشج
حدثنا العلاء بن سالم عن یزید بن ابی
نیا عن عبد الرحمن بن ابی لیلی قال
سمعت علیاً رضی اللہ عنہ بالرحاء
نشد الناس من سمع النبی صلی
اللہ علیہ وسلم یقول من کنت مولاہ
فعلى مولاہ اللهم وال من والاک وعا
من عاداک فقام اثنا عشر رجلاً فشهدوا
انهم سمعوا رسولا لله صلی اللہ علیہ
وسلم یقول ذلک هذا حدیث

سلسلہ مذکورہ عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ سے روایت
کی ہے کہ میں نے علی کو صحن مسجد میں سنا کہ
آپ لوگوں سے پوچھ رہے تھے کہ کنت کنت
بغیر کو کہنے سنا کہ من کنت مولاہ فعلى مولاہ
اللتسم وال من والاک وعاذک اس کے
جواب میں بارہ شخص جواب دہیں سے تھے اٹھ
کے مہرے اور انھوں نے اس بات کی گواہی
دی کہ ہم نے بغیر کو یہ کہتے ہوئے سنا یہ حدیث
اس طریقہ پر حسن ہے اور بہت سے طریقوں
سے صحیح ہے امیر المؤمنین سے یہ خبر متواتر ہے اور
بغیر سے بھی یہ روایت متواتر ہے جم غفیر
نے اس حدیث کو بسم غفیر سے روایت کیا
اور کوئی اعتبار اس شخص کا نہیں ہے اس حدیث
کی ضعیف کرنے کا قصد کیا ہے ان لوگوں میں
سے ہو گا جب کو علم حدیث میں کوئی اطلاع نہیں
کیونکہ یہ حدیث بطریق مرفوع (یعنی رسالتاً) ب
تک پہنچادی گئی ہے، ابو بکر صدیق اور عمر بن

حسن من هذا الوجه صحيح من وجوه كثيرة
 ثواب من ائمة المؤمنين على رضی اللہ عنہ
 وهو متواتر ايضا عن النبي رطاة الجعفي
 عن الجعفي ولا عتبة بن حاد ^{تضعفها}
 ممن كاد لاهل في هذا العلم فقد ورد
 مرفوعا عن ابي بكر الصديق وعمر بن
 الخطاب رضي الله عنهما والذين بنو لهم
 وسعد بن ابي وقاص وعبد الرحمن بن
 عوف والعباس بن عبد المطلب زيد بن ارقم
 والبراء بن عازب وزيد بن الحارث بن ابي
 هريرة وابي سعيد الخدري وجابر بن
 عبد الله وعبد الله بن عباس وحشي بن خالد
 وعبد الله بن مسعود وعمران بن حصين
 وعبد الله بن عمر وعائذ بن مسروق بن ابي ذر الغفاري
 وسليمان الفارسي واسعد بن راسق و
 خزيم بن ثابت والبراء بن ابي ايوب ولا نصار سفيان
 بن حنيف وحنيفة بن ايمان وسمرة
 بن جندب وزيد بن ثابت وانس بن
 مالك وغيرهم من الصحابة رضوان الله
 عليهم وصح عن جماعة منهم ممن يحصل
 القطع بخبرهم وثبت ايضا ان هاتل نقل

خطاب اور طلحہ بن عبد اللہ اور بکر بن
 عوام اور سعد بن ابی وقاص اور عبد الرحمن
 بن عوف اور عباس بن عبد المطلب اور
 زید بن ارقم اور برادر بن عازب اور
 بریدہ بن حبیب اور ابو ہریرہ اور
 ابو سعید خدری اور جابر بن عبد اللہ
 اور عبد اللہ بن عباس اور حشیشی بن
 جنادہ اور عبد اللہ بن مسعود اور عمران
 بن حصین اور عبد اللہ بن عمر اور عذیر بن
 ادریس اور ابو ذر غفاری اور سلمان فارسی
 اور اسد بن زرارہ اور حنظلہ بن ثابت
 اور ابویوب انصاری اور سہل بن حنیف
 اور حذیفہ بن یمان اور سمرہ بن جندب
 اور زید بن ثابت اور انس بن مالک
 اور انکے علاوہ اور صحابیوں سے بھی
 روایت کی ہے اور یہ حدیث بطریق
 صحیح اس جماعت سے ثابت ہے
 جسکی خبر سے قطع و یقین حاصل ہوتا ہو
 اور یہ بھی ثابت ہے کہ سنبھرنے
 یہ حدیث یوم عند یرحم فرمائی

منہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم غدیر خم،

(۳۱) ابن کثیر شامی نے کلام وہی کو نقل کیا ہے جس میں تو انہی حدیث غدیر کا اعتراف کر رہے ہیں

ترجمہ

چنانچہ تاریخ ابن کثیر میں ہے:-

لیکن وہ حدیث جبکہ ضمرہ نے ابن شہر

سے انھوں نے مطرور اہل حق سے انھوں

نے شہر بن حوشب سے انھوں نے

ابو ہریرہ سے روایت کی کہ جب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑا تو کہا کہ جس کا

مولیٰ میں ہوں اس کے مولیٰ میں تو نہ دے

یہ آیت آری الیوم اکملت لکم دینکم ابو ہریرہ

نے کہا کہ جس دن پیغمبر نے یہ کہا کہ یوم غدیر خم تھا

جو شخص روزہ رکھے اس کا روزہ قبول ہے

کو تو اس کے لیے ساتھ مہینہ کے روزہ کا ثواب

لکھا جائے گا یہ حدیث قابل انکار ہے بلکہ دروغ

ہی کیونکہ صحیحین میں عمر بن خطاب سے روایت ہے کہ

ہے کہ یہ آیت روز جمعہ یوم غزہ نازل ہوئی نہ غیر

مقام عرفات میں طے ہے کہ جب تک کہ پیغمبر نے یہ

کیا اور وہیں ابو ہریرہ کا یہ قول کہ ہمارے روزہ کا ثواب

روزہ ساتھ مہینوں کے برابر ہو جائے گا صحیح نہیں

کہونہ صحیح میں یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ یہ صیام

کا روزہ دس مہینوں کے روزہ کے برابر ہو گا کہ کوئی

فاما الحدیث الذی رواہ ضمرہ عن ابن شہر عن

مطرور اہل حق عن شہر بن حوشب عن ابی ہریرہ قال لما

اخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بید علی قال ان

مولیٰ فعلی مولیٰ فانزل اللہ عز وجل لیوم اکملت لکم دینکم

قال ابو ہریرہ وهو یوم غدیر خم من یوم ثانی عشر من

ذی الحجۃ کتب لہ صیام ستین شہرا فانہ حدیث

منکر جد ابل کذب لہذا لفظہ ما ثبت فی الصحیحین

عن امیر المومنین عمر بن الخطاب ان ہذا الایۃ نزلت

فی یوم الجمعۃ یوم عرفہ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

واقف بجا کما قد منا و کذا قولہ صیام یوم الثامن

عشر من ذی الحجۃ وهو یوم غدیر خم بعدل صیام

ستین شہرا لا یضیو لہ وقد ثبت ما معناه فی الصحیحین

صیام شہر رمضان بعشرۃ اشھر فیکلف یكون صیام

واحد بعدل ستین شہرا ہذا باطل وقد قال

الحافظ ابو عبد اللہ الذہبی بعدایراد ہذا الحدیث

منکر جدا رواہ خیشون الخلال واحمد بن

عبد اللہ بن احمد الدیرمی ہا صدد فان عن علی بن سعید

الرملی عن ضمرہ قال ویروی ہذا الحدیث من حدیث

عمر بن الخطاب و ملائکة الخویر و انس بن مالک
 و ابی سعید و غیرہم باسانید و اھید قال و صدر
 الحدیث متواتر یقین ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 و سلم قال و اما اللہم وال من ولاہ فزیادۃ توفیہ لانا
 و اما ہذا الصوم فلیس بصیحو ولا واللہ
 نزول لایہ یوم عرفہ قبل عدی خیر یا قام واللہ علم
 بن الخطاب مالک بن جریر و انس بن مالک و ابو سعید و غیرہم سے ضعیف سند کے بھی گئی ہیں وہی کا
 قول ہو کر بتدلیس حدیث میں کت مولاہ فعلی مولاہ یہ تو متواتر ہے یقین ہے کہ پیغمبر نے ایسا کہا ہے کہ گیا جلا اللہ
 وال من ولاہ یہ ایک ایسی زیادتی ہے جسکی اسناد ذوی ہے کہ گیا۔ و زہ تو نہ صحیح نہیں ہے کہ وہ نہ آیا اھلت کم دیکم اللہ
 جمال الدین محدث اربعین مناتب میں ترجمہ

الحدیث ثلاث عشر عن جعفر بن محمد عن ایاکم
 الکرام علیہم السلام ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ
 و سلم لما کان بحدید خمر نادى لنامی فجمعوا فاخذ
 بید علی و قال من کت مولاہ فعلی مولاہ اللہم
 وال من ولاہ و عاد من عادہ و انصر من نصرہ
 و اخذ من خذله و اد الحق معہ حیث دارد
 فی روایت اللہم عنہ و اعن بید و احمد و اصم بدو
 انصرہ و انصر بہ فاشع ذلک و طار فی البیاد فبذلک
 الحارث بن النعمان القهقری فاقی رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ و آلہ علی فافۃ لہ ففران یا لا یجیر عن فافۃ
 و انما خفا قال یا احمد ان اللہ ان فاشع
 تیرہویں حدیث جناب امام جعفر صادق علیہ
 السلام نے اپنے ابا اکرام سے روایت کی کہ پیغمبر
 جب حدید خمر میں تشریف لائے تو اپنے لوگوں میں ندا
 کرائی پس ہر جہج ہوئے اپنے علی کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا
 من کت مولاہ فعلی مولاہ اللہم وال من ولاہ و
 من عادہ و انصر من نصرہ و اخذ من خذله و اد
 الحق معہ حیث دارد اور ایک روایت میں کہ بھی
 فرمایا یا خدا تو انکی اعانت کر اور انکے سبب
 اعانت کر اور انہیں رحم کر اور انکی سبب رحم کر اور
 انکی مدد کر اور سبب انکی مدد کر یہ خبر شایع ہوئی
 اور تمام شہروں میں پہنچی بہانہ کتبہ حارث

ان لا الہ الا اللہ وانک رسول اللہ فقبلناہ منک
 بن نمان فہری تک بھی پہنچی وہ سخیہ پاس
 وامرئنا ان نصلی حسنا فقبلناہ منک وامرئنا بان
 اپنے آقا پر سوار ہو کر بطح میں پہنچ کر اپنے آقا سے
 فقبلناہ منک امرئنا ان نصوم فقبلناہ منک ثم امرنا
 اتر ادر اتر کر ہمراہ ادخواب ساتھ ساتھ گئے غار کما کہ
 بالجوف قبلناہ منک ثم ترض بهذا حتی ننت ایضی بن عبد
 آپ خدا کی طرف سے حکم دیا کہ ہم اللہ کی شہادت دلا کر اپنے
 علینا وقتل من کنت مولاہ فعلی مولاہ فہذی
 آپ کے حکم کے باوجود آپ کی نافرمانی کیا کہ ہر بھی قبل کیا
 منک ثم من اللہ عز وجل فقال لنبی صلی اللہ علیہ الہ
 آپ کو حکم دیا کہ آپ کی بھی تعمیل کی کہ پہر اپنے روزہ کا حکم دیا
 وسلم والذی لا الہ الا ہوا ان ہذا من اللہ فونی
 ہنسے سے بھی قبول کیا پہر اپنی حج کرنے کا حکم دیا بتے
 الحدیث بن النعمان وهو یزید را حلت وهو یقول
 اس بھی مانا پہر بھی آپ نے ہنوز جب تک آپ کو ہوا ان
 ان کان ما یقول محمد حقا فامطر علینا حجارة
 کو ہم فضیلت دینی کیلئے بلز نہیں کیا ادا پہنچ گیا
 من السماء وانشا ہذا بلیم فما وصل الی حلتہ
 کہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ یہ آپ کی طرف کی بات
 حتی رماہ اللہ عز وجل فحرق فسقط علی ہامہ
 تھی یا خدا کے جانب کی پیغمبر نے قسم یاد کو کہہ دیا کہ
 وخرج من دبرہ فقتلہ وانزل اللہ عز وجل مثل
 سائل ہذا اب اقع للکافرین لیس لدافع الہ
 هذا الحدیث سوی قصہ الحالت تواتر عن
 امیر المؤمنین علیہ السلام وهو متواتر عن النبی صلی
 اللہ علیہ والہ وسلم فی تارواہ جمع کثیر وجم غفر
 کتا ہوا ایشا کہ اگر جو کچھ (محمد) کہتے ہیں یہ حق ہے
 تو ہم پر سامان سے پتھر برسا دیا کوئی عذاب لیم
 ہم پر نازل کر تو خدا نے ایک پتھر سے مارا جو سر پر
 گرا اور اسفل سے پھیل گیا وہ لکھن ہلاک ہو گیا
 من الصحابہ

اور خدا نے یہ آیت نازل کی جس کا ترجمہ یہ ہوا کہ ایک سوال کرنے والے نے عذاب اتع کا سوال کیا جو کافروں کے
 کے لئے ہے جس کا کوئی دفع کرنے والا نہیں، میں کہتا ہوں (جلال الدین محدث) یہ حدیث سوائے قصہ عارث کے
 امیر المؤمنین سے متواتر ہے اور وہ رسالت کے سے بھی متواتر ہے ایک طبری جماعت اور جم غفر نے
 صحابہ میں سے اسکی روایت کی ہے :-

صالح بن مہدی مقبل کتاب بحاث سندھیں

ترجمہ

ومن اوضحه معنى واشهره روايته حديث
من كنت مولاه فعلى مولاه وفى بعض روايات
زيادة اللهم وال من والاعداد من عداك وفى
بعضها زيادة وانصر من نصره واخذل من
خذله وطرقه كثيف جداً ولذا اختلفت بهم
الى تذا متواتر اللفظاً ففضلنا عن المعنى وراه
السيوطى فى بحار مع الكبير الى حمد بن حنبل
والحاكم وابن ابى شبيب والطبرانى وابن ماجه
والقولى والنسائى وابن ابى عمير والشيخ
وابى نعيم وابن عقدة وابن حبان والمطهر بن
دولبه صحابى وبعضهم من وليناثنين وبعضهم من اية الله
ذلك وذلك من حديث ابن عباس وبراء بن
الحصيب والواء بن عازب وجابر الجعفى
الا نضله وحبشى بن خراجه والى لطيف و
زيد بن ادة وزيد بن ثابت وحذيفة بن اسيد
الغفارى والى يونس بن ابي نضال وزيد بن جابر
الانصارى وعلى بن ابي طالب ابن عمر بن الخطاب
وطاهر بن عيسى بن عرق وفى بعض روايات احمد
عن على وثلاثة عشر رجلاً وفى رواية لم يثبتوا
المقدمى عن ابن ابي عمير تميم من الصحابة

اور پنمبر کی حدیثوں میں سب سے زیادہ واضح
المعنى اور مشہور ترین روایات حدیث من كنت
فعلى مولاه ہے اور بعض میں اللهم وال من والاه وعاين
عادك کی زبانی ہے اور بعض میں انصر من نصره واخذل من خذله
زیادتی ہے اور اس طرح بہت زیادہ میں سے بعض کا ترجمہ
کہہ حدیث لفظاً شبہا بھی متواتر ہے چہ جائیکہ اسکی
معنی سے بحث کی جائے جامع کبیر میں سیوطی نے
اسکی روایت کو احمد بن حنبل اور حاکم اور ابن ابی شیبہ
اور طبرانی اور ابن ماجہ اور ترمذی اور نسائی اور
ابن ابی عاصم اور شیرازی اور ابی نعیم اور ابن عقیقہ
اور ابن حبان اور حطیب کی جانب منسوب کیا ہے
انہیں سے بعضوں نے ایک صحابی سے روایت کی
اور بعضوں نے دوسے اور بعضوں نے دوسے زیادہ سے
اور یہ اسلئے کہ ان لوگوں نے صحابہ میں سے اسکی روایت
پنمبر سے کی ہوا ابن عباس و بريدة بن الحصیب ہزار
بن عازب حریر بن جلی اور جندب بن صاری اور حبشی
بن خراجه اور ابو لطیف و زید بن ارقم اور زید بن
ثابت و حذیفہ بن اسید غفاری اور ابو نضال
اور زید بن عسیر بن ارقم بن ارقم بن ارقم بن ارقم
محمدا بن ہبیرہ اور طلحہ اور عمر بن مرہ و تو ممکن ہے

نے چاہا تھا کہ یہ حدیث ایسے مقام پر بیان کی جائے جہاں پورا مجمع موجود رہے اور لوگ متفرق نہ ہونے پائیں اور ایسا مقام صرف غدر خم تھا جیسا کہ تاریخ حبیبہ السیر میں مرقوم ہے جلتی دھڑ میں حدیث بیان کی گئی، ہر طرح پر اپنی تبلیغ کی شہادت چاہی لیکن گمراہ ہونے والوں نے تلمذ اہل کو پرہانی پہنچایا،

تعجب نیز مسلمین کا ردیہ

کوئی خبر اور کوئی از خلافت خلفائے متعلق موجود نہیں مگر وہ صلابت اسکے قبول میں ہے کہ جب حدیثیں در ایسی یقینی خبر کی طاقت کی حامل ہیں در میان میں موجود ہے اور اس پر عمل نہ کر نیکی نہ کوشش ہے کہ تو یہ،

اطیعوا الرسول کی تسبیح

قرآن بہرا ہوا ہے اسلئے کہ رسول کی اطاعت فرض ہے بلکہ اطاعت کیے جانے کی غرض سے رسول بھیجی ہی جاتے ہیں لیکن وہ حدیث جسکو بڑے اہتمام سے بیان کیا تھا اسلام کے دعوایدار نے ضائع کر دیا اور پھر دعویٰ ہے کہ قرآن پر ایمان لانے والے ہم اسکی تصدیق کرنے والا ہم، اس پر عمل کرنے والے ہم۔ یہ یاد رہے کہ بقدر حدیث میں طاقت ہے اسبقدر اسکے منکر کے اذعان اسلام میں ضعف ہے کیونکہ تنہا حدیث ہی نہیں چھوڑی گئی بلکہ قرآن بھی چھوڑا گیا،

تعجب بالائے تعجب

یہ اعتراض ہے کہ اس حدیث میں کوئی شک نہیں جیسا کہ ناظرین نے سابق میں ملاحظہ فرمایا، اس اعتراض کے بعد اس حدیث سے وہی برتاؤ کیا گیا جو منکر کے کیا جاتا ہے بلکہ جو حدیث منکر سے کیا جاتا ہے اور جب یہ خبر یقینی ہے تو اسکا تارک یقینی تارک قول سچا اور قول رسول سے جان بڑھ کر نکالا دیا ہی ہے جیسا کہ قرآن کا انکار اور منکر قرآن مسلم کو نہ کر لیا جاسکتا ہے،

دوسرا عنوان لغتہ

جب خبر یقینی ہے تو لاریب کہ اور دیکھی سرداری مقابل یقین ہے لہذا وہ قابل انکار

ہوئی پہر خلافت خلفاء حق نہ ہوگی بلکہ محض باطل،

تیسری تقریر

یوں ادا ہو سکتی ہے کہ خلافت خلفائے ثلاثہ جب صحیح ہو سکتی ہے جب حدیث غدیر معلوم اللہ دروغ ہو حالاکہ یقینی ہے لہذا دعوائے صحت خلافت دروغ بے فروغ ہو،

چوتھی تقریر

معتقدین خلافت خلفاء جب مسلم کئے جاسکتے ہیں جب حدیث غدیر نہ ہو کیونکہ خلافت مصطلحہ جہی صحیح ہو سکتی ہے جب نہ تکذیب رسول پر متوف نہ ہو حالاکہ اسی تکذیب پر متوف نہ ہو اور تکذیب قول بنی کفر ہے لہذا اس خلافت کفر پر قائم ہوگی،

پانچویں عبارت

خبر غدیر یقینی ہے اور خلافت خلفائے حقیقت مشکوک ہے لہذا کسیرت میں شک یقین کا مقابلہ نہ کر سکے گا اور یقین کے ہوتے ہوئے مشکوک کی طرف جانب بے عقلی ہے

تعجبات پر اضافہ

ایک تو اسی بات کا اعتراض تھا کہ اس حدیث میں کوئی شک نہیں اور اگر یہ معلوم نہیں تو دنیا میں کوئی معلوم نہیں پہرا سپر تمام حجت خدا کے لئے یہ اعتراض بھی کر لیا گیا کہ خبر متواتر ہے مشکوک شہادۃ تمام کی گواہیاں لکھ لی جائیں، پہرا ب کوئی پوچھے کہ خبر یقینی اور متواتر اور دستبر اہل قیامت تک کے لئے تھا پہرا کوئی بصیر دقا داس امر میں غور کرے کہ راویان حدیث غدیر اور سپر علی کو تہیت دینے والے کس طرح سفیر میں صورت لکھائی قابل ہو اور کیونکر مولیٰ خود بن بیٹھے یہ معیت جو حدیث غدیر کی بعد لیکلی ہاتھ پر ہوئی کیونکر جائز ہو سکتی تھی جب قول قطعی رسول اسکا قطعی مخالف تھا،

کوئی باطل حیلہ جو یہ نہیں کہہ سکتا

کہ خبر یقینی اور متواتر اور قطعی ہے لیکن اسکے معنی میں نہیں ہیں جو تم سمجھتے ہو، کیونکہ ہم

کہتے ہیں کہ مقام تبلیغ میں ایسی چیز بیان نہ کرنی چاہیے جو حاضرین کے سمجھ میں نہ آئے اور جو کچھ حضرات اہانت و اہی احتمالات بیان کرتے ہیں کہ مولیٰ مختلف معنوں میں آیا ہے لہذا وہ معنی مراد نہیں ہو سکتے جس پر شیعہ اس اسامی قائم کرتے ہیں اگر ایسا تھا کہ لفظ مشترک بولی گئی اور اس سے مراد رسول حاضرین پر متنبہ ہو گئی تھی تو مکلفین پر حضرت رسالت کے سوال جواب تھا لیکن سوال ایک نے بھی نہیں کیا کہ آپ کی مراد لفظ مولیٰ سے کیا ہے اور جب سوال نہیں کیا گیا تو معلوم ہوا کہ قرآن قطعی موجود تھی جس کے بعد سوال کا موقع نہ تھا اور تا حال ہی مفہم تھا کہ شخص جو سب کے زبان بطی الفہم تھا اور مراد کلامہ و ابابہ ہی نہیں سمجھاں بھی مراد رسول کو مقام حم کی الفاظ سے سمجھ گیا اور اسی نہایت اعلیٰ اور نہایت جن معنوں پر ہو سکتی ہے وہ یہی معنی ہیں جس کو شیعہ پیش کرتے ہیں نہ وہ جو سنی حفظ خلافت باطلہ کے لئے ترشتے ہیں اور جس طرح قرآن قطعی طایبات پر رض کر رہے ہیں کہ وہی معنی کلام رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں مراد ہیں جو مفید امت امیر المؤمنین ہیں اسی طرح قرآن ابابہ پر بھی دال ہیں کہ جو کچھ حضرات اہانت مولیٰ کے معنی بیان کرتے ہیں نہ ہرگز مراد نہیں ہیں

اگر کوئی کہے کہ قرآن کیا تھے؟

تو ہم کہیں گے کہ حضرت کے کلام سے صاف آشکار ہے کہ حضرت رسالت اپنے وفات کے بعد کا انتظام کر رہے تھے کیونکہ تمام تبلیغوں کا حفظ یہی ہو سکتا تھا اور صلاح جمعیت بھی تھی۔ وفات کا زمانہ بھی جہالت سے اس طرح محفوظ ہو جس طرح حیات نبی کا زمانہ محفوظ تھا اور یہ امر نص خلافت پر منحصر تھا جو کی گئی

اگر کوئی کہے کہ یہ کہاں سے معلوم ہوا کہ حضرت اپنے وفات کے بعد کا انتظام کر رہے تھے

تو ہم کہیں گے کہ نہ فقرات حضرت کے متن حدیث میں مذکور ہیں جن سے صاف آشکار ہے کہ آپ بعد کا انتظام کر رہے ہیں چنانچہ نوالدین ابوالحسن علی بن عبد اللہ مروسی نے جو ابوالفضل

میں یوں روایت کی ہے ،

عن ابی الطفیلان علیہما رضی اللہ عنہما مقام فحمد اللہ واثقی علیہم قال انشد اللہ من شہد یوم غدیر خم لا نام ولا یقوم رجل یقول فی نبئت اوبلقول لا رجل سمعت اذ نأ و دعا قلبہ فقام سبعة عشر رجلاً منہم خزیم بن ثابت و سہل بن سعد و عدی بن حاتم و عقیذ بن عامر و ابو ایوب الانصاری و ابو سعید الخدری و ابو شریحہ الخزاعی و ابو لیلی و ابوالہیثم بن التیہان و رجال من قریش فقال علی رضی اللہ عنہ و عنہم ہا تو اما سمعتم فقالوا نشہد انا قبلنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حجة الوداع حتی اذا کان الظہر خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فامر شجرات نشدین و اتقی علیہ ثوب ثم نادى بالصلوة فخرجنا فصلینا ثم قام فحمد اللہ و اتقی علیہ ثم قال یہا الناس ما انتم ابو الطفیل سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین علیہ السلام ایک دن کہے ہوئے اور اپنے خدا کی حمد و ثنا ادا کی بہر فرمایا کہ میں خدا کا واسطہ دیکر اس شخص سے پوچھتا ہوں جو روز غدیر خم حاضر تھا کہ وہ اٹھ کھڑا ہوں نہ اٹھے جو یکتا ہو کہ مجھے خبر ہو چکی یا مجھے خبر گئی مگر نہ اٹھے جسکے دونوں کانوں نے سنا ہوا اور اُسکے قلب نے اسے محفوظ رکھا ہو حضرت کے اس کہنے پر سترہ آدمی اٹھ کھڑے ہوئے انہیں سے خزیم بن ثابت اور سہل بن سعد اور عدی بن حاتم اور عقیذ بن عامر و ابو ایوب الانصاری اور ابو سعید الخدری اور شریحہ خزاعی اور ابو لیلی و ابوالہیثم بن التیہان تھے اور دوسرے لوگ قریش کے قبیلہ سے تھے حضرت امیر نے فرمایا کہ جو کچھ تم نے سنا ہو بیان کرو اٹھو نے کہا کہ ہم اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ ہم پیغمبر خدا کے ساتھ حجة الوداع سے پلٹ کر آئے تھے یہاں تک کہ جب ظہر کا وقت آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جہانٹ دینے کا حکم دیا یا کیا گیا اور ہم سب سایہ کے نیچے کھڑے ہو گئے یا کیا اسکی بعد نماز کی منادی کی گئی اور ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ساتھ نماز ادا کی ، پیغمبر خدا نے نماز کے بعد کھڑے ہو کر حمد و ثنائی اُتھی ادا کی بہر فرمایا کہ اے لوگوں تم میرے متعلق کیا کہتے ہو لوگوں نے کہا کہ ہم اقرار کرتے ہیں

فائلون قالوا قد بلغت قال اللهم
 اشهد ثلث عرات قال فی اوشك
 لن ادعی فاجیب دانی مسئل و
 انتم مسئلون ثم قال لا ان دملوكم
 واما الکمر حرام کمر مذیو مکرم هذا
 وحرمن شہر کہ هذا اوصیکم بالنساء
 اوصیکم بالدار اوصیکم بالذکاء اوصیکم
 بالعدل ذاکا احسان ثم قال یتھالناس
 ان تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ و
 عترتی اھلبتی فانھما لن یفترقا
 حتی یرجع الی الخوض بنانی ذالک العلم
 الخبیر وذلک الحدیث فی قولہ صلی
 اللہ علیہ وسلم من کنت مولاه فعلی
 مولاه فقال علی صدقتم وانا علی
 ذلک من المشاہدین ،
 کہ آپے تبلیغ کی، پیغمبر نے تین مرتبہ فرمایا کہ پروردگار تو گواہ
 رہنما، پھر فرمایا کہ میں عنقریب درگاہ باری میں بلایا جاؤں گا یہ اس بات کی قطعی دلیل ہے کہ
 دعوت پر لبیک کہوں گا مجھ سے بھی پوچھا جائے گا اور
 تم سے بھی پوچھا جائیگا پھر فرمایا تمہاری خون اور تمہاری
 اموال اسی طرح حرام ہیں جیسے تمہارا آج کا دل اور تمہارا یہ
 ہمینہ عترم اور حرام ہے میں تمہیں عورتوں کے ساتھ
 وصیت کرتا ہوں اور ہمسایہ کے ساتھ وصیت کرتا
 ہوں اور بندوں کے ساتھ وصیت کرتا ہوں اور
 عدل و احسان کے ساتھ وصیت کرتا ہوں پھر فرمایا
 کہ میں تم میں چیزیں جوڑتا ہوں خدا کی کتاب اور
 اپنی عترت یہ دونوں آپس میں جدا نہ ہوگی جب تک
 سرے پاس حوض کوثر پہنچ جائیں مجھے اس بات کی
 خبر خدا عالم و دانے دی ہے اسی گشتگو میں حضرت
 نے حدیث من کنت مولاه فعلی مولاه فرمائی ^{للنہیں}
 نے فرمایا کہ تم نے سچ کہا میں بھی اس امر کا گواہ ہوں،

یہ فقرہ کہ میں عنقریب درگاہ باری میں بلایا جاؤں گا یہ اس بات کی قطعی دلیل ہے کہ
 اپنے اپنے وفات کے بعد کا انتظام کرنا چاہا تھا اور وہ سوائے تعین خلیفہ کے اور کچھ نہ تھا
 اور جو اہل تقدسین کی اس روایت میں جو حمزہ سلمیٰ سے منقول ہے غفال ما بعد ایھا الناس
 فانی مقبوض و شک ان ادعی فاجیب یہ عبارت موجود ہے جس کا محصل ہے کہ میرا وقت
 انتقال قریب ہے اور میں روایت محمد بن علی بن حسین حکیم نرذی میں بھی یہ مطلب اس عبارت
 میں مذکور ہے،

ان رسول اللہ خطب بعدی وخم
 تحت شجرة فقال ايها الناس اني
 قد بناني اللطيف الخبير ان لم يعبرني
 الا نصف عمول الذي يليه من قبله
 واتي يوشك ان ادعي فاجيب و
 اني مسعول وانكم مسئولون فملا
 انتم فائلون قالوا تشهد انك قد
 بلغت وجهك من نصحتي فخر
 الله خير فقال اليس تشهدون
 ان لا اله الا الله وان محمداً عبده
 ورسوله وان الجنة حق والنار حق وان
 الموت حق وان البعث حق بعد الموت
 وان الساعة آتية لا ريب فيها والله
 يبعث من في القبور قالوا بلى تشهد
 بذلك قال اللهم اشهد ثم قال يا
 ايها الناس ان الله مولاى ولنا
 مولى المؤمنين واذا المولى بهم
 من انفسهم فمن كنت مولا فهذا
 على مولاة اللهم اهل من والا
 وعلمه من عاقله
 اپنے پیغمبر نے ظہر غدیر خم میں زیر شجر خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ
 اے گروں مردم مجھے جناب باری نے خبر دی ہے کہ ہر نبی
 کی زندگی اس نبی کے زندگی کی ادھی ہوئی تھی اس سے
 پہلے گزرا ہے اور میں عنقریب درگاہ باری میں بلایا جاؤ گا
 اور میں اس دعوت پر لیک کہوں گا اور مجھے بھی پوچھا
 جائے گا اور تم بھی پوچھا جائے گا تو تم کیا کہتے ہو لوگوں
 نے کہا کہ ہم اس بات پر شاہد ہیں کہ آپ نے تبلیغ فرمائی اور تبلیغ
 میں کوشش کی اور نصیحت کی خدا آپ کو جزا دے
 خیر وے فرمایا کہ کیا تم اسی بات کی شہادت نہیں دے رہے
 کہ خدا کی سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اس کا بندہ ہے
 اور اس بات کی کہ جنت حق ہے اور جہنم حق ہے اور
 موت حق ہے اور حشر حق ہے اور قیامت آئے گی
 اس میں کوئی شک نہیں اور خدا قبر والوں کو غور کرے گا
 لوگوں نے کہا کہ نہیں ہم ان سب باتوں کی شہادت دے رہے
 ہیں کہ آپ کا باری اللہ کا گواہ رہنا فرمایا کہ اے گروں پر وہم خدا
 میرا مولا ہے اے میں مولا ہے مومنین ہوں اور ان کے ساتھ
 ان کے نفوس سے اولی ہوں پس میں جس کا مولا ہوں
 اُس کے علی مولا ہوں پس میں خدا تو اس سے محبت کر چو علی
 سے محبت کرے اور اس سے عداوت کرے چو علی سے عداوت
 کسی عداوت ظاہر ہے کہ بعد موت کا انتظام منظور تھا
 اور اپنا قائم مقام میں کرنا مقصود تھا وہی کیا اور بتا دیا کہ جس طرح میں مولا ہے مومنین تھا اور ان کے

نفسوں سے انکی ساتھ ادنی ہوں اسی طرح علی بھی ہیں اسکے بعد مولوی کو دعا دیکر اور کھیلے دشمنی
بادی کی بدعا کر کے علی کو لانے کی ترغیب (انظم مقسم) اور تڑپ کی اب بھی اگر سو جائی نہ ہے تو ہیں
اور ہر حکم مجبور ہے،

کمانٹک بلاؤں یاد رہے جیب دلنواز سحر ہوئی ہے نور و کچھ کہول چشم نیم باز
تجھے تو بہنے سے ہے ہمیشہ ارتباط ساز مقام سے آتی ہے صدک شاہ سرفراز
علی دلی مونس ہوا دیر اذیر ہے

یہی مفاد اجسما جمع غدیر ہے

کمانٹک بیاں کرد کہ داتا نے طول کر نتیجہ بے نقاب ہیں نزاع ہی فضول ہر
مختار اہل ہوش کا محبت العقول ہے سقیفہ میں ہیں امتی غدیر میں سول ہر
ادد ہر ہے دجی ایز دی جی حق کے ساتھ ساتھ

ادد ہر خدا کا ہاتھ ہے ادد ہر سر کا ہاتھ ہے

وہ بیعت سقیفہ جو عمر کے ہاتھ سے ہوئی بڑے غضب کی چیز تھی خلافت دجی ایز دی
اساس دیں زمانہ میں ایسی وجہ سے گری و گز نہ نص مصطفیٰ سے ہو چکی علی دلی

ہیں کسی سے کام کیا ہیں نبی سے کام ہر

نبی کے بعد رضی زمانہ کا امام ہے

بنی کی بات مٹ گئی غضب کی بات ہو گئی سندر کہ بن کے پہر تباہ کائنات ہو گئی
کتاب حق کے برخلاف ولادت ہو گئی بنی نے آنکھ بند کی جہاں میں رات ہو گئی

جو دہنمائے دہر تہاں قرص نور چھپ گیا
 غبار دل نکل پڑا چور غ طور چھپ گیا
 اٹھا البتراک طرف دلوں کے اٹھانے بدل لیا لباس کو بنی ہوے دوا دے
 نقاب خوف اور طہ لی ہدایت و رشاد نے سمیٹا دامن وسیع دین نامرمانے
 یہی غدیر میں گیا تھا نقطہ کمال تک
 یہی اتر کے آگیا مدینہ میں زوال تک
 اندھیرا پہلیتا چلا ضیاء نے اپنی راہ لی بدل کے فیزوں نے سب متاع عروج و جاہ لی
 قدم طرہے تو اس طرح کہ سرحد گناہ کی جہاں سے سرع آئی تھی اسی جگہ نہاہ لی
 خواص تھے حریف طبع جو حرص عام تھا
 سولے چند اہل دل کہیں نہ دیکھا ام تھا
 مہاجرین اور ہر چلے جد ہر کی تہیں سحر تہیں پیرا ہی تہیں اپنے مونہہ بھی ناصر کی نصرت
 حدیث یاد تہیں کسی کے تہیں یاد تہیں مڑی ہوئی تھیں گردنیں بگلی تہیں صورت
 گئیں خدا پرستیاں جناب مصطفیٰ کے تھا
 سفینہ تہ نشیں ہوا وفات اخذ کے تھا
 ابھی یہ کل کی بات ہے کہ تہا طلوع آفتاب غدیر خم میں جمع تھے رسول اور ابو تراب
 اہل رہی تھی شیشہ افلاک سے وحی کی نسر تھا پہلوے مدینہ علوم میں قیام باب
 جو حسن تھا حدیث کا کب رہا نقابتیں
 غدیر کی شراب تھی ایلغ آفتاب میں

چمنستان محمد پر خزان

چمنستان سے لے کر دوسرے حصہ ہے جس میں انصاری فداکاریوں سے آگے اٹھ کر جو انان بنی ہمسٹم۔ ۱۸ اپنی فاطمہ علی و بتوں کی گود
کی گود کے پانیوں اور دین مابوش گیسوؤں والوں کے شوق شہادت، رخصت۔ رجز۔ جہاد اور شہادت کے واقعات درج ہیں
پندرہویں شجاعت۔ اپنی وفا۔ اپنی طاقت ایمان اور اپنے خون کے منٹ چھاپے صفوں زمین پر جہاد پر لگا کر شہادت فرات پر پہاڑے ذبح ہو گئے
مختصر فہرست حسب ذیل ہے

پہلا پھول عبد اللہ ابن مسعود۔ یہ کالج۔ عہدہ اڈی رجز خوانی۔ فلسفہ شجاعت۔ جنگ اور شہادت۔ جہاد کی صفات۔ بہائی کی کشت
پہریم کے ہیں۔ یہ وہاں کا زخم جگر۔ دوسرا پھول۔ محمد ابن مسلم۔ چلی بیٹے کی رخصت۔ بجائے اور بیٹے کا خلع۔ اذن جنگ
محمد کا رجز۔ بچے کی جان بازی۔ عمر سعد کا فوج کو افراتیسرا پھول۔ عون ابن عبد اللہ جو تھا پھول۔ محمد ابن عبد اللہ۔ زینب
کے لڑے۔ عمر نعبہ بنی کی قرنائیں۔ غازیوں کی سواری۔ عون و محمد کا رجز۔ پھر سعد کا خروج۔ شغلا لہ زرد کی گیدڑ بھیگی
اسد اللہ کے شہر دہن کا جہاد۔ بہن کو بجائی اور بیٹے کا خیال۔ خاتون جناب ماں کی آواز۔ شیر خدا کے نواسے فوج کے عصار میں طبع
ظفر۔ ماں کے دلخیزش ہیں۔ پانچواں پھول جعفر ابن عقیل۔ اذن و غام کی تمہید۔ جعفر کا رجز اور جان بازی۔ شہادت اور لاش
پر مظلوم کی آمد چھٹا پھول۔ عبد الرحمن بن عقیل جن طلبہ اذن جنگ۔ بہر شہادت۔ جنگ اور شہادت آٹھواں پھول
عبد اللہ بن عقیل نواں پھول۔ موسیٰ بن عقیل۔ موسیٰ کی جہالت اور شہادت و سواں پھول یاکل نو شغلا۔ بن جہاد و بابا رنگنا سہر
بہندی۔ تعویذ کی حقیقت۔ رخصت کاٹھ۔ جانوں کا راز و نیاز حضرت قاسم حصول اذن نوشاہ بنائے کی حسرت۔ بغیر سلام کا سپاہی میدان قیام
سنی ہلوہ۔ جناب قاسم کا رجز۔ مظلوم کر بلا اور غصہ کی حالت آخری جنگ اور شہادت۔ پھر امان کی لاش۔ گیارہواں پھول عبد اللہ ابن
بارہواں پھول احمد بن قحط۔ شیر خدا کے بیٹوں کا رجز پھر ہواں پھول محمد ابن علی جو تھا پھول جعفر ابن علی پندرہواں
پھول عثمان ابن علی۔ سواں پھول یوں بن علی۔ صلح اور بدین سیاست سے سترہواں پھول عباس ابن علی۔ کینت القامیہ
بنی ہاشم۔ عمار۔ سناٹا سکین۔ وقت کی تصویر پریشانی کا اندھا میا سوں کے خیمہ میں پانی کی سبیل۔ رجز اور ابن عدلیسے جنگ۔ اٹھارہواں پھول
سیر پیر جو و الیکاد و سرحد۔ عباس کا روڈ کھنکھ پوٹا واد۔ مشک و لہم۔ شہادت تار جہاد عباس جعفر ابن علی کی شہادت شہر کی چکی اٹھارہواں پھول
نصارہ برس والا اٹھارہواں پھول کی گود کا پالا علی ابن حسین جیشیہ رسول نبی کی نگاہ میں خصوصیت۔ یزید کو قزاق۔ ابراہیم طیل کی قربانی۔ خواب کی نمبر کلام میں خصوصیت
میں ظالم۔ پانچویں کی رخصت۔ قربانی کے مشابہت۔ سناٹا فدا درگاہ اہدیت۔ عیسوی طبع شہر کی سواری۔ علی کو پہلا رجز جنگ میں کھنکھ۔ زنی شہر کی
دلہن۔ باپ بیٹے کا رخصت افزا اسکالہ۔ زبان نام کا اثر۔ دن کو مصلحت۔ فزندی، آواز، کزبل جوان کا احتفال۔ تہارہ برس الیکام۔ ایک اور گل نا شغلا۔
شہر بانو کی نسبت سناٹا چمنستان محمد کا گل سر سبز۔ قرطیب بن حیدر ابن علی۔ مجتہد حقانیت پہلا طاہرہ جنوں کا مدد میں کرنا۔ جہاد کا کفر و سید
امام کا الوداعی سلام۔ باپ بیٹی کا باجگرا اسکالہ۔ زبان امام پر فدا کا ذکر۔ امام علیہ السلام کی گود پر پھر بہنوں کی رخصت۔ بہائی کی کز۔ فلا کیری کو وصیت۔ جاکر
کی طلب۔ ابراہیم کے رخصت۔ ذوالقادر و ذوالکندر۔ امام کی سواری۔ امام زمانہ۔ شہاد سے طاہرہ۔ سناٹا نام کا اثر چمنستان محمد کی منہ بند علی (اصغر)
بن حسین۔ بچہ بڑا قرآن کا دھوکا شہادت کا دھوکا رجز جہاد اور شہادت۔ ناقصہ سے قشیدہ۔ پانچویں خدا اور بچہ کا دفن۔ نماز رخصت۔ جہاد کرنا کھینکے کا رجز
خطبہ امام۔ عمر ابن سعد کا جواب۔ عجم بن عبد ملوک۔ جابر بنی لکھن۔ بدایین پہلی بیٹی۔ امام کا دوسرا خطبہ۔ کہ تہلکی جنگ۔ باقی کو کز کا کھینکے فرات
خون میں بنایا علی کا جابا۔ فزندی کا جویم۔ پانچویں کی دوسری آواز شہر بر زمین افتاد۔ ایک گل نورس۔ عبد اللہ بن حسن۔ بانو عیس کی
سواری۔ دیر علی کی نسل میں جہول امین۔ درود و رجز رسول۔ علی کا جلوہ کر بلا میں۔ مدد فرشتے کی حاضری بار و رحمتہ کی حرارت
عمر سعد کی نماز۔ یوسف گاہ رسول پر بارہ فرسین شفق اور سواہ آندہ ہی۔ سعد رنگین سرورق۔ قیمت لیکر و بیہ (اعر)

حصہ اول فصل سلوالت کی قیمت بھی ایک روپیہ

فرات میں ملدی ہے کچھ در نہ دوسری پٹیشن کا انکار کرنا پڑتا

بنارس کے حصادِ حکیم

عَلَيْهِمَا نَصْرِي وَكَانَ أَبُوهُمَا غَايِبًا عَنْ حَقِّهِمَا لَكَ إِحْسَانُ
 قَدْ جَاءَ مِنْ رَبِّكِ الْكَافِرُ
 كُونِي

اعلیٰ درجہ کی خوشی و اللہ ہاضم اور مقوی معہ دوا

جگر کی کاغذی اصلاح کرنیوالی دم خال کو جزئیے کھودینے والی سب ابوسیر کی بیچ و بن سے برابر کرنیوالی دستوں کو ہستہ آہستہ کھنچنیوالی اندرونی کے والی جبکہ برہا کر خواہش کے ساتھ پوری غذا کرنے کی صلاحیت پیدا کرنے والی - نفع : باؤ گلوہ - درد منہ کم قزاقزہ وغیرہ کو چکچکین میں ہو کر دینوالی نقیض کی پیشینداز کو معجزہ دینے والی بیکل اور شش کو با ناصہ ششے والی عمدہ کی تمام ستائین دور کر کے موت بامعہ کو چڑھا کر نیوالی پیغم صبح کے ساتھ خون صلب پیدا کر کے مادہ تولید متناسل میں بھجھا خاصہ اضافہ کرنیوالی گردوں میں خاص حرارت پیدا کر کے طاقت مردانگی کو آگیا کرتے والی عورتوں کے ایام کی بے منتہا - حد کی کو ٹھیک کر کے باقاعدہ لائے دانی ہر مزاج ہر عمر والے آدمی کو موافق ایچوالی بچوں کو کون جو افزون ہو تو صحت مردوں اور عورتوں کی تندرستی قائم رکھنے والی اعلیٰ اور کامیاب دوائی ہر جو اپنے اسکیریکر ششوں اور عیاض و تاثیرات کی وجہ سے ہر گنبدہ واسے گھر میں لے آج اور طبقہ مذکورہ اثاث میں پورا پورا اثر جاتی ہے ہر جو خوش دلی سے کہہ چک شوق سے مانگ مانگ کر کھاتے ہیں - عورتیں تندرستی کو بوڑھے کہنے لگی ہیں -

عرو سفیرین حقیرین عزیز جان بنا کر ساتھ رکھنے لگے ہیں۔ اطباء بریغون کو ہدایت کرنے لگے ہیں کہ کوئی کام استعجال کر دے نہ شوق
میں لگ رہا ہے یہاں تو کس کے ہمت دے دے خاندانی فیاض راہ میں دار معجزوں مسکا کر غریبوں کو کھستہ بنائے ہیں اگر آپ کا بھی دل
چاہے تو اٹھا ہاں سہی شگنائے اندر کر رہے اور زندگی کا لطف اٹھائیے قوت فی شیش چار آہ نہ حصول کے علاوہ مقرر ہے۔ چونکہ
ایک سے چار شیشیوں کے مصارف تو ایک پکسان چرتے ہیں اس لیے ہم سے کم تنگوائے ہیں آپ کا خسارہ ہے۔

ہر گھر میں اس کی ایک شیشی موجود رہنی چاہیے

جناب صاحب رسالہ الحافظ لاہور نے سید عبدالحق کے ارشاد فرماتے ہیں "سفوف کوئی علی درجہ کی خوش ذائقہ باغیچہ
اور مقوی معده دوا ایجاد کر دے غایب ملک حاذق مولانا عرشی صاحب دہم خلیہ جو جگر کی خرابی دہم طحال۔ بواسیر پیش
نفع اور باگلوں وغیرہ امراض پیش کی علاج ہے شمس العلماء کا یہ علامہ سائری صاحب قلیہ بھی اچھا دوا برکات نے اس سفوف کو استعمال کیا
اور سفید یا اور ناکسار دیر رہی ہے ہستیاں کیا اور سرج التائیر یا اہر گھڑی ہسکی ایک تیشی جو بڑا بہت چاہیے تاکہ وقت ضرورت
کا کارآمد ہو سکے ترکیب تنال کا یہ سرج بہرہ ہوگا۔

نفل تحریر سرکار حجۃ الاسلام علامہ حارثی رحمہ اللہ
 میں نے کوئی خود استیصال کیا نہایت مفید یا بہت ہی
 مریعہ الاثر اور بے فخر رہے (خانی) کا

یہ مسنون و اقفا ہضم و علاج اور کمر درسی معارف و اقفا و دیگر
کے میں نے دینے میرے دیگر اجاب نے مفید یا اگر قیمت میں
کم ہے مگر نفع میں زائد ہے (میر سہیل مین)

ایف۔ اے۔ ہاسمی حفیظ گنج بنارس سٹی

[illegible]

REG NOA1507

مسلم دار حیات نمبر ۱۵

۱۰

ص

۶۶



بجائے علیہ

مکتبہ انوار

ابو اسحاق محمد ظفر محمد کٹر صاحب دہلی

باہتمام محمد جواد در نظامی پریس کتب و مطبعہ نوریہ

۱۰۱۵۰۷

قواعد سبیل میں

- ۱۔ ہندوستان کے بہترین اہل فہم کے علمی مضامین کی اشاعت۔
- ۲۔ مابین اسلام و صفاغالیین مذہب شیعہ کے بجا اعتراضات اور علوں کا دفاع۔
- ۳۔ حقیقی اخلاق اسلامی کا نشر۔
- ۴۔ علمی قوی اور مذہبی اور ان ظالی معاملات پر جو مذہب کے متعلق ہونگے تبصرہ و نقد۔
- ۵۔ حضرات ائمہ مصوفین علیہم السلام کے علوم و سوانح کا نشر۔

مشتہدین

اس کثیر الاشاعت رسالہ میں آشتی نامہ بھیجے وقت
ذیل کا نرخ نامہ ضرور ملاحظہ فرمالین

بقدر اد طبع	ایں صفحہ	اضف صفحہ	ربن صفحہ
ایسا لکھ دے	لکھ دے	دے	دے
چھوڑ دے	دے	دے	دے
خبر نہ لے	دے	دے	دے
ایک دے	دے	دے	دے

کوئی صاحبِ کلمۂ حیات کی خواہش نہ فرمائیں کہ
 کی گنجائش نہ ہیں۔ مائل تیج کے صفات کا رخ
 اسکے علاوہ ہے جو بدرِ معرظ و کتبت ہو ہو سکتا ہے
 حجتِ برجِ حلِ پیشِ آنا چاہیے۔

(۱) یہ رسالہ ہر ماہ عسبیل کے پہلے نمبر میں شائع ہوگا۔
 (۲) عسبیل کی صفحات فی احوال ۴۰ صفحات سے کم نہ ہوگی۔
 (۳) عسبیل جملہ خریداروں کے نام بذریعہ ڈاک روانہ ہوگا۔
 (۴) اگر خریداروں کے پاس کچھ نہ ہو جسے پہنچ سکے تو ۲۰ روپہ
 عربی تنگ فرتین طے لاء پہنچے پر دوبارہ روانہ کیا جائیگا۔
 ہر اسکے بعد ۴۰ روپہ تک وصول ہونے پر بھیجا جائیگا۔
 (۵) عسبیل کی سالانہ قیمت فی احوال سے آدھ ہونے پر آدھ شمار ہی ہوگی۔
 ۱۔ جملہ مراسلات دارالسال زور و خط و کتابت بنام ابوالبرائتہ
 مولوی سید ظفر ہندی گھر مدیہ خاص عسبیل میں لکھ کر یہ اثریت
 لکھنا ہونا چاہئے۔

(۷) ہمنمون نگار حضرات کے مضامین اگر محدود منازلِ سہل سے متجاوز نہ ہوں گے اور معیارِ علم پر ٹھیک اتریں گے تو بصد امتنان شایع کے جائیں گے۔

(۸) سیل کو جکڑے آئندہ ایسے کام میں جو دینی حمایت اور مذہبی دفاع پر منحصر ہے توسیع پیدا کرنا ہے لہذا وہ بغیر شغلات حاضر خدمت نہوگا۔

(۹) نمونہ کا بوجھ ۰.۴ کلو گرام اس نے پر بھیجا جائے گا۔
مفت حاضر خدمت ہوگا۔

(۱۰) خریداروں سے عرض ہے کہ خط و کتابت کرتے وقت نمبر خریداری کا حوالہ ضرور دین ورنہ تعمیل ناممکن ہے

(۱۱) جو طلب ہو کر کسی جوابی کارڈ یا ملٹ اسٹیمپا جلیسے
(۱۲) مضامین و محمولہ غرض اور الفرض طبع ہونے کا ذمہ دار
اڈٹر نہیں اور نہ وہ مضمون کے دہیں کر نیکا ذمہ دار ہے

مینجر ہیل مین و کوٹریہ اسٹریٹ لکھنؤ

نظامی کالج لاہور میں انجینئر سیرجی بیرن کام عہد وقت پر کتاب مرقیۃ



یہ سارا حق حق کی نیت سے کھلا جاتا ہے کہ جو خطہ افروزہ ہے
 کسی کتاب میں نہ لکھیں کہ اس کتاب کے دیکھنے کیلئے یہ نہیں کیا گیا

پبلشرز: مولانا ابوالحسن علی Nadwi

سہیل مین

پبلشرز: مولانا ابوالحسن علی Nadwi

جلد اول: مابین لاول و کلمہ مطابق است (نمبر ۶)

فہرست مضامین

صفحہ

مضمون نگار

(۲) از جناب ناصر الملک و ظلم العالی

(۳) جناب سید طاقت حسین صاحب بلگرامی

ایک محقق

مضامین -

(۱) تقریظ

(۲) انجم اور سہیل مین

(۳) آریہ مودت کے متعلق

علمائے اہل سنت کے اقوال

تقریظ

حَیْرِ الْاِعتِقَادِ قَوْلُهُ الْمَسَاءُ اِنَّهُ فِي مَلَاكٍ وَفِي الْاِخْتِلَافِ

چشمہ روانہ نصیبت میں ام علیہ السلام کی انتہائی فضیلت کو ذواب امام ہی کی خدمت میں پیش کرنا مناسباً
 کیونکہ سب سے زیادہ اپنے منیب کی فضیلت کی شناخت اور قدر ہی حضرات کو دیکھتے ہیں یہی خیال سے رسالہ خیر
 محمد بن کرام شہرہم اللہ تعالیٰ کی خدمات میں روانہ کیا گیا۔ چنانچہ جب سرکار شریعت دار صدر المحققین ناصر الملک
 والدین شمس العلماء مولانا مولوی السید احمد علی صاحب بلدیہ العصر والزاں کی نظر عالی سے گذر اور شرف الما خطہ
 سے مشرف ہوا۔ اسکے بعد سرکار عالی کا صحیفہ مبارکہ وصول ہوا اور بعد یہ حدیث قبول ہو۔

بامحمد سبحانک

جناب زبدۃ الامار الکرام صفوۃ الاخبار الاعلام دام انضالکم دی الیالی والایام بعد لام الکرام وامنحکم
 رسالہ شریفہ وعبالہ سفیدہ حیر الا اعتقاد جسکو براہ کرم آپ کے میرے لئے ارسال فرمایا تھا۔ احسن اوقات میں
 مجھے ملا۔ اور میں نے اسکو بشوق تام دیکھا اور بہت محظوظ ہوا۔ حق یہ ہے کہ آپ نے نصرت حق و رشتہ اوقات عید عباد
 اسدا میں اپنی سعی جمیل کیلئے کیا تھا کہ اپنی فکر تاملی بل حق کو مسرور و مجذوب فرمائی۔ خداوند عالم کو اس عمل خیر کی
 بہترین جزا اور پیرایہ عطا فرمائے اور یونہی تبصرین کو توفیق غایت کرے کہ وہ اس البیغ خیریت سے مستفیذ
 مستفیض ہو کر کمال فائدہ حاصل کرے۔ ان موصوفین مسلمہ علیہم السلام کی آپ اس حیات حقہ کا ایک مصلیٰ علی وجہ الاتم لیکھا
 اور میدان ہدایت دار شادیں آپ ہمیشہ مغفوف و منصور رہیں گے۔ واللہ ولی الفضل بالانعام والسلام خیر ختام
 (ما جہر فیہ) (ما جہر فیہ عنہ فقلہ ۱، ۲۴ مرحوم ۱۳۴۷ھ)

ذکرہ کتاب۔ ہر کام کو بھیجکر اسیرنگ ذیل کے پتے سے طلب فرمائیں۔

حاجی غلام علی ابن حاجی اسماعیل دربر راہ نجات بھاؤ سنگھ۔ کاٹھیاوار

محذرت ۱۔ دربر سیل کی ناسازی مزاجہ مطبع کی نقاشی گانی نے سہیل کی اشاعت پر اثر کیا اور
 رسالہ کی مٹری میں دربر ہو گئی مجھے امید ہے کہ ناظرین کرام مجھے معذور سمجھکر عفو سے کام لیں گے۔

الحکم و سہیل

مجھے پرچہ النعم کے دیکھنے کا اکثر اتفاق ہوتا ہے۔ چنانچہ النعم! بت ۲، رد ۲۱، شعبان ۱۳۳۷ھ
 آجکل میرے مطالعہ میں ہے جس کے صفحہ ۳ میں "سہیل! بت ۱۱، رمضان ۱۱، کا عنوان قائم کر کے دیر سے
 سہیل پر اعتراض نہ خامد فرسائی کی ہوا جس کی دفریجے کام لیا ہو اسکی تشریح صفحہ سہیل پر کی جاتی ہو۔
 سہیل کے دو ثانی کے اعتناء پر اسکی خدات دینی پر مدغیجہم نے جو غلط تبصرہ کیا ہے
 اسکے متعلق دیر سے صرون اسقہ گد ارض ہے کہ مجھے بحیثیت ایک خلیفہ ہونے کے اعتراض ہو کہ آپ کے
 جس مضمون کی تردید کیلئے سہیل نے قلم اٹھایا ہو ایسا مسکت جواب یہ ہو کہ اس کا جواب جواب ہونا
 شکل ہو گیا سہیل جیسے اس عالم دعو میں آیا اوس وقت سے آج تک اسکے پرچے بالاستیاب کیلئے
 اتفاق ہوا ہو۔ میں کہہ سکتا ہوں کہ وہ اپنا فرض آپ کے مقابلہ میں نہایت کامیابی سے انجام دے رہا
 لہذا آپ کے اس دعوے کو میں اننے کیلئے ہرگز تیار نہیں ہوں جیسا کہ آپ صفحہ ۳ میں لکھتے ہیں۔

"..... بانیوں سے سہیل کی حالت پر معنی ہاں کیے کہ وہ کیا کہتے ہیں۔ دو سال کامل
 انتظار کرنے کے بعد بچا ہے ایس ہو گئے اور اب یہ بات اُن کے زبوں پر آ رہی ہے کہ سہیل
 النعم کا جواب کچھ بھی نہ دیا لہذا نہ دے سکتا ہے۔ اسی وجہ سے انہیں میں اسکی وہ تدبیر
 درج ہو چکے تھی۔"

سہیل کا طرہ امتیاز آپ کے تین اعمی قرار دیں ہیں۔ (۱) گالی اور بد تہذیبی کے الفاظ کا
 استعمال اور اٹھیل پر اہل سنت کو ولالزنا لکھا جانا۔ (۲) النعم کی عبارت کو تاہم یا قطع پرید کے
 ساتھ نقل کر کے جواب دینا۔ (۳) فضول باتوں میں طول جس سے نتیجہ کا اخذ کرنا دشوار ہو۔
 (دیکھو النعم صفحہ ۳) ان تینوں طریقوں کا مشاہدہ صفحات النعم میں ہوا ہے کیا جاتا ہے اور زیر بحث
 پرچہ میں یہ تینوں کیفیتیں موجود ہیں۔ ہر ایک کی تفصیل دینا ناظرین ہو۔

(۱) صفحہ میں دیر سہیل کے متعلق لکھا ہو کہ "چہ ولا درست ذر سے کہ کبھی چاغ داغ"

غلام میر النعم کے لغت میں لفظ "نزد" کا تہذیبیہ معنی غیر مذہب اگر کلمہ غیر مذہبی تو میر النعم بھی گالی
 کہنے والے ہے۔ النعم میں یہ دیکھ کر اللہ عز و جل کی کراہت کو سہیل میں دلالت نہ دکھایا ہے۔
 آغاز اجرائے سہیل میں ہے آج تک سب پرچے دیکھ ڈالے۔ "ایٹل" پرچہ کو غور سے پڑھا کر دیکھ کے اس
 دعوے کو کہیں نہیں دیکھا۔ اس ایک غریب نظر ثربی بہت غور کیا تو یہی معلوم ہو گا کہ اہلسنت اس شعر کے
 ہرگز مصداق نہیں۔ کیونکہ یہ لوگ شہ مردان کی محبت کے قائل ہیں۔ اگر دیکھ کے نو دیکھ اہلسنت اس شعر کے
 محبت حضرت علیؑ کے قائل ہیں تو صان الفاظ میں قرار کریں تاکہ سہیل کو غور کرنے کا موقع ہو اور
 آئندہ اہلسنت کو عدم محبت شہ مردان کے باعث سہیل سے میل نہ لگے۔ امید ہے کہ سہیل کی
 اس غلط فہمی کو آپ دور کر دینگے اور سہیل اس شعر کے کھٹے سے باز آئے گا۔

(۲) دوسرے مضمون کے قطع دہر دیکھا ہے۔ اس الزام میں آپ خود مانو ہیں "سہیل! بت
 رمضان کے مضمون کا جواب جو صفحہ ۵ میں پڑے رہے ہیں سہیل کے مضمون کو مکمل کھٹک کر
 جواب دے رہے ہیں۔

(۳) تیسرے اعتراض کا نمونہ بھی النعم میں پڑھا ہے۔ اسی زیر بحث پرچہ میں آیت
 صودۃ فی القرآن کی تفسیر کو محض فضول طول دیا ہے۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ سہیل کے صاف اور صریح
 مضمون سے جو طویل ہو آپ کا داغ حسب التقریر جو اخذ نتیجے سے قاصر ہے لیکن آپ کا فریق آپ کا
 مضمون طویل ہو خواہ مختصر پوشیدہ مطلب لکھا ہو یا ظاہر سب کے مطالب کو اپنی حد و عقل سے غلط
 کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

اب اس کے بعد سہیل! بت رمضان ۱۳۴۶ھ کے مضمون محرکہ القلم کے متعلق آپ نے اپنی قابلیت
 علمی کے چند نمونے، رد ۲۱ شعبان ۱۳۴۶ھ کے پرچے کے صفحہ ۵ میں پیش کئے ہیں ان کے جوابات بعد
 نقل عبارت دیے جاتے ہیں۔

النعم ۱۔ پہلا نمونہ۔ اکی رتبہ آگے اہل کافی سے وصیت صبر والی پوری بدعت
 صفحہ ۳۱ نقل کر دی ہے۔ اس کے بعد صفحہ ۳۰ پہنچاتے ہیں کہ مجھے وہ کلمہ وصیت میں

دھونڈ دیا جائے جس میں تمام عمر صبر کرنے کی وصیت کی گئی ہو؟

یہ سہہ کمال جس کی بابت کھانگیا ہو کہ جس سہہ ولادت دست دزدے کہ کف چراغ دارد
محقق صاحب سیل با ج رمضان صفحہ ۲۱ پر اپنی ہی منقولہ روایت میں ابداً احتی
اقدام علیک دیکھ لیں۔ ابداً کے معنی ہمیشہ حقاً اقدام علیک کے معنی یہاں تک
کہ آپ کے پاس پہنچیں اپنی مرادوں۔ تمام عمر کیلئے وصیت کی لفظ اب آپ نے دیکھی
یا اب بھی نہیں۔

آپ ابداً احتی اقدام علیک کے معنی مطلب بتا کر سیل سے حدیث وصیت صفحہ ۲۱ میں
دیکھنے کی فرمائش کرتے ہیں اور سیل کے متعلق لکھتے ہیں کہ ”سہہ ولادت دست دزدے کہ کف چراغ دارد۔“
آپ کی اس یاد دہائی اور غلط بیانی کا کیا جواب دیا جائے کیوں ہر زبان جواب وصیت کو آپ سیل
وصیت کی حیثیت سے تصور کرتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ آخر وقت میں ارشاد فرمایا وہ وصیت
ہو یا حضرت علیؓ نے وصیت کے جواب میں ابداً احتی اقدام علیک جو ارشاد فرمایا وصیت کیونکہ
قرار پا سکتا ہو اس پر آپ کا یہ فرمانا اور بھی اندھیر ہے کہ ”تمام عمر وصیت کی لفظ اب آپ نے دیکھی یا اب بھی
نہیں؟“ آخر آپ کی اس درد نگیں کا کیا منشا ہے؟ سیل نے جو کچھ دعویٰ کیا تھا اسکی رد آپ
ہرگز نہیں کر سکے لہذا نہ کر سکتے ہیں جب تک وصیت میں دوام صبر کی ہدایت آپ نہ دکھا دیں۔ اب
یہ مصرع کہ سہہ ولادت دست دزدے کہ کف چراغ دارد۔ آپ کا طرہ دستار بنایا ہوا آپ کے فریب کو خوب
ظاہر کر رہا ہے۔

الحکم۔ دوسرا نمونہ۔ اسی صفحہ ۳۰ پر فرماتے ہیں۔ اب آپ ہیں روایت میں وہ تمام
مکمل دیکھیں جہاں یہ فقرہ ہو گا اگر کوئی تم سے بیت کہو کہ تم صبر کرنا اگر
کوئی تمہاری بیعت میں بعد اجماع مسلمین نہ داخل ہو تو اس سے جنگ نہ کرنا بلکہ صبر کرنا؟
جواب یہ ہے کہ جب پہلے ہمیشہ صبر کرنے اور مرنے دم تک صبر کرنے کا مضمون دکھلا دیا تو
اب ہر چہ ہی بداندہ پر صبر کا حکم دکھلانے کی ضرورت نہیں۔ اجماع مسلمین کی قید نہیں

کس ترنگ میں لگائی گئی ہو خلافت نص سے ثابت ہو اطلع مسلمین سے اسلحہ کیا اضافہ
 ہو جاوے گا۔ کیا یہ عجیب بات نہیں ہے کہ جبکہ صرف فصل رسول ہی اور وقت تک تو
 جنگ نہ کرنے کا حکم تھا اور جب اطلع مسلمین کا اضافہ ہوا تو اب جنگ کو امروری ہو گیا؟
 آپ حضرت طلحہ و زبیر و حضرت معاویہ سے حضرت علی کے جنگ کو بطور استدلال پیش کر کے
 عدم وقوع جنگ حضرت ثلاثہ سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ حضرت علی و خلفائے ثلاثہ کے درمیان کوئی رنجش تھی
 (دیکھو انجم مضمون "سیریل" اب ۱۲ ماہ رمضان) ایضاً استدلال بالکل دہوکا ہے حضرت علی نے طلحہ و زبیر
 و حضرت معاویہ سے جارحانہ جنگ کبھی نہیں کی۔ بعد قتل عثمان حسب اصول مذہب اہلسنت حضرت علی پر
 جب اطلع ہوا تو بعد حصول خلافت ظاہری ان کے لئے یہ لازمی ہو گیا کہ نظم و نسق سلطنت حدیثاً و مناسب
 سمجھیں کریں۔ خواہ اس میں جنگ کا احتمال ہی کیوں نہ ہو۔ لیکن میں تو یہ کہتا ہوں کہ جنگ کی اجتماع حضرت
 علی کی طرف سے کبھی بھی نہیں ہوئی۔ شام میں حضرت معاویہ کی جنگی کارروائیوں کو بمجاہفت خلیفہ وقت
 تاریخوں میں آپ ملاحظہ کریں۔ رہی حضرت طلحہ و زبیر کی جنگ حضرت علی کی مدافعت جنگ آج سے
 نہ تھی۔ یہ حضرت تو ایک جملہ نشین سالار لشکر کے سپاہیوں میں تھے۔ پہل جگہ جس کو وقت کے مسلمانوں
 نے قوت بیوقوفوں کے حجاب کو بچاک کر کے میدان میں لا کر کھڑا کیا تو پھر کہنے نہ معلوم حضرت طلحہ و زبیر
 کی جنگ کی نقاب میدان کارزار کی رستم و قتم پر کیوں ڈالا۔ کیوں نہیں کہتے کہ خلفاء ثلاثہ سے کیوں
 جنگ نہ کی جس طرح حضرت عائشہ و حضرت معاویہ سے کی۔ مگر یہ تو بتائیے کہ جس طرح حصول خلافت کے
 بعد معاندین خلافت نے حضرت علی کو جنگ کیلئے مجبور کیا تھا اسی طرح بعد رسول فوراً حضرت علی کو
 خلافت حاصل ہوئی تھی؟ اور خلفائے ثلاثہ نے حضرت علی کو جنگ کیلئے مجبور کیا تھا؟ پس جس طرح
 استعراض خلافت بعد عثمان حضرت علی کا ثابت ہو اسی طرح حضرت علی کا حصول خلافت بعد رسول
 ثابت کہو کہ خلفاء ثلاثہ کی ان جنگی کارروائیوں کو دکھائے جیسی حضرت عائشہ و حضرت معاویہ نے
 کیں تو پیغمبروں سے طالب جواب ہو جائے رسول کے بعد کے واقعہ اور حضرت عثمان کے بعد کے واقعہ کی
 نوعیت کو ایک قرار دیکر غلط عنوان سوال کا قائم کر کے دنیا کو آپ فریب دے رہے ہیں۔ اگر آپ اپنے افاد

فراہم کی حضرت عائشہ و حضرت معاویہ کے مجاہدوں نے بہرہی حضرت علی کی جنگ قرائمیل و صیت کے
 خلاف ہی تو جواب اس کا نفی میں ہو۔ مثلاً میں یوں عرض کروں کہ آپ اپنے گھر میں موجود ہوں اور
 شہر کے چند اہل فتنہ مسلح ہو کر آپ کے گھر کو گھیر لیں۔ اور آپ یہ عہد بھی کر چکے ہوں کہ میں کسی سے لڑنے کا
 نہیں۔ تو کیا آپ دشمنوں سے بچنے کیلئے مدافعت کو شش بھی نہ کریں گے اور غوثی سے بیٹھے ہوے
 اپنے جان و مال کو تہلکہ میں ڈالے رکھیں گے۔ آپ باوجود عہد عدم جنگ ضرور مدافعت کریں گے اور آپ کا
 آپ کا زامنا معاہدہ کی غیر پابندی نہیں کی جاسکتی۔ آپ صلح حدیبیہ کو ملاحظہ کریں اور پھر یہ کہ باوجود عہد
 آنحضرت صلح مکہ طرح مجبور ہوئے۔ یہی حال حضرت علی کا اپنے عہد حکومت میں تھا۔ حضرت علی نے حضرت
 معاویہ و حضرت عائشہ کو جنگ کی دعوت نہیں دی اور وقوع جنگ پر جو مدافعت طرز عمل اختیار کیا
 گیارہ خلاف دہی و صیت نہیں کہا جاسکتا۔ آپ اور اہل تاریخ ائمہ ہر ممکن ہی حضرت علی نے
 مرقعہ جنگ پر کی کہ فتنہ فرو ہو۔ کیا فتنہ کے فرو ہونے کی سعی کو آپ یہ کہیں گے کہ حضرت علی نے جنگ کی
 پس طرز سوال ہی ایک دہو کا جو میں سیال شریف کا شیعہ مبتلا ہو گیا۔ لہذا پہلے حضرت علی کی حیثیت
 بعد وفات رسول صلح حدیبی قائم رکھیں جیسی بعد قتل عثمان متقی اور پھر حضرت عائشہ اور حضرت معاویہ
 کی جنگی تیاریوں کا نمونہ خلفاء ثلاثہ کی ذات میں دکھا کر حضرت علی پر جنگ نہ کرنے کا اعتراض وارد
 کریں۔ اور شیعوں سے جواب لیں بغیر آپ کی ہر بات کا جواب دیجیے۔ خواہ وہ تحریف قرآن ہی کیوں نہ
 جس پر آپ کو ناز بچا ہو۔ اب جبکہ حضرت علی کی جانب سے پیش قدمی نہیں ہوئی لہذا آپ ہی کے مسلمہ اہل
 بعد اہل مسلمین مخالفین سے جنگ کی نوبت آئی جس کے طرف سہیل کا اشارہ تھا۔ اور یہ وہی اہل
 مسلمین ہیں جن کے ترنگ میں حضرت ابو بکر نے انہیں زکوٰۃ کے خون سے بنایا و حکومت کو مستحکم کیا اور
 شیعوں کے حصول نقی پر حضرت علی نے فتنہ پردازوں کی فتنہ پردازی دے دی کیلئے عہد اخصا جنگ
 کی وہ صبر کی مخالفت نہیں کی جاسکتی۔

الفہم - تیسرا نمبر - اسی صفحہ ۲۰ پر فرماتے ہیں کہ روایت میں یہ کو یہ بھی دکھلائے کہ زامنا صبر کے

خلاف ہے سچا ان شاء اللہ بھی کیا ہے کہ جگہ جگہ مل کر غالباً آپ پوچھیں گے کہ روایت میں یہ کو دکھلائے

کہ سونہ گئے کے خلاف ہے ایسی برسی چیز میں کیئے روایت کا مطالبہ کرنا بالکل بطلانِ حدیث ہے۔
 سبحان اللہ کیا ابھی منطق ہو کر نکلی ہوئی ہے۔ کیا یہ سوال کہ روایت میں ردنا صبر کے
 خلاف دکھاؤ اور کہاں آپ کا یہ جواب کہ آپ پوچھیں گے کہ روایت میں سونا جانے کے خلاف دکھاؤ
 نہ معلوم کس دفعہ میں آپ بھلی بھلی باتیں رٹاؤ فرما رہے ہیں۔ سونا جانے کے خلاف تو مشرور تھا اسکے اثر
 کسی طلب روایت کی ضرورت نہیں۔ آپ پوچھا گیا تھا اصحاب بھی پوچھا جاتا ہے کہ لڑا صبر کے
 خلاف دکھاؤ ابی حضرت حق کیئے جنگ لگ رہے تھے تو دلیل بے صبری نہیں بلکہ عین صبر ہے
 دغ کا علاج کر لے اور پھر شیعوں سے پوچھیے کہ لڑا کیا نہ کر دلیں بے صبری نہیں۔ لہذا اس کا جواب
 اپنے جیسے نوزد کے جواب میں دیکھئے۔

انجسم ۱۔ جو تھانہ نہ کافی دلی روایت صبر کی نسبت فرماتے ہیں کہ ملک شیعہ نے بکے
 قطعی الصدور ہونے کا دعویٰ نہیں کیا بلکہ علامہ مجلسی نے اس کو ضعیف کیا ہے، بلکہ خوبصورت
 کی جیسے ہی قطعی الصدور کہے جہاں کون سی چیز یہ وہ بتا دیکھئے۔ آپ کے تو ظاہر ہے کہ
 اصحاب ائمہ نے ائمہ سے نہ پہلے کہہ سکتے تھے کیا تھوڑا سا فروع دین کو تو قطعی الصدور
 کہاں سے کہے ضعیف ہونے کی بھی کوئی وجہ بیان کرنی چاہیے تھے۔ اصحاب سنیوں کی شان
 ان کی کوئی روایت اسے لایا پیش کیجئے گا تو اسکے قطعی الصدور ہونے کی تصریح آپ کو
 دکھانا پڑے گی۔

علامہ مجلسی نے صبر دلی وصیت کو ضعیف کر کہا اور اس میں نے بھی ضعیف اور غیر قطعی الصدور
 سمجھا۔ کچھ عرصہ پہلے میں نے یہ بھی لکھا تھا کہ اصحاب ائمہ اور اجداد صحیح سمجھنے کے حضرت علی کی
 جوابی جنگ کو حدیث وصیت کا مخالف نہیں سمجھا۔ حضرت علی کو بعد اعلیٰ مسلم خلافت اگر ملتی اور
 خلفائے ائمہ سے اسی طرح برسرِ جنگ ہوتے جس طرح حضرت عائشہ و حضرت معاویہ کے تو حضرت
 علی علیہ السلام کی جنگ کرتے لیکن حضرت علی کو یہ موقع نہ ملا کہ خلفائے خلافت میں نہیں ملا۔
 یہ کہ حسب وصیت حضرت علی نے جا عادیہ جنگ کے لئے تیار کر لینا مناسب سمجھا۔

راہنہ پیش رو ہیں کسی روایت کا قطعی الصدور ہونا جیسا کہ آپ تحریر فرماتے ہیں۔ آپ بھی اس نعمت سے محروم ہیں جیسا کہ آپ اس دلیری سے فرماتے ہیں کہ ”اچھا اب سینوں کے سونے ان کی کوئی روایت اس لئے لائے پیش کیجئے گا تو اس کے قطعی الصدور ہونے کی تصریح آپ کو دکھلانا پڑے گی“ یہی مطلب ہو نہ کہ نجات شیعہ آپ کے یہاں سے جو روایت بھی پیش کی جائے گی آپ بجا ایشیہ ہر روایت کو نوراً کہہ دیجئے کہ یہ روایت قطعی الصدور نہیں۔ چلئے شیعوں کی زد سے بچنے کیلئے اچھا حرباً آپ کو مل گیا۔

انجم۔! بظہار نونہ۔ فرماتے ہیں کہ رسول کو بھی صبر کی تاکید قرآن میں کی گئی ہو چلا کہ بالکل غلط ہے۔ رسول کو صبر کا حکم جن آیات میں ہے ان میں وہ صریحہ کی غلط فہم نام موعی تصریح ہے۔ بلکہ بعض آیات میں صاف تصریح ہے واصلہ برحق ہی حکم اللہ، اللہ کے حکم تک صبر کیجئے، پروردگار حق کا یہ افراسہ کہ کسی آیت میں فعلیہ کے دلی ہونی نیاست تک صبر کا حکم دیا گیا ہے۔ سچے ہوں تو وہ آیت پیش کریں۔

کیا وجہ تہ تحریر فرمائی ہو۔ ماشاء اللہ۔ اچھا میں نے قبول کیا کہ سہیل کے پروردگار حق کا یہ افراسہ کہ رسول کو دائمی صبر کا حکم خدا نے دیا جب قرآن میں آنحضرت صلعم کو ہمیشہ صبر کی تاکیدیں ہو تو خدا کیلئے اگر آپ جھوٹے نہیں ہیں تو کوئی آیت قرآن سے ایسی دکھائیں جس میں وقتی صبر کی تاکید کے بعد بے صبری کی تاکید خدا نے کی ہو۔ اور اگر بے صبری کی کوئی آیت آپ دکھانے کے لئے یقینی نہ دکھا سکیں گے تو سہیل کا دعویٰ بالکل سچا۔ والصدور حتیٰ ہی حکم اللہ کے معنی آپ لکھتے ہیں کہ اللہ کے حکم تک صبر کیجئے۔ آپ کی تعلیم کے مطابق نفوذ! اللہ کی اس میں سمجھ لوں کہ بعد ثل جانے حکم کے آنحضرت صلعم بے صبر ہو گئے۔

انجم۔! چنانچہ صفحہ ۲۲ پر فرماتے ہیں کہ جناب میر علیہ السلام کی لڑائیاں حکم صبر کے خلاف تھیں کیونکہ نہ آپ ذرا بچ سے لڑتے نہ ابن لجم کے دل میں آپ کا کینہ پیدا ہوتا نہ وہ آپ کو قتل کرتا۔

یہ لطیف صحت پر مبنی سمجھ میں نہیں آتا کہ حق صاحب کیا کہہ رہے ہیں اللہ کی کتنا جاہل ہے یا

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کو جو غنیمتیں آجانبِ مسلم تھیں، نہ شیعہ ابو طالب کے مصائب جھیلنے پڑتے۔ جس خاشاک آپ پر پھینکے جاتے، نہ اونٹ کی اوچھڑیاں جسمِ اطہر پر ڈالی جاتیں۔ آپ کے استدلال کے مہول پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سامانِ خودکشی فراہم کر رہے تھے۔ کیوں جنابِ مدبرِ صاحب؟

(۲) اگر بزدلیہ دجی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ چھوڑنے کا حکم نہ ہوتا اور ہجرتِ مدینہ آپ نہ فرماتے تو مشرکین عربِ بنیادہ رسالت کو تے پانڈ کیتے اگر جوابِ ثبات میں ہو تو کیا تبلیغِ اسلام پر عمل کیجا خودکشی کرے (۳) بعد قبولِ اسلام حضرت عمارؓ فرمایا میں اللہ کے والدین کیساتھ مشرکین قریش نے جو سلوک کیا وہ آپ کو معلوم ہی ہو لہذا یہی آپ کو معلوم ہے کہ حضرت عمرؓ نے اپنی بہن ابوجہنوی کی کیا عورت قبولِ اسلام ہو کی۔ گو آپ کی فہم کے مطابق یہ سمجھ لیا جائے کہ والدین عمارؓ نے ازکابِ خودکشی کیا اور حضرت عمرؓ کے بہنوئی دین سامانِ خودکشی فراہم کر رہے تھے۔ آپ عہدِ رسول میں اگر ہوتے تو یہ معلوم کتے مسلمانوں کو دینِ اسلام میں آنے سے یہ مکمل روکتے کہ قبولِ اسلام ازکابِ خودکشی کا سامان ہے۔ (۴) حضرت ابو لؤلؤ کے خلاف نہ مقدمہ چل کر تے نہ ان کے ولین حضرت عمرؓ کا کہ نہ تو اہلِ مذہب حضرت عمرؓ کو قتل کرتا۔ یعنی حضرت عمرؓ نے ازکابِ خودکشی کیا۔ کیوں مدبرِ صاحب بنو استدلال کی صحت آپ نے ملاحظہ فرمائی۔

خاتمہ تحریر پر عرض یہ ہے کہ جب اس حال کا طرزِ استدلال ہی غلط ٹھہرا جو اس شریف کے شیعہ کو کیا گیا تھا تو سچا کئی قسم کا ذہن ہی کیا رہا۔ اگر آپ غور کریں گے تو آپ کا قسم کا بطلان ہی ضمنِ نظامِ ہر دو۔ دعا علیہا الا البلاغ
(سید لطاف حسین بکراچی۔ انکار)

جدید فاشی

کا صحیح نام احمد ہے نہ خرم نہ قمر کے لئے نہ کوئی
اسے خیر نہ کوئی کہے تھے

فانکھار کو نہ فرماؤ گے۔ قیمت ایک لاکھ

بڑا بڑا بیٹے دہیے میں لیس ہزار لاکھ

عہدِ برادر کے قاتل کو دیتی ہے

لسانِ الفجور۔ (دھماکا دوم بمبئی)

انہی صدمہ ملاحظہ کیجئے یہ کتابیں بکریاں

دیکھو ان میں جو صبر کا ادا کر دیں وہ اللہ کے

کے انکوں میں ہو کر دی لوری نہ تھوڑے ہو

دیوانِ مولا کا

انسان سادہ روحانیت ایک دیو بیاد

دیگر سرگرم تھا میں ہاں سے بیگانہ کی تھی

اللہ

جدید فاشی کا پہلا چوکھٹا

آئینہ مودت کے متعلق علیؑ کے احوال

ابن صبیح اٹلی فصول مسمیہ میں - صفحہ ۱۲

وروی الامام ابو الحسن البغوی فی تفسیرہ اور امام ابو حنیفہ نے اپنی تفسیر میں نہایت کچھ لکھا ہے
یوسف بن زید نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ میں نے بیان کیا
قال لما نزل قوله تعالی لا اسئلكم علیہا ہے کہ جب تم کو جناب ماری علیؑ کے لئے اللہ المودۃ فی
الا للمودۃ فی القرین قالوا یا رسول اللہ میں نے بیان کیا کہ رسول اللہؐ کو نہایت
هو لا الذین عرفوا اللہ موجود تھے قال علیؑ
وقاطعتنا باہما وروی الترمذی عن ابی مہاشم
عن ابن عباس رضی اللہ عنہما فی قوله تعالی
یفتقر حسنۃ نزدلہ فہا حنا قال المودۃ
لا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اتھی

ف ابی عباس نے تفسیر نبویؐ میں موجود نہیں ہے مگر اگر ابن صبیح نے اسکی وجہ کی تصریح کی ہے جس سے معلوم ہوتا
ہے کہ تصحیح کہاں کہاں درق لکھا ہے۔

الشیخ کمال الدین محمد بن طلحہ شافعی مطالب السؤل میں - صفحہ ۲۲ مطبوعہ کھڑو

واما کو غمزدہ و القربی فقد صحیح نقلہ ^{خبر} رگنی بات کہ وہا جان قربت ہیں تو اطمینان بخبر مقبول
للقبولۃ و اوضح حملہ الا فاللہ قولہ فی منشا ما علیہ آنا و قبولہ نے اپنے اپنے مسئلہ میں سعید بن جبیر
ما صحیح و اسالیہ ما و صحیح عن سعید بن جبیر اور ابن عباسؓ اس کی تصریح کی ہے کہ جب تم کو
عن ابن عباس لما نزل قوله تعالی لا اسئلكم علیہا جناب ماری علیؑ کے لئے اللہ المودۃ فی القرین انزل رسول اللہ
اجرا لا الذین عرفوا اللہ موجود تھے قالوا یا رسول اللہ میں نے بیان کیا کہ رسول اللہؐ کو نہایت
هو لا الذین عرفوا اللہ موجود تھے قال علیؑ

و ابناھا و صجلمت من قتل خلیف الامامان
 فرزند پروردگار گویانے اس منکر کو قتل کیا جو پسرانِ حق
 (شعلی) و الواحدی کل واحد تھا دفعہ سنگا
 امام علی و امام صادق علیہ السلام نے اپنی اپنی سند کے بغیر کیا
 علامہ ابو بکر بن شهاب ثقہ الصادی میں مرفوعاً ہے۔
 روایت کہ یہ بظاہر ہے۔

۴۱۰ آخری قتل اللہ سبحانہ تعالیٰ مخاطب النبی
 ایک روایت (جواب باری عواسیہ اپنے نبی سے
 صلے اللہ علیہ وسلم قل لا استلکم علیہ
 مخاطب ہو کر فرمایا لا استلکم علیہ اجماع الامم
 لجر الا الموحی فی القربی قال الامام البغوی فی تفسیر
 فی القربی امام نووی نے اپنی تفسیر میں بیان کیا ہے کہ اگر
 معنایا لا تود و اتراشی و عاتری و تحفظونی فہم
 سننی یہ میں کہ میں کچھ نہیں اگسا اگر یہ کہ تم لوگ میری عزت
 قال و هو قول سعید بن جبیر و عمرو بن شعیب مخرج
 سے محبت کرو اور ان میں میری حفاظت کرو اور ان میں میری
 الملا فی سیرتہ حدیث ان اللہ جعل الجری علیکم
 بیان کیا ہے کہ یہ سعید بن جبیر اور عمرو بن شعیب کا قول ہے اور کہنے
 للوحی فی القربی وانی سألتکم عنہم غدا و عن ابن
 اپنی سیرت میں اس حدیث کی تفسیر کی ہے کہ پسرانِ حق کے لئے
 عباس رضی اللہ عنہما قال لما نزلت هذه الآية قل لا
 میرا اور قتال کے دو پر مروت و اللہ تعالیٰ کو قرار دیا ہے اور میں
 استلکم علیہ لجر الا الموحی فی القربی قالوا یا
 تم سے کل ایسا کہ پوچھ کر لے لو۔ ابن عباس سے منقول ہے کہ جب
 رسول اللہ من قرابتہم کھولا الذین رجیت
 یہ آیت سوت اتی لوگوں نے کہا کہ خدا کے رسول یہ کچھ
 علینا و حقیم قال علی و فاطمہ و ابناھا اخرجہ
 قرابت دار تھیں جو مجھے اور خیمے واجب کی ہے آجئے اور اگر
 احمد فی التناقب و الطبری فی الکبیر و غیرہما
 علی اساطیر اہل بی و درون فرزند پروردگار روایت کو اس سے
 و نقل البغوی فی تفسیرہ و الشعلی و جزم بہ
 مناقب میں لوطی طریق نے کبیر میں اور ان دونوں کے علاوہ
 ابن عباس رضی اللہ عنہما قال لما نزل قوله قد
 نے بھی اسکا ذکر کیا ہے جو میں نبویؐ و اہل نبیؐ نے اپنی
 قل لا استلکم علیہ لجر الا الموحی فی القربی
 تفسیر میں اسکا ذکر کیا ہے جو ابن عباس کا یقین کر لیا ہے جو اپنے
 قال قوم فی نفوسہم ما یرید الا ان یجئنا علی قارہ
 عباس روایت کی ہے کہ جب قول خاب باری قل لا استلکم علیہما
 فاخبر جبریل النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہم
 اللہ و قائل انہم یقولون افتری علی اللہ ما کان
 امام علی و امام صادق علیہ السلام نے اپنی اپنی سند کے بغیر کیا
 پسرانِ حق کے لئے قرابت دار تھیں جو مجھے اور خیمے واجب کیا جاتا ہے

وعن ابن الطفیل قال خطبنا الحسن بن علی بن ابی طالب علیہ السلام نے پیر کو اس خطبہ کا
 علی بن ابی طالب علیہ السلام نے اپنی بات تمام کیا تو خدا نے کیت
 واقصر الخطبة لان قال من عرفني فقد
 عرفني ومن لم يعرفني فانا الحسن بن علی
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ثم اخذ
 فی کتاب اللہ ثم قال انا ابن البشير انا ابن
 الندي انا ابن النبی انا ابن الداعي الى الله
 باذنه وانا ابن السراج المنير وانا ابن الذي
 ارسل الله تعالى رحمة للعالمين وانا من
 اهل البيت الذين اذهب الله عنهم
 الرجس وطهرهم تطهيرا وانا من اهل البيت
 الذين اختارهم الله سبحانه وتعالى مودتهم
 ولا يقيم فقال فيما انزل على محمد صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم قل لا اسئلكم عليه اجرا الا
 للو تحفي القرني اخرجہ الطبرانی فی الاوسط
 والکبیر باختصار وفي رواية وانا من
 اهل البيت الذين اختارهم الله مودتهم
 على كل مسلم وانزل فيهم قل لا اسئلكم عليه
 اجرا الا المودة فی القرني ومن يقرضه حنة
 بنده فيمصلحنا اقراف الحسن مودتنا اهل البيت و
 روى الشيخان ابن عباس قال لمونة لآل محمد
 على الله عليه وآله وسلم قل والله العمو في حنة
 حنة فزول غيها امين حنة من مودتنا وحبنا

عانت کلا اٹھا تھا اول الموحۃ کال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم تناول اولیا الذکر
عقوب ذکر الموحۃ فی القرئی کان سائر الحنا
توابع الموحۃ انھی فان قبل لا یجوز طلب الاجر
علی تبلیغ الرسالۃ والوحی کما جاء فی قوله قد
فی قصۃ نوح وغیره قل لا اسئلكم علیہ
من اجر ان اجری علی رب العالمین وکما فی الایۃ
الاخری قل ما سئلتکم من اجر فهو لکم جا
العلماء عن هذا ابانہ لانزاع فی عدم جواز
طلب الاجر علی تبلیغ الرسالۃ لکن معفی
الاستثناء لا اطلب منکم الا هذا وهذا
فی الحقیقۃ لیس باجرو ان مسمی هذا اجرا عیذا
ومن هذا قول الشاعر۔

ولا عیب فیہم غیر ان سیفہم

بما من قوارع الدار عیر فی قول

معناہ اذا کان هذا علیہم فلا عیب فیہم

بل هو مدح لہم وکیف تکون الموحۃ اجرا

علی التبلیغ وہی باین المسلمین امر واجب

واذا كانت كذلك فی حق جمیع المسلمین

فی حق قرانۃ النبی صلی اللہ علیہ والہ

وسلموا ولموا واجب فکانت مودعہم

اور کہا گیا ہے کہ ظاہر ہے کہ حضرت علم نیکان ملا

ہوئی مگر آیت حکم موت البیت کو شامل ہے اور شیخ طہری

کیز کا اس تذکرہ موت فی القرئی کہ بدری ہی موت

میں تمام نیکان توابع موت البیت ہو گئی مگر یہ کہا جا سکتا

رسالت پر اور کہ انکا جائز نہیں جبکہ اور نیز یہ کہ

اور جبکہ تذکرہ تصدیع میں کہہ کہ میں تم سے کوئی اجر

نہیں چاہتا میرا اجر رب العالمین پر ہے یا یہ کہ ایک دوسرے

مقام پر ہے کہ جو کچھ اجر ہم تم سے مانگتے ہیں وہ تمہارے

ہی لئے ہے تو اسکا جواب علمائے یوں دیا ہے کہ تبلیغ

رسالت پر اور کہ انکا جائز نہیں لہذا یہ کسی کو کلام نہیں

اشنا کہ منی یہاں ہیں کہ میں تم سے نہیں لگتا کوئی اجر مگر

موت البیت علیہ تحقیق یہ کوئی اجر حقیقی نہیں اگر چہ ارا

اجلہا جا سکتا ہو یہ بالکل اسطرح ہے جیسے قول شاعر

موج کر ہا ہر اسکتا ہے کہ ان میں کوئی عیب نہیں ہے نہ تاکہ

اکل تواریں کثرت جلال سے کہ گئیں میں اور کہہ ہو گئی ہیں

جس کے منی یہ ہیں کہ اگر یہ عربان ہیں ہو تو کوئی عیب نہیں

بلکہ وہ ان کی مدح ہے اور موت اجر تبلیغ کیونکر کہتی

ہے نہ خالی خود محبت مسلمین کے درمیان واجب ہے

اور جب اسکا وجوب آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ ہے

قرایت و ارمان نبی کے لئے جبکہ مولوی واجب تر ہو گا

ایسی صورت میں ان کی محبت لازم ہو جائے گی اور

وصالحہ لازمۃ واللائم لا یکون لازم و حقیقت امور نہیں ہوتا ہیں گویا یہ خبر
 فی الحقیقتہ لجرانک اند لا اجر البتہ قولہا
 عند بعضهم بجمع کون الاعناء منقطعاً
 کہ یہاں تثنیٰ سے مراد منقطع ہے اور ایک کو سنا
 ای لا اسئلکم اجرا قط و لکن اسئلکم
 کلام شریعہ کر دیا گیا ہے یعنی میں تم سے خبر
 ان تودوا قرأتی الا ان هذا الاخری شکی
 رسالت کہی نہیں انگٹا بس اتنا جاہل تھا کہ
 من قولہ ان اللہ جعل جری علیکم اللوۃ
 کہ میرے صاحبان قرابت سے محبت کرو۔
 فی القربی ومع ما تقدم فی الجواب الاول
 لا حاجة لی هذا الخ انتہی۔

شیخ سلیمان ابن شیخ ابراہیم بن یوسف اللوۃ میں صفحہ ۱۰۔

انج احمد فی مسندہ بسندہ عن سعید بن جبیر
 احمد نے اپنے سند میں سعید بن جبیر سے روایت کی ہے کہ جب
 جبیر عن ابن عباس عن رضی اللہ عنہما قال
 ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب
 لما نزلت قل لا اسئلکم علیہ اجر الا اللوۃ
 آیت مودت نازل ہوئی تو لوگوں نے پوچھا کہ
 فی القربی قالوا یا رسول اللہ من ہولاء
 بے میں ہے رسول اللہ نے کہا علی اور فاطمہ
 الذین وجبت لناموسہم قال علی طہ
 حسن اور حسین کے بارے میں اور انھیں کی محبت
 والحسین والحسین +
 واجب کی گئی ہے۔

ایضاً اخرج هذا الحديث الطبرانی فی
 اور بھی اس حدیث کو طبرانی نے اپنے معجم کبیر میں
 معجمہ الکبیر و ابن ابی حاتم فی تفسیرہ
 اور ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں اس حکم نے
 والحاکم فی المناقب والواحدی فی الوسیط
 مناقب میں، احمدی نے وسیط میں،
 و ابو نعیم الحافظ فی حلیۃ الاولیاء و علی
 ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں علی نے اپنی تفسیر میں
 فی تفسیرہ و الحسن بن علی بن فرائد المطاہین
 عونی نے فرائد المستطین میں اور صحیح بخاری و
 مسلم میں ہے کہ ابن عباس سے آیت اللہ کے تعلق

عن هذه الآية فقال سعيد بن جبيرة عن
 قريش قال محمد بن علي بن مسلم: وفي جيبها
 العقدان الخرج البوالخير بن سبابة في
 كتاب الثواب من طريق الواحدي عن أبي
 هاشم الزماني عن زاذان عن علي بن كرم
 وجهه قال في الحكم عسقاية من
 موقوفنا لا يحفظها الاكل مومن ثم
 قرو قل لا اسئلكم عليه اجرا الا اللوحة
 في القربى: الخرج الملا في سيرة وقاله
 المحلل الطبري وابن رسول الله عليه
 وآله وسلم قال ان الله جعل اجر عليكم
 الموقوف في القربى والى ما سئلكم عليه
 وفي المناقب عن محمد بن طلحة بن عمار
 قال في قوله تعالى ما سئلكم عليه
 فهو لكم ايقين الاجر الذي هو الموقوف في
 القربى القى لم اسئلكم غير ما هو لكم
 فمصدق به ما هو شدة من بهما وتنفين
 من عذاب الله يوم القيمة -

رسال كيا تو سعيد بن جبيرة كساكو اس سے
 قرابت داران رسول مراد میں، اور جو اس سے
 عقدین میں ہر شیخ میں جہاں نے اپنی
 کتاب قراب میں طریق واحدی سے روایت کی ہے
 اور انھوں نے اہم زامانی سے انھوں نے زاذان بن
 نعل بن ابی اسحاق کے کتبے فرمایا ال حدیثی میں
 ہادی موت کی آیت ہے میں محفوظ رکھے گا اسکو
 مگر ہر مومن کے بدلے لا اسئلكم علیہ اجرہ کی
 تلاوت فرمائی گمانے اپنی سیرت میں نقل کیا ہے اور جب
 طبرسی نے اسکو روایت کیا ہے کہ رسول نے فرمایا کہ
 خدا نے تم پر میرا اجر یہ قرار دیا ہے کہ تم میرے احباب
 قرابت سے محبت کرو اور دیکھ میں فرماتے قیامت اس سے
 سوال کرو گے لہذا کتاب بن حضرت محمد بن قریش نے فرماتے
 روایت ہے کہ اچھے اس آیت کے حلق فرمایا قل ما سئلكم
 من اجر فمؤکدہ اجر سے ملا موت اہل قرابت ہے
 رسول نے فرمایا کہ اس کے علاوہ میں تم سے کچھ نہ چاہوں گا
 یا جردہ پر جس سے تم ہدایت پاؤ گے اور اسی کے ذریعے
 عذاب قیامت سے نجات حاصل کرو گے -

شیخ محمد بن کتاب سادات الراغبین میں باخبر فی الاشیاء واطیعہ ص ۹۶
 بابہ انما فی مقتل اهل البيت وروایا
 در سزا با بیت کی فضیلت میں خدا کا قتل قتل لام سئلكم
 الخ قال الله قد قل لا اسئلكم علیہ اجر علیہ لاجل الموقوف فی القربى مراد قریب سے

قبل یا رسول اللہ من قرأ بکتابک حوکر اللہ
 وحبیب علیہ السلام فمما قال علی وفاطمة
 لا یبنا ما ویرث علی بن ابی طالب علی وفاطمة
 مشکوک علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 حسداً فقام علی فقال ما تروطن من مکون تلایح
 ارجعہ اولی من یدخل الجنة انا وانت والحسن
 والحسین وازواجنا عن ایماذنا وشا ئلنا و
 ذریتنا خلف الازواجنا وعن النبی صلی اللہ علیہ
 وسلم حرمت الجنة مع ظلم اهل بیتہ واذ لاقی
 فی عترة فی ومن اصطنع حنیفة الی احد من
 ولد عبدالمطلب ولم یجازه علیہا فانا لنجت
 علیہا عند الذقیفی یوم القیمة لکن
 لے فراتہ قیامت اسکی جو اصل گا۔

ایضاً صفحہ ۱۰۱ وروی الامام ابو الحسن الباقی
 فی تفسیر سورہ بقرہ بسند الی ابن عباس
 رضی اللہ عنہما قال لما نزلت هذه الاية قل لا
 اسئلكم علیہ اجر الا اللوحۃ فی القرب قالوا
 یا رسول اللہ من حوکر الذبی امرنا اللہ
 تعالیٰ بجود محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 فذاع واجبہ کی ہے۔

بکمال کی ہے صحیح میں

حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما بن جعفر
 عن ابیہ عن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

تلاوت سے تلاوت مباح ہے اس میں عیب نہیں ہے، انہیں نے اس میں عیب سے بے باقی کہہ کر انہیں
 عیب دینے سے منع کیا۔ قول الامام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فی القریٰ آیت مذکورہ کے متعلق یہ کہ فرمودہ ہے جبریت
 فخلل سعد بن جبیر قریٰ الیٰہم صلی اللہ علیہ وسلم کہ ان سے مراد قرابت رسول ہے اس پر انہیں
 علیہ وسلم فقال انہی عیاب من عیلات النبی نے کہا کہ تم نے جبریت کی بطن قریش میں سے کوئی
 علیہ السلام علیہ وسلم لم یکن بطن من ایہا بطن ذمت امیر سے رسول سے قرابت
 قریش کا صلہ نہیں قرابتہ فقال لا الاصلہ نہ ہے پس کہا کہ اس قرابت کا صلہ کرو جو کہ
 ما بینہ و بینکم من القربۃ - - - - -
 مکتا سے درمیان ہے -

مرزا غلام مرتضیٰ امین رضا نے فرمایا ہے: "و عایت اس کتاب کی جو قرآن کے بعد مع الکتاب مانی گئی ہو
 منقول ہے ترجمان القرآن ج ۱۳ لا الہ الا اللہ المفسر حضرت عبداللہ بن عباس سے کہ اس عایت میں ہے
 بن جبر کے اس قول کا رد بھی ہو کہ قول ہے اہل قرابت رسول مراد میں ابن جبر کا کہ اس کا ظاہر کہہ رہا ہے کہ
 ان کا قول غلط ہے۔ یہ دلیل تمام اور انہوں نے اس سے جمع کیا -

واہ اس وقاحت کا کیا کہنا کہ اپنی زبان کا کلام نقل کرنا اور وہ بھی ہمارے مقابل میں اور پھر تعریف کرتا
 ہے سپر طور خدا معلوم عقل مقسوم و ان سے کہہ رہا ہے کہ اس میں حصہ ہی میں نہیں آئی ان کے سمجھ میں یہ بات نہیں
 آئی کہ ہم صحیح بخاری میں جبر کے آیت والوں میں نہیں دیتے نیز جبر کے لئے ایسا لفظ نہیں ان تجویز کرتے اور خدا
 کے لیے مواد از جنہم میں طے ہائی مانگ تجویز کرتے بھلا وہ کتاب جبر کا ادبی حوالہ بن حکم طے رسول ہوا وہ
 طرح ابن جبر حلال ہوا کی وقت کسی سلم کے انہوں میں ہو سکتی ہو لیکن خیال اس وقت ہم اس سے بحث نہیں
 کرتے کہ ہم نہایت سے بحث کہ جس جو نہایت خصوصاً چیز جو کہ اس قدر کچھ اہل جبر کو اس روایت میں عیب دین
 جبر کے اس قول کا رد بھی ہو کہ اس کے کمال اور کس طرح - - - - -
 محبت یہ کہ انہیں کے معنی قاصر از وقت میں خلط اور اضطرابات کے ہیں یعنی ختم نہ ہو حیدر جبر
 علیہ السلام کی کہ ان خلطوں سے انہیں کی بوس میں کریں اگر آپ نے ہی یہاں کہ اس میں جبر کے کتب
 لیکن اس میں کہ انہیں کے معنی خلط و اضطرابات سے انہیں کی تفسیر انہیں کے معنی میں کہ انہوں نے جبر کو

ہو گا کہ ایک مسلم نے علم جو جائز حال کا رہا با علم کے اس طلب کا طبع بالکل ٹھیک اور سچا علم اس لئے کہ کچھ
 ہو گا کہ ہمیں زندہ براہِ نجوم حدیث کا وہ نہیں یہ کلام کے تعلیمی کے لئے زندہ دو عالم کی صورت نہیں ہیں یہ
 پر وہ اٹا ہوا اور طلب کیا ہیں نہیں آپ کو ظاہر علم نہیں کہ سعید بن جبیر سے بیان کیا گیا ہے کہ اگرچہ
 وہ نامی ہو کر وہ صحابی سے زندہ سمجھا گیا ہو تھے کچھ حالات ان کے حدیث قرطاس میں بیان کی ہیں مگر کہ اتنی
 یہاں ذکر کر گئے اگر مطلب کے وضع ہونے میں کسی قسم کا شک نہ ہے۔

اصل میں یحییٰ بن سعید بن جبیر کی تفسیر کے تعلق ہے لہذا میں بتا رہا ہوں کہ سعید بن جبیر کی تفسیر
 کس شان اور کس وقت کی جوتی ہو امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند حلالہ میں سعید بن جبیر سے یہ روایت
 راجح کی ہے حد ثنا عبد اللہ حدثنی ابی ثار کعب ثنا سفیان بن عبد اللہ لا علی الثعلبی عن سعید
 بن جبیر عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قال فی القرآن
 بغیر علم فلیتبوا مقعدہ من النار بسلسلہ مذکورہ سعید بن جبیر سے روایت ہو انھوں نے ابن
 عباس سے روایت کی ہے اور انھوں نے کہا کہ یہ تفسیر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی کہ جو شخص قرآن کی تفسیر کو علم
 بیان کرے تو اسے چاہیے کہ وہ اپنی جگہ جہنم میں بنائے پھر مسند امام احمد بن حنبل جلد اول صفحہ ۲۲۳ پر ہے۔
 حد ثنا عبد اللہ حدثنی ابی حد ثنا ابو الولید ثنا ابو ہریرۃ عن عبد اللہ لا علی عن سعید بن
 جبیر عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتقوا الحدیث عنی الا ما علمتم فانہ
 من کذب علی تعدا فلیتبوا مقعدہ من النار ومن کذب فی القرآن فلیتبوا مقعدہ من النار
 بسلسلہ مذکورہ ابن عباس سے روایت ہو کہ پیغمبر نے فرمایا کہ یہ میری حدیث بیان کرنے میں نہ کرو جب کا
 علم ہو وہ تو بیان کر دو نہ جو شخص جان بوجھ کر میرے اور پیغمبر کے گناہ وہ اپنی جگہ جہنم میں بنائے اور جو شخص
 قرآن میں میرے لئے کام لے وہ بھی اپنی جگہ جہنم میں بنائے۔

پھر صفحہ ۳۲ میں ہے حد ثنا عبد اللہ حدثنی ابی ثار عن ابن عباس عن سعید بن جبیر عن ابن عباس
 الثعلبی عن سعید بن جبیر عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اتقوا الحدیث عنی
 الا ما علمتم وقال ومن کذب علی القرآن بغیر علم فلیتبوا مقعدہ من النار روایت کا

اس غیر میں شک نہ تھا کہ کبھی اس خبر سے کہ سنیوں میں یہ خبر نہ تھی اب تو وہی دیر کے بے حسب و شمار
 دنیا انجمن میں فرض کر لیجئے کہ قول سعید بن جبیر کی تفسیر لغزش ہو تو اس نامہ میں عباس کو تین کے
 اعتبار سے اس قول کی نفی کر دینا چاہیے اس میں کسی قسم کے کمالات کا موقع ہو لیکن وہ اس میں بھی نہیں کرتے
 بلکہ کہ جس عجلت میں تم نے کہہ دینے میں جلدی کی اس سے سات ہشتا لاکھ کچھ سیسے جلدی سے کہ ڈالا
 اسکے کہ ڈالنے کا موقع نہ تھا یہ کہہ دیتا ہے کہ قرنیہ حال اس میں عباس کے اظہار کے لیے زیادہ تھا میرا انجمن ہے حضرات
 نے یہ سمجھ لیا کہ ابن عباس نے سعید بن جبیر کے اس قول کا انکار کیا حالانکہ یہ انکار نہ ہو سکتا ہو کہ کوئی کھانا عباد
 ابن عباس میں ایسا موجود نہیں جس سے انکا راستہ لال کیا جائے کہ ابن عباس نے قول سعید بن جبیر کا انکار کیا
 دیر کو چاہیے کہ ہر روز سرائی سے پہلی انگلیوں کو معافی کا استفادہ میں خود کر دیا کرتے تاکہ اس قسم کے فاش غش
 میں مبتلا نہ ہو اور باہم نظر کر پھر بھی کھنا چاہیے کہ سعید بن جبیر نے دل سے کچھ نہیں کہہ دیا کہ نہ تھے بلکہ کثر وہی کیا کرتے
 تھے جو انہوں نے ابن عباس کو سنا تھا پھر ابن عباس نے قول کا کیا انکار کرتے اور محمد رسول اک روایت ابن
 عباس جو وہ ابن عباس سے منقول ہو اور اسی ضرورت کی جو سعید بن جبیر نے بیان کیا تھا اسے سند میں نقل میں
 بھی ذکر کیا اور امام ابو اسحاق ہادی نے بھی منکر کیا ہو اور دیگر محدثین ثقات نے اپنے اپنے مقام پر اس حدیث کو
 بلا رد و توجہ ذکر کیا ہو پھر اگر سعید بن جبیر نے غلطی کی تھی تو ابن عباس نے غلطی کیوں کی
 تعصبات مذہبی کی نہ ملی فربہ کو عیالیت کی طرف ہونگی روایت جو وہ وضع ہے اور جو صحیح بخاری میں
 ہے وہ متواتر ہے پھر میری رفیع ہر وقت کو تصدیق دینا جو ایک نام ہے حلیہ پستی۔

تمام بیانات سے قیاس کا کدایت صحیح ثابت ہو کہ قول ابن سعید کا انکار نہیں ہو اس حال نام میں یہ
 کہ ایک ایسا عہد بازی کا عہدیم اس جلدانی کا شک نہ کرتے ہیں اور اس کے کدایت و عہدیم کے عہدیم کے عہدیم
 ہو گئی تھیں اس لیے کہ ہم انکا نام ابن عباس سے منکر ہو رہا ہے کیا۔ یہ سوچا اس لیے کہ ابن عباس نے
 بیان کیا کہ انکی روایت سے انہوں نے رسول سے نہیں کی۔

ابن عباس سے منقول ہے کہ انہوں نے کہا کہ اس میں ہے کہ میں نے حضرت کی طرف سے یہ روایت کی ہے کہ
 یہ روایت ہے کہ میں نے اپنے خاندان سے نہیں کہے بلکہ انکے کہنے کی روایت ہے کہ میں نے اپنے خاندان سے

قال راكم لا تمهمه قال نعم	پڑا ہوا کہ ان کے لئے کوئی کام نہیں ہے
لا تفتننا ابداً لعلنا نرجو قال ثنا مالك بن انس	ابن عباس سے روایت ہے کہ اگرچہ ہمیں آزمائش ہو تو ہم دعا کرتے ہیں
قال ثنا عبد الله بن مسعود قال ثنا يزيد بن ابی زبنا	ابن عباس سے روایت ہے کہ اگرچہ ہمیں آزمائش ہو تو ہم دعا کرتے ہیں
نحن مقسم من ابن عباس قال قالت الانصاء	ابن عباس سے روایت ہے کہ اگرچہ ہمیں آزمائش ہو تو ہم دعا کرتے ہیں
فعلنا و فعلنا فكاظمهم و افعلنا ان ابن عباس	خبر رسول کو پہنچی آپ انصار کی مجالس میں تشریف
او العباس شك عبد السلام لنا الفضل	نا لے کر فرمایا لے کر وہ انصار کی حالت میں نہ تھے اور
عليكم فبلغ ذلك رسول الله فانا هم في	خبر نہ کہ میری وجہ سے فرمایا کہ ان کے جواب دہ ہوں
مجالسهم فقال يا معشر الانصار ارحموا انفسكم	لے ہوں ایسا ہی ہوا فرمایا کہ تم گمراہ تمہارا خدا کو میرا
اذ له فاعز كما اهدى قال بلى يا رسول الله	وجہ تھیں براہ ہدایت دکھائی انہوں نے کہا اے
قال الم يكونوا اخلا لا فهداكم الله بي قالوا بلى يا	رسول اللہ کیا ہی ہوا فرمایا کہ جو چاہے وہ گمراہ ہوں
رسول الله قال فلتأجيبوني قالوا ما نقول يا رسول	آپ کی فلاحی ہدایت فرمائیے کہ میں کہہ دوں کہ میں کہہ دوں
قال لا نقولون الم يخرجك قومك فاما انك	اور ہم نے یہ دعا کی کہ انہوں نے کذب کی اور ہم نے تصدیق کی
فقد صدقك الم لو لم يخرجوك فصدرك قال فادال	اور انہوں نے انہوں کی جگہ پر کہہ دیا کہ انہوں نے کذب کی
بقولهم خير مني لو لم فادالوا ما في ايدينا الله	میں نے انہوں کی جگہ پر کہہ دیا کہ انہوں نے کذب کی
و رسول قال فانزلت فلا شك عليه الم الا الاثوة في	میں نے انہوں کی جگہ پر کہہ دیا کہ انہوں نے کذب کی
حد في يطوب قال ثنا مران بن يحيى بن كثير عن	سعيد بن جبیر سے روایت ہے کہ اگرچہ ہمیں آزمائش ہو تو ہم دعا کرتے ہیں
ابن ابي عمير عن سعيد بن جبير في قوله لا شك	عبد اللہ سے روایت ہے کہ اگرچہ ہمیں آزمائش ہو تو ہم دعا کرتے ہیں
عليه الم الا المودة في القربى قال هو في رسول الله	میں نے انہوں کی جگہ پر کہہ دیا کہ انہوں نے کذب کی
صلی اللہ علیہ وسلم	
خبر رسول اللہ کہ انہوں نے کذب کی	
خبر رسول اللہ کہ انہوں نے کذب کی	
خبر رسول اللہ کہ انہوں نے کذب کی	

مودة فی شہم ہوی جوی حبیب شادید	ان میں سے جو حبیب شادید ہو
قرطاجہم جہم کان جوی و جہم	قرطاجہم جہم کان جوی و جہم
تفسیر نووی جہم جہم	تفسیر نووی جہم جہم
قل لا اسئلكم علیہ اجر الا المودة فی القرنی	کہ کہ میں تم سے بشارت و نذارت تبلیغ کے لئے اس لئے
ای قل یا اشرفنا الحق لا حل مکتہ لا اسئلكم	کوئی نہیں جانتا میں میں محبت جانتا ہوں جو
اجر اقطع علی التبلیغ ببشارة و نذارة و کنت	قربت ہمارے میں رنج و کین ہوا و حبس ہر
اسئلكم المودة حتمکنت فی اهل القربا	و جب یہ حبیب شادید ہوا اس لئے سوار مقام حبیب
و جب ال محمد واجب قال الشافعی	مثل میں شہر و مسکنین پس و بندے اس مقام
رضی اللہ عنہ	کے پکار کے کہہ
یار کیا قن بالخصم من منی	رکب ایسا کہ اس وقت جب حجاج کا قتل
و اختلف بیاکن یحفظها و الناض	منی کی طرف یوں بہرہ ابو جیسے فراس
صحوا فافاض الحجیم الی منی	کہ اگر حب ال محمد ہی رخص ہے تو نقلین
فیض کللت طم الغرات الفاض	اس بات کے گواہ رہیں کہ میں رافضی
انکان رفضا حب ال محمد	ہوں۔
فلیض کللت الثقلان فی رافضی	
تفسیر بیضاوی من منی	اور کہا گیا کہ یہاں تہذیب نقلی و منی کی تہذیب
لا استثناء منقطع و المعنی لا اسئلكم اجرا	شروع کر دیا گیا اور منی میں کہیں تم کبھی کوئی
قطر و کنت اسئلكم المودة فی القر و حال	نہیں جانتا لیکن میں تم سے یہ جانتا ہوں کہ تم
منها ای المودة ثابتہ فی ذوی القر و حتمکنت	قربت ہمارے سے محبت کو لا ایہ ذلہ قرنی
و فی حق القراة و من اجلها کما جاع فی	میں ہر وقت ہوتا ہے ہر وقت ہوتا ہے قراہت میں
الحمد و شاکر فی اللہ و الناض	ہر وقت قراہت میں ہر وقت ہوتا ہے

روى انما انزلت قبل بل على النبي صلى الله عليه وآله وسلم بالحق من ربك انزل محمد
قرآنك من عند ربك على قلبك وحسن عليمنا : ولكن غلبوا جهلهم وتباعدوا عن الحق
مؤخرين على انزلناهم وانا نازلناهم وانا نازلناهم وانا نازلناهم
عالمهم احسنهم - حسن حسين عليم السلام -

ابن ابی جابر سے بہتر جواب تو میں نے نہیں سنا۔ انھوں نے کوفہ فی کے استعمال کو بہتر سے
بہتر طریقہ سے ثابت کر دیا۔ یہ عجیب ہے کہ وہ اس بات کو نہ تسلیم کر سکا کہ
اسکو کوفہ قول سے کسی حال میں بات نہیں مگر قریش کی قرأت رسول اللہ سے فرض کی جائے تب
قرنی یعنی ذیل ہے اور اگر قرأت رسول کے اقارب سے مراد تو تب قرنی بھی فی داخل ہے۔ اگر
کوفی بھی ہو سکتے ہیں کہ ایک صورت میں فی اسنی ہے اور دوسری صورت میں فی یعنی ہوا ان حسا
لشعہ عجائب در حقیقت طری اسی جبراست سے بہت بعید ہو مگر الجواد قد یکو والصادر
قد یجب وجوب الیشی یعنی وہیم۔ اب طبری کے اس قول کو بھی نظر تحقیق سے دیکھنا چاہیے وہ فی
دخول فی فی الکلام او ضمیر اللیل علی ان معناه الا المودة فی قرابتی منکم وان الکلف
والکلام فی المودة داخلنا بدلا من الاضافة یعنی چونکہ فی کلام میں داخل ہے اس لیے
یہ دلیل وضع ہے کہ میں کچھ نہیں مانگتا سوائے اپنی محبت کی جو میری قرابت کے اب میں ثابت ہو
رہا گیا وہ الکلف اور لام المودة میں ہو وہ مضائق الید کے عوض میں ہے میں کہتا ہوں کہ میں
عبارت میں محور اصرن کیا جائے اور یوں کہا جائے معناه الا مودة تکم فی قرابتی لاهلی الا
وان الکلف واللام فی المودة داخلنا بدلا من الاضافة۔ اب برائے خدا کوئی منصف نہ ہے
کہ فی کے افعال میں دونوں مقامات پر کیا فرق ہو پہلے قول کے بنا پر طبری نے عبارت بتائی اور وہ
قول کے بنا پر ہم نے عبارت بنائی اور دونوں عبارتیں صحیح ہیں مگر ترجیح کیونکر ثابت ہوئی تو نہایت
ازیمہ شیخ جو صاحب از کتاب طبری کو ترجیح کے ثابت کرنے کے لیے کہنا چاہتا ہے کہ ہم ترجیح نہیں دیتے
قول دوم میں نظر آئے ہیں کیا کہان فخر بن کی عبارتوں سے ثابت ہو چکا ہے کہ

(۲) میر انجم نے قول دل کی قوت زیادتی روایا کے ساتھ ثابت کی ہے حالانکہ انہیں پیغمبر
 تک کسی حدایت کا سلسلہ نہیں پہنچا جو مروت و فضیلت میں درہ قوت کہان جو حدیث مروت و عین
 ہوتی ہے مروت و اطیوہ و اطیوہ الرسول و مصلیہ کیا ہے جسے یہ نہیں کہا گیا اطیوہ و مروت و عین
 (۳) طبری کی اس عبارت کا ترجمہ و لگان التذلیل الامودۃ القربان معنی یہ کہ اللہ

(۴) منظر ۱۹: شہزاد الی سعادت کا حرم میں کیا ہو بہت بشارت بیان کیا نہ کہتے تھے ہم سے سعید نے اچھا خط لکھ کر بزرگ بشارتے غائب کیا کہ ہم سے سعید نے بیان کیا۔

(۵) قل امرو ان تعلوا و تباوا ترجمہ میں کیا ہو مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ اپنے قرابت کا صلہ کرو بھلا مجھے کی بات ہو ان تعلوا و تباوا ترجمہ میں کیا ہو اپنے صلہ رحمی کا کیا ہو

عبد اللہ النعمانی نا محمد بن یوسف ثنا محمد بن
 اسمعیل ثنا عبد اللہ بن عبد الوہاب ثنا
 خالد ثنا شعبة عن واقد قال سمعت ابی
 جعد عن ابن عمر عن ابی بکر قال رقبوا محمد
 فی اهل بیتہ وقیل ہم الذین یحرم علیہم
 الصدقة من اقا ربیبون ضیعہم فیہم
 الخمس وہم بنو ہاشم وبنو المطلب الذین
 لم یفتروا فی جاہلیۃ ولا فی اسلام وقال
 قوم ہذہ الایۃ منسوخۃ وانما نزلت بملکۃ
 وکان المشرکون یؤذون رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم فانزل اللہ ہذہ الایۃ فامروہم
 فیہا بامودۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 وصلہ رحمہ فلما ہاجر الی المدینۃ واداک
 الانصار ونضروہ احب اللہ عز وجل ان یلحقہ
 باخوان من الانبیاء علیہم السلام حیث قال
 وما استلکم علیہ من اجر ان اجوی الاعلی
 رب العالمین فانزلہ تعالیٰ قبل لا استلکم
 علیہ اجر اقد استلکم من اجر فہو لکنما ان
 اجری قلی اللہ فہو منسوخۃ بحدیۃ الایۃ
 ویقولہ قل ما استلکم علیہ من اجر وما انا
 من المتکلفین وغیرہا من الایات
 ایک سادہ ابن عمر سے حدیث بیان کرتے تھے کہ اللہ
 ابن عمر نے ابی بکر سے یا تم کہ ارقبوا محمد فی
 اہل بیتہ محمد کی حفاظت ان کے اہل بیت کے لئے
 میں بکر و اہل بیت و مالک میں جن پر صدقہ حرام ہے اور جس
 ان میں تقسیم ہوتا ہے وہ لوگ نبی ہاشم اور نبی مطلب
 میں جو جاہلیت و اسلام میں یکساں رہے۔
 بعض لوگوں نے کہا ہے کہ یہ آیت نسخ ہو چکی
 ہے یہ آیت کہ میں نازل ہوئی جب مشرکین
 قریش رسول کو ایذا دیتے تھے خدا نے یہ آیت
 اتاری اور انہیں مودت رسول اور صلہ
 رحمہ رسول کا حکم دیا جب آپؐ مدینہ
 کی طرف ہجرت کی اور انصار نے آپؐ کو پناہ
 دی تو خدا نے چاہا کہ آپؐ کو اور انبیاء اسلف
 سے اس بیٹے میں ملحق کر دے۔ جیسا کہ ان کے
 بارے میں کہا ہے میں تم سے کوئی اجر و سالات
 نہیں چاہتا میرا اجر اس پر ہے کہ میں نے
 قل لا استلکم علیہ اجر انما انزل کرایا اور آیت
 ما استلکم علیہ من اجر میں تم سے
 کوئی اجر نہیں چاہتا وغیرہ وغیرہ سے نسخ ہو چکی
 ہے اور اسی کے قائل خواہ ان میں ازہم ام میں
 بن فضل جو ہے بنی ہاشم سے قول درست نہیں

والی عذا اذہبا لفضائل بن مزاحمہ کیونکہ بنی کی محبت اور ان کی اذیت کا رد کیا اور
 والحسین بن الفضل و هذا قول غیر مرضی ان کے قرابت داروں کی محبت اور تقریباً
 لا المودۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم و کف بذریعہ طاعت و عمل صالح یہ تمام چیزیں فرائض
 الاذی عند مودۃ اقاربہ و التقرب دین سے ہیں اور یہ اقوال سلف ہیں اس آیت
 الی اللہ بالطاعت و العمل الصالح من فرائض میں لہذا نقل نسخ اختیار کرنا کسی ایک کے متعلق
 الدین و ہذا اقوال لہذا لہذا فی معنی کایہ بھی جائز نہیں الا المودۃ فی القرۃ میں
 فلا یجوز المصیر الی غیر منہ منہ ہذا جو استثناء ہے وہ استثناء متصل نہیں تاکہ یہ
 الاشیاء و قولہ الا المودۃ فی القرۃ الیس اجر رسالت ہو بلکہ یہ استثناء منقطع ہے اور اس کے
 باستثناء متصل بالا ملحق کیونکہ ذلک معنی یہ ہیں کہ میں اپنی قرابت کی محبت کی
 اجرا فی مقابلۃ اداء الرسالۃ بل منقطع یاد دہانی تم سے کرتا ہوں اور مودت قرابت کو
 ومعناہ و لکنی اذکر کم المودۃ فی القرۃ تمہیں یاد دلاتا ہوں جیسا کہ ہم نے حدیث زید
 و اذکر کم المودۃ فی قرابتی منکم مکاروینا بن ارقم میں بیان کیا کہ
 فی حدیث زید بن ارقم اذکر کم امہ فی اذکر کم اللہ فی اہلبیتی
 اہلبیتی۔

مدیر التبحر کا افادہ بمعنی

ف کی سرحد دیگر جافساد کی اس درمیں ہوا ارشاد ہوتا ہے۔ امام نووی نے بھی سب کے پہلے اسی قول
 کو نقل کیا ہے جو اہل سنت کا مختار ہے اور ابن عباس اور ان کے اہلہ تلامذہ سے منقول ہے اور یہ کہ میں
 کسی تصریح اور وضاحت کے ساتھ اس بات کا فیصلہ کر دیا ہے کہ الا المودۃ استثناء منقطع ہے اور رسالت
 نہیں ہے اور امام المفسرین کے خلیل الشان شاگرد حکمہ سے اس آیت کی تفسیر میں اور دوسرے
 اقوال کا انتہائی کٹھنہ کین کا لڑا ہوا بھی روایت کیا ہے اور اللہ خیر الخیراء
 سہیل۔ امام نووی کا نسخہ ہے کہ لال کا نقل کر دیا ہے نیز التبحر کے تفسیر میں جو لیکن محبت کا

اتفاقہ کو سب اہل سولہ دہا سکا پہلو کر کر اسکے سوا تو کچھ اور معلوم نہیں ہوتا اس نقطہ نظر سے جو وہ چیر
 جسکا ذکر اہل میں ہوگا راج ہوگی اور جہاں میں ہوگا وہ لامحالہ مرجع ہوگا اس مذاق پر یہ قرآنیت
 آپ نے فہم شفی و سعید میں شفی آپ کے نظر کیا اثر میں سعید سے بہتر ہوگا یہ میں آپ کے یہ غماز و ثنا
 الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا ففہم ظالمہ لنفسہ و فہم مقتصد و منہم سابق
 باخیرات باذن اللہ ذلک هو الفضل الکبیر میں ظالم مقتصد اور سابق باخیرات پر مقدم ہو
 لہذا اشکوری نقطہ نظر سے ظالم کو سابق باخیرات پر ترجیح ہوگی۔ یہ میں وایستوی کا ہمنی والی بصیرت
 میں آپ کی چشم مبارک میں عیٰی کو بصیرت پر ترجیح ہوگی جب امام لغوی کا پہلی ذکر کر دینا موجب قوت ہے
 تو جناب ہاری کا پہلے ذکر کرنا کیا آتما بھی فائدہ نہ دیکھا ایسی باتیں تعصبات کے بنا ہونے کے لیے نہ کرنا
 چاہیے جو خود انجام کا مین خندہ زنی کا موقع دینے لگے یہ جملہ کہ جو اہلسنت کا مختار ہو یہ اولاً تو بے اصل
 ہے ہرگز تمام اہلسنت نے اسو اختیار نہیں کیا کیونکہ سابق میں ایک فہرست گذری جو اسکے خلاف بردال ہے
 اور انیادہ اس قول کو اختیار ہی نہیں کر سکتے ورنہ انکے مذہب کی حرارت بیٹھ جائیگی اسکو کہ اہلسنت کا سواد
 اعظم یہ امام اعظم کو اور کتنے نزدیک نزع پر تکلیف دہ ایمان بالاصول ہوئی ہے اسوجہ سے کفار کا فرہوشی
 جنت سے مذہب ہوگی ترک صلوات پر اٹھا عقاب صحیح ہوگا بھر جب مسلمہ ہو تو کفار ترش پر جب مسلمہ رحمی
 چہ بھلا کوئی سمجھ میں آنے کی بات ہو خصوصاً جب ان باتوں پر غور کیا جائے کہ حضرت کی رسالت کردہ ہرگز
 ملت نہ تھے جسے تو حضرت کی اذیت پر دہنی تھے پھر اس وقت میں جناب ہاری کا حکم کہ قل لا اسئلكم
 علیہ اجر گنا ہی ایک عجیب بات ہو کہ وہ تبلیغ کو تبلیغ ہی کہتے تھے تاکہ اس پر کسی اجر کا نہیں
 خیال ہوتا یہ تو کلام ان سے معلوم ہوتا ہو چکی نظر میں یہ تبلیغ تبلیغ تھی اور یہ اتھنی شقیق قابل قدر
 تھیں مگر قوت عاتلہ میں اگر دشمنی ہی ہو تو صحیح راستہ کیونکر سوجھائی دے ومن لم یجعل للہ (در نور اقبال
 من نور یہ ارشاد کہ وہ ابن عباس اور انکے اہل تلامذہ سے منقول ہے) سابق میں معلوم ہو چکا
 کہ ابن عباس جنگو میر امام المفسرین کے جلیل القاب سے یاد کرتا ہے وہ اپنی تفسیر تدریج المقاس میں اس
 قول کو نہیں ذکر کرتے جیسو وہ دلیلا و دلیلا ہو بلکہ وہ ہی بتاتے ہیں جس سے مدبر کو غش آ رہا ہے اب بھی

اجلہ علامہ ان میں سے ایک سعید بن جبیر سے بہتر نہیں معلوم ہوا اور وہ اسی مطلب کے قائل ہیں جس کے ہم متفقہ اور قائل ہیں۔ رنگینی یہ بحث کہ استثنائے متصل ہی یا منقطع اسے ہم نہیں سمجھتے تفصیل سے بیان کرینگے ہاں ابن عباس کا جلیل الشان شاگرد عکرمہ جیسا اور وہ وایتوں کو جو بحث کیا اور ان کے راویوں کو جو ان کی شان کو ہم اسی سے ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ وہ اپنے اقا ابن عباس کو بھی انھیں جھوٹوں میں داخل کرتا ہے۔

کس نیا موصت علم تیر از من کہ مرا عاقبت نشانہ نکرد۔

عکرمہ کی جلالت قدر کا کیا کہنا آپ ابن عباس کے غلام تھے انھوں نے انھیں آزاد بھی نہ کیا تھا کہ ان کو بت آگئی اور یہ غلام کے غلام رہے علی بن عبداللہ نے آپ کی قدر نہ کی اور خالد بن زید بن مویہ کی ہاتھ چار ہزار اشرفیوں کے قیمت پر بیچ ڈالا یہ خیر جب عکرمہ کو پہونچی تو علی بن عبداللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یعنی بار بفتہ لاف دینا رد قال نعم قال اما انہ ما خیر لک بعت علم ابیک بار بفتہ لاف دینا رد فرسہ علی بن خالد فاستقالہ قال لافا حقہ کہ کہ آپ نے چار ہزار اشرفیوں پر مجھے بیچ ڈالا کہا ہاں کہا میرے آپ کے لیے کوئی بھی بات نہ ہوئی مجھے نہیں سہا ایسا کہ انہوں نے آپ کا علم چار ہزار اشرفیوں پر بیچ ڈالا علی بن عبداللہ کو یہ عکرمہ خیال کیا اور خالد بن عباس جاکر بیچ کو فروغ کر دیا اس کے بعد عکرمہ کو آزاد کر دیا۔ آپ کی تعلیم کا انداز بھی یہ طریقہ پر ہوا چنانچہ خود بیان فرماتے ہیں۔ کان ابن عباس یجعل فی رجلی الکلیل یعلیٰ القرآن والسنة ابن عباس میرے پاؤں میں قید ڈال کر مجھے قرآن و سنت کی تعلیم دیا کرتے تھے اس کو معلوم ہوا کہ آپ تعلیم سے بھاگتے تھے۔

طاؤس کی نظر میں بھی عکرمہ اباب نقوی دیرینہ نگاری میں تھے اور جب ان میں پرہیز گاری یہ تھی تو وہ اپنے اقوال میں آزاد تھے چنانچہ طاؤس کے عکرمہ کے متعلق یہ الفاظ تھے قال اخبرنا عفات بن مسلم قال ثنا اخذ بن زید قال ثنا ابو ب عن ابراہیم بن میسرۃ عن طاؤس قال لو کان مولیٰ ابن عباس حتی اتفق لاصحک من حدیثہ لشدت الیہما لمطایا بسند مذکور طاؤس نے کہا کہ اگر ابن عباس کا غلام عکرمہ خدا سے ڈرتا اور اپنی حدیث کو روک لیتا تو وہ اس قابل ہوتا کہ لوگوں

کے پیش اس کی طرف ہر صاف ظاہر ہو کر ملاوس کے نزدیک نہ تو ہر مذکورہ تھے نہ ان کی حدیث بڑھانے
 سے ان کی تطویل تھی یہی خیال عکرمہ کے متعلق سعید بن جبیر کا تھا۔ وہ بھی کہتے تھے لو کہ غنم عکرمہ میں
 حدیث ہمیشہ جملہ المطایا یعنی اگر عکرمہ دو گوں سے اپنی حدیث روک لیتا تو اس کے
 پاس لوگ دور دور سے آتے۔

عکرمہ کو لوگ کاذب بھی کہتے تھے

چنانچہ طبقات ابن سعد میں ہے قال أخبرنا سليمان بن حرب فاك ثنا حاد بن زيد عن ايوب
 قال حكومتہ رايته هو كلاء الدين يكذبون من خلفي افلا يكذبون في وحيي فهدوا له
 كذبون عكرمه بن شكايت اس كذيب كى كرتے تھے کہ جو لوگ مجھے میری بیٹھ بچھے جھٹلایا کرتے ہیں
 یہ مجھے میرے سامنے کیوں نہیں جھٹلاتے اگر میرے منہ پر مجھے جھٹلائیں تو میں سمجھوں کہ اس بیشک مجھے
 جھٹلایا۔ ان جلوں سے صاف آشکار ہو کہ ان کو لوگ جھوٹا کہتے تھے اور یہ بھی آشکار ہے کہ لوگ
 اسے منہ لگنا نہیں چاہتے تھے۔ پھر اگر کسی نے ان کو دروغ گو کہا اور انہوں نے بھی اس کو دروغ گو
 کہا تو ایسے قول کی کیا وقعت ہو سکتی ہے کیونکہ بالکل واضح ہے کہ دروغ گو
 کے منہ سے کسی کی دروغ گوئی کا الزام اس کے سچائی پر دلیل ہے پھر عکرمہ کے قول سے کہ وہ
 نہیں جیسا کہ دروغ گو کہتے ہیں، مدبر الخبم کا کیا فائدہ متصور ہو سکتا ہو اگر وہ سمجھے تو یہ بات نہایت
 دندان شکن جواب ہے اور تمام مسرتوں کا خاک میں ملا دینا والا ہے۔

ایک مثال

طبقات ابن سعد میں ہے قال أخبرنا عمار بن الفضل قال ثنا حاد بن زيد قال ثنا ايوب
 قال حدثنا صاحب لنا قال كنت مع اسالي سعید وعكروم و ملاوس واظنه قال وعطاء في
 نفر قال فكان عكرمه صاحبا لجيد يث ويثمد قال وكان علي رؤسهم الطير فاذا فرغ من
 قاش بيده هكذا وعقد ثلثين ومن قاش يرا سها كذا يميل راسه قال فما خالف

احد منهم في شيء الا انه ذكروا لحوت فقال كان يسايرها في فمضا من الماء فقال سعيد بن
جابر انهم عطا بن عباس ا في ممتعه يقول كان يصلا منه في ممتعه من ممتعه بن
ابن ابي اسحق سے روایت کی ہے کہ کتا تھا کہ ایک دن میں ایسے مجمع میں تھا جہاں سعید بن جبیر
طاؤس بیٹے ہوئی تھی اور ابوب کا بیان ہے کہ مجھے خیال ہے کہ اس ہاتھی نے یہ بھی کہا تھا کہ دہاں عطا بھی
کچھ لوگوں کے ساتھ موجود تھے عکرمہ متکلم مغل تھا اور درگ سکوت کے ساتھ اسکے حدیث کو سن
رہی تھے جب وہ حدیث سے فارغ ہوا تو کسی نے اُس سے اختلاف نہیں کیا۔ اں اُس نے اپنی حدیث
میں مچلی کا ذکر کیا تھا (جو جناب موسیٰ کی اُشتہ میں تھی) اور کہا تھا کہ مچلی تھوڑے تھوڑے
بانی میں جناب موسیٰ مدیہ شیع کے ساتھ چل رہی تھی سعید بن جبیر نے اسکو سنکر کہا کہ میں گواہی اس
بات پر دے سکتا ہوں کہ ابن عباس کو میں نے سنا ہے کہتے تھے کہ مچلی کو وہ دونوں تو شر دان میں
اٹھائے ہوئے تھے۔ ناظرین عکرمہ کے اس جرأت کو دیکھیں کیونکہ یہ مرن ابن عباس ہی کی حالت
نہیں بلکہ الفاظ قرآن کی بھی مخالفت ہے۔ یہ ہر اہل سنت کے مغز اور صادق القول راوی
جبیر اساسِ سنیت قائم ہے۔

آپ کی دینداری

ن قال خبرنا عبد الله بن موسى قال لهما حسن ابن صالح عن سالك قال رايت في رجل عكرو
خاتما من ذهب پسند مذکور سالك سے روایت ہے کہ میں نے عکرمہ کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی
پھر جب علی حیثیت یہ تھی کہ نمبر کی منع کی ہوئی چیز کے استحباب پر اذکار کئی رد کرنے والا نہ تھا تو
انکو قریب سے کون روک سکتا تھا۔ آئینہ میل کن با جس کے بعد اسکی قول اور حدیث کی وقعت معلوم
ہو سکتی ہے ن اخبارنا مصعب بن عبد الله بن مصعب بن ثابت الزبدي قال كان عكرمه
يرى راى الخوارج فطلب بعض ولاية المدائنة فغضب عند ما واد بين الحصين حتى مات عنده
قالوا وكان عكرمه كثر الحديث والعلوم حراما من الجور وليس عتيق بعد فيه ويتكلم
الناس فيه من طبقات من صحيح ثم صفحه ۲۱۶ مطبوعه لندن انجمن مصعب کہا تھا کہ عکرمہ خواج

میں سے تھا اسکی راسے دی تھی جو خارجیوں کی راسے تھی دینیہ کے بعض حاکموں نے اس حرم پر اسکو منزدینی جا ہی جب وہ داؤد بن حسین کے پاس جا کر چھپ گیا پھر تک کہ وہیں اسکو موت آئی لوگوں نے بیان کیا ہو کہ عکرمہ کثیر العلم اور کثیر الحدیث تھا مگر اسکی بیان کی ہوتی حدیثیں قابل احتجاج نہیں اور لوگوں نے عکرمہ میں بہت کچھ باتیں (تواریخ) بیان کیے ہیں

اب ہوری عبد الشکور صاحب اپنی دعا کی حقیقت سمجھیں کہ انہوں نے جو اسی کذب یہاں دہیں پر دعا دی کہ فجزاہ اللہ خیراً تو وہ ایک انصہبی کی دعا ایک خارجی کے! یہاں ہے ضعف الطالب والمطلوب اب جب طبقات سے یہ معلوم ہو گیا کہ عکرمہ خارجی اور اسکی حدیث قابل احتجاج و محبت کا نہیں تو اس سے صحیح بخاری کے وقار اور حالت پر بھی روشنی پڑتی ہے کیونکہ اسے راوی جہاں اور حلیل قدر رواۃ ہیں وہاں عکرمہ ہی ہے۔

اب ناظرین کو انصاف کا موقع مل گیا کہ اگر خارجی ہو کہ عکرمہ آئیہ موت کو الہیت اور قربت داران فیہ کے متعلق دروغ کہتا ہو تو کہا کرے تواریخ یہ یہ کہیں گے تو اور کیا کہیں گے۔ لیکن جب اس کی حدیث سے کسی قسم کی حجیت ثابت نہیں ہوتی تو ایسی کہنے والوں سے انشاء اللہ حق کو کوئی جھٹکا نہیں پہنچ سکتا۔ ولما الحمد علی ذلک حمد اہللاً السموات والارضین

میر انجم نے نقل ہی بھی انت سے کام نہیں لیا کیونکہ اس میں وہ عبارت موجود نہیں جسکا حوالہ اسی تفسیر کی طرف ابن مبارک نے دیا ہے وہ ہم سے صدر بحث میں لکھا ئی ہیں اور یہاں بھی اسے بچھ کرتے ہیں تاکہ ناظرین انسان پسند کو فیصلہ حق و باطل کرنے میں آسانی ہو چنانچہ فصل ۱۱ ص ۱۱۱ پر عبارت

ہے وروی الامام ابو الحسن البغوی فی تفسیرہ برفصالی ابن عباس رضی اللہ عنہما قال لما نزل قولہ قل لا استلکم علیہ اجر الا المودة فی القربی قالوا یا رسول اللہ من ہذا الذین امرنا اللہ بمودتہم قال علی وفا طمۃ واپنا ہما یعنی ابن عباس سے روایت ہے کہ جب یہ

قول باری قل لا استلکم علیہ اجر الا المودة فی القربی اُنزل ہوا لوگوں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ کون لوگ ہیں جنکی محبت کا خدا نے ہمیں حکم دیا ہو پیغمبر نے فرمایا کہ یہ علی اور فاطمہ اور اُنکی دونوں

بیٹے ہیں۔ اگر ابن عباس جبر امت اور علم امت بالتفسیر میں تو انکی روایت پر کچھ حجت کرنی چاہیے
 کہ وہ پیغمبر سے نقل کر رہے ہیں مگر جو کچھ اہل بیت کے متعلق وہ روایت کر رہے ہیں بلذات وہ یہاں
 جبر امت میں نہ علم بالتفسیر میں اگر وہ اہل بیت کے خلاف کوئی روایت کریں تو ان میں تمام متین
 موجود ہیں خدا پر اگر سے تعصب کا جسکی وجہ سے تمام طرق ہدایت بند کر دیے گئے اور آپ بھی وہی
 کو شش ہے۔ پھر روایت میں یہ کہ لوگوں نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں جنکی محبت ہم پر واجب
 کی گئی ہے، اس سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام اصحاب نبی سمجھے کہ کچھ لوگ ایسے ہیں جنکی محبت خدا
 واجب کی ہے۔ یہاں اصحاب اہل بی زلیل ہرگز نہ نکلا فہم بھی حجت نہیں رہا پھر جناب رسالتا پہ صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم منزل قرآن اور حقیقی مفسر حسین و ستر آن میں انھوں نے کیوں نہ فرمایا کہ ایسا نہیں ہے
 جیسے اہم خیال کر رہے ہیں بلکہ میری محبت کی وجہ کی دلیل جو یہ کیوں فرمایا کہ علی اور فاطمہ اور انکی
 دونوں بیٹے مراد ہیں جس سے معلوم ہوا کہ جو کچھ اصحاب آیت مبارکہ سے سمجھی وہ ٹھیک تھا چونکہ یہ
 روایت جناب رسالت مآب سے ہے اور اس میں کوئی تنح نہیں کی گئی اس لیے اہل تمام لغویات
 سے جو لوگوں نے اہل مطلب میں شک پیدا کرنے کے لیے گڑھیں ہیں وہی قول اور باب ایمان کے
 نزدیک مرجع تراور وہ جب اہل ہوگا جو جناب رسالتا پہ سے منقول ہے اس سے زیادہ لغوی
 اور کیا ترجیح دیکھتا تھا کہ وہ اس قول کو رسالتا پہ سے منسوب کر دی زمانہ کی خود انکمال اور
 سرکشیاں دین کے مقابلہ میں دیکھ کر ہنسی اگر کسی صحابی کا قول بیان کر دی تو وہ جب اہل ہو۔
 اور اگر پیغمبر کا قول اس کے مقابلہ میں آجائے اور مزید اہمیت ہو تو وہ رو کر دیا جائے اسکا نام جو اسلام
 اور اسکا نام ہو قسطنطین طبعوا الرسول پھر لغوی نے نزول آیہ تطہیر کو اہل بیت ہی میں ثابت
 کیا گو یا مودت کی وجہ کی علت اور دلیل کی طرف اشارہ کیا پھر یہ بھی آیتے بنادے کہ قرآن
 و اہل بیت دونوں اس اندہ و خلیفہ پیغمبر میں لہذا انکی مودت کے وجہ کی ضرورت تھی
 پھر ابو بکر کے قول سے اسنے وجہ محبت اہل بیت پر حدیث پیش کی جو صحابہ کے لیے یہ قریب قریب
 ہیں۔ پھر اس نے عس کی تفسیر میں وہ کا نام ذوی القربیٰ عن قرآنی ثابت کیا۔ ایا یہ توجہ

سِفوفِ حِجَابِ جَرِیَانِ سِفوفِ مَعْقُولِی اِیضاً

جو کلمہ کوام جریان سے ناواقف ہوتے ہیں اسلئے ہلکویہ بتانا ضرور ہو کہ جریان کیا چیز ہے اور اس سے کیسے ہمہکام مراض ہو سکتے ہیں۔
 پہونچتی ہے یا کہ جن حضرات کو یہ مرض بدوہدہ ایک کبیس سِفوفِ مسمیٰ اہم سے غلب کر کے استعمال کریں جریان کو عربی میں سیلان اور ہندی
 میں بریدہ پر صوف اور دھات بننا سکتے ہیں اور دھات ایک جوہر نفیس ہو جس کا ہر قطرہ خون کے دس قطروں سے متعلقہ ہو۔ یہی
 وہ حضرت رحمن کو انسان کا جوہر است (کہنا دو بیابہ کیونکہ کسی تمام خواہشوں کا بادشاہ جہاں طاقت کا نگہبان دوسرے اعظا میں ہوں
 کہا جاتے کہ تمام حسینان جہان اسی کی بدولت حسین بنے ہوئے ہیں اور حبقدر اس میں نفس ہوتا ہے اسی قدر رنگ روغن چمکہ
 دیک طبعیت کی بشارت و لکن فحمت میں فرق آجاتا ہے علوات جریان حسب ذیل ہیں۔ بعد شباب اور کبھی قبل شباب اور کبھی شباب
 کیساتھ یا حالت قبلین دھات کا خارج ہوتا۔ دھات کا تیلہ ہوجانا اور کبھی کبھی اسلام مگر جب خواہش نفسانی سے حرکات بدوہدہ جسے نوز
 خیر کی نوبت آتی ہے تو اولیٰ شائد کی حالت بچھڑ جاتی ہے یعنی حالت بول (شباب کرت میں) گرمی اور حجب کا مصلح ہوا شباب میں سرزد ہوا شباب
 کا ہونا۔ شربت، نزل کی لذت خواہش ہو کہ بھڑکنا نہیں ہوجانا۔ درد مگر سنجیدوں اور توندو کا جلتا اور توندو ہونا۔ اولاد کا کمزور پیدا ہونا
 پند لیون کا آئینہ دوران سحرستی۔ کابلی۔ نیکوئی کی غرض کہ جتنے بڑے سخت امراض مثل مرگی، بقوہ، فلج، گھٹیا، جینز، تپ شہید
 وغیرہ لاحق ہو کر جان پر بجائی ہو کہ اس سے غرض رفہ عام یہ سِفوف صرف ہندوستان پر ہی ہونیوں سے تیار کیسے مہدنیات
 سے بالکل پاک ہے جس سے بجزئی مدد کچھ نہ لیتے۔ نقصان نہیں یہ سِفوف جریان کے لئے اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ اس سِفوف کا
 کام کمزورہ بالا شکایات کی صبارت کمزور معدے کو طاقتور بنانا۔ تمام اعضا و رگیسہ کی فراہمیوں کو مدد کرنا اور ان کے
 افضل کو قوی کرنا، عین غرض کو خیر دیگر اعضا کو نہایت نوبی کو ساتھ اپنے منصب کام کے لئے آمادہ کرنا۔ نامردی، ضعف مشا، نہ ضعف
 اعصاب، ضعف دماغ، جگر و معدہ، ذیابیطس، نہ صلاحت قلب کیسے، بمنزلہ ترقی ہے۔ طاقت جوانی بیدار کرنے کے لئے اکسیر ہے
 اور بہتر ہے کہ جریان کا دوش بہ لطف یہ کہ اس سے ہتھال کیلئے نہ کسی موسم کی قید نہ زیادہ برہنہ کی ضرورت۔ قیمت یہ کس قدر کم
 تین روپیہ سے،

فہرست کا خانہ الطبیب پیدرانہ کی حاتی ہے

المشتہر مرزا سجاد حسین مالک و آغا معین الساجی کوٹھی ٹوہ پٹ لکھنؤ

ہیل میں جلد اول
 پہلا نمبر دفترین بالکل باقی
 نہیں حضرات نوٹ کریں -
 اگر کوئی صاحب نمبر مذکور رعایت
 فرماتا چاہیں تو وہ دفتر سے اسٹال آنے
 کے ٹکٹ وصول فرما سکتے ہیں۔

ہیل میں جلد اول و دوم
 کی اگر ضرورت ہو اور دینی مجاہدات کے
 دیکھنے کی خواہش ہو تو دفتر سے طلب کیجیے
 جلد چار روپیہ لکھ
 غیر جلد ہے
 محصول بذمہ ستر دیا

الکاظم تاریخ الامم و ملوک
 علیہ السلام
 ہدم الاساکس تحقیق
 حدیث قرطاس
 تشریح الاحکام شرح میراث و بیہودہ
 شرح الاسلام
 ۵۰
 ۵۰
 ۵۰
 ۵۰

نوٹ جو حضرات دوزخید ازراہم کر کے نکال چنڈ ہے دفترین بھیجیگا انکو ہیل جلد اول بلا قیمت حاضر کیا جائیگا

میجر ہیل مین و کٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ

”کبوتری“

اعلیٰ درجہ کی خوشیں : واللہ ما نعظم اور مقوی معہ دوا

ہر گھر میں اس کی ایک شیشی موجود رہنی چاہیے

نفل تحریر سرکار حجۃ الاسلام علامہ حاضری صاحبہ رحمہ اللہ
 میں نے کون خود اشتغال کیا نہایت مفید یا بہت ہی
 سرتاج الازاد رہے ضرورت (حاضری)
 کا

یہ سبوت و اقصاء ہضم طعام اور کمر درسی معده بخار و زہر و دیگر
کے لئے یمن بنے دینے کے ہیں۔ دیگر اجزاء بے مفید یا با کم قیمت یمن
ہے۔ مگر نفع یمن زائد ہے (میر سہیل یمن)

ایف۔ اے۔ ہاشمی حفیظ گنج بنارس سٹی

ہاتھ اچھا دیکھو! لیٹ کر کھڑی ہو جائیں۔ پھر پیٹ پر ہاتھ رکھیں اور یہ لکھنویں چھپا دیں۔ اب بالوں کو ڈیرے سے بائیں طرف مڑائیں۔

REG. No A1563

عسکری در حمایت از مذهب



مجله علمی

مجله تجاری

با همکاری و نظارت و تصدیق و تأیید

با اهتمام محمد خداداد زنگنه پسرین که به طبع گردید

۱۹۱۲

قواعد سہیل مین

اعراض مقاصد سہیل مین

- ۱۔ ہندوستان کے بہترین اہل فہم کے علمی مضامین کی اشاعت۔
- ۲۔ معاندین اسلام خدو صا مخالفین مذہب شیعہ کے بجا اعتراضات اور حملوں کا دفاع
- ۳۔ حقیقی اخلاق اسلامی کا نشر۔
- ۴۔ عملی قومی اور مذہبی اور ان ملکی معاملات پر جو مذہب متعلق ہونگے تبصرہ و نقد۔
- ۵۔ حضرات ائمہ مصوفین علیہم السلام کے علوم و سوانح کا نشر۔

مشتہرین

اس کثیر الاشاعت رسالہ میں اشتہار بھیجے وقت ذیل کا رخنامہ ضرور ملاحظہ فرمائیں

نقد و ادب	ایک صفحہ	نصف صفحہ	ربع صفحہ
ایک سال کیلئے	للم	للم	للم
چھ ماہ کیلئے	للم	للم	للم
تین ماہ کیلئے	للم	للم	للم
ایک ماہ کیلئے	للم	للم	للم

کوئی صاحب کمی حیرت کی خواہش نہ فرمائیں عباد کی گنجائش نہیں۔ ٹائٹل جج کے صفات کا رخ اسکے علاوہ ہے جو بذریعہ خط و کتابت طو ہو سکتا ہے احسن ترجمہ جلال پیشگی آنا چاہیے۔

- ۱۔ یہ رسالہ ہر ماہ سہیلی کے سب سے ہفتہ میں شائع ہوگا
- ۲۔ سہیل کی ضخامت فی احوال ۱۰ صفحات سے کم نہ ہوگی
- ۳۔ سہیل جملہ خریداروں کے نام بذریعہ ڈاک روانہ ہوگا
- ۴۔ اگر خریداروں کے پاس کوئی پتہ نہ ہو تو ۲۰ روپے کے عری تک فریقین طبعاً پہنچے برو بارہ روانہ کیا جائیگا ہر اسکے بعد ہر کراٹ وصول ہونے پر بھیجا جائیگا۔
- ۵۔ سہیل کی سالانہ قیمت فی احوال ۱۲ روپے ششماہی ۶ روپے
- ۶۔ جملہ مراسلات دار سال زرد خط و کتابت بنام ابو البراء مودی سے نظر قلمی اگر میرخص سہیل مین کو رسیہ شہریت لکھنا ہونا چاہیے۔

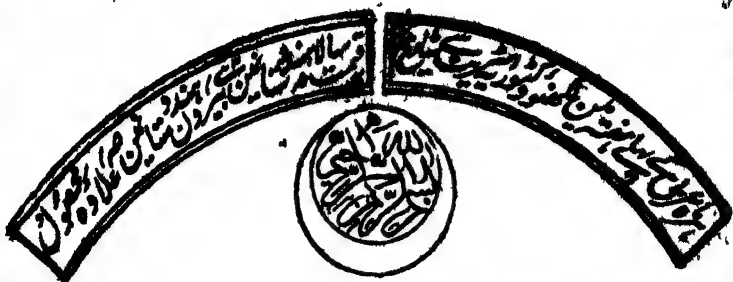
۷۔ مضمون نگار حضرات کے مضامین اگر محدود منازل سہیل سے متجاوز نہ ہونگے اور معیار علم پر ٹھیک آئیں گے تو بعد امتحان شائع کیے جائیں گے۔

- ۸۔ سہیل کو چونکہ آئندہ اپنے کام میں جو دینی حمایت اور مذہبی دفاع پر منحصر ہے تو وسیع پیدا کرنا ہے لہذا وہ بغیر استعانت حاضر خدمت نہ ہوگا۔
- ۹۔ نمونہ کا برج ۴۰ روپے کراٹ اسکے پر بھیجا جائے گا۔ مفت حاضر خدمت نہ ہوگا۔

- ۱۰۔ خریداروں سے عرض ہے کہ خط و کتابت کرتے وقت نمبر خریداری کا حوالہ ضرور دیں ورنہ تعمیل ناممکن ہے
- ۱۱۔ جو طلب ہو کر کیلئے جوابی کارڈ یا کٹ آنا چاہیے
- ۱۲۔ مضامین موصولہ ضرور بالضرر و طبع ہونگے ہکا ذمہ دار ڈیڑھ نہیں اور نہ وہ مضمون کے دس کرئیکا ذمہ دار ہے

منیجر سہیل مین و کٹر سٹریٹ لکھنؤ

نظامی سہیل مین دلی ریزر سہیل مین کام عہد وقت پر کتابت



یہ رسالہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ایک عجیب و غریب کہانی ہے جو خدا نے ان کے دل میں لکھی ہے۔
 کہ جس کی کہانی میں اگر کوئی اس کے دل کی خاموشی کو دیکھے گا تو اس کی زبان سے یہ کلمات نکلے گا

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی کہانی

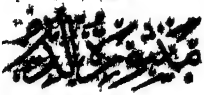
ہامیل مین

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی کہانی

جلد ۳ (۳۲۴ تا ۳۲۵) حصہ اول (۱۹۲۵ء)

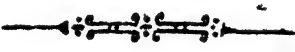
فہرست مضامین

صفحہ	مضمون نگار	مضمون
۲ - ۴	مدیر خاص	نشورۃ اللہ
۵ - ۸	ایک محقق	۲ - آریہود کے متعلق علماء اہلسنت کے قول
۹ - ۱۶	حضرت نجم العلماء مدظلہ	۳ - فریاد شریفہ مقدسہ
۱۶ - ۲۰	ایک محقق	۴ - معرکہ اقلیم (حدیث قرطاس)
۲۱ - ۳۱	مدیر خاص	۵ - اہلسنت کے مذہب کی بنیاد
		حفاظت الہدیت پر ہے



۱۔ ہر کس اندر دست غیر نالہ کند
 صدی از دست خوشین فریاد۔
 جو یہ بیان کی سی تہذیب کے بل پر داری جس کا نصب العین اکثریت کا ہونا ہوتا ہے جس کے معانی قابل نقل و شمع
 سمجھ جاتے ہیں جس کا نقطہ نظر نگاہ تعلیم و ترقی کی تلاش کی ہو کسی ہی تبلیغ نہیں ہو اس کے معانی بحیثیت نبوت
 و سیاست کیسے بیان کیا جائے کہ یہ نہیں کہ پہلے پہل میں ہر انداز میں بیان پر تصور کرتے ہوئے اندر ہم تعزیت کا
 تذکرہ کرتے ہوئے یہ لکھ دیا کہ ایرانیان سے سید الشہداء را عند بافتند ہمارے چشم تو لا میں دیکھا ہو جس کی شکل
 جوت میں پختی صند ہلا کردہ و طبع کے الفاظ سننے کیلئے جو اہل سلامی ہو کہ نہ سے کل نہیں سکتے تیار ہو

حیرت ان کو پہنچتی ہے جو ترقی کی کئی میں مذہب کو نہیں کرنا پڑتا ہے ہر سو میں۔ مذہب سافقت کا مفہوم ہادی
 سمجھ میں تو یہی کہ ہے کہ یہی حیرت غالباً اس حدیث پر ان للیت یذهب ببکاء اہلہ اوان لئے ہے ہر اگر وہ اس حدیث
 حضرت عائشہ نے موقع ہمارے کہ وہ اپنی جگہ پر قدم پر ایسی ہیں! تفصیل اس کو لکھ چکا ہے۔
 بہ حال اگر اس حدیث پر ایمان نہیں تو ہم اس اسلامی اخبار سے پوچھنے پر مجبور ہیں کہ کس دلیل کو اس نے معاذ اللہ
 سے سید الشہداء را عند بافتند کا جملہ لکھ دیا۔ وہ اندر ہی جہالت کیونکہ ہو سکی، کیا ترقی کا راز ہی ہے؟



آں لطف نیاز و ناز گم شد
 ہم قوت امتیاز گم شد
 انجمن قوت امتیاز بھرا نہ کہی ہندوں کو معتقد نظر کرتا ہو کہ ایسی کلمے وقت و مقام غیر وقت و مقام میں کوئی امتیاز
 ہونی نہیں بلکہ امتیاز یہ ہے کہ جب ہم ان الفاظ کی درست فہم کر لیں جس کو در انجمن کو لیا جاتا ہے تو وہ یہ کہ کہیں
 ہر طرف لکھائی ہو گئی ہے کہ وہ تو یہی ہے کہ وہ قتل تو نہ ساقط ہے، کہ کہ وہ ہر لفظ کو لکھ لیا جاتا ہے ہر مذہب کے
 عقیدے کی کیا چیز ہوتی ہے کہ وہ بدل جس میں ایک نظر سے نہ ہو لیکن اس وقت وہی نظر اس کے پیش نظر رہا ہے وہ اس
 عقیدے کی مثال نہیں میں راسخ کہہ دیا ہو وہی تصویر قوت تخیل ہر پیش کی رہتی ہے خواہ بعض صحابہ کرام و اہل سنت میں
 یہ کہ جو کہ جو کہ بت شریعت سے خود ان کا کہہ کر کہ ان کا لہجہ ان کی ہر بات میں کہ جس طرح گندہ ہو کہ

دریا بزرگ که شریعت را جاری می‌دارد.

چوں ترکیزان کردہ از مسلمانان کجا
خوشیچ ایوان کشتہ پس فزایان کجا

اور اسکو قریب قریب ہر رسد میں دھروں کو تباہی، مہلے، نوکیلی گریغی غریبوں کے سہنے میں حال کر پیش کیا جائے تو
 چکر کہینہ لاندل حاصل ہوگا اور مہنی سبھی تمام کمال پہنچائیں گے اور وہ ہوں۔

چون تک قرآن کرده آخر مسلمانی کجا بود قول تو
خود شمع ایمان کنسته پس نور ایمانی کجا بود قلب من

اس نمبر میں حدیث قرطاس کا مضمون جواب ابواب انجم میں نہایت شرح و بسط سے شروع کیا گیا ہے اور انجم کے بارے
میں کئی نکتہ غلط جواب پر ناظرین اپنی قوت البصافت کو کام میں لائیں اور ملاحظہ کریں کہ انجم کا یہ مطالبہ تھا کہ ایک
ایسی روایت جو کتاب اہل سنت کی پیش کی جائے جس میں نال جبر حضرت عمرؓ میں ۷۰ چنانچہ اس سلسلہ میں میل نے ایسی
روایت بھی نکال رکھی ہے جو انا اس میں شبہ ہوگی۔ دیکھیں انجم کی کوئی سبب فراہم کرنا ہو لنگرہ احد کو فی تائید یا رد انجم
ناظرین یہاں سوال و ذیقعدہ نمبر ملاحظہ کر چکے ہوں گے اور حدیث قرطاس کی حوالیں دیکھتے ہوئے ۷۰ مضمون پر ختم
ہوتی ہے اور کوئی بھی دیکھ چکے ہوں گے اب دیکھنے والے خدا کو حاضر و ناظر جان کر نصیحت کریں کہ ابھی سوال نمبر میں جو کہ انجم
میں حدیث قرطاس کے متعلق لکھا ہے وہ سہل ہے کسی ایک نکتہ کا بھی جواب ہو انجم کے اوراق اپنے نامہ اعمال کی طرح سیاہ کرنے
سے کوئی فائدہ نہیں ہمارے ہاتھ لگا کر جواب مدح و بطل کے امتیاز نہ کرنے والے ابھی نہیں اسے مضبوطی دینے میں کہ انجم
ہائے کسی ایک مطالبہ کا جواب اب تک نہیں دیا ہے نہ کسی ایک جواب میں توضیح ہے۔ اگر اس مطالبہ سے نہ سبب میں کچھ مدد
اب بھی تو کچھ کہلے وہ اس نشر مقالات سے اپنا جواب دے پس کفار و مشرکین کی مسیح اور اموی غلامان کی جان کو شاکر کہیے۔

فرنگیہ نیلور عمہ دستہ کہ شوال نمبر الخرم روح اللہ ملکا تہو بہر مرید کو قسلی ریاضیاتی پر غقب

اسیل کا شاعری کے برابر انجم کر دیا جائے گا، مطمئن رہو پیٹ کے وہ بندے سوز و غمت سے آتش کا توں۔

مکمل ہے جو کہ خیر و برکت و انعام اس دلیہی جہان میں لے آئیں۔ دین اسلام کے کامنہ ایدہ اس کی پابندی کے

صالح و خلیفہ کا آخر سے جلے پس دکھائی دیتے ہیں اور وسوسۃ العیون للغایب کی علامت کہیں ہیں۔

آپوزت کے متعلق علمائے اہل سنت کے اقوال

”سلسلہ کئی برس قبل لاہور ملاحظہ ہو“

پھر ساتھ ہی ساتھ یہ بھی ثابت کر گیا کہ جب وہاں ذوالی تقریب سے وہی ملازمین تو یہاں اختلاف کی کوئی وجہ نہیں ہو سکتی۔ پھر ہمیں یہ بھی تنبیہ کی کہ لوگوں کے قولوں پر بغاوت نہ کروں گا حالانکہ یہ مذہب کا نہ یہ قرآن کو سمجھنے پر نہ کتاب کو دیکھو لوگوں نے یہ بھی کہا ہے کہ آیت مودۃ دوسری آیتوں سے منسوخ ہو گئی کہتے ہیں مشرکین حضرت کو آپریشان کرتے تھے اور ان کو اذیت دیتے تھے وہاں جناب! بری نے ان کو محبت نبی کے وجہ سے حکم دیا اور جب وہ کوئے شکل سے تو یہ آیت منسوخ کر دی گئی اہل بغوات کا جواب بنوی نے یہ کہہ کے دیا کہ یہ قول اس قابل نہیں کہ پسند کیا جائے کیونکہ اس کے معنی یہ ہیں گئے کہ جتنی باتیں اس وقت کے اقوال آیت میں ہیں وہ سب فنا ہو جائیں نہ تو پیغمبر کی محبت وجہ رہی نہ آپ کے اقوال کی محبت وجہ ہو نہ خدا کی طرف عمل صالح سے تقرب کیا جائے نہ ملائکہ یہ تمام چیزیں فرائض دین سے ہیں۔ خدا جو اسے متعین کر کہہ کسی شخص کے خاطر سے حق سے منحرف نہیں ہوتا اب الحسن بنوی صاحب المیزان نے تصریح کر دی کہ مودت الہیہ میں جملہ فرائض دین پر اور فرائض دین پر یہ بھی تصریح کر دی کہ اس آیت کے منسوخ ہونے سے بات لازم آتی ہے کہ یہ باتیں فرائض دینی درمیان میں انما ثابت ہو کہ وجہ محبت الہیہ اس آیت سے ثابت ہو کہ یہ خدا کی قدرت و مقولہ پر دیکھنے کے قابل ہو کہ یہ مودت نبی ثابت ہوتی ہے تو مودت الہیہ بھی ثابت ہوتی ہے اور جب محبت الہیہ ثنائی جاتی ہے تو ساتھ ہی ساتھ محبت نبی بھی حوت آئے۔ اور یہ فرائض بنوی کے اعتقاد میں ایسے ثابت ہیں کہ وہ یہ کہہ کر داکہ وہ خدا کا قول میں السلف فی صفی الایۃ فلا یجوز للمصیر ان یفسخ شیئ من هذا الاشیاء یعنی معنی آیت میں یہ چیزیں اقوال سلف میں ان میں سے کسی ایک چیز کا نسخ بھی جائز نہیں کیوں کیا کاکہ مومنوں میں لگی ہو؟ میں کہتا ہوں کہ محبت الہیہ اگر ثابت ہو تو یہ تمام اقوال ثابت ہیں کیونکہ ان کی محبت منجملہ اعمال ساتھ ہے اور محبت رسول کے سبب سے یہ محبت ہے لہذا تمہیں قائل ہونے

خاتم النبات میں ان کے حق پر اجماع صاف ہے کہ مذہب سے اور محبت و وصل سے دور رہنا معلوم ہے ایک عقل حقیقت و معلوم
سے اور دوسرا بھی یہ نہیں کہ اگر عقل اس کی ہو یہ ممکن اختلاف جو مقصد متعارف و قائلانہ اور ہمیت ہی میں تھا ان
اسکی وجہ کرنے کی ضرورت تھی چنانچہ جواب! اسی نے ایسا ہی کیا اور پیغمبر اسکی تفسیر بیان کر دی
کہ لا یتقی اللہ الحق و یطیل الباطل اب تشناے متصل و منقطع کی بحث کا جواب الام محمد الدین
رازی کے کلام کے نقل کے وقت دریا جائے گا اسکا انتظار کیجئے۔ و سیالیک نبار و بعد صبح۔

ایم فخر الدین از کی مقولات ابدان سے بحث

[illegible]

لا یلیق انقل الناس فضلاً عن اعلی العلماء (الراغب) ان الذبیح افضل من الحكمة
وقد قلنا فی حقیقة الحکمة ومن یحب الحکمة فقد اوتی خیراً کثیراً وقلنا فی حقیقة اللذی
قلنا فی اللذی قلیل فکون یحب فی العقل مقابلة اشرف الاشیا علیها خیر الاشیا
(الخاصة) طلب الایمان یوجب التهمة وذلک فیما فی القطع بجملة الذبیح فلیت وجب
الوجع انه لا یجوز من الذبیح علی الله علیہ وسلم ان یطلب اجراً علی التبلیغ والایمان
وهو اللوحۃ فی القربی۔ هذا تقریر السواک بنی کسی نے ابن عباس سے روایت کی کہ انھوں نے بیان
کیا کہ جب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے دین میں تشریف لائے تو آپ کو اکثر مصائب و پریشیاں بکارتے تھے اور حقوق آپ کے
مطلق بکارتے تھے اور تنگدستی کی وجہ سے آپ پریشان بکارتے تھے۔ انصار نے آپ میں یہ شہدہ کیا کہ میں
(رسالہ کتاب) کے انھوں نے خدائے تعالیٰ سے روایت کی ہے اور یہ تھا کہ ابھانجا بھی ہے اور تھا کہ اس میں بھی ہوا کہ
اپنے اپنے اداں میں سے ایک مقدار جمع کی و چنانچہ انصار نے بنا بریں قرار دیا ایسا ہی کیا۔ اور اس کی کچھ
کر کے جناب رسالت آپ کی خدمت میں لائے آپ نے ان تمام اموال کو انھیں واپس دیا اور خدا کا یہ قیل قیل لا
اسئلکم علیہ اجراً الا اللوحۃ فی القربی، انا انما انی ایاں پر میں تم سے کوئی اجر نہیں طلب کرتا اگر
یہ کہ تم میرے قریب و ملول سے محبت کرو نتیجہ یہ نکلا کہ اپنے اپنے قریب و ملول کی محبت پر انصار کو ابھارا۔
نکسے بعد امام رازی نے وہ تیسرا قول ذکر کیا ہے جس میں علی صراح کے ذریعہ سے خدا کی طرف تقرب مذکور ہے جس کے بعد
بیان کیا ہے کہ اگر یہ کہا جائے کہ ایت قلیل ہے اور یہ کہنے کے اجرت تبلیغ طلب کرنا جائز نہیں ہے اور اس میں بھی
چند دلیلیں دلائل کرتی ہیں۔ پہلی یہ کہ خداوند عالم نے کفر انبیاء اس بات کی حکایت کی کہ انھوں نے ظنی پر
کی تصریح کی کہ چنانچہ قصہ جناب نبی میں مقلد جناب نوح کا ذکر کیا ہے انھوں نے اپنی قوم سے کہا و ما
اسئلکم علیہ من اجر الا ان اعلمی وعلی العالمین میں تم سے اس تبلیغ پر کوئی اجر نہیں
چاہتا میرا جزا وہی ہے کہ یہ تمہارے رسول کو قصداً و شعیب میں ہے اور بنا دینا میرا تمام انبیاء افضل
ہے انہوں کا کہ جو دھواؤں اور اور جو اطلب مذکر کا جائز ہے یہ تھی پہلی وجہ جو علامہ ملازلی نے منہجہ ذکر کیا
میں مناسب سمجھا کہ ان وجہ کا ذکر کرنا جائز اور ہر وجہ کے بعد اس کا جواب دینا جائز ہے اگر ناظرین پر

اس طرح فاضل کی محبت سے کوئی انتخاب نہ پیدا ہو سکتا ہے جو اب وجہ اول محض ہے کہ بیشک انبیاء علیہ السلام کی ایک ایسی ہی کہ جس کی ایک جہ کی امام محمد بن حنفیہ کی رازی کا خیال ہے لیکن اسے پیغمبر پر اس مادی میں کوئی قسم کا عقیدہ نہیں ہوتا اس کے بغیر جناب رسالت نہیں ہو سکتا۔ غرض خداوند عالم نے پیغمبر کو قتل کر دیا مگر امام رازی کے ایک ایک گناہ کو اس نے محض چھوڑ دیا۔ جناب باری پروردگار نے جناب رسالت پر اس کی تجویز سے انبیاء کے ساتھ نہیں دیا کہ اور اس کی موافق سے خاتم النبیین نے یہ کہا میری جگہ میں خلیفہ کا کہ اس میں کوئی ہی شخصیت پیدا ہو گئی اور وہ اولیت جناب رسالت پر جب تک ذکر امام رازی نے کیا ہے وہ درست ہے لیکن اگر کوئی چیز ایسی ہو جو پیغمبر اور اہل بیت خواتم زائدہ قابل تمسک ہو۔ چنانچہ اکل طاهریں کی محبت کے وجہ سے یہ بات بالکل مانع ہو جاتی ہے اور انبیاء کی مکمل اس وجہ وجوب محبت پر دعویٰ درندہ انبیاء کے الگ کی محبت بھی واجب ہو جاتی۔ وجہ دوسری کہ تقریباً امام رازی نے یوں فرمائی ہے۔ الثانی انہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبح نینقی طلبہ جرنی سائلوا لایات فقال یا مسئلتکم من اجر فہرکم وقال قل ما استکلمہ علیہ من اجر و ما اتانا من المتکلمین، یعنی جناب رسالت اپنے باقی آیات میں نفی طلبہ جرنی تصریح کی ہے چنانچہ فرمایا کہ جبکہ میں نے تم سے اجر مانگا ہو وہ تمہارے لئے ہے اور دوسری آیت میں ہے کہ میں تبلیغ پر تم سے کوئی اجر (دنیاوی) نہیں مانگا اور میں تکلف کرنے والوں سے نہیں ہوں۔ اس کے جواب میں یہ عرض ہے کہ پہلی آیت ان کی مناقض مطلب ہے کیونکہ امام رازی چاہتے ہیں کہ آیات میں طلبہ جرنی کے اور اس آیت میں صاف لفظوں میں یہ مذکور ہے کہ میں نے تم سے اجر مانگا تھا وہ تمہاری ہی لئے ہے تو یقیناً معلوم ہوا کہ حضرت نے اجر مانگا تھا اور نہ کوئی بات کہہ رسالت کی کام آئیگا یا امت کے کام آئیگا یہ ایک دوسری نزاع ہے مگر کسی نے نہیں دیکھا کہ ہمارے پیغمبر اس امر کا حتمی ہے لیکن یہ کہا جاتا ہے کہ اگر تبلیغ پیغمبر نے موت خدا تعالیٰ کا کیا ہے اور وہ مطلب ثابت ہے اور اس مطلب کی نفی امام رازی کے تقریر میں سے ناممکن ہے۔

(باقی آئندہ)

انکاء قرآن پر ادوی برائیاں دارد کند با کلمہ از عربیت و دقائق آن تا لجام کلمہ شمع عربیت جلا شود
 غبارش جلا شود کلمہ اس لغت مبارک از صغر و بزرگیت و قاطع شود با اس ہمدانم و موند نکات کلام کلمہ کلمہ
 عاجز انما ز قریب غیب کلمہ ہی ترند و جو مانہ میفرماند کہ معانی چنین نیست چنانست و اگر در غیب دل
 یللم علیہ السلام خدمت شان عرض میشود ارشادی کنند ندش معلوم نیست رواد و رجال آن ملاحظہ شود
 میگویند کہ چنین روایات تا سر حضرات علما تصدیق کرده اند و اگر علمائے کرام مواخذہ میفرمایند قول
 شان را قابل لغات نمیدانند استہدائے سخن میکنند و مین و کا تخلف میکنند مگر مخالف عربیت ہیں است پس
 ظلم غلامان بدون از اس عربیت ہزار درجہ بہتر است و اما مصیبتہ کہ اس از لای کہ از لای از زمین و در سبب
 است و بایے عام نہ وہ جب در مالک اسلامیہ و غیر اسلامیہ ہر جا کہ نگاہ میکنیم شعائر مذہبی را رنگ عار
 و تقلید ہواستل را ندیدہ بخاری شمارند البس لعل از اغوائے مل و دنیا فارغ البیل شدہ تمام ہمت و جدوجہد
 و جذبہ طمانین مرت گردہ یاست یکطرف از باب ریاست و سلطنت و در طعنه را روشن فعل شدہ اند و ایشان
 بنیادش از عالم خود میناق و قیل شرعیت و عہد مذہب کثی ہزد بگریزد و ایشان ببقعائے الناس علی
 دین ملوکم احکام نفس پرستے را بجان دل می پذیرند و از طرف دیگر ملت اسلامیہ را از شعائر اسلام متغیر کردہ
 تمام محاسن و نور نظر شان قبیح ثابت کردہ عبد عبدیہ ابا بنیہ بندہ بے دردم و دنیا را غیا رنودہ دایا حسبتائے
 شیطان ہر جہی توانند و تحریب دین و استوائے شیاطین میگویند اگر میخواہید بیا سید نشان بگویم کہ
 منہر شعائر و احکام شرعیہ اسلامیہ کجا و ذن و صوم و صلوٰۃ کجا و قتل و کجا و کجا و صریح حجاب و بستر
 نرہاں کجا است لای اللہ المشتکی من ہذا المذکورات خدا را شرم باید کرد و سہج کافر کند انچہ مسلمان کردند
 می بینیم کاس آذادی بے سرو پا در ہر نقطہ از نقاط عالم ہزد و در ہر بوند و در ترقی است چہ ترک و چہ مصر و بچہ
 و بچہ بلج و ایلان و چہ ہندوستان و چہ دیگر ملک خدا فوس تہامی جہود و جہود ہواست کہ شرعیت اسلام
 از مسلمان برہاند و اگر نتوانند بتالیات رکبکہ تصحیف و تحریف و بختا ہشت ہلے نفس تطبیق کنند و اینکه طبقہ
 علیہ السلام و ہر نسبت و ہجو کنند و اگر نتوانند چو شاعر لے از ہدیہ نفوذ و گویا اند و از بہکات ہیکل نادری ملی
 با اس اسلامی تحسیر انسان اسلامی رنح حجاب و ابراز مخدرات تعلیم نسوان و مدارس عالیہ بتعلیم سہیم ہیم چکہ
 مسلمان مخالفت محاسن و مدارس علوم دینیہ تنہا از عبادات الہیہ تقلید کردہ ابا بنیہ اند و متغیر و متغیر
 علمائے بیچارہ و تحسان الطوار و اوضاع و دیگر است احاف و اندر من ذلک - بعد از ہر تحریف و تحریف از

کلام اول آنجست برادران ایمانی عرض دارم که ما را شرف وجود اذان صافی و بهم عالیہ شان شخصی مبین است که هر چه از ترقیات مدخل تمدن و اقوالم بلند خیال نظر آید در هر چیز خدایا همه بالا برسانند و آنچه گویید در عرض سالها شرف و امتیاز بهر سانیدہ اند ایشان در عرضہ قلیل تحصیل نمایند و در انتظامات مکی و مانی و تعلیمی و اقتصادی مقام رفیع بدست آورند و ترقیات فوق العادہ امل گردد و بے بجای و بے محل نخواهد بود اگر دست قبیلہ باشیم کدہ مقام دین و دوانت و اتباع شریعت و پیروی علماء کرام و اطاعت حج اسلام ہم از ہر ممتاز تر بودہ باشند تا ترقیات شان ترقیات اسلامی محسوب شود نہ ترقیات ادویائی مختص نیست کہ مکی ملک اسلامی علی حق مروج است کہ آثار اسلام موقوف شود و احکام شرع مقدس خلل پذیر نگردد و بکہ ہر قدر کہ ترقی مکی بدست آید ما فقہاء آثار اسلام متبعین ائمتہ درواج گیر و اگر خدا خواست کہ آثار اسلام را موقوفہ بیک کردہ برایہم عالیہ ترقی فائز شد چشم اسلام ازل خنک نخواہد شد و این ترقی ترقی باطل محبوب نخواہد گردید و اگر عرض حقیر قلیل و منظرہ شود پس اطلاق نام این ترقی ترقی اسلام قرار نہ میداد اگر بہ مطالب مقاصد حریت از جواز مابعت یا استحباب و وجوب استدلال کنید یا اقامت براہین نمایند از اسفار حریت تا موزا کہ بجائہ طبعین نمایند از برائے خدا کلمات قرآنیہ یا احادیث مہمو میہ یا تا ویلات بعیدہ و تسویات غیر سفیدہ دلیل و برہان را نہ بدین چنین ارجاع را فراموش شایع مقدس مقصود دین اسلام اہل انفرامید از توقف حساب بر تسبیح و از مسکولیت رذیخہ غافل باشند ملاحظہ فرمایند و شایع الاسلام کہ از ارشاد فرمودہ است کہ طلب العلم فریضہ علی کل مسلم و مسلمہ است تعلیم ہی سادس عالیہ از ادب آوردن و توجیل القیل بالایضی بقائمہ ما من یحب ان ینبذہ بآگاہ شایع علیہ السلام خواہد بود صد حیف علی کہ در نظر شایع فریضہ لازمہ قرار یافتہ ازل دست کشیدن و علوم باطلہ علم مواضع و اجابت شمرده آیا مقتضی جمعیت اسلام ہمیل است یا کہ عجب را کہ مفسرین فرہین بر نصیحت آن اجماع دارند این عنوان بے موقع قرار دادند کہ (کہ خدا کے را چہار صد میلیون نفوس اسلام معنی حقیقی کہ عجب از قرآن فہمیدہ اند - تہا یک جماعت انگشت شمار در ایران معنی احکام قرآنی و خاتون اسلامی را دانستہ اند فعلا ہمیشہ) جبارت و تجویز نیست - مقصود نگارندہ ایراست کہ این جماعت انگشت شمار کہ علماء و مجتہدین باشند با کہ علم عمر خود را در صدق گردانی قرآن و حدیث صرف کردہ اند و شبہ بمند و زبے لبش آورده و در شخص مطالب خلج جگر خورده اند و با حال تنگستہ و لما کے غمتہ در ہر دہ خلایق بستہ و کجی خانہا نشستہ بہند ترقی و تحقیق فرمودہ اند و غلط است و چہار صد میلیون کہ اکثر آنہا حریت مآب و اجنبی از حدیث و کتابانہ از مقاصد و منہیہ

اس سے مزید غور کرنے کے لیے جن میں محمد بن واسطین دین حاصل نشو و نما خود راسخی اسلامی نشانہ۔

والسلام

”ترجمہ“ غیر غلام دین دولت ۱۔ بزم الحسن

حوریت کا نلای کا نام کہتے ہیں کہ کن اور دل کو دیر پورا ہو کہ جسے دیکھنے اس کی محبت کلام بھر رہا ہو اور جہلوت نظر والے مشرق
 حوریت کے ہزاروں جان نثار ہے جہاں ہوتے نظر کرتے ہیں لیکن کچھ تو بیان کرنا چاہیے گا آزادی کے معنی کیا ہیں اور
 کس چیز سے آزادی مطلوب ہے حوریت کے معنی تو آزادی کے ہیں اور غلامی اور اسیری کے معنی بندوں کے تو بنائے گئے ہیں
 ہو اور بندگی و پستش سے بچنے کے لیے کہتے ہیں لیکن قید بندگی اور حلقہ اسیری و غلامی میں کون توڑنا مقصود ہے اس کی
 کسی قسم میں بعض قسمیں تو بری ہیں اور بعض قسمیں اچھی ہیں مثلاً ایک قسم کی اسیری اور غلامی مذہبی مصیبت ہو اور دم
 ہوا ہو اس میں قید نہ ہو اور حلقہ غرض نفس راہ ہو جائے اور دوسرے قسم کی غلامی اور بندگی قبیل احکام جناب باری اور
 امتثال احکام دین و شریعت اور اطاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پابندی ہو اور یہیں علماء کے احکام کا اہتمام ہو قیسی قسم
 کی بندگی اور مذہب و شریعت پر پوری سلطان وقت اور پابندی تو ان میں طاعت اور اطاعت حکام منصبیہ رکن شاہی ہے
 دان نہیں تو اس کی غلامی میں ہو کہ سے آزادی مطلوب ہے اسے بیان کر دینا چاہیے تاکہ غلامی و آزادی کے معنی (دیکھیں) دیکھیں
 جو اس زمانے کے آزادی و بندگی میں دو قسم سے آزادی جلتے ہیں یا قسم دوم سے مجھے تو یہ نظر آتا ہے کہ جماعت احوال کا مطالعہ
 یہ کہ طاعت خدا و رسول و امام و علماء سے آزادی حاصل ہو اور پہلی قسم کی اسیری یعنی اطاعت نفس راہ و اسیری جو اس
 کو تو یہ حضرات میں آزادی سمجھتے ہیں لیکن میں جو کچھ کہنا چاہتا ہوں طاعت خدا و رسول کے متعلق (دوسری قسم) کہ
 کہنا چاہتا ہوں ہے۔ اس زمانہ والوں کی خواہش تو نقطہ یہی ہے کہ جو کچھ نفس راہ کے احکام ہیں اس سے کوئی تعرض
 نہ کرے عام میں سے کہ وہ خدا و رسول و امام یا کوئی علم دین کا عالم اور اگر کوئی شخص ان حضرات کی نصیحت کیلئے ترک
 کی کسی بات کو اعتراض کرے تو باوصف اس بات کہ یہ حضرات نہ عربی زبان اور واقف ہیں نہ اس کے حکمت و سوابق میں نہ لکھ
 زبان عربی سے ایسی دشمنی ہے کہ اس زبان کی تباہی کی خواہش رکھتے ہیں نہ کلام الہی کے رموز جانتے ہیں) خدا کے
 غضب نہیں نہ اسے نہایت جبارت و نفرت ہے کہ اس کیلئے معنی نہیں ہیں بلکہ میں اور اگر یہ لہجہ اس کی کئی حدیث
 ان کی خدمت میں پیش کی جاتی ہو تو فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی اس حدیث کی اس حدیث کی اس حدیث کی اس حدیث کی
 ہیں بلکہ کہتے ہیں کہ یہ تمام حدیثیں حضرات علماء کی بانی ہوئی ہیں اور اگر حضرات علماء ان کا مواخذہ کرتے ہیں تو اسے
 قابل توجہ ہی نہیں سمجھتے بلکہ ان کی ہنسی کرتے ہیں اگر آزادی کے یہی معنی ہیں تو خلاصوں کی غلامی بھی اس سے ہرگز

ہو تو کیا مصیبت ہو کہ یہ آزادی دین و مذہب اسلامی اور غیر اسلامی حکومتوں میں دہائی کی طرح پھیل گئی ہو جہاں
 کچھ دلی جاتی ہو وہاں مذہبی رسوم اور علامات تنگ عاری سمجھے جاتے ہیں اور خواہش پرستوں کی تقلید میں اپنا غرض سمجھتے
 ہیں شیطان لعین دنیا کے اہل مذہب کے اغوائے فاسق ہو کر مسلمانوں کے پیچھے پڑا ہو اور وہ چاہتا ہو کہ یہ اس میں جذب
 ہو جائیں ایک طرف روساء و مسالطین اس سے بہت کر کے اسکے پیچھے ہیں اور اسکے نام مقام ہو کر اپنے اپنے رعایا کو
 شریعت کے قتل کا عہدہ بتا رہے ہیں اور مذہب کثی کی تاکید کر رہے ہیں اور یہ رعایا چونکہ لوگوں کا ذہنی دین ہوتا ہے جو
 ان کے ہوش چوڑا ہو اور نفس پرستی کے احکام کو بدل جان قبول کر رہے ہیں اور دوسروں نے ملت اسلامیہ کو شکار
 اسلام سے نفرت دلا کر تمام محاسن اسلامیہ کو اعلان کی گئی ہیں میں بتانا بہت کی غیر ضروری کا بندہ ہمدان اور غلام بناد ہو
 اور یہ لوگ حسب فتناء و شیطانی جو کچھ کر سکتے ہیں تحریریں میں اور دعائے شیطانی کہتے کرتے ہیں۔ اگر جانتے ہو کہ ان باوجود
 ماز تو آدمی تمہیں بتائیں کہ شکار و احکام شریعت کہاں کہاں کی گئی موعودہ کا فرج کہاں کہاں کی شکار کا قتل کہاں کہاں کی شکار
 حجاب ستر میں کی ہو بلکہ کہاں کہاں کی نکاح کی بات اپنا شکر ہو چکا کہ شریعت کی جہت میں مسلمانوں کو کچھ کیا کی گئی کہ ان کے پیچھے
 بے سوا آزادی دنیا کے ہر سرگوشدیں نمودار ہو کر روز بروز بڑھ رہی ہو ورنہ اس سے تنگنی ہو نہ مصر نہ عراق اس سے
 خارج ہو نہ مال نہ ایران اس سے بچا ہو نہ ہندوستان اور دوسری ممالک۔ انہوں صدافوں کو اس شمشیر کی کوئی خبر نہ
 شریعت اسلام ہلے درمیان ہو اور ٹھٹھکے ہو گئے ہو سکتا تو ہونے نفس کے مطابق اولیات دیکھو اور یہ حق تعالیٰ
 سے کام لیتے ہیں۔ ابھی ہم کوشش رہے ہیں کہ علمی طبقہ صحیح دنیا سے بچائے یا کم از کم ان کا وجود ہے اور ان کو غیور چھٹے
 اس دنیا کی کوئی خبر نہ ہو کہ باطن سے ہی بدل گیا دنیا اس سے منگنی پر وہ اور گھبراہٹ ہو رہے ہیں اور یہ کالی گنبد
 اس کی حرکت پر کہ خود تیر تیر سمیٹے کیے حارس میں جہاں لوگوں کے پہلو پہلو ٹھٹھا جاتی ہیں۔ اسی آزادی کی برکت ہو کہ
 علوم دینیہ کے دراصل کی مخالفت کی جاتی جو عبادات اکبریہ سے نفرت پیدا جاتی ہو احباب کی کو رائے تقلید وضع علماء کا
 استہزاء اور تحریف دینی وضع اور فقہوں کا استحسان اسی کے نتائج میں خدا ہمیں اس سے بچائے۔ اس تہذیب کے بعد ایک
 تھوڑا سا بچے اپنے اہل بیانیوں سے عرض کرنا ہے وہ یکہ و اشاء اور لوگوں کو ذہن کی جھوت اور علو بہت کا متفق ہی ہو
 جو کچھ مل جاتا ہے اور اقسام بلند خیال میں قریاں نظر آتی ہیں ان میں نے کو سب سے بالا رکھیں اور کچھ دوسروں نے۔ عرض ہاں میں
 شرف امتیاز حاصل ہے اس کو عرصہ قلیل میں حاصل کریں۔ اور اس نظام کی کوئی تعلیمی و اقتصادی میں قریاں فوق العادہ
 اور مقام بلند حاصل کریں گر ان باتوں کے ساتھ ہی۔ ساتھ یہ بات ہے کہ مل ننگی کہ ہمارے اس بات کی امید کہ ہم کچھ
 دین و ملت انتہاء شریعت پر ہوئی علماء اور دعاوت بیچ اسلام میں بھی سب سے زیادہ متاثر نظر آئیں۔ اگر ان کی تمکین

ترقیات اسلام کی جاسکیں نہ ترقیات یورپ۔ یہ بات پوشیدہ نہیں کہ مالک اسلام کی ترقی اور سیدت کا مسیح
ہو چکا تھا۔ مسیحیوں نے انھیں اور احکام شرع میں کوئی خلل نہ واقع ہو چکا تھی ترقی ملتی ہو تو تھی ہی اسلامی تادیکی
خاصیت حد و طبع زیادہ ہو کر خدا نخواستہ کسی نے اسلامی آثار و شاکرہ و باج عالیہ ترقی حاصل کئے تو ایسی ترقی سے
اسلام کی بگڑنے لگیں نہ تھیں اور یہ ترقی ترقی اسلام نہ کی جائے گی بلکہ ترقی باطل ہوگی۔ اور اگر عرض حقیر قبول نہ ہو
تو کم از کم اس ترقی کا نام ترقی اسلام نہ رکھو۔ اور اگر مطالب و مقاصد حریت کے جائز و ابھرتے انتخاب و وجہ بن جائیں
کو وہ کتب خانہ طبعین سے کتب حریت سے اس مطلب پر لیں لاؤ تو بڑے خدا قرآنی آیات اور احادیث معصوم کو
۳ ویلیات عبیدہ اور تمولیات غیر سنجیدہ کیساتھ دلیل و برہان نہ بناؤ اور ایسے علوں کو شایع مقدس کی فرمائش اور
دین اسلام کا مقصد و ظاہر کو مدجزہ کے باز پرس سے ڈرو اور موقف حساب کا خیال کرو۔ زرا یہ تو عذر کرو کہ شایع
اسلام کے اس فرمان کا کہ طلب العلم فریضہ علی کل مسلم و مسلمہ کیا مطلب ہے، کیا تعلیم رسمہ و ملازمین
اس سے دلیل ملانے اور توجیہ قول جبہ لا یخرجی افہمقا لکلام ترکب ہونا پسندیدہ یا نگاہ شریعت ہو سکتا ہو یا نہیں
صدافوس و علم و گماہ شایع میں فریضہ لازم قرار پایا تھا اور اس سے دست بردار ہو جانا اور علم اطلاق حاصل کرنا واجب
و اہیات سمجھنا کیا متعقبات حریت اسلام ہی ہے۔ یا آئیے جواب کو جسکی نصیحت پر مفسرین فریقین اہل علم کی ہوئی، میں عرض
قراردینا اور یہ کہ انکے خدا کیلئے دیکھو تو ہمارے مومنین نفوس اسلامی ہوتی تھیں آئیے جواب کو نہیں سمجھے اور صرف گنتی کے چند
لگ (یعنی علماء) احکام قرآنی اور حقائق ایلی کو جاننے میں وقف ایسی عقل پر کیا یہ جبارت اور جرات نہیں ہے۔ کیا مخصوص
کئے جانے کا یہ ہے کہ گنتی کے چند نفوس جو علماء و مجتہدین کے جاتے ہیں یا وجود اسکے تمام عمر اپنی مدافعت کو دانی کرتے ہیں
قرآن میں صحت کوئے اور مطالب کی جستجو میں جنھوں نے غنم جگہ پیا اور اسی مسئلہ میں دل کو رات اور رات کو وطن کیا
انفوسہ دلی و جالی کی حالت میں اپنا دروازہ بند کیئے ہوئے گوشہ نشینی کی حالت میں بیٹھی رہی اور لوگوں کی تحقیق
نزدیق کوئے سے بھی مطالب لے لیں پسے اور وہ غلط سمجھے۔ اور وہ ہمارے مومنین اشخاص جنھیں سے کفر حریت کو کلام
ہیں اور حدیث عقراں سے بالکل بے خبر ہیں اور مقاصد و نیلہ اور اعمال شرعیہ سے متنفر ہیں اور اپنی تہم عورت و
ترقی کو تقلید اور اہل یورپ میں خیال کرتے ہیں۔ یہ لوگ جو سمجھے ہیں وہ بالکل ٹھیک ہے، بڑے خرم کی بات ہے کہ ملکات
کا امت دین ہو و غیرت خدا سیتہ و مذہب علمائے مذہب کے فاسق بنائے اور امتی و جاہل کئے ذات دینیہ کو ایریاں
کہنے میں زبان نہ کر کہ پوری پوری لائی و لکھی ہو اور ان کو ان کا قانون و شرع و کلام اور کوئی وقت و دعوت انکی نہیں
باقی رکھی صیحا کہ انصار اہل التین میں اور اسکے اسواجر اندازیران میں جو کچھ اس بزرگ مبلغ کا احترام و اجلال کیا گیا ہے

اسدق و مردکی عالم جو کبھی گمئی ہو وہ یہ ہیں (علا کو رو رکلی انیسویں)۔ علماء و کفر کی ہمتی انھوں میں لکھے ہیں
 علماء کیوں کی ملکیت و ولایت کے بہانے غلبہ کرتے ہیں۔ علماء دینی کے ٹکڑے ہیں۔ اچھا پٹا پانچ جاتے ہیں۔ یہی
 گردن لکھے ہیں۔ انکے تو لکھ و ذوق غرضوں کی پھرے میں پڑے ہیں ان کا نسخہ و نہ کر ہے۔ انکی بلند و اسی حالت کا
 علامت پر سخت احکام کر کے بچہ رہے۔ علماء و سببیت و ایران کے نہیں ہو سکتے۔ علماء کی ترقی میں سے اسلام کی ترقی میں
 نہیں ہو سکتی۔ انکی نصیحت و وعظ ایک خیال پر۔ انکے ارشادات محض خرافات و اداہم ہیں۔ جمیعت اہل علم و اہل کافر
 ہر اٹھارہ دن الیہ سراجی حرم سہا کر اگر تمام ملکات ایران میں خدا نکر وہ ایک ترویج عالم کا جو علم و عدم و جہاد
 و دینی نہیں ہر ہر متغیر و یزیدیک و اجلیا تابع و لازم تقلید ہر ہم لوگوں کو چاہیے کہ اپنے حال پر خون کے آئینہ باؤ اسنے
 کہ وہ ملت جبکہ در زمان میں کوئی عالم ربانی نہ ہو اب کا بڑا کم ذلیل و غدار رہے گی۔ اور اگر تم میں مائتہ و اسدق انکی
 علماء الی جو جمیعت اسلام میں غلام و کئی مثالوں کو زیادہ کرے اور جو سخت تقلید و احکام شرع و انبائہ ام کے جاسکے
 ہیں۔۔۔ موجد میں اور اس گروہ مذکورہ و خدا کے علاوہ میں جلی تھیں و تقبیح سے اخبار و ذکر اور اراق
 زینت و سنے جاتے ہیں۔ تو چاہیے کہ ان تقدیرین کے نام البصر کے علاوہ ظاہر و باطن ہیں۔ اور جہد مسائل میں
 جو مورد نزاع ہیں انکی طوطی جمع کرنا چاہیے اور ان کے احکام کو حاصل کرنا چاہیے اور جنسی حریت کو جبکہ
 انکے فتنے و پلایک کے سامنے نہیں کرنا چاہیے اسی کو معمول و قواعد دینا چاہیے۔ اور عیسویوں کو قطار علماء سے
 خارج کر کے صاف صاف کہہ کر کہ علماء نہیں ہیں اور یا من منصب علیل کے قابل نہیں ہیں اور یہ علماء اسوہ ہیں اور جبکہ علماء
 ہیں انھوں نے اپنے کو قلعہ و دیار سے گروہ علماء میں داخل کیا جو انکا غلبہ کے متحکم ہوئے ہیں و ہر طرح
 کی امانت و تحفیہ کے مستحق ہیں ایسے لوگوں کو ملا، اخذ، عالم و جہد اسلام کے نام سے یاد نہ کرو۔ کیونتی ہری بات کہہ کر
 مجتہد عالم کی کو اس واسطی ترقی و تدریل بھی کر۔

مجھے امید ہے کہ انکا دل محرم اس بندہ ناجیز کی جہالت کو غور کرے گی جو محض تفرالی اللہ رختا ماننے لگا
لحاظ کرتے ہوئے غلوں میں سے عرض کیا کہ اور امید رکھتا ہوں کہ ہر مقصد و ہر عمل کیلئے ایسے مجتہدین کا فتویٰ
حاصل کریں جو ان کی نگاہوں میں عمل و اعتقاد میں اللہ و بندہ کے اس کے درج میں کو غفلت کریں۔ اور اگر ایسے
مجتہدین کے قیام سے نہ حاصل ہو سکیں تو انہی اسی کو سعی اسلامی نہ سمجھیں۔

غیر نظامی دولت

شہنشاہ

مکتبہ القرآن

بحثِ حدیث قرطانی و زبیری بختم

کا

ہدیانِ بی معنی

انہم نمبر ۱۱ و ۱۲ جلد متعلق شمال میں رقم طراز ہے "رسل اللہ انہی اخروی ہجری میں وفات سے
 ہجرت و پہلے عجم کے دہلی اپنے صحابہ کرام سے فرمایا کہ قرطاس یعنی کاغذ لاؤ میں ایک تحریر لکھوں جس کے
 بعد تم کسی گمراہ نہ ہو گے" (یہ حدیث میں کہاں ہو اور لکھو اور کیا کس لفظ کا ترجمہ ہے تمام حدیثوں میں
 اکتب لکھ ہے جس کے معنی میں ہفتے سے ایک نوشتہ لکھ دوں آخر یہ سلام نبی میں اپنے مطلب
 بنائے کیسے کیوں تحریفات کئے جاتے ہیں کیا یہ پیغمبر پر افتراء ہے محض نہیں ہے اور کیا پیغمبر پر افتراء
 کرنے کے عقابوں کی تفصیل مدیر صاحب کو گوش گزار نہیں ہوئی اگر نہیں ہوئی تو میں عرض کرتا ہوں کہ
 خلیفہ و امیر المؤمنین النازک فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ فرمایا کہ رسول اللہ صلوٰۃ علیہ وسلم اس وقت بیاری کی
 تکلیف زیادہ ہو لہذا آپ کو زحمت نہ دینا چاہیے، بعد صدور حکم رسول و رد و صیفہ امر اہل بیت حضرت
 عمر کو کیا حق تھا کہ وہ اس طرح فرماتے کیا اطیعوا الرسول میں کوئی استثناء ایسا موجود ہے جس میں حضرت
 عمر کی رائے کے مطابق طاعت واجب ہو یا نہ واجب ہو دوسری بات قابلِ غلط یہ ہے کہ اگر صاحب ہجری
 دشت کیسے فرمائگی کرے تو البتہ ان فضل باتوں کی ضرورت ہوئی کہ میں زیادہ سے تکلیف دینا
 چاہیے لیکن جب تک کہ صحابہ کرام کی جانب سے حق بلکہ پیغمبر کی جانب سے حق تو حضرت عمرؓ کی ہر بات کے
 نفاذ میں ہمارے پیدائشی اس صنف کے لئے ہے اور ہر امر و نہی میں حاکم و رسولہ میں

آپ داخل ہوئے۔ اور شادی کے بعد اسی اثنا میں کچھ لوگوں نے جو آپ کا نام کسی روایت میں مذکور نہیں ہے ان کو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو علیہ السلام کی مجلس میں

آگیا آپ سے پوچھو تو میں، من حیث الیہم فلا ہادی لہ۔ جسے خدا گرا کر ہے اسی کو ن ہدایت کو

یکتے دونوں میں امتیوں کیلئے کر و کید کا جال تیار کیا ہے جس کے پھنسے نسج حکمت سے زیادہ بدست

اور سست ہیں دروغ کی نہ کوئی حد ہے نہ انتہا آپ کا قتل عمری پر مبنی چوتھیں کیا کم تھا اس کا یہ بھی

چاہتے ہیں کہ آپ قاتل کو بھجائیں یہاں پر وہ پوشی عیب سے اسنے کہ و نیا گرا ہی اور مملکت میں قتل ہوگی

اور پر وہ درمی بہرے کہ کیا طالبان ہدایت کو دشمنی نظر آئی اگرچہ یہ سب کھل گیا ہے لیکن میر تمام

عبارتوں کو بھجوا رہے ہیں کہ اسنے کچھ دیکھا ہے میں چنانچہ سہیل صفحہ ۱۷ متعلق سوال ۱۳۲۶ سے عبارت

نعم الرضا حاجی کی عبارت میں ہے۔ واللہ اختلاف الذی وقع عنہ كما ورد في الاخبار الصحيحة

من ان النبي قال في حقه انتوني بهذا الكتاب لم كن! لا تضلوا بعدی فقال عمران الرضی اللہ عنہ

کتاب اسد دہل ہی حیدری کی عبارت حج میں صحیحین میں صفحہ ۱۷ سہیل پر مندرج ہے۔ فقالوا اننا فقال

عمران الرضی اللہ عنہ میں صفحہ ۱۷ پر عکبری کی عبارت منقول ہے العج القبیح من الکلام و الخش و جہرا اذا

ہدی و جہرا لیسوا الخوم عند احمی و منہ قتل عمر بن الخطاب حضرت رسول اور لان الرضی اللہ عنہ

ترجمہ غات مذکور سہیل پر ہے۔ ان کے بعد میں غلام نامی موجود ہے۔

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

سہیل پر برابر یہ لکھا ہے کہ انجم کی عبارتوں کو نقل کر کے لکھا کہ روایت سہیل ان کی خاطر ہے

اور ان کے قطع عنہ کیلئے ایسا ہی کیا کرتا ہے اور گذشتہ پچھلے اور یہ پچھلے شادی کے لیکن ان کے فروش

کی نصیحت فرمائی ہو کہ اس پرچہ میں سہیل کے بائیس صفحوں کے صفحوں میں سے صرف صفحہ ۱۷ کی چند

سطروں پر ردی گئی ہیں اور صفحہ ۱۷ سے لیکر صفحہ ۱۸ کی طرف تک بغیر غلطی لکھا گیا ہے ہم ان کو

اس وقت جاننے کے لیے ان کی عبارتیں تمام کمال و ثنائے مذہب میں انجم کے صفحت پر لکھے لیکن یہ

ان کی اصل اصناف غازی کی کتابت کی اعانت و تہی ہے کہ وہ اس کو تیار سے نقل کرے لہذا اگر ایسا ہی نقل

کہ جسے تو میں دیکھ کر تاہوں کہ سنیت کے انہم ان کا ذکر اللہ جائے گا اور میرے آگے بڑھنا محال ہوگا، لیکن ان کے نزدیک مناسب ہو گا کہ اسے بدل کر ان یا توں سے جاہل نہ لکھا جائے چاہے وہ یہودی کی جنگی ہو کر رہیں۔

خامشاًك الخجيم ۱۔ (شیوں کا اعتراض) قصہ قرآنیت ہے جو لو پر بیان ہوا مگر شیوں نے یہی یہاں کی کے ساتھ اس قصہ میں حضرت فاروق اعظم پر اعلیٰ قادی بے حدیث پیش کر دینا چھوڑا ہے (سہیل) (دعا عرض ہے کہ وہ درود سے کہیں (دل ہی جاتا ہوگا) (سہیل) ایک یہ کہ حضرت عمرؓ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو کہہ کہ یہ شخص ذہان سمجھتا ہے ہجر کے معنی ذہان سمجھنے کے لیے ہیں،

سمیل سہیل ۱۔ درجہ اعلیٰ نے ”ہجر“ بمعنی ذہان کو صرف شیوں کی طرف منسوب کیا ہے حالانکہ تمام علماء اہل تشیع جن کو سید بھی زبان عرب پر اطلاق ہے ان سب کے ”ہجر“ کو بمعنی ذہان لیا ہے چنانچہ عینی شائع صحیح بخاری نے لکھا ہے۔

قال عیاض معنی ہجرا فحش و یقال ”ہجر الرجل“ اسوت ہجرت میں جب کہ کسی شخص کو ان کے ہجرا

اور ابن اثیر حری نے نہایت میں لکھا ہے۔

ومنہ حدیث مرض لنبی قالوا ما شانہ و اسی ایک حدیث مرض بنی حبیب اہل کے چھاپے ہوئے
 اہجرائی اختلاف کلامہ بسبب المرض کیا کہ وہ ہیں کیا کلام مرض کی وجہ سے یہ اختلاف ہے
 علی سبیل الاستفہام ای حل تغیر کلامہ یعنی کیا مرض کی وجہ سے کلام میں تغیر ہے اہل پہلی پہلی کی وجہ سے
 فاختلط لاجل ما بہ من المرض و هذا باب تفہیم میں تا کہ ناچار ہے نہ باب غلو میں کہ کہ آیا
 انہم ما یقال فیہ کلامہ جعل الخبار امکی کرے ذہان غلو میں رسول کی طرف منسوب ہوتی ہو کہ
 من الخجیم و الحدیث و لقا علی کل عمر و اس وقت کہ حضرت عمرؓ نے ان کی طرف سے لکھا کہ
 لا یظن بہ ذلک۔ کلام و حل کلامہ کہ تو کہہ گئے صحیح نہیں۔

محصیل دینے سے اعتراض نہ ہوا تاہم دماغ دیکھ کر یہاں ابھی ترمیم پڑھنا ہے جس کی بنا پر اس
 اعتراض کا جواب جو کچھ انہیں میں دیا گیا (خط معلوم کمال ملاحظہ) اس سے پہلے ترمیم کی ایک گیت
 قریب صحت کا جس خط کو اعتراض کیا جس سے ان کی ایمانداری کا مظاہر ہوئی ہے۔

تسلیم یہ بھی تو فرمائیے کہ اس ایمانداری سے ان دونوں اعتراضوں کا جواب پیدا ہو گا اور اگر
 ایسا نہیں ہے اعتراض سے تحریر میں دور جانے کی کیا ضرورت تھی یہی ذکر دیر لگائی جائے گا کہ لکھا
 کے دل سے اعتراض کی نوعیت کچھ بے اور یہ چاہئے کہ اچھا خیر فرمائیے وہ ایمانداری کی ہے۔
 شیوں کی ایمانداری کی سرخی دیکھو اس بارہا اس بات کی کھٹی ہیں کہ بہت سے صحابہ کرام ایسے
 تھے جن پر اللہ نے لعنت کی ہے اور ایسے بھی ان میں بے اور کچھ جنہوں نے اللہ سے مقابلہ کیا اور طاع کا
 وغیرہ وغیرہ لیکن شیعہ ان ایسے لوگوں کو واجب التحظیم کہتے ہیں اور بیدعہ کہ انہیں کتابوں کو جعلی
 و ضعیف کہتے ہیں اور یہ برتاؤ جو صحابہ نبی کیا کرتے تھے میں وہ صحابہ کرام کے ساتھ نہیں کرتے۔

افسانہ یہ ہے کہ جہاں چہنہا ایسا کیا ہوا اس کی مثال دکھاؤ جہاں اللہ کے لعنت کی ہوے
 شخص کو رہنے اپنا راس و ریس بنایا ہو وہ تاؤ بغیر سند و حوالہ تو ایمانداری کا فیصلہ ہو نہیں سکتا
 ذرا ہی بات میں تو ہم نے غلامیوں سے روایت نہیں قبول کی کتب میں ہاری دیکھو کہ کس قدر قطعی المسکات
 کہہ کے دہی کو چھوڑا ہے کہیں واقعی کہیں کہیں کچھ ہم اللہ کے ایسے صحابہ کی قدر نہیں کرتے
 اور رسول کے ایسے صحابہ کی قدر کرتے ہیں بھر جیسے آپ کو کیا شکایت ہو سکتی ہے۔

فرماتے ہیں: "رواۃنا علیہ السلام صحابہ میں جو لڑائیاں اخیر دور میں ہوئیں ان میں
 شیعہ بہت کچھ کہتے ہیں کہ بھلائیہ کیسے ہو سکتا ہے کہ دونوں فریق سے حسن ظن رکھا جائے گا تسلیم
 یہ بالکل جہل ہے حال ہے کہ قاصد اور مقتول دونوں سے محبت ہو نہ ممکن بات ہے کہ موسیٰ اور قحطی
 دونوں کا عشق جو خصوصاً ایسے مقام میں جہاں پیکی آواز نکلی چکی ہو کہ باطنی ہر ایک خیر و شر کی
 اصل اس قدر گہری جنگ ہو اور تم سے صلح مجھ سے صلح ہے اس سنے کے بعد بھی اصل قحطی و حور
 و منافق علیہ السلام اللہ کے دوسری عہدہ ہیں جہاں جو رسول کے اخلاقی سنیت کے دو کیا دے گا۔"

ہم خدا خواہی و ہم دنیا سے دیں

ابن خیال بہت و حال است جنوں

ارشاد ہوتا ہے کہ اگر ان لوگوں کے اصحاب میں باہم لڑائیاں ہوں تو میں ترک کلام تک نسبت ان کی نہیں دلاؤں گا

اصل فراموش کر دیتی ہیں اور دونوں کو مقبول و موجب تسلیم جانتے ہیں اور وہ فعل کو اپنا پیشوا نہیں کرتے

سہیل آپ کو ابھی قیاس کرنا بھی بتا چکا ہے کہ حکم کا شریعتی کنش و شریعتی کنش ہر بات کی دلیل ہے کہ ایک

دوسرے کی خونریزی پر کلام ہے اور نہ کہ حکم میں بات کی کوئی دلیل نہیں اور چونکہ علی واجب اللہ علیہ

انفیس بھی تھے اس لئے ان کی خونریزی پر کلامی رسالتا کے قتل پر کلامی تھی اس لئے ہم اس دلیل بہرست کو جو

آپ کے پیش کی ہے قابل برأت جانتی ہیں اور یہ کہ ان سے ترک مولاۃ پر کیا یہ کریمہ لا تجد حقاً میں منون

بالقہر والیوم الاخری و ادون من حال اللہ و در رسولہ نے مجبور کر دیا ہے تھا واداب ادب یہ ہے کہ

ہر جگہ فرمان خدا و رسول سے سزا کی کرتے ہو یہاں بھی وہی عہد آ رہا ہے۔ اس کے علاوہ مجھے یہ بھی یاد ہے کہ

اصحاب ائمہ میں سے کس نے خلافت کا دعویٰ کیا تھا۔ اور اس دعوے کو بے بنیاد سکوت اختیار کیا ہے۔

ایسا واقعہ کھلا دوسرے تو ہم خیر ان کلمات کو سچا سمجھیں یہ وہ سمجھ کے بات کہنے جہیل راہم کو ہنسی لگے۔

ارشاد ہوتا ہے کہ اب میں ان سب باتوں کیلئے اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوں کتب شیعہ کے احکامات میں کہ

دیش فرامیے میں جواب دینے کو حاضر ہوں فرماتے ہیں کہ جناب زناہ صاحب جن کو شیعہ اصدق الصالحین

کے لقب سے یاد کرتے ہیں (اصدق الصالحین کے لقب کا جو حوالہ دے وہ الذیاب کا ذہین ہے) ان کی بات

و حال لشی میں ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے زیادہ بن حلال نے زناہ صاحب کا تانا بوا کیا ہے

بیان کیا تو امام نے فرمایا کہ زناہ علی کذب و لاد علی الحسن و اللہ ذرا دیکھو سبیل نہاد کے متعلق میں

ذمت کی نادر ہوئی و سب ان کی جلالت قدر کی جہت سے لاد ہوئی ہیں۔ چنانچہ امام نے فرمایا

فرمایا چنانچہ ابی جعفر ۹۱ پر ہے حدیثی جروید بن نصیر قال حدیثی عن محمد بن

بن عبد قلال حدیثی عن بنی بن عبد الرحمن عن عبد اللہ بن زناہ و محمد بن جعفر

و الحسن بن الحسن قالوا حدیثنا سعد بن عبد اللہ قال حدیثی عن محمد بن الحسن

بن محمد بن محمد بن عبد اللہ بن زناہ و ابی عبد اللہ الحسن بن عبد اللہ

بنی النضر سے لڑا تو کفار نے کہا کہ ابوبکر صلی اللہ علیہ وسلم اتر آتی ہے اور اللہ کے رسول نے کہا کہ انا
 اعینک و فاعلم انک منک فان الناس والعرب یسارعون الی کل من قریناہ و حمدنا
 مکانک لہذا حال لادی غین غیب و تقربہ و یرمونه بحیثیالہ و قربہ و دونہا منادونہ
 اھضال لادی علیہ و قتله و یجروا کل من عینہا غن فاما اعیبک لانک جل
 اشھر جتنا و یمیلک الیذا وانت فی ذلک مذموم عند الناس غیر محجوب کالترمیم قال
 لنا ولیمیلک الینا فاجبت ان اعیبک لبحر و لامرک فی الدین یعیبک و تعصنک
 و یكون بذلک مناد افزع منہم غناک یقول للہ عز وجل اما السفینہ فكانت لمساکن
 یعملون فی البحر فاردت ان اعیبھا و کان وراءہم ملاءک یا حد کل سفینۃ عضبا
 هذا التذلیل من عند اللہ صالحہ لا واللہ ما عاھا الا لکی تسلیم من الملاءک
 یطیب علی یدہ و لقد کان صلی اللہ علیہ وسلم لیس للعیب منہا ملاءک و البحر لہ فافہم
 الخلف یرحمت اللہ فانک واللہ صاحب الناس الی واجب اصحابی علیہ السلام
 و مینا فانک افضل سفن ذلک البحر القمقام الزاخر و ان من ورائک ملاءک فاعلموا
 عضوبا یرقب عبور کل سفینۃ صلی اللہ علیہ وسلم من بحر الہدی لیاخذ عضبا ثم
 یصیرھا و اھلھا و رحمۃ اللہ علیک حیل مینا۔ زرارة کا بیان ہے کہ اللہ نے اسے
 روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے ام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اسے عبد اللہ اپنے باپ سے
 میرا سلام کہنا اور ان سے کہنا کہ میں تمہیں معیوب بنا رہا ہوں کہ تم سے مصائب و کید دشمن کو دفع کرو اپنی
 کیونکہ دشمن ان لوگوں کی فکر میں گئے رہتے ہیں جن کو ہم اپنا مقرب اور محبوب بتاتے ہیں اور جن کو ہم مجاہد
 ہیں وہ چاہتے ہیں کہ ایسے لوگوں کو اذیت پہنچائیں جن کو ہم اپنا مقرب اور محبوب جانتے ہیں اور ان کو
 ہماری محبت اور قربت کی جہت سے معیوب اور قابل اذیت و تکلیف جانتے ہیں اور جس شخص کو ہم معیوب
 ظاہر کرتے ہیں اسکی تعریف کرتے ہیں اسلئے میں تمہیں معیوب ظاہر کرتا ہوں کہ تم ہمارے احباب میں مشہور ہو
 بعد ہمارے ہاں مشہور ہو اور ہر اکمل ہو تاکہ وہ لوگ ہمارے معیوب ظاہر کرنے سے تمہیں دینی حیثیت سے

اجا کہیں اس میرے میہنہ ظاہر کرنے سے تھارا منور نہ ہو تا ہے دیکھو خدا (قل) خدائی کا چکر
 ہوا قرآن میں لفظ فرما ہے لما السفینۃ فکانت لمساکنین یصلحون فی البحر فادرجہ ان
 لعیبھا وکان دورا فکرم ملک یاخذ کل سفینۃ غصباً لیکن سفینۃ میں ہر نے سداغ کر دیا۔
 وہ اہل حق و سکت کا تاجورہ دیا میں جلاتے تھے میں نے جا اگر میں اسکو میہنہ کر دوں اور انکی پشت
 ایک بادشاہ تاجورہ ہر سفینہ کو غصب کر لیتا تھا۔ یہ خدا کی جانب کی تنزیل پر خدا کی قسم حضرت نے صوبہ یوگ
 اس سفینہ کو میہنہ کر دیا تھا کہ وہ اس بادشاہ خاص کے تصرف سے محفوظ رہی اور اسکے اہل حق و باد
 نہ ہو جائے حالانکہ اس میں کسی قسم کا عیب تھا اور وہ بالکل عجا اور سالم سفینہ تھا خدا کیلئے حمد و ثناء میں
 لہذا خدا تم پر رحمت نازل کرے اس مثل کو سمجھو کہ چونکہ تم مجھ سے زیادہ ایک محبوب ترین مردم ہو اور
 میرے باپ کا محبوب میں موت اور زندگی دونوں حالتوں میں سب سے زیادہ تم محبوب ہو کیونکہ تم اس بحر خدا
 کے سفینوں میں سے افضل تر ہو اور تمھارے پس پشت ایک بادشاہ خاص ہے جو اس انتظار میں رہتا
 ہے کہ میرے ہرایت کا کوئی اچھا سفینہ عبور کرے اور انظر کے تو میں سے غصب کروں تمہرے خدا کی رحمت
 موت اور زندگی (دونوں حالتوں میں)

اس بیان ہرایت آگین کے بعد جنی روایتیں قبح زراۃ میں پیش کیا میں گی وہ علی بن زلف
 الصدوق زراۃ پر محمول ہوں گی اگر تمہیں بھی کوئی روایت افزائی حدیث قرطاس کے بعد حضرت
 عمر میں ملی ہو تو مندر پیش کردہ ناظرین کو قیاس صحیح اور مطابقت نظیر کا موقع ملے لیکن وہ کہاں
 میرے جو پیش کر دے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
 فی حدیث ابی نعیم

ابن ابی نعیم عن ابی نعیم عن ابی نعیم عن ابی نعیم عن ابی نعیم عن ابی نعیم عن ابی نعیم عن ابی نعیم
 عن ابی نعیم عن ابی نعیم عن ابی نعیم عن ابی نعیم عن ابی نعیم عن ابی نعیم عن ابی نعیم عن ابی نعیم
 عن ابی نعیم عن ابی نعیم عن ابی نعیم عن ابی نعیم عن ابی نعیم عن ابی نعیم عن ابی نعیم عن ابی نعیم

لفظة نقلت له وما حمل من دلالة على هذا قال حجة على هذا قالوا لعلنا اجمع
مخالفه ورجع به پر کہ ابن مسکن نے روایت کی ہے کہ انھوں نے زمرہ کو کہتے ہوئے سنا کہ خدا ام
محمد باقی علیہ السلام پر اپنی رحمت نازل کرے کہ لکھی نام جعفر صادق تو میرا قلب ان سے کس قدر شگفتہ
اس کلمہ لفظہ کو مدیر صفائی نے اپنے محاضرات میں لکھا ہے یہاں لفظہ عن کذا معروفہ عنہ
قال اجبتنا لتفتنا ای تصرفنا حاصل یہ ہو کہ پٹ جانا اور پھر جانا اسکے منی ہوتے ترجمہ میں
ہیں کہنا چاہیے کہ میرے قلب میں ان کی طرف سے انحراف ہو اور نہ ایہ ابن اشیر میں ہر لفظ فی صفۃ
علیہ السلام فاذا الفتت جمیعاً اراد انہ لا یبارق النظر وقیل لہ لا یلوہ عنہ
یمینہ ویسوق منہ للحدیث نکات منی لفظہ ہی الملق الواحدة من کلمات
خیرہ وقت اور اسکے تشخیص حانی میں غلطی ناشی اور حال کے علم میں کہ یکا علی احاطہ قابل موضوع
ہے کہ آپ ابن مسکن کو ابھی مکان تحریر فرماتے ہیں اگرچہ میں جانتا ہوں کہ اس غلطی کو مدیر کا تب کے
خطا کے سر پر بندہ دیکھا گو کہ مجھے یقین ہے کہ یہ مدیر کی غلطی ہے۔

بہر حال بنے نص صریح امام سے ثابت کر دیا کہ حضرت خلفائے جو سے بجائے کیسے زنا نقل کی ہیں
فرماتے تھے اور ایسی صورت میں زمرہ کا بھی فرض تھا کہ مطابق مصلحت امام لوگوں سے باتیں کرتا کہ
نقص غرض امام علیہ السلام نہونے پائے اب جتنی روایتیں مدیر نے پیش کی ہیں ان سب کا جواب منع
ہے اور زمرہ اپنے جلالت قدر کے اعتبار سے بھروسہ ہی زمرہ ہے جسکو ذریعہ لامیہ بھی جانتا ہو لیکن
مدیر صاحب کو کوئی حق نہیں ہے کہ حضرت عمر کا قیاس زمرہ پر فرمائیں کیونکہ ان میں یہ مصلحت کہاں ہے
ان جملہ کلمہ فاسق مبنیاً فکتبتوا

کئی مرتبہ زمرہ کے ہیں کہ مدیر محترم جو اتفاق سے لای عقل گروہ میں مولوی کہلاتے ہیں بسا اوقات اپنے
کلام میں عجیب کلامیں ضرور کہتے ہیں کیونکہ صدق تو ان کے یہاں کم ہے عوام کا لہذا نام کو دام تو مدیر میں لایا کہ
نے جو کہتے بہتر کوئی اور وسیلہ نہیں لہذا آتا اسلئے مدیر صاحب اسکے استعمال میں اپنے کو معذور سمجھتے
ہیں چنانچہ وہ حوالہ جات جو عمری حاکمیت میں کتب شیعہ سے نقل کر رہے ہیں وہاں یہ عبارت اصول کافی

کے دل میں ایسا خیال آیا تو صفیہ طہر قلبی پر جناب ایسی مواخذہ نہیں فرمائی جب تک کہ اس پر سب سے زیادہ
حسرت کرنے تک قلبی پرکاشا نہیں کی بلکہ اس سے یقین کا کام لیا اور ان الزامات پر تجربہ فرمایا
یہیں تک کہ تمام صاحبہ اور صاحب روایت اس کے شاہد صدق ہو گئے اس پر مواخذہ نہ تو کوئی چیز بھی قابل
تجذیبہ نہیں رہا آپ ہی عقل سے کام لیں اور فرمائیں کہ زمرۃ اور حضرت عمرؓ میں ایہ الاشتراک کیا ہو۔

بعض چیزیں جو بعض صاحب روایت سے

میر نے یہ روایت اپنی دہشت میں مسلک فرقہ تاجیہ پر اعتراض کر کے لئے لکھی ہے عن یونس قال
جلس ابو بصیر علی باب ابی عبد اللہ لیطلب الاذن فلم یخذن لہ فقال لو کان
معنا طبق الاذن لانا فجاو کلب فشر فی وجہ ابی بصیر ابو بصیر رواۃ امام جعفر صادق علیہ السلام
پر ان طلبی کیے بیچے تھے نصیر اجازت نہ ملی تو کہنے لگے کہ اگر وہ یہ دینے کیلئے ہمارے پاس بھی ملے تو ہمیں بھی
اجازت ملتی جو کہ اعتراض ہے وہ یہ ہے کہ السیاذ باللہ امام کے متعلق انھیں نے ایسا خیال کیا حالانکہ یہ
نافرمانی کی ظہریاں ہیں جن کو ابوصیر کے حالات سمجھنے میں بصارت نہیں یہ اجازت دینا زور دینا دراصل دربان
کا کام تھا جو دروازہ پر ہر کھڑا تھا وہ جانے نہیں دیتا تھا ابو بصیر نے دربان پر تلخ لکھ لیا کہ اگر میں بھی کچھ آپ
کیلئے لاتا تو آپ مجھے بھی جانے کی اجازت دیتے ہیں بلکہ اس عمارت و حال کی یہ جو روایت کشتی کے جواب میں
مصنف و حال نے! میں افسوس کاٹتا ہوں و ماہر و لا فی جلوس لینی بصیر علی الباب المراد باب البصر ابو بصیر
الاسدی و لعلہ غرضہ التقرض بالابواب او المزاج مع شغل الکلب لما کان فیہ صحن
سنم ادب فی الخیل او دفع ذلک اتفاقا لہذا علی فقد یوصفہ الحدیث اس میں مصنف
رجال نے چند باتیں بیان کی ہیں اول یہ کہ یہ روایت فرقہ تاجیہ کے نزدیک قابل قبول نہیں کی کہ اسکی حجت
نہیں ہو و نہ سید کہ کثرت میں کوئی حجتی علی ایث بن بحر بن مروان جو ابوصیر کی کثرت سے غصہ ہو گیا وہ
روایت بھی بن عباس جو حضرت زید بن ابی بصیر کی کثرت سے غصہ میں ان کے متعلق ہے لہذا وہ حجت ہو سکتی

بنا بر حجت بن عباس جو حضرت زید بن ابی بصیر کی کثرت سے غصہ میں ان کے متعلق ہے لہذا وہ حجت ہو سکتی

تھے کان کے منہ پر پیٹ باندھ کر دیا صرف اس لئے کہ انہوں نے ایک ایسے دروازے پر بیکار استعمال کیا
جہاں ایسا نہ کر سکتے تھے۔ دشمنان الہییت کو اس سے ڈرنا چاہیے جیسا کہ یہی سات لادبکی یہود انہی کو
لڑا۔ اسات لادبکی سزا غالباً بجائے سگ لایس کر دی گئی کی صورت میں دینا پڑی۔

یہ دروازہ تھا جبکہ کاسہ لبس حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے یہ دروازہ تھا جس کے متعلق امام الکبیر علیہ السلام
تھے ولقد كنت ادى جعفر بن محمد وكان كثير الدعا به والتبتم فاذا ذكر عن
النجي صلى الله عليه وسلم اصفر وماراته جثث عن رسول الله صلى الله عليه وسلم

لا اعلی طها حق ولقد اخفقت اليه نهما فاما كنت امرا لا اعلی ثلث خصال اهل صلح

واما صامتوا اما نفع القرآن ولا يتكلم فيما لا يعنيه وكان من العلماء والخبراء الذين

يخشون الله عز وجل منى من اهل بيته صلى الله عليه وسلم وكذا كان كثير الزجر لمى تھے اجم

پنیر کا ذکر کیجئے سنئے آتا تھا تو آپ کا چہرہ نرند ہو جا کر آتا تھا میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ آپ پیغمبر کی حدیث

بیان کرتے ہوں اور باطاعت نہوں اور میں بہت دنوں آپ کی خدمت میں آجاتا ہوں۔ ہر دفعہ میں نے

آپ کو تین حالتوں میں دیکھا تو ناز میں مشغول رہتے تھے یا سکوت میں یا لاوت قرآن میں اور بلانامہ

ہاتھ میں آپ کبھی مشغول نہوتے تھے۔ ثقانی قاضی حیا من صفو ۳۰ جلد دوم مطبوعہ مصر اور کسی طرح

بوصیر کی یہ روایت نہ بھر میرا کہ حضرت عمر کے حالات سے سمجھ لیجئے۔ عن عمر رضی اللہ عنہ واولاد

انہو ابو جہم ابن حذیفہ لیلۃ قتل رسول اللہ فجئنا منزلاً یعنی حضرت عمر بیان فرماتے ہیں

کہ ایک شب میں اور ابو جہم قتل رسالت کا اہم عند بیان کو کہ پیغمبر کی گھر پر آئی کو ثقانی حیا من صفو ۳۰

ج ۱۔ مگر قتل کا یہی عند بیان حضرت عمر نہوا ہوتا ابو بصیر کے اتنی کہنے میں جو لایس کا تھا پیغمبر کا

نام میں نہیں جانت کی تھی، زیادہ قصہ نہ فرمائیے۔

ایک دوسری روایت یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال مثلکم مثلکم عن رجل نزع

پیش کر دے النعم۔ اما لہذا نہ صبح ولہو یعلم قال نعم المکرم علیہ علیہ وسلم عن رجل نزع

اذہم یعلم فذکرک ثلاث لانی بوصیر المرحوم عن رجل نزع المرحوم عن رجل نزع

الحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علیہما وعلیٰ آلہما وعلیٰ من اتبعہما
 غفر تو فی سے روایت کی ہے اسے بیان کیا کہ میں نے امام ابو جعفر علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے
 ایک ایسی عورت سے نکاح کیا جس کا شوہر موجود تھا مگر اسے معلوم نہ تھا، امام نے فرمایا کہ عورت پر بدم ہوگا
 اور مرد بچہ نہیں ہے جب وہ نہیں جانتا تھا شیئے بیان کیا کہ میں نے یقیناً ابو بصیر سے بیان کیا جو شیخ
 کہہ گا خدا کی قسم مجھ سے جعفر نے بیان کیا کہ عورت پر بدم ہوگا اور مرد پر جدا جاری ہوگی۔ اس کے بعد ابو بصیر نے
 ایک وجہ صحیح دونوں خبروں میں خود بیان کی اور وہ یہ کہ میرے خیال میں یہ ہمارا صاحب جس کے متعلق مسئلہ
 پر پوچھا گیا ہے، اس کا علم اس عورت کی ذات سے صحیح ہونے کے متعلق کامل نہ تھا اور نہ وہ ہی حدیثی جوام
 جعفر صادق نے بیان فرمایا تھا (ترجمہ یہ ہوا کہ وہ ترجمہ جس کو دریا نام نے لکھا کہ معاذ اللہ امام کے علم کو
 ظاہر کرنا چاہا ہے اگر وہ یہ علم میں روایات بنیہ کہچے پیش کر گیا اور ان جہالت کا ترجمہ کرے گا تو غفر لیکن اگر چاہا
 ہوگا کہ اس کے انہی علم سے اس کی کچھ نہ ہوگا۔)

الرحمن الرحیم

پھر شام میں کا ذکر کیا ہے اور یہ کہ اسے کہ ان کی خدمت میں حاضر ہوئے؟ یہ کوئی نئی بات نہیں ہو سکتی ہے
 جیسے کوئی شخص حالات خلفائے ثلثہ بیان کرے اور کہے کہ حضرات پہلے منبر پرست تھے پھر میں جو ہر شام
 کو بھی سمجھنے۔ دوسرے ایک نئے سا بن میں زمانہ کے متعلق بیان کر دیا کہ اگر علیہم السلام اپنے خاتم النبیین
 پہلے کیسے ان کو معصوب ظاہر کرتے تھے اور یہ ان کے ایک عظیم توفیق تھا۔ تیسرا جواب وہ ہے جو سلطان العلماء
 رحمۃ اللہ علیہ نے دیا کہ معصوم کی روایتیں اکثر ہیں اور حوالہ نہ ملتی ہیں ان کے مقابلہ میں روایات جو کہتے ہیں اور
 غیر قطعی ہیں پہلے روایات جو میں ان اخبار کی معارضہ کی طاقت نہیں۔

اب رہ گئی وہ حکایت جو فیاض بن ہشام اور ابن ابی عمیر گزری وہ مذکورہ برابر بھی محل اعراس نہیں بنام
 میں قابل ترحیب ہیں کہ انہوں نے ذرا برابر ملاقات اور دوستی کی منیہ جاری نہ کی اور ابن ابی عمیر کو
 متوجہ کیا اور مصیبت میں کہ وہ محبت الکل ظاہر ہون میں ایسی تھی کہ انہوں نے اور اخبار کو کہ بہت پر
 ملاقات کرتے ہیں کہ اگرچہ ان کا امام کل زمین امام کی ہوا پاس تک یہ تو یہ کہچے اور یہ کہچے

لیکن اس کی نظر میں انہیں کی دلیل تو یہ تھی کہ اسے اپنی شاعت ہوئی اور چونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی نظر میں ہوتا
لام میں تقریباً تھی لہذا ایک دوسری میں کشیدگی پیدا ہو گئی۔

دیکھو یہ بات کدہ قطع دھن ام سے پوچھ کر مل کر سکتے ہیں اور نہ کیا یہ قول دیا ہے جس کے متعلق
یہاں کا اختلاف ہو سکتا ہے مگر یہ کہ جناب غفر اناب علیہ السلام و اللہ عزوجل کی نظر میں ایسا ممکن
زمانہ کی نزاکت کو جیسا کہ اس زمانہ کے لوگ جان سکتے ہیں دیکھ کوئی اور نہیں جان سکتا۔

یہ مطلب میرے خیال میں آشکارا ہے جو محتاج جان نہیں لیکن یہ کچھ بھی ہو اس کا قطع قطع لکھ
ہماری کہ لکھ سب کچھ سہی لیکن ایک دوسرے کی جان لینے کا ارادہ تو نہیں کیا ام المؤمنین اور عویہ
کی طرح امیر المؤمنین پر شیعہ کشی تو نہیں کی حضرت عمر کی طرح رسول یا امام سے اس طرح تو نہیں لکھی کہ اس کو ہونا
کی طرف نسبت دی ہو یا مجمع کو اس کی مخالفت حکم کی طرف ابھارا ہو اس کے جواب کے اس کا قول سخن سے
نہیں ہو سکتا بلکہ آپ کی حیات کا یہ تقصیر ہے کہ آپ اس کا باقاعدہ جواب رحمت فراموش اور اپنی منطقت کے
حق سے سبکدوش ہوں۔

بیانات سابقہ سے آگے اصحاب رسول اور اصحاب اللہ کا فرق معلوم ہو گیا چو کہ۔ (ابن اشدہ)

پیشکش فی سبیل اللہ

کا مہجہ علم اردو میں تقریباً تقریب کے لئے ضروری ہوا ہے بغیر استاد کے سیکھنے کیلئے فاضل آموز
مع فرنگ قیمت ایک روپیہ پڑے جو بیٹے دو بیٹے میں بیس زبان میں سالانہ سے تقریباً تقریب کے قابل
کو دیتی ہو مزید تر کیلئے لسان البعہ (احصاء دوم) مع حل قیمت ۱۰ ار فی حصہ مطالعہ کیلئے
یہاں میں پنجاب کے اسکولوں اور کالجوں، نیز عیسائی اور کن جوبال اور دیو چانک اسکول میں سرکاری طور پر منظور ہو چکا
دیوانہ کا احادیث۔ زبان اردو احادیث ایک روپیہ پڑے اور دیگر تحریریں ان میں پانچ روپے تک
الشہرہ شہرہ دینا اسی کتاب پر عمل میں لایا

اہل سنت کے مذہب کی بنیافت الہمیت پر

(مسئلہ کیلئے ملاحظہ فرمادیں)

امیر المؤمنین کا خطبرہ ۱۔ امانہ بیظہر آگاہ رہو کہ ایک شخص تم میں ظاہر ہو گا جس کی پست
 علیکم رجل من ذوق البطن وحب البطن آگے کو نکلا ہو گا اور بڑا ہو گا جو کہ بائیکاٹ کئے گا
 یا کل ما یجدو یطلب ما لا یجدو فاقبلو اور جو نہ پائے گا اسے طلب کر لیا اور آگے گا۔ دیکھو کہ
 لو ان قتلوا اذ انہ سیا مومرہ حبیبی و قتل کر دینا اور میں جانتا ہوں کہ تم ہرگز نہ قتل کرو گے
 الیماۃ منی۔ یہ شخص تم کو حکم دے گا کہ مجھے گالیاں دے دو مجھے سب بات چاہو

خطبہ بیچ البلاغ کے اندر موجود ہے جس سے ام ہام کے وحی رسول پہنے پر کافی روشنی پڑتی ہے کہ
 آپ کو آئندہ کے واقعات کی کوئی خبر تھی، اس میں جس شخص کا تذکرہ فرما رہے ہیں وہ وہی شخص ہیں کیسی
 جانوں سے آخرت کو دنیا کے ہاتھ بیچ ڈالا جس نے اپنے مظالم سے اسلام کی بجھنی کی جس کے خاندان
 خاندان رسول کا بکا دشمن تھا جس کے دنیاوی اقتدار نے معاویہ کے طبقہ اندر ان کے درج
 الٹ کئے جس نے اپنی اساس حکومت مضبوط کرنے کیلئے کسی پہلے سیاسی داغ نالک والی شام بکھر سکھا
 تھا اور جس نے وہ تلم پھول جو اسکی نگاہ میں کانٹے بکھر گئے تھے رسالت کے بارے سے تذکرہ بلال کو
 اور اپنے نزدیک اپنی اولاد اور اولاد کے لئے انتظام حکومت اور نظام سلطنت درست کر گیا، خدا کا مشکوکل
 کا خرافات، قیامت و معاد پر مضحکہ اڑانے والا، دنیا کے زیر دست انقلاب متوقف، خدائی ہر مقتول
 سے غافل، یہ سب دہرے محاکمہ ابدال کو کیلئے حکومت اس خاندان تک نہیں کسی گرا سکے نہیں معلوم تھا کہ ایک دن
 زبانا نیگا جب دنیا ان مظالم کو یاد کرے اسی بفراد اپنے بے عقیدگی کے تحفے پیش کرے گی، اسے نہیں معلوم تھا
 کہ ایک دن وہ آئیگا جب مظالم کا نام روشن اور ظالم کے نام کا استعمال ہو جائیگا جس کے متعلق خطبہ میں اشارہ
 فرمایا جو وہی شخص کو رسول کہہ گیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے خداوند اسکا پیٹ کسی نہ سمجھا
 کی یہی بد دعا ہے کہ کیا تعالیٰ معاویہ کیجے اسکے متبعین جو اس کی فضیلت ظاہر کرنے کے چاہتے

اے نیکو! میں معلوم کر چکا ہوں کہ اگرچہ تم نے کفر سے باز رہا ہے مگر تم نے کفر سے باز نہ رہا ہے۔ تم نے کفر سے باز نہ رہا ہے۔ تم نے کفر سے باز نہ رہا ہے۔

اس بات سے شاید کوئی شخص انکار نہ کر سکے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ بہت زیادہ سبیلِ تسنن اور شاہِ اس کی کوئی انکار نہ کرے گا کہ جس قدر فرائضِ رسول سے اس شخص کو بغض تھا اتنا کہیں اور کم دکھائی دیتا ہو یا غیظِ حلاوت
ابن ابی عمیر نے اس خطبہ کی شرح میں ذیل کی عبارت جو واقعاتِ عداوت اور عداوت پر ہی لکھی ہے۔

(معاویہ کا بغض)

للسلسلة الثانية في قوله يا مكره يعني الدلالة
 معنى فقولنا ان معاوية امر الناس بالعراق
 والشم وغيارها بسبب على والبراءة منه
 وخطب بذلك على منابر الاسلام مصاد ذلك
 سنة في ايام خلافة علي بن ابي طالب عمر بن عبد العزيز
 فانزاله وذكر شيخنا ابو عثمان الجاحظ ان
 معاوية كان يقول في خطبة الجمعة اللهم
 ان ابا تراب احدث في دينك وصدا عن سبيلك
 فاعنه لعنوا بيلا وعذبه عذابا الينا وكتب
 ذلك الى الافاق فكانت هذه الكلمات شيلا
 على المنابر الى خلافة عمر بن عبد العزيز وذكر
 ابو عثمان ايضا ان هشام بن عبد الملك
 لما حج خطب بليل يوم مقام اليا استأق قال
 يا امير المؤمنين ان هذا يوم كانت للظلمة
 تشتجب فيه لعن ابي تراب وذكر للبدوي
 الكامل ان خلافة عمر بن عبد العزيز في

ودر سلسله تفسير قول يا مكره بسي، میں ہر قسمی شخص
 میری خاتم حکم کرے گا اور مجھے برات کافر جانے
 کر گیا ہر کہتے ہیں کہ حقیقت معاویہ عروق و شام و غیر
 امیر المومنین سب ختم و لعن کا حکم جاری کیا اور اس کے
 متعلق ممبرین پر خطبہ پڑھا جس میں سنت کی حیثیت سے
 بنی امیہ میں جاری نہ بیان کیا کہ عمر بن عبد العزیز نے
 اس رسم بدکردار - ابو عثمان جاحظ نے ذکر کیا ہر کہ معاویہ کفر
 خطبہ جو میں کہا کہ اتھا کہ خدا اور اس کے تیرے دین میں بخدا
 کیا اور تیری امام سے دیگر دین کے خط و ابرار پر (امیر المومنین)
 استخیر اور عذاب الیم میں مبتلا کرو (اللهم العن اعدا علی)
 وعذ ہم عذابا بالیا) اس رسم غیور اور ذرا نافرمان کو
 تمام سلطنت میں پھیلا اور یہ کلمات سب شعر منجوں پر پڑیا
 میں کہ جاتے تھے بیان کیا کہ عمر بن عبد العزیز اس کو نہ کیا
 مانگے یہ بھی بیان کیا کہ جب هشام بن عبد الملك حج کیا کہ
 تو موسم میں خطبہ پڑھا تو ان شخص کٹر مکرار اس نے کہا کہ
 امیر المومنین، لعن ابا تراب پر لعنت کرنا خطا ہے

امیر العراق فی خلافتہ ہشام کان یلعن
 ابنی امیہ سخیلہ دینتہ ما تلتی فی - اللہم العزیز
 ابانہ انہ علی المناہج فقیول اللہم العزیز علی
 ابن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم
 صہر رسول اللہ علی اہل بیتہ و ابی الحسن
 و روی ابو عثمان الجاحظ ان قوما من بنی امیہ
 قالوا معاویۃ یا امیر المومنین انک قد بلغت
 ما املت فلو کففت عن لعن هذا الرجل لقال
 لا واللہ حق یر لو اعلیہا الصغیر و یہرم
 علیہا الکبیر ولا بد کرب خا کو فضلا و قال
 ابو عثمان البیضا و ما کان عبد الملک مع
 فضلہ و انا و وسدادۃ و رجحانہ ممن
 یغنی علیہ فضل علی و ان لعنہ علی روس
 الا شہادونی اعطاف الخطب و علی
 صہوات المناہج ما یبع علیہ نقصہ و یرجع
 الیہ و ہنہ لانہا جمیعاً من بنی عبد
 مناف کلا اصل واحد و لکنہ ادا و تشید
 الملک و تآکیدہ ما فعلہ الاسلاف و ان یقرر
 فی الفصل لتاس ان بنی ہاشم لا حظ لهم
 فی هذا الامر -

ہاشم نے یہی بیان کیا کہ ہر ایک ملک پر ہر شخص کی نصیحت پوشیدہ نہ تھی اور باوجود اس پوشیدہ طور سے کہ ہر ایک کا
 علیؑ کو روزانہ شہادت تشریف آتی تھی و رسول پر کہنا، غرض یہ کہ ہر ایک کی نصیحت پوشیدہ نہ تھی و ہر ایک کی نصیحت پوشیدہ نہ تھی

یہ قصہ وہی ہے کہ عروہ و زوی اندکشت
 منتصرت و انتخابیہ و شخص تھا کہ اپنے تئوں سے
 ایام و عادت الخلفاء و اصحاب جمعہ کی فصلی
 میں اس نے چالیس جعلی تک رسول پر صلوات ہی
 فیما علی المنی و علی ابن الزبیر کا بن عباس
 نہیں بھی اور یہی ابن زبیر ابن عباس سے کہتے تھے
 ان کو کہتم فیما کہم اہل البیت منذ
 کہ میں تمام اہل بیت کا دشمن چالیس برس سے ہوں اور اب
 اور یہیں سنہ۔
 کی عادت میرے دل میں چالیس سال سے پختہ ہو۔

عداوت اہل بیت کا پروانگہ

ان معاویہ وضع قیام من العصابة و قوم
 معاویہ نے ایک جگہ سے کہا کہ لو کہ ایک گروہ یا ایک تہذیب
 من النجسین علی روایت اخبار قبضتی علی
 جو اسیر النہدین کی طرف بری روایتیں گروہ کے نمونہ بن گئے تھے
 تعترضی لظعن فیہ والدیرۃ منہ وجعل
 وہ روایتیں ایسی ہوتی تھیں جو ذات اسیر النہدین میں قیام
 لہم علی فلاں جعلی یغنی مثله۔
 ظعن کریں، ان لکھن کو معاویہ بیان کر لے کر ہوتی روایت
 بآجرت اور صلہ دیکر لاتا تھا۔ (یہ تھے صحابہ و صل)

ابوہریرہ کی عداوت اور دنیا پرستی

محمّد ابوہریرہ بن عمرو بن العاص و المغیرۃ
 انہیں لوگوں سے جو دشمن علی تھے ابوہریرہ، عمرو بن
 بن شہب و من التاجین عروہ بن
 انہیں بن شہب ہی یہ لگے صحابہ میں سے تھے رگے اپنی
 الزبیر و زوی لڑھوئی عن عروہ بن الزبیر
 میں تو انہیں عروہ بن زبیر سے جو دشمن علی پر کرتے نظر
 حذیفہ قال حدثنی عائشہ قالت کنت
 آتا تھا نہری نے عروہ بن زبیر سے روایت کی کہ کہ اہل بیت
 عند رسول اللہ اذ قال العباس و علی فقال
 عائشہ نے بیان کیا کہ وہ ایک علی علی صل کے پاس میں شہر چلی
 یا عائشہ ان ہذین یؤتان علی غیر مطلق
 تھی کہ ان میں عباس اور علی کے تو رسول نے کہا کہ کہو
 لو قال حذیفہ و زوی عبد الزواق عن حمیر
 عائشہ سے وہی آدمی نہ پہنچا مسلم پر پڑھ گئے اور اگر میرے
 قال کان عند الزبیر حدیثان عن عروہ
 وہی نہ مروت آگئی۔ اور عبد الزواق نے موسیٰ سے روایت
 عن عائشہ علی فآلت عنہما یہی فقال
 کی کہ نہری کے پاس دو حدیثیں تھیں جنکو اس نے عروہ

ما تضيع مما وجد فيهما الله اعلم بما تامل
 فاما الحديث الاول فقد ذكرناه فاما
 الحديث الثاني فهو ان عروا نزع اح
 عائشة حديثه قالت كنت عند
 النبي فاذا قبل العباس وعلي فقال يا
 عائشة ان تترك ان تنظري الى رجلين
 من اهل النار فانظري الى هذين قد
 طلعا فنظرت فاذا العباس وعلي بن
 ابی طالب -
 عباس وعلي بن ابی طالب (لغة الله على الكاذبين) ابی سلام قاله خود اسل اسلام کا فیصلہ کریں جو
 ان دونوں اسلام میں تھا۔

عمر والعاص وروفاہ کل بر ویکند

واما عمر والعاص فروی فیما للحديث
 الذي اخرج البخاري ومسلم في صحيحهما
 مستصلا لعمر والعاص قال سمعت
 رسول الله يقول ان آل ابی طالب
 ليسوا باولياء ائمة الاولي الله وصالح
 المؤمنين -
 وہ گئے عمرو بن العاص بن ابی سلمہ نے امیر المؤمنین کے متعلق
 اس حدیث کی روایت کی ہے جس کو بخاری اور مسلم
 دونوں نے نقل کیا ہے اور اس کا سلسلہ عمر و عاص تک
 پہنچا ہے وہ کہتا ہے کہ میں نے رسول کو کہتے ہوئے سنا کہ
 آل ابی طالب میرے اولیاء نہیں میرے اولیاء میں سے
 تو صالح اور صالحہ ہیں۔

ابوہریرہؓ کی ایک اور حدیث

واما ابوہریرہؓ فروی عنہ للحديث الذي
 حدثنا ابن عليا خطيب نية (ابن جبريل في حيلة
 ابوہریرہؓ) حدیث انہیں سے مروی ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ
 امیر المؤمنین نے ابوہریرہؓ کی روایت کی ہے کہ کیا ان احادیث

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم میں سے کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کوئی حدیث کہے جس میں کوئی غلطی ہو تو اسے چھوڑ دے۔
 قسم دے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کوئی حدیث نہیں کہی جس میں کوئی غلطی ہو۔
 اگر وہی اس نے جھگڑائی دی تو وہ جھگڑا کر دیتا ہے۔
 وہ مجھ سے بھی، اگر وہی کا قصد یہی ہو کہ وہ دوسرا جھگڑا کر دے۔
 کہ تم انکو چاہتے ہو کہ میری انکی فاطمہ کے بارے میں حدیث مشہور ہو۔
 ابن ابی شیبہ کہہ رہے ہیں کہ حدیث صحیح مسلم و بخاری میں سونے
 حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اپنے کتابت سے زیادہ انبیاء و ائمہ میں کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث
 کہ میں نے اپنے کتابت سے زیادہ انبیاء و ائمہ میں کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث
 نہیں ہے اس آدمی کی حدیثوں میں ابھی تک حدیث صحیح مسلم و بخاری میں
 نہایت کم ہے اس کی روایت قابل قبول نہیں ہے۔
 دوسری خبر کہ انی اشاعت ہوئی اور میری بی بی کہ مروان بن
 حصین نے ایک قصیدہ میں جو مع رشید میں کہا گیا اس کا ذکر
 کیا ہے اور انہی حدیثوں کی نسبت دیا ہے اس قصیدہ میں اس نے مع
 رشید کی بی بی کو عزت و اعلیٰ اعلیٰ السلام اور اس عزت میں
 اتنا سنا ہے کہ اگر میرے امیر المؤمنین کو بھی نہیں چھوڑا۔ چنانچہ در شعر دیکھ کر تعجب یہ ہو۔
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم میں سے کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کوئی حدیث کہے جس میں کوئی غلطی ہو تو اسے چھوڑ دے۔
 اگر وہی اس نے جھگڑائی دی تو وہ جھگڑا کر دیتا ہے۔
 وہ مجھ سے بھی، اگر وہی کا قصد یہی ہو کہ وہ دوسرا جھگڑا کر دے۔
 کہ تم انکو چاہتے ہو کہ میری انکی فاطمہ کے بارے میں حدیث مشہور ہو۔
 ابن ابی شیبہ کہہ رہے ہیں کہ حدیث صحیح مسلم و بخاری میں سونے
 حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اپنے کتابت سے زیادہ انبیاء و ائمہ میں کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث
 کہ میں نے اپنے کتابت سے زیادہ انبیاء و ائمہ میں کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث
 نہیں ہے اس آدمی کی حدیثوں میں ابھی تک حدیث صحیح مسلم و بخاری میں
 نہایت کم ہے اس کی روایت قابل قبول نہیں ہے۔
 دوسری خبر کہ انی اشاعت ہوئی اور میری بی بی کہ مروان بن
 حصین نے ایک قصیدہ میں جو مع رشید میں کہا گیا اس کا ذکر
 کیا ہے اور انہی حدیثوں کی نسبت دیا ہے اس قصیدہ میں اس نے مع
 رشید کی بی بی کو عزت و اعلیٰ اعلیٰ السلام اور اس عزت میں
 اتنا سنا ہے کہ اگر میرے امیر المؤمنین کو بھی نہیں چھوڑا۔ چنانچہ در شعر دیکھ کر تعجب یہ ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم میں سے کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کوئی حدیث کہے جس میں کوئی غلطی ہو تو اسے چھوڑ دے۔
 اگر وہی اس نے جھگڑائی دی تو وہ جھگڑا کر دیتا ہے۔
 وہ مجھ سے بھی، اگر وہی کا قصد یہی ہو کہ وہ دوسرا جھگڑا کر دے۔
 کہ تم انکو چاہتے ہو کہ میری انکی فاطمہ کے بارے میں حدیث مشہور ہو۔
 ابن ابی شیبہ کہہ رہے ہیں کہ حدیث صحیح مسلم و بخاری میں سونے
 حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اپنے کتابت سے زیادہ انبیاء و ائمہ میں کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث
 کہ میں نے اپنے کتابت سے زیادہ انبیاء و ائمہ میں کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث
 نہیں ہے اس آدمی کی حدیثوں میں ابھی تک حدیث صحیح مسلم و بخاری میں
 نہایت کم ہے اس کی روایت قابل قبول نہیں ہے۔
 دوسری خبر کہ انی اشاعت ہوئی اور میری بی بی کہ مروان بن
 حصین نے ایک قصیدہ میں جو مع رشید میں کہا گیا اس کا ذکر
 کیا ہے اور انہی حدیثوں کی نسبت دیا ہے اس قصیدہ میں اس نے مع
 رشید کی بی بی کو عزت و اعلیٰ اعلیٰ السلام اور اس عزت میں
 اتنا سنا ہے کہ اگر میرے امیر المؤمنین کو بھی نہیں چھوڑا۔ چنانچہ در شعر دیکھ کر تعجب یہ ہو۔

ابو ہریرہ کی حدیث اور سنیت کی بنیاد عام جماعت عین

ورہ کثرت قال لما قدم ابو ہریرہ العرفہ صحبہ عشر ربات یکو ابو ہریرہ ما کثر لہ لفظ الا بعدہ
 علیہ السلام جاء فی مسجد کوفہ ظلالہ کثرت سالہا میں سنیت کی نو پڑی اور جو عام جماعت کا جہاں تھا
 میں استقبال میں تھا وہاں علی دیکھتے تھے کہ آیا اس کا استقبال کریں یا
 اصل العرفہ انزعج ان کذب علی اللہ علی سبیحہ اس کی کثرت کا شائبہ کیا تو گفتگو کی کہ ظاہر ہو گیا تھا
 و آخر نفسی بالذل والذل لہ لفظ سمعت رسولی عارف کیا خیال کرتے ہو کہ میں اس قدر خدا پرست ہوں کہ
 اللہ تعالیٰ کل بنی حرم و حرمی بالمذنیہ میں دیکھ کر کہیں گے کہ وہ لوگ اس میں نے رسول کو کہنا
 عدلی قد فتن لشد فیما حدثنا علی بنہ اللہ کفرانے حکم سر نہی کا ایک حرم پر اور میرا حرم دینی میں ہوتا
 والملك و ولاتنا من اجمعین و اشہد ان لا اله الا اللہ میرے لیے قلم نہیں ہے جس میں قلم کی جوت کی جائے گی
 فیما ظاہر بلغ ذلک معاویہ لاجلہ و اکرمہ و کلامہ اس پر ملا کہ اور انسان کی امت پر، اور میرا گواہی ہے کہ
 علی بن ابی طالب نے ایسا کیا حرم بدل میں دینا خدا کا جی نہیں
 لادۃ للذنیۃ۔

معاویہ کو جو نبی و ابو ہریرہ کا اکرام اس نے کیا اور اس کے دلی ظہار کا لغت کلمہ رضوان اس کی طرف شفقت ہو جائے۔
 انفس کو کہ دیر انجم اور اس کے علی بن ابیہ لکھتے پڑتے سمجھتے ہوئے ۳ دیات دیکھ کر کبھی کبھی اس میں لیتے ہیں اور خود
 لغت کے زیر اللہ کہ سختی لغت سمجھتے ہیں مگر آج کل ان دعویداروں اسلام نے ابو ہریرہ معاویہ اور اس کے اتباع کے حلقوں کی
 لفظ بھی نہ لکھا بلکہ یہی لگادی یعنی ابو ہریرہ جو ابیہ بنی ہاشم کے رسول خدا سے اس کا سب سے وسیع علم والذین ظلموا انفسہم
 میں تھا کیا کیا ہوا اور اس کا فتنہ نہ اچھل سکتے ہو کہ بعض رسول خدا ظالموں کا رسول تھا جیسا کہ بخاری کی روایت اکثر میں
 اچھا تو اس نے اس کے عوض میں پاکیزہ دنیا کے چند کھوٹے درہم یعنی دینار کی ہمارے یہ ہیں وہ لگ جانتے کہ وہیں بیچ
 امیر المؤمنین کے متعلق معاذی کی دعائی

امانول بن ہریرہ ان علیا احسن فی اللقبۃ ابو ہریرہ کا یہ کہنا کہ علی نے دینے میں وارث کیا پناہ بخدا
 فیما خذہ من کان علی اتقوا من ذلک واللہ ابو ہریرہ نے متقی ہر شخص میں نہ تھا آپ کی ذات میں
 لفظ صوفیوں نے صوفیوں کے انصاف و جبریت میں میں ہی خدا علی بن ابی طالب کے دشمن کی اس میں علی کی

الربط السليم بهذا الكلام مثله ما هو عليه
 من قول عند شيخنا في موضع الرواية
 خبر به عمه بالذمة وقل قد اكرت بالرواية
 واحوى بك ان تكون كاذبا على رسول الله
 وروى سفیان الثوري عن منصور عن
 ابراهيم التيمي قال كانوا لا يخذرون عن
 ابى هريرة الا ما كان من ذكر الجنة ونار

ملک بابل جو مسجد ہے تو شاید انکی بھی ایسی
 مسجد نہ ہو مگر کہ ابوبکر صدیق سے جو شخص
 نزدیک تصدیق ہے اور اسکی دعایت قابل قبول نہیں ہے
 شخص جس کو حضرت عمر نے کوٹھے سے مارا تھا کیا انکا
 کہ تم نے رسول کی طرف بھرت دعایت فرسب کوئی ہے
 تم کاذب ہونے کے سوا اور۔ ابواہم ترمذی جیسے بطلان ذکر
 دعایت پر لوگ ابوبکر پر سکتی حدیثیں اخذ نہیں کرتے تھے
 مگر وہ جنت و نار کے تعلق پر۔

وروى عن علي عليه السلام انه قال لا لان
 لكن بلاءا على رسول الله ابو هريرة
 المدومى وقال ابو حنيفة والصحابه
 كلهم عدول ما عدلوا وعد منهم
 اباهريرة وان ابن مالك -

امیر المؤمنین فرماتے تھے کہ جب زیادہ دروغ گو لوگ
 انرا اٹھنے والا ابوبکر پر وہی ہے کہ امام ابو حنیفہ
 کہتے تھے کہ صحابہ کل کے کل عدول ہیں سوا اس
 بن مالک اور ابوبکر پر وہی ہے۔

وروى سفیان الثوري ان اباهريرة لما
 قدم الكوفة مع معاوية كان يجلس لاعتبا
 باب كنفه ويجلس الناس اليه فجاؤا
 من الكوفة فجلس اليه فقال يا اباهريرة
 انك انت الله امعت من رسول الله
 فيقول ابن ابي البهم قال من كلامه وعاد
 عاد وقال الله انك انت الله امعت من
 واليت عدلوا وعاديت توليتهم قام عن

سفیان ثوری سے دعایت پر کہ ابوبکر پر وہی ہے کہ
 کوفہ میں یا تو شام کو اب کنفہ پر بیٹھا کرتا تھا لوگ ابی کے
 پاس کے بیٹھے تو ایک دوسری جگہ ابوبکر کے پاس
 بیٹھ گیا ابوبکر پر میں کوئی قسم نہ تھی مجھے تاک کہ ابوبکر
 سے بیٹھا کہ نہیں کہے خدا تو اسکی موت کبھی کبھی
 کہو اور اسکی دشمنی کہہ دو جس کی قسم کہ ابوبکر کے کھانا
 کماؤں گا ابی تیا بیٹھ کر تھے دشمنی نہ کرتا تھا
 محبہ دشمنی نہ کیا یہ کلمہ آگیا۔

سُفُوفِ جِرَّانِ صِفَتِ مَقْهُوۃِ اَبْصَحَا

چونکہ عوام جِرَّان سے ناواقف ہوتے ہیں اسلئے ہکو یہ بتانا ضرور ہو کہ جِرَّان کیا چیز ہے اور اس سے کیسے ممکنہ امراض ممکنہ بت چوتھی ہے یا کہ جن حضرات کو یہ مرض بد ہو وہ ایک کبس سُفُوفِ مِسْجِد سے طلب کر کے استعمال کریں جِرَّان کو عربی میں سیلان اور ہندی میں پریس، پریوت اور دھات کہتے ہیں اور دھات ایک بھر پریس ہو جس کا ہر قطرہ خون کے دس قطروں سے بنتا ہے یہی وہ چیز ہے جس کو انسان کا جوہر است (کھنڈا) ہے کیونکہ کسی تمام خواہشوں کا بادشاہ جسمانی طاقت کا گمبان دوسرے غلطیوں میں کیا جاتا ہے نہ تمام حسین جہان اسی کی بدولت زمین بنے ہوئے ہیں اور حقدار اس میں نقص ہوتا ہے اسی قدر رنگ و روغن چمک دمک طبیعت کی نشا نشو و گلہ فخرت میں فرق آجاتا ہے دھات جِرَّان سب ذیل ہیں۔ لہذا پیشاب اور کبھی قبل پیشاب اور کبھی پیشاب کیساتھ یا حالت قبل میں دھات کا خارج ہونا۔ دھات کا پتلا ہوجانا اور کبھی کبھی جلا ہوجانا جو کبھی خواہش نفسانی سے حرکات ہو دھات سے کسی چیز کی نوبت آتی ہے تو اول نشا نشو کی حالت ہوجاتی ہے یعنی حالت بڑاں (پیشاب کرتے ہیں) اگر کسی کا معلوم ہوا پیشاب میں سوزش بڑا یا پیشاب کا بڑا۔ سوزش۔ نزل کی لذت خواہش ہو کہ کھنڈ کرنا ہی ہو جانا۔ درد کمر ہتھیلیوں اور تنوں کا جھلنا۔ اور ادانہ ہونا۔ اولاد کا کمزور پیدا ہونا۔ پسندیدوں کا۔ ہیشنا و مردان سرسستی بکا۔ لی۔ نیند کی غرض شکہ بڑھتے بڑھتے سخت امراض پیش منی لگنے۔ ذرا۔ لگنا۔ جنوں کی شب شدید وغیرہ لاحق ہو کر جان پر بھجائی ہو کہ ہر گز یہ مرض نہ رہا عام یہ سُفُوف صرف ہندوستانی چڑی بوٹیوں سے تیار کیا ہے مہذبات سے بالکل پاک ہے جس سے بچنے کی ذرا بچھڑا نہ پڑے نقصان نہیں یہ سُفُوف جِرَّان کے لئے کسی کے حکم رکھتا ہے۔ اس سُفُوف کا کو کو مذکورہ بالا شکایات کی اسیب نازا کمزور معدے کو طاقتور بنانا۔ تمام اعضا و رگسہ کی خرابیوں کو دفع کرنا اور ان کے افضل کو قوی کرنا۔ عین و عین و عین و عین دیگر اعضا کو نہایت قوی کرنا تھا اپنے منہ میں کام کے لئے آہادہ کرنا۔ مادی سُفُوف مشابہ سُفُوفِ اعصاب۔ سُفُوفِ دماغ۔ جگر و معدہ۔ ذرا مصلحان۔ اصلاح قلب کیلئے بہتر تر یا قی ہے۔ طاقت جوانی پیدا کرنے کے لئے کسی کے اور بہتر کے جِرَّان کا دان ہے لطف یہ کہ اس کے استعمال کیلئے کسی موم کی قید نہ زیادہ بہتر کی ضرورت۔ قیمت یہ کہیں تین روپے اور بہتر سے ۱۰ روپے سے ۱

نہت کا خانہ الطب پیدرانی جاتی ہے

المشت ہر مرزا پناہ حسین علی مالک دوا خانہ معین السراج نبی کوٹھی ٹوہ پٹر لکھنؤ

الکاظم۔ تاریخ الامم و ملوک	ہیملین جلد اول و دوم	ہیملین جلد اول
علیہ السلام	کی اگر ضرورت ہو اور نبی مجاہد کے	پہلا نمبر دفترین بالکل باقی
ہرم الاسکس تحقیق	دیکھنے کی خواہش ہو تو دفتر طلب کیجیے	نہیں حضرات نوٹ کر لین۔
حدیث قرطاس	مجلد چار روپیہ	اگر کوئی صاحب نمبر مذکور غایت
تشریح الاحکام شرح میراث و بیعت	غیر مجلد	فرمانا چاہیں تو وہ دفتر سے آٹھ آنے
شرائع الاسلام	محصل بدہ حسہ دیا	کے ٹکٹ وصول فرما سکتے ہیں۔

نوٹ جو حضرت دوغیر ازراہ عمر کر کے آکا چند ہے دفترین بھیجیگا انکو ہیملین جلد اول بلا قیمت عام کر دیا جائیگا

منجھر ہیملین و کٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ

بنارس کے صادق حکیم

۸۰۰۷

جاننا یہ ہے کہ جبکہ عورتیں زہرِ اعلیٰ کا اثر ہوگا تا عتدائی دامِ ظلمت کے فی غافلِ نجات
 ”کوئی“

اعلیٰ درجہ کی خوش ذائقہ ہاضم اور مقوی معدہ دوا

جگر کی کامل اصلاح کرنیوالی دوا طحال کو جڑ سے کھودنے والی ریخ ابو اسیر کی ریخ دین سے برباد کرنیوالی دوتون کو اہستہ آہستہ کھونچنے والی دوا دوسرے والی بھوک بڑھانے اور ہاش کے ساتھ پوری غذا کرنے کی صلاحیت پیدا کرنے والی - نفع : باد کو - درد شکم - قزقر - وغیرہ - کلچین مین ہو کر دینوالی نفیس سو نفیس غذا کو ہضم کر دینے والی بجلی ادنیٰ کو باقی حصہ دینے والی معدہ کی تمام شکایتیں دور کرنے کا قوت ہاضمہ کو بڑھانے والی ہضم معج کے ساتھ خون صالح پیدا کر کے مادہ تولید متانسل میں اچھا خاصہ اضافہ کرنیوالی گردن میں طبع حرارت پیدا کر کے طاقت مروا لگی - کھانسنے والی عورتوں کے ایام کی بے قاعدگی کو ٹھیک کر کے باقاعدہ لانے والی ہر مزاج ہر عمر والے آدمی کو مباح آبیولی بچن لاکون جو انون بوڑھوں مردوں اور عورتوں کی تندرستی قائم رکھنے والی اکیلی اور کامیاب دوا ہے جو اپنے اکسیری کرشموں اور عجائبات تاثیرات کی وجہ سے ہر کہنہ داسے گھر میں رائج اور طبقہ ذکور و ناثان میں پورا پیدا اثر جاتی ہے جو ہر خوش مزاج ایسی ہے کہ بچہ یک شوق سے ماگ - ماگ کر کھاتے ہیں - عورتیں تندرستی کی بوڑھیہ کہنے لگی ہیں -

مرد و عورتیں حشر میں حرز جان بنا کر ساتھ رکھنے لگے ہیں - اطباء و معینوں کو ہدایت کرنے لگے ہیں کہ کوئی کام استعمال کر دے شہر میں الگ شہر ہے یہ باتوں کے ہمت داسے خاندانی فیاض زمیندار درجنوں مٹکا کر غریبوں کو مفت بانٹتے ہیں اگر آپ کا بھی دل چاہے تو اتنا سنا ہی سہی منگائیے اور آرائیے اور زندگی کا لطف اٹھائیے قیمت فی شیش جاریہ نہ محصول کے علاوہ مقرر ہے - چونکہ ایک سے چار شیشیوں کے معارف ذاک یکساں پڑتے ہیں اس لیے ہر سے کم منگائیے میں آپ کا خسارہ ہے -

ہر گھر میں اس کی ایک شیشی موجود رہنی چاہیے

جناب اڈیٹر صاحب رسالہ الحافظ لاہور و منسلکہ حیدرآباد میں ارقام فرماتے ہیں ”سفوف کوئی اعلیٰ درجہ کی خوش ذائقہ ہاضم اور مقوی معدہ دوا ایجاد کر دے عالیجناب حکیم حافظ مولانا عرشی صاحب دام ظلہ جو جگر کی خرابی اور طحال - بواسیر - نفیس - نفع اور باد کو - وغیرہ امراض کیلئے بھی علاج ہے مثل اعلیٰ اور کم کار علامہ جاری صاحب قلعہ تہجد احمد دام رکات نے اس سفوف کو بحال کیا اور مفید پایا اور خاکسار مدبر نے بھی استعمال کیا اور سبب تاثیر پایا ہر گھر میں اس کی ایک شیشی موجود رہنی چاہیے تاکہ وقت ضرورت کا کار آمد ہو سکے ترکہ ہستمال کا یہ سچہ ہر گھر ہوگا -

نفل تحریر سرکار تحفہ الاسلام علامہ جاری صاحب قلعہ تہجد احمد
 مین نے کوئی خود استعمال کیا نہایت مفید پایا بہت سہی
 سرسج الاثر اور بے ضرر ہے
 (حقاری)
 سکا پتہ

یہ سفوف دوا تمام ہضم طعام اور کڑی معدہ نفع دوا وغیرہ
 سے لے کر مین نے دیزیسرے دیگر ارجاب نے مفید پایا کو قیمت مین
 کہ ہے عورت مین زائد ہے (نیر ہیل مین)
 ملتی

ایف - اے - ہاشمی حیفظ گنج بنارس سٹی

باتنا ہر جہاں نظر آئے یہ کوئی ڈیٹا لکھ نہیں چھپا اور یہ اس کی ڈیٹا لکھ نہیں دیکھ سکتا یہ ڈیٹا لکھ نہیں

REG. NoA1563

مسجد و اجماعت مذہب

۱۵

صدہ
۱۵

Dist. No. 1563
Cust. No. 1563



بہ تمام مواد در نظامی پریس مکتبہ جامعہ لاہور

9142

قواعد سہیل مین

اغراض مقاصد سہیل مین

- ۱۔ ہندوستان کے بہترین اہل مسلم کے علمی مضامین کی اشاعت۔
- ۲۔ معاذین اسلام خدو صفا خالفین بدہشبیہ کے بجا اعتراضات اور جملوں کا دفاع
- ۳۔ حقیقی خلائق اسلامی کا نشر
- ۴۔ علمی قوی اور مذہبی اور اہل ملی معاملات پر جو مذہب متعلق ہونگے بمصرہ و نقد۔
- ۵۔ حضرات ائمہ معصومین علیہم السلام کے علوم و سوانح کا نشر۔

مشتہرین

اس کثیر الاثارتہ رسالہ میں ہشتاد و تین ذیل کا زخامہ ضرر دما خطہ فرمالین

تقدیر و طبع	ایک صفحہ	اضعت صفحہ	ربع صفحہ
ایک سال کیلئے	للم	للم	للم
تین ماہ کیلئے	للم	للم	للم
ایک ماہ کیلئے	للم	للم	للم

کوئی صاحب کمی اجرت کی خواہش نہ فرمائیں عا
کی گنجائش نہیں۔ مثال تاج کے صفحات کا زخ
اسکے علاوہ ہے جو بدیع خط و کتابت ٹو ہو سکتا ہے
اجرت نہ جمل پیشگی آنا چاہیے۔

- ۱۔ یہ رسالہ ہر ماہ عربی کے سب سے ہفتہ میں شائع ہوگا۔
- ۲۔ سہیل کی صفحات فی الحال ۲۰ صفحات سے کم ہونگی
- ۳۔ سہیل جملہ خریداروں کے نام بدیعہ ڈاک روانہ ہوگا
- ۴۔ اگر خریداروں کے پاس کوئی نہ ہو تو ۲۰ ماہ عربی تک فریقین طبع ہونے پر دوبارہ روانہ کیا جائیگا۔
- ۵۔ سہیل کی سالانہ قیمت فی الحال ۱۰ روپے شہری جی ہوگی
- ۶۔ جملہ مراسلات دار سال زرد خط و کتابت نام اب البرائتہ
- مودی سیٹھ ظفر محمدی گمریدین خاص سہیل مین کو رپہ ٹریٹ لکھو ہونا چاہیے۔

- ۷۔ مضمون نگار حضرات کے مضامین اگر محدود منازل سے متجاوز نہ ہونگے اور معیار علم پر ٹھیک آ رہیں گے تو بعد امتحان شائع کیے جائیں گے۔
- ۸۔ سہیل کو چونکہ آئندہ اپنے کام میں جو دینی حمایت اور مذہبی وقار پر منحصر ہے تو سب سے پیدا کرنا ہے لہذا وہ بغیر شہادت حاضر خدمت ہوگا۔
- ۹۔ نمونہ کا پرچہ ۴ روپے کا کٹ آنے پر بھیجا جائے گا۔
- ۱۰۔ خریداروں سے عرض ہے کہ خط و کتابت کرتے وقت نمبر خریداری کا حوالہ ضرور دین ورنہ تعمیل نامکن ہے
- ۱۱۔ جو طلب ہو کر کیلئے جوابی کارڈ یا کٹ آنا چاہیے
- ۱۲۔ مضامین موصولہ سزور العز و طبع ہونگے بکا ذمہ دار
- اڈیر نہیں اور نہ وہ مضمون کے دہلی کر نیکیا ذمہ دار ہے

منیجر سہیل مین و کٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ

نظامی سہیل مین دلیغیر سہیل مین کام عہد وقت پر کتابت

بسم اللہ الرحمن الرحیم
 یہ کتاب جو کہ ایک نیا اور مفید کتاب ہے جس میں
 اسلامی تعلیمات کے بارے میں معلومات دی گئی ہیں
 اور جو کہ ایک نیا اور مفید کتاب ہے جس میں
 اسلامی تعلیمات کے بارے میں معلومات دی گئی ہیں



یہ کتاب جو کہ ایک نیا اور مفید کتاب ہے جس میں
 اسلامی تعلیمات کے بارے میں معلومات دی گئی ہیں
 اور جو کہ ایک نیا اور مفید کتاب ہے جس میں
 اسلامی تعلیمات کے بارے میں معلومات دی گئی ہیں

سہیل مین

کتاب خانہ اسلامیہ

کتاب خانہ اسلامیہ

۷

نمبر

جادوی لادائی ۳۳۳ مطابقت کنویرٹر ۶۹۱۲۰

جلد

فہرست مضامین

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۵-۲	میری خاص	۱	باب الاستفسارات
۱۵-۹	"	۲	اہمیت کی بنا پر اخلاقیات کی تعلیم
۳۳-۱۸	میرا دلجوئی علیحدگی	۳	انجمن کی قیادت اور سرگرمی
۴۰-۳۳	شخصیات اسلامیہ کی تعلیم	۴	تقریر
۵۰-۴۰	ایک سبق	۵	محرکات القلم

اللہ تعالیٰ استقر والقرآن من اسرعة من عبد اللہ بن مسعود و سالم مولیٰ ابی حذیفہ و ابی بن کعب و معاذ بن جبل، ما شخصوں سے قرآن حاصل کر دیا جو شخص میں ہیں، عبد اللہ بن مسعود و سالم مولیٰ ابی حذیفہ ابی بن کعب و معاذ بن جبل، شکرۃ ص ۶۶

دوسری بات یہ معلوم ہونا چاہیے کہ جن لوگوں سے حضرت عثمان نے قرآن لیا وہ ان جہاں میں سے کوئی ایک بھی نہ تھا بلکہ یہ خلافت اسکے ابن مسعود پر جو ظالم قرآن کے متعلق ہے وہ انہی کا شمس ہیں۔

اب رہ گیا امیر المؤمنین کا قرآن کتنا تھا وہ تھا جس کے متعلق میں نے اب پہ لکھا وہ تھا کہ جس کو اپنے ابو کے کے ساتھ پیش کیا اور وہ مرد و قدر داریا گیا جیسا کہ تاریخ یعقوبی میں مذکور ہے۔

اچانک بھی ملدے کہ حضرت کے جین کرنے کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کو جمع کیا اور انہیں حضرت کی طرف قرآن کو جمع کیا (۱) مصحف علی بن ابی طالب (۲) مصحف ابن مسعود (۳) مصحف ابی بن کعب۔ یہ بن ثابت۔

و علی احمد بن جمع القرآن و عروضا علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور ابو الاسود دہلی ابو عبد الرحمن بن ابی عبد الرحمن بن ابی السلی و عبد الرحمن بن ابی السلی (۱) ابی السلی نے امیر المؤمنین سے تصحیح کی۔

اس کے بعد اس حدیث پر بھی نظر کر کے علی مع القرآن و القرآن مع علی دو کتب جامع اصغر و ثانیہ (۱) ابی ابی تاراج ہو گئے و جبکہ یہ قرآن جو بنی ہوا و جو علی کا قرآن کہا جاتا ہے کیا کسی جہد میں اس سے تقابلیا گیا ہو کیا اسکی ترتیب پر عمل کیا گیا کاش اگر اہل بیت سے قرآن لینے میں کوئی وجہ مانع تھی تو ان لوگوں سے لیا جاتا ہے امیر المؤمنین سے حضرت قرآن کی کچھ تھے مگر ایسا کسی ایک نے بھی نہ کیا اور اسکی کم کیا تھی کہیں اس پر غور کیجئے گا تو تعریف کا مسودہ خود علی پر ہوا گیا۔

قرآن کا اختلاف

اول مصحف امیر المؤمنین سورہ فاتحہ پھر سورہ مدثر پھر بقرہ پھر تبت پھر بقرہ پھر بقرہ و غیرہ و غیرہ اول مصحف ابن مسعود سورہ بقرہ پھر سورہ نساء پھر آل عمران اور پھر مصحف ابی بن کعب،

ابن مسعود کے مصحف میں عورتین نہ تھے اور آخر میں سورہ حمد و علی تھا تھا جیسا کہ میں نے نہیں لکھا تھا غرض کہ ایک سورہ تھا جو یہ دو حالت میں دوسرے میں تھی۔ (۱) اتفاق یہی ہے ص ۹۱۔ ان ائمہ کو رحم ہو کہ

”یہ کتب“

اہل سنت کے نزدیک کیا ہے اہل بیت کے بارے میں

”بہلہ اذاعت گزشتہ“

قال محمد بن قاسم بن محمد بن صالح الوحاظی قد حفظتہ کہ ایک شخص نے سید صاحب سے کہا کہ آپ کی روایت میں ہے کہ اہل بیت علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کیا بات ہو کہ خود روایت کرتے ہیں؟
 حریر سے روایتیں ہیں۔ کیا بات ہو کہ خود روایت کرتے ہیں؟
 روایت نہیں لی جو اب دیکھیں ایک دن گیا تھا اس نے
 عن فلاح بن النعمانی لما حضرته الوفاة اوصاه ان
 تقطع يدك عن ابني ابيطال الب فرحت الكتاب
 انقصت لك الكتاب عنه شيئا۔
 کہ فلاں نے فلاں سے روایت کی کہ جب وقت وفات مل
 آیا تو رسول نے وصیت کی کہ میرے لکھنے والے یہ

دیکھ کر میں نے وہ کتاب دے دی اور اس سے کچھ نقل کر آیا لیا میں نے حلال سمجھا۔

قال ابو جعفر محمد بن علی بن جعفر قال حدثني ابراهيم
 قال حدثني محمد بن عامر قال قال حمزة بن عثمان
 قال قال ابو جعفر محمد بن علي بن ابي طالب
 بن جعفر بن محمد بن علي بن ابي طالب
 کہ میں نے ان لوگوں نے دیکھا کہ انہوں نے کہا کہ انہوں نے
 ہمارے اباؤ کو قتل کیا۔

ابن جعفر بن محمد بن علي بن ابي طالب
 کہ میں نے ان لوگوں نے دیکھا کہ انہوں نے کہا کہ انہوں نے
 ہمارے اباؤ کو قتل کیا۔

وہ شہداء ہیں جو اپنے اباؤ کو قتل کیا۔

یہی فرقہ ہے کہ اہل سنت کو کتابوں میں رسول کے نام سے روایت کرتے ہیں۔
 میں نے ان لوگوں کو دیکھا کہ انہوں نے کہا کہ انہوں نے
 ہمارے اباؤ کو قتل کیا۔

یہی فرقہ ہے کہ اہل سنت کو کتابوں میں رسول کے نام سے روایت کرتے ہیں۔

انہوں نے جانتے ہیں ان کے دھڑلے میں نہ اسلام کی کوئی وقت تھی نہ انی اسلام کی اور نہ اس شخص کی پس نے اتنی کاوشوں سے اسلام کی مدد کی اور اس میں صبح تا شام بھی نہ کی بلکہ ان کا خدا محض دولت تھی اور اس کی بھی نہ کی پرستش کا خیر و شر غلط دین کی کوئی قدر نہ سمجھتے تھے بلکہ جس کے سبب بے وقعت کر دیا تھا اس میں قدر لڑتے ہوئے تھاجس کا کھانا بے وقاریت سے دین تھا اور وہ بھی نہ شنوئی اور کھیلے۔

یہ وہ گروہ ہیں جس کے ہر ایک کے چھپانے کیلئے انہم اور ان کے اتباع اثری چٹی کا لہر لگا رہی ہیں یہی وہ فرقہ ہیں جس کے مظالم کے پرشورہ کو نہ کیلئے ایسوں کے اسلاف نے اپنا حق تک ادا کیا اور اب مشواظعت ناکہ رنگین آغوش میں ساغمتی دیکھ رہی ہوں گے، یہی وہ جماعت ہیں جس نے صرف ایسے دنیا پرستوں کیلئے اہلبیت کو چٹا رسول کو چھوڑا تھا کہ جو قرآن کی مخالفت کی سائل جبر و اختیار گوارا کئے خالص نفی حطالت کی، البکہ کو غیر معصوم قرار دیا کہ ان کے انبیاء کو معاذ اللہ کافر کہا، یہ سب کیوں یہاں صرف اسلئے کہ حضرت صحابہ کے محبوب بن علی علیہ السلام اور دیگر معلوم ہوا ہے کہ اس عیسائی شخصوں نے بنی ابی معاذ اور اسکے حصہ داروں کو اپنی حق تعالیٰ سے منسوب کیا تھا کہ وہ منافقوں کے رسالہ انہم میں جہاں سے اور مخرقات ہر جہاں کا ذکر کہ ہم کسی جگہ پر آئے ہوں

بھی نہ کیلئے، وہاں سے عبارت بھی صفحہ ۳ پر نظر آتی ہے۔

والہم تشیع نے، صحابہ کافر و مشرک مرتد منافق لکھ کر قرآن کو ناقابل و نفی ثابت کرنے میں۔

کئی دقیقہ چھوڑا؟

مگر یہ اہل تشیع پر پورا قوی الزام ہے جو جہنم خانہ انہم سے خارج کیا گیا ہے مگر خدا معلوم میرے انجم اس حد تک کہ گویا گنا جب ہم یہ کہنا نہیں گئے کہ صرف اہل تشیع پر اس معاملہ میں غرور نہیں بلکہ صحابہ کرام بھی اس میں شرک و جہنم کیا گنا ہے کہ محبوب پر خیر نہ تھے اور نہ عقل سے توفیق تھی کہ انہم "ایں گناہیت کہ در غمہ شمشیر کھنڈہ"

خط معلوم کہ کسی منطق پر کہ اگر ہم خدایہ نفس کو جن کا شرک و کفر لو کسی راہ میں کیوں غرضی علی علیہ السلام خیر و شر میں نہ تھا انہم قرآن کا وفاق جاتا ہے، انہم کا یہ دعویٰ صرف اس لئے ہے کہ انہوں نے قرآن کو علی علیہ السلام کی حق تعالیٰ پر برا بھلا کہا۔

انہوں نے اس انہم کا کہیں ٹھکانا ہی نہ دیا ہے ہی جو جیسے کسی کافر طبع میں قرآن طبع ہو اور ہم نے کہا تھا

ابن کبیر ہی القاسم سے فرماتے ہیں کہ لوگوں کو اس وقت جب رسول کا سلسلہ حیات قطع ہوا تھا قرآن سے اتنی خلعت ملتی کہ وہ بھی نہ جانتے تھے کہ یہ آیتیں قرآن میں ہیں یا نہیں وہ لوگ قرآن کی توثیق کی کیا ضرورتی کر سکتے ہیں ان کا علم بھی کیا تھا جس پر اعتماد کیا جائے اگر کوئی حدیث رسول پیش کرتا اور کہتا کہ یہ قرآن کی آیت ہے تو انہیں اس کے داخل کرنے میں بھی کوئی عذر نہ تھا چنانچہ حضرت عمرؓ حدیث کو بھی قرآن کی آیت سمجھتے تھے جیسا کہ ہم نے اسکا تذکرہ ہر اور ہم انشاء اللہ کسی وقت اسکا ذکر التفصیل کریں گے۔

اب رہ گیا یہ امر کہ ہم اسکو کیوں قرآن سمجھتے ہیں اور کیوں اس پر اعتبار کرتے ہیں وہ اسنے کہ اسکی توثیق ہمارے ائمہ نے کی اور ہمارے لئے یہی کافی ہو کر نیک توثیق اس نے کر دی جو معصوم تھا جو پروردگارؐ آغوشِ رسول تھا، نجس رسول تھا جس کے گھر میں قرآن آیا جس کا دعویٰ تھا کہ قرآن کی ہر ہر آیت کو وہ جانتا ہو کہاں کہاں نازل ہوئی کیونکہ نازل ہوئی بحر میں نازل ہوئی یا بر میں زمین نرم پر اتاری یا سخت پر مدینہ میں ملتی کہ مکہ میں، وہ جو قرآن سے تمام تھا، وہ جو قرآن کا محافظ تھا، جس نے قرآن جمع کیا اور عدلول میں ڈٹ کر ہر بار کہنے لگا جیسا آج یقیناً میں ہے، لہذا اب ہمیں اسکی توثیق میں کوئی شبہ بھی نہیں سکتا ان صفات میں سے صرف ایک صفت کافی تھی جیسا کہ اتنی جن کا ذکر ہوا اب تمام اسکی کو جہاں جہالت خیر نصیب کئے ہوئے اور تاریکی کے سوا نور کا نام نہیں سوچے تو کیا خاک؟

خیر میں وضع بحث سے دور نکل گیا کہنا یہ کہ اگر اہل کفر و فسق و مرتد نہیں بنایا لکہ وہ خود ایسے تھے اگر ایسے نہوتے تو دوست دشمن ہمزبان نظر نہ آتے خیر ہم تو دشمن کہہ جاتے ہیں لہذا یہ الزام اتنا بوجہ تعصب کی شکل میں نظر آتا ہے اب خدا دوستوں کی حالتیں ملاحظہ ہو دیکھئے وہ کیلئے ہیں۔

صحابہؓ کی آوازیں جب حضرت عثمانؓ کے قتل کیلئے صحابہؓ نبی جمع ہوئے تو ان کی آوازیں نہیں جو برابر اہی تھیں۔ اقتلو الیھو عی اقتلو اغتات اس یہودی کو قتل کر ڈالو، عثمان کو قتل کر ڈالو، سیرۃ احمدؒ میں ہے کہ ابن کبیرؒ انہی بن اشیر اب النون مع العین میں لفظ نقل کے بیان میں یوں لکھا ہے۔

الغیر الشیخ الامامی وہ کہوا الصبیغ ومنہ منہ نفل شیخ احمق کہتے ہیں حضرت عائشہؓ کی حدیث عائشہؓ ماقتلو انفلوا قتل اللہ صلاہن و عتھان۔ ہو کہ اس شیخ احمق، یعنی عثمان کو قتل کر ڈالو۔

قرآن جمع کیا تھا، خدا معلوم یہ کون سا قرآن تھا وہی جسکو حضرت عثمان نے جمع کروایا تھا لکن اللہ نے معلوم فرمایا کہ ایمان عباد بن صامت کے جمع کردہ قرآن پر ہی سہی نہیں بلکہ متعلق تو ضعیف فرمادیتے تو اچھا ہوتا۔ اچھا اب عباد بن صامت کے متعلق علیہ السلام کی حالت بھی سن لیجئے تاکہ ان کی جلالت قدر میں کوئی خفا نہ رہ جائے۔

عباد بن الصامت بن قیس الانصاری الخزرجی عباد بن صامت بن قیس انصاری خزرجی البزیدنی ابو الولید المدنی احد النقباء بدوی مشہور نقباء میں کے ایک ہیں ابو بدری ہیں۔
تقریب صفحہ ۹۶۔

عباد بن الصامت شہد بدرا وقال عباد بن صامت بدکی لڑائی میں شریک ہوئے، ابن
ابن سعد کا احد النقباء بالعقبہ وانی ہول حدیث کہا کہ یہ نقباء عقبہ میں سے تھے رسول نے انکے
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنینہ وہیں لایے اور ابو ترغوی کے درمیان رشتہ نبوت محکم کیا تاہم عربوں
مرتدا لغنوی وشہد المشاہد کما فی الصحیحین میں شریک ہوئے۔ اور صحیحین میں باسناد کو عباد بن صامت
عن النضاجی عن عباد قال انما من النقباء الذین ہرگز وہ کہتے تھے کہ میں انمیر کی ایک ہوں جنہوں نے شہدہ
بایعوا رسول اللہ لیلۃ العقبہ وروی عن النضاجی رسول کی بیعت کی انہوں نے رسول سے کثرت احادیث
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کثیرا وروی عنہ ابو روایت کی ہیں ابوہریرہ سے ابو امامہ، انس، ابوہریرہ بن ام
امامہ و انس و ابوہریرہ بن ام حرام و جابر و فضالہ حرام، جابر و فضالہ بن اور بن عبیدہ وغیرہ صحابہ نے روایت
بن عبیدہ عن الصوامۃ وروی بسعد کی ہے۔ ابن سعد نے اپنے ترجمہ میں طبرانی محمد بن کعب بن سعید
فی ترجمتہ میں طریق محمد بن کعب القزطولی زعمی روایت کی ہے کہ عباد نے عبد بنی میں قرآن جمع کیا تھا اور
جمع القرآن فی محمد النبی وکذا وادخلہ البخاری وہیں بخاری نے تاریخ میں لکھا ہے اور وہاں سے محمد بن
فی التالیف من وجہ انہ من محمد بن کعب وزاد کتب روایت کی ہے محمد بن یحییٰ کہ محمد بن یحییٰ بن یوسف
فکتبہ یزید بن ابی سفیان فی عصرہ احتاج نے عمر کو لکھا کہ اہل شام ایسے آدمی کے محتاج ہیں جو
اہل الشام من ان یعلمہم القرآن ویفہم انہیں انیسیم قرآن ہو تو عسکنا عباد اور

خارسل معاذ اور عبالج و ابوالدرداء و اوصافہ ۲۶۹
ابودرداء کو بھیجا۔

حضرت عسکریہ بن عباس کی تہذیب و توصیف اس باب سے کی ہے ان کے متعلق انھوں نے اس وقت کہا ہے
امیر معاویہ سے خطاب کے مرتبہ چلے آئے تھے اور حج الی مکہ تک فتح اللہ اورینا لست فیھا ولا اصابا الم وکتب
الی معاویہ الامامۃ لک علی عبادہ (استیاب ص ۵۴) سب ان وہیں جا رہے تھے اس زمین کا خدا پر کرک
جس میں تم یا تمھارے اہل انھوں لوگوں سے کہ لکھا کہ تمھاری کوئی حکومت عباد پر نہیں ہے۔

ابن ابی بکر معلوم ہو گیا ہوگا کہ صرف اہل تشیع ہی ان کو جن کو آپ صحابہ کرام کہتے ہیں نقاب مذکورہ نہیں دیتے
بلکہ صحابہ رسول اکرم بھی اس میں شریک ہیں انہیں بھی پوچھ لیجئے کہ جب تم عثمان کو ایسا سمجھتے تھے ان کے حج کردہ مکان پر
تمھارا ایمان کیونکر تھا، چلے گھر کی نسبت میں ایک صحابی کا امنا ذاکچے نزدیک اور ہوا۔ یہ تو حضرت عثمان کے
متعلق راس میں تھیں جو یکے از نہر اور خوف طول کلام کلمہ کی گئیں اب ابو صحابہ کرام کے متعلق حضرت عثمان کا رویہ چلے
فرما کر داد و تحایا غایت کہجئے اور عثمان کے متعلق ابن مسعود کا رویہ دیکھئے اور کچھ فرمائیے۔

صحابی رسول بن مسعود عثمان | الا عاشروہ بھو لا عبد اللہ دسویں (امور منکرات عثمان میں) یہ ہے کہ انھوں نے عبداللہ
بن مسعود و ذلک ان مساعزلہ الکوفۃ شخص ابن مسعود کو ان کے عہدہ سے جلا کر دیا اور اس وقت جب انکو
الی المذنیۃ بھجوا اورچ سنہین الی ان مات مہجیل کوفہ سے معزل کر کے مدینہ بھیجا تو جابر بن ابی سلمہ
و سبب خلافت فیما زعموا ان ابن مسعود جلائے یہاں تک کہ ان کا انتقال ہو گیا اور اسکا سبب جیسا کہ خیال
عثمان عن الکوفۃ ووقی الولید بن عقبہ وراہی کیا گیا ہے یہ تھا کہ جب عبداللہ بن مسعود کو عثمان نے معزل
منع الولید بن عبیدہ و ظلہ فعباد خلافت و بیع کر کے ولید بن عقبہ کو راجہ بن ثمران (ناسخ تھا) والی بنایا
الناس ہمسیدہ الکوفۃ و ذکر لہم ماحدث عثمان عدم قل الیہا الناس تا مروجہ بالناس و
تفوجت لانتکار الولید بن عبیدہ علیہم شرا کہ حیثیت سے کہیں تھیں پھر ان کے گزشتہ مروجہ امر اور
ثم یدعو انھما کہ فلا یقتابکم وبلغہ نوی عن النکیر کہ میں بیان نہ کرنا چاہتا ہوں کہ انکو کونسا کے
خبر نفی الی خود الی اللہ بنی انھما فی خطبہ نہجی پھر تمھاری بھی نیکیوں کی دعا میں بھی کوئی آئندہ نہ ہو اسکا علاج

من اهل الکوفۃ قبل سمعتم قول اللہ ثم حکوا
 تقتلون انفسکم وتخرجون فریقا منکم من حیثکم
 دعویٰ بذلک لغیان کلکلب الولید بن لک الی
 عثمان فاشخصه من الکوفۃ فلما دخل مسجد
 الذی امر عثمان غلاما له اسود فذفع ارجح سعید
 واخرجه من المسجد ورجی بہ الی الاویض واصر
 باحرار مصحف وجعل منزله محبس
 عند خطاء اربع سنین الی ان مات تاریخ نہیں
 سعید کے مصحف کو جلانے کا حکم دیا، ان کو گھر میں قید کر دیا جہاں سے وہ نکل نہ سکتے تھے اور چار سال تنہا ان کو
 کچھ بھی نہ دیا جس سے وہ بسر کر سکیں یہاں تک کہ ان کا انتقال ہو گیا۔

اس تاریخی واقعہ سے چند باتیں متبادر ہیں، ایک تو یہ کہ صحابہ کرام کے نزدیک صحابیت کی کوئی قدر نہ تھی
 ورنہ ابن مسعود اور ابوذر رحمہما اللہ صحابی یوں مظلوم نہ کر دیا جاتا، حضرت عثمان صحابی کی کوئی قدر نہ کرتے تھے
 مگر یہ ان کی سنت کے خلاف تھے صحابہ کا حکم نافذ کرنا ہی اور ان کی توہین کرنے والے کو مومن نہیں جانتا اس کے
 معنی یہ ہیں کہ ان تینوں میں صرف صحابیت تھی باقی اس سے محروم تھے، دوسرے یہ بات معلوم ہوئی کہ عند اللہ
 ابوذر ہوئے تھے جن کی گواہی ابن مسعود نے مجھ سے ہوئے مجمع میں دی اور غلط نہ تھا ورنہ اس مجمع میں کوئی تو روکنا،
 پھر چراگم منکرات پر مبنی ہو اس کے متعلق کیا خیال کیا جاسکتا ہے ہم تو وہی کہتے ہیں جو ابن مسعود صحابی رسول
 نے کہا، تیسرے یہ کہ ابن مسعود صحابی معزول کر دیا گیا اور ولید بن عقبہ منافق اور ملعونہ کی جگہ پر
 بیٹھا گیا حالانکہ اس کے فسق کے متعلق قرآن کی آیت ان جلاء کما فاسق ذینوا، آجگ گواہ ہے، اس کو
 سوا فسق بہت کے اور کیا کہہ سکتے ہیں اور مومن تو کبھی فسق نہ ہوتا نہ ہو نہیں سکتا اب ہر چہ لقب تجویز کر لیجئے۔ چوتھے
 یہ کہ ابن مسعود ابوذر صحابی ہونے کے لئے گئے اس سے جلالت صحابیت کا فی آشکارا ہے۔ انہوں نے یہ کہ قرآن مجید جو
 ابن مسعود کا حق کیا تھا ابوذر کو ملا دیا گیا۔ اور پھر قرآن کی محبت کا دعویٰ ہر قدر پر اس کو سوا کرامت فطانی کے اور

لکھا جاسکتا ہے، اب آپ ہی بتائیے کہ جن شخص قرآن کی یہ قدر ہے اسکی عزت کوئی مومن کیونکر کر سکتا ہے۔ آخر حضرت عثمان میں کون سے سرفراخیے پہگے جو سہ تھے۔ کہ ان کی صحابیت کے آگے ہم صحابی ہو چکا رہ نظر آتے ہیں اور نہ انت سوالن میںوں کے کسی کی صحابیت کیلئے فراد نہیں کرتے، کیا ابن مسعود کا جمع کیا ہوا قرآن قرآن نہ تھا پھر عثمان کو جو شرف دیا جاتا ہے اس میں ابن مسعود کا حصہ کیوں نہیں لگایا جاتا۔ مگر یہ کہو کہ لٹہ بستی مانع ہو اور اموی نیکو خدائی روکتی ہے۔

ابن مسعود کی حالات قدر کتبہ حال میں | استیعاب واصابہ اہل سنت میں اس صحابی کے درجہ کئی صفحوں پر میں مگر میں بسبب طول بیان بعض باتیں ان میں سے اسجگہ درج کرتا ہوں تاکہ ان کی حالات قدر سے دنیا آگاہ ہو۔

وقال النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم من سیرہ
ان یقرا القرآن غضا لکما انزل فلیقرأ علی
قراۃ ابن ام عبد وکان یلزم رسول اللہ صلی
صلیہ (اصابہ ص ۳۶۹)

رسول نے فرمایا کہ جس شخص کو اس بات میں خوشی ہوتی ہو کہ وہ قرآن کا سطرچ پڑھے جس طرح وہ نازل ہوا ہو تو اسے چاہیے کہ وہ قرأت ام عبد (ابن مسعود) پڑھا کرے، ابن مسعود رسول کے ساتھ ساتھ رہتے تھو اور انکی جوتیاں اٹھاتے تھے، اب آپ کو پھر چلیگا کہ قرآن بن مسعود کیوں جلایا گیا صرف اسلئے کہ اپنی پالیسی کے آگے اور اپنے نفع کے سننے مخالفت حکم رسول کوئی چیز نہ تھی، جلایا اسلئے گیا کہ وہ ہوگا نہ لوگوں کو تنزیل حقیقی معلوم ہو سکی، یہ سنی دشمنی قرآن و رسول و خدا۔ اب کہاں پر وہ ایمان! انقرآن نہ رہا ہم بھی دکھیں۔

عن ابی موسیٰ قال قدمت انا واخی من الیمین
وما نری ابن مسعود الا اندرجل من اهل بیت
النبی لما نری من دخولہ ودخول ام علی النبی
(اصابہ صفحہ ۳۷۰)

ابی موسیٰ کہتے ہیں کہ میں اور میرا بھائی یمن سے آقا تو میں نے
ابن مسعود کو اس کثرت سے رسول کے ہاتھ سے جاتے ہوئے دیکھا
اور ان کی مال کو، کہ مجھے خیال گزرا کہ یہ شخص البیت
نبی میں سے ہے۔

واخرج من طریق الحوت عن علی رفعہ لو کنت
لاحد بغیر مشرود لا امرت ابن ام عبد وعلی
بعد النبی لست شہد فتوح الشام وسیدہ عمر وکافو

طریق حافض کہتے ہیں کہ رسول نے فرمایا اگر میں کسی کو میرا پیارا
شورہ کے توجہ میں ام عبد کو میرا پیارا مطلب صرف جلالت
ابن مسعود کا تھا تاہم وہ حدیث میں گھٹا نہیں نظر ہوا اور نبی رسول

لیعلمہم اور درنہم وبعث عاراً امیراً قال فتح شام میں شک ہو کر عمر نے اہل کوفہ سے ابن مسعود کو بھیجا کہ
انہما من النجباء من اصحاب محمد فاقدر لہما دو لوگ امویوں کے ہیں جن کو عمر نے بھیجا ان کے لئے یہ بھی کہا
(امام مسعود مذکور) کہ یہ دونوں نجباء اصحاب محمد ہیں لہذا انکی اقدار کرو۔

کیا کہنا اس سنت عری پر قیام کا کہ حضرت عمر قرائتہ کا حکم دیں اور حضرت عثمان زود کوب فرمائیں اور ان کے
قرآن صحیح کو خاکستہ بنا کر چشم انداز میں سرسری لکھیں، حالانکہ انکی بعیت اسی بات پر ہوئی تھی کہ آپ سنت
فخیض پر قائم رہیں گے۔

ومن طریق یبار عن ابی وائل ان ابن مسعود راہی رحلاً قال سبیل اذا لم فقال ارفع ازادک
طریق ایار سے ابی وائل سے روایت ہو کر ابن مسعود نے ایک شخص کو دیکھا جس کی ازاد زمین پر لڑتی چلتی تھی تو ابن
مسعود نے کہا اذا انا انا سبیل (کیونکہ ملائم غور سے تھا) اس
شخص نے بھی کہا تم بھی انا سبیل انا سبیل (ابن مسعود نے جواب دیا کہ
الوجل ویقول افر علی ابن مسعود میں تجھ سا تو نہیں، یعنی میری ازاد زمین نہیں لڑتی، پیغمبر
عمر کو جب یہ بھی تو انھوں نے اس شخص کو جو ابن مسعود سے کلام ہوا تھا ارادہ کیا کہ تو قول ابن مسعود کی رد کرتا ہے
اور جواب دیتا ہے۔

لاحظہ کیا آپ کہ صرف ابن مسعود کو جواب دیا تھا جس پر شخص شبانگہ اور حضرت عمر نے کہا کہ تو ابن مسعود
کی رد کرتا ہو، مسلم حضرت عثمان کی کیا گت ہوئی اگر اس وقت حضرت عمر زندہ ہوتے جب عثمانی فرمان
ابن مسعود کی سپیلیاں توڑ رہا تھا۔

(خود حضرت عثمان عبدالرحمن بن عوف کو منافق کہتے تھے)

وذات ان الصحابة لما اتهموا علی عثمان بما لحد اور یہ سوت جب صحابہ رسول نے عثمان سے انتقام لیا کیونکہ
صحابہ عبدالرحمن بن عوف نے تولیت الایلاف اختیار کیا انھوں نے عتق بن عتق میں انھیں (میر انہم) یہ صحابہ کیسے تھے
فندم علی ذات وقال انی لا اعلم ما لک و ان انکی مالت تکیس ہی انکی نزدیک یہ مسلمان تھی و کافر
الامر الیکم فبلغ قول عثمان فقال عبد الرحمن حضرت عثمان تنہا تھے اور صحابہ ایک گروہ بددب و شتم

منافق وان ملا یا بل ما قال فحلف ابن عوف لا یکلہ انکے مکمل پر تمنا ہوا تھا اب بزرگ کثرت آرا کو ملحوظ رکھتے ہوئے

ما عاش ومات على هجرة -
فیصلہ کہیے گاجیا سقیفہ میں ہوا، مصلحتی عبد الرحمن ابن

عون پر خطاب کیا کہ: کیا تم نے میرا نصیب نہیں بزرگ کا دیکھا تھا عبدالرحمن اپنے کئے پر آدم پور پہنچے تو آؤ انھوں نے کہا

کہ میں نہیں جانتا کہ اب کیا ہو چکا تھا راول جاہر کہہ کر واجب یہ عثمان کو معلوم ہوا تو انہوں نے کہا عبدالرحمن بن عوف منافق

ان کا ایمان کیسا تھا۔ ۹

ان واقعات کے علاوہ عوام کے مظالم اور ان کا اخراج اشتراک کی ہنس کرمیت وغیرہ وغیرہ وہ خبریں ہیں جو

علامہ اسکندر علی فاضل فاسق و ناجر کہا جائے اس بات پر بھی نشی ڈالتی ہیں کہ یہ لوگ محاسب کی خود کچھ قدر نہیں کرتے تھے

اور یہی وہ بات ہے جسکی شکایت مدیر النجم سا با فہم ہے کرتا ہے۔

اب جو اب کہاں لوگوں کے ایمان کے متعلق ہو جو صحابہ میں فتنہ کرتے تھے وہی جواب ہمارا بھی سمجھئے۔

اہل انصاف متوجہ ہوں، چنانچہ رائدات کے دیکھنے سے ثابت ہوا یہ کہ بھی کہ اسلاف اس

گروہ کے دنیا طلبی اور ربرستی میں اسے اندھے تھے کہ وہ نہ طبیعت رسول کی محبت کر سکتے تھے نہ رسول کی اور نہ قرآن کی

(۱) کا قتل دولت ختم اور ان کا کعبہ زلزلہ ہوا، ورنہ تم کو آج جتنا نقصان پہنچا رہے کہ اگر ملک اکھڑتا مسکتا تو

عظمت کے لئے عظمت کرے گا۔ اے اللہ! ہمارے لئے اور ہر مسلمان کے لئے اس غفلت و گمراہی کے سلسلے میں توفیق عطا فرما کہ وہ تیرے بقوت

فہم اے مولا! کہ شیعہ تو یہ فرمایا ہے، ہم نے کہا کہ کلمہ آگاہی ہو اور نہ ہو۔

نیکوئی تانہ جلال کے مال کے اوصاف تمام ہندو اور مسلمانوں کی عقل و فطرت پر

میں نے یہ سب سنا دیا اور وہ بھی میری طرف سے بے خبر ہو کر رہ گئی۔

ان کے سنی صفت یہ ہیں کہ اسی عالم میں وہ

۴۔ یہ کہ اگر ختمِ اہلبیت کا تہجد پڑھ لیں، تو ان کے ہاں رکھیں گے، جس سے ہم کہ قاطعاً جہنم اور شہنشاہ

[illegible]

اسلام کی ساری باتوں کا یہاں سے ہی اسی اللہ پر ہے۔ یہاں سے ہی ساری باتوں کا یہاں سے ہی

اگلے رسولِ مسلمہ رواہ بھی موجود ہیں اور اس لئے وہ بعد از کتاب باری بھی جلتی ہے۔

زیادتی کسی حالت میں اس کے بغض سے پیدا نہیں ہوتی۔ تعالٰیٰ لاہم کہ اگر اس کی مذمت بھی گناہ ہے یہ بڑی بڑی برائی بھی حرام ہے۔ معاویہ کا کوئی ذکر بھی نہیں کیا کہ بعد میں ہونے کے علاوہ صحابی رسول بھی تھے اور صحابہ کو کچھ کھانا فرما کر توفیق میں قبول الخیر قریح کرنا جو موردِ ایمان کا کھودینا ہے پھر اپنے شخص کیلئے تو یہ جرم اور سنگین ہوگا جو کہ تب ہی بھی مشہور ہو کر صحت پائی ہو، اور اس کیلئے اعتبار سے حضرت رسول کا ایمان بھی جانا ہوا دکھائی دینا ہو کہ نہ آپ کی قدیمین معاویہ کے بارے میں کافی سے زیادتی میں۔

ابھی میں نے جس نے زیادہ ذکر کیا اور رسالتِ خلافت میں جس کی بزرگداشت کی گئی ہے وہ بھی باوجود دشمن رسول ہونے کے معاویہ کے صحابی کی اصل مسوداتِ مختصراً اس کے اس سے یوں ظاہر کیا ہے اور اس وقت جب عداوتِ خط و لکھ بدتر سے بدتر لڑائی میں علی بابا بطلاب علیہ السلام ملا ہے تو یہ سب سب سے بدتر یعنی نفرت تھے تو زیادتی ایک خطبہ پڑھا کر رکھا۔

الحجۃ بن ابی اکلہ لا کلام کو کھفت اتفاق ہو گیا ہندو گرو خدا کے بیٹے کو یہ تو یہی کہتے ہیں کہ ہفت تھیں ہندو مت میں
الاحزاب کتب الیٰی فیہم حتی۔

لا سرگروہ چھوڑ دیا گیا۔

یہ عبارت طبری ص ۹۷ جلد سوم سے صرف اس لئے میں نے نقل کی کہ ان صحابیوں کا منافق ہونا ہر دست و دشمن پر ظاہر تھا اور ایہ الزام کہ اہل تشیع کا یہ اتمام پر غلط ہے یہ لوگ تھے ہی منافق اور منافق جیسے کہ کوہنہ اتفاقاً لافز کوہنہ اور داعی لا یجہاد الامم ولا یضرب الامم اتفاق معاویہ کے اتفاق کو اور واضح کرنا ہے اور پھر جنگِ خیبر کا۔ قتال اس نفاق پر اور روشنی ڈالتا ہے کیونکہ منافقین سے جنگ کا حکم رسول کو تھا جس کو علی نے ہوا کیا یا ایہا الذی جاہدا لکفار و المنافقین "معلوم ہے کہ رسول نے صرف کفار سے جہاد کیا اور یہی دشمنین نے منافقین سے جہاد کر کے تبلیغ کی گئیں کر دی۔

اب تو معلوم ہو کہ تمنا ہمیں منافق نہیں کہتے بلکہ دوست دشمن سب اس کو ہم کو از نظر آتے ہیں اور رسول کی حدیث اور علی کی جنگ تا یہی دستہ لڑتی ہے۔
"باتی آئندہ"

انجم کی فتنہ انگیز دروغ بانی

ایک استدلالی مضمون اور برہانی تحریر غیبتہ نجباء و اہلبیت محمد مصطفیٰ کی طرح میں ماہ ربیع الثانی کے سہیل بن میں سب سے معروض شاعت میں آیا تھا جس میں ڈاکٹر انجم کے امام (بخاری) کی نقل کروں حدیثیں پر تبصرہ کرنا اور یہ امر دکھایا تھا کہ ڈاکٹر اور اسکے ائمہ معنی قریش کی محبت میں ایسے سرشار و غافل ہیں کہ انھوں نے جلد قدر کا شرف جناب سالت کتاب کے مطلقاً لحاظ نہیں کیا اور اندراج نبی کی طرح سرائی میں ایسی حدیثیں رکھ دی ہیں جن میں سالت کتاب کی محصور تصویر غافل کے قالب میں اور شہوت پرست کے پیکر میں نظر آنے لگی حالانکہ اس رسول ان بنو ہاشم سے اس طرح پاک و صاف چڑھتا ہے جتنی کہ امتیہ شہادت رکھتا ہے اور اعتراضات وہاں سے ڈاکٹر انجم کے ہر کیف میرے اس مضمون کا جواب ڈاکٹر انجم نے اپنے رسالہ میں اس سرخی کے تحت میں تحریر کیا ہے۔ (سہیل کی شرانگیزی نگاہیں) حالانکہ اس مضمون کو پڑھنے سے معلوم ہوا کہ ڈاکٹر انجم نے اصل مضمون کا تو کوئی جواب نہیں دیا ہر اں ایک ذخیرہ سبب شتم کا جمع کر دیا ہے اور عاجزی کے وقت بطریقہ اسکے اسلان کا تھا اسی طریقہ و سنت پر عمل پیرا ہوا ہے البتہ کہیں پر میرے نام سے تعریف کی ہے اور کہا ہے (جائے اشد کے بندہ چونکہ حسین کا بندہ ع آگاہ فرست آں ننگ من ہست)

حالانکہ ناقد احمدا اپنے گریبان میں منہ ڈال کر شرما نہیں اور سمجھتا نہیں کہ اعلام میں مطلقاً مصلحت مراد نہیں ہو کرتے ہیں۔ علاوہ بریں عبد حسین بعنوان مجاز اگر ہو تو کیا برا ہے اسے کہ لغت میں عبد یعنی غلام ہے اور ہر مطیع اپنے مطاع کیلئے بمنزلتہ غلام ہو کر رہے لہذا میں بھی غلام حسین ہوں پھر خدا کا بندہ ہوئیے مٹانی بندہ حسین ہوا کیونکہ ہے حالانکہ احادیث و روایات کرتے ہیں کہ خداوند عالم نے خدہ نجباء محمد علی وفاطہ و حمزہ و حسین ہی کے توسط سے عالم کو پیدا کیا ہے اور انھیں کیلئے خداوند عالم نے پیدا کیا ہے پھر شکوہ کے معنی ستورہ باندک علف میسر کنندہ صراح میں مرقوم ہے اور صاحب قاموس یوں مرقوم ہے (الشکوہ ما یبہ تسن علی تلہ العلف) اب ڈاکٹر بندہ ستورہ کو شرم کرنی چاہیے اور اسے وہ چاہیے جو تھوڑی سی گمانش کھاکر فریب دہا ہے۔

عقیدین کے مقابل عبد سمود ہونے پر ناز نہ کرنا چاہیے ج۔ ائمہ فرست آن نگ من است)
 بعض تمام پراڈیشن نے آیتہ تطہیر کا شان الہیت میں ہونے سے انکار کیا ہے چنانچہ لکھا ہے (کہ
 آیتہ تطہیر ہرگز عقیدین کی شان میں نہیں ہے لہذا نہ ہو سکتی ہے) حالانکہ اسکے بزرگوں کی کتاب میں ان احادیث
 کے سلب دیز میں نہیں یہ لہر دکھایا گیا ہے کہ یکایت شان الہیت محمد میں نازل ہوئی ہے۔
 چنانچہ صواعق محرقة صفحہ ۵۸ میں ابن حجر لکھا ہے۔

المفضل الاول فی الايات الواحدة فيهم كناية پہلی فصل ان ليات میں ہے کہ جو شان الہیت میں نازل ہوئی
 الاولیٰ انما یروى الله، لیدھب عنہم الحسن ہیں۔ پہلی آیت آیتہ تطہیر ہے انامیرہ انجوہر اینست کہ
 اهل القبۃ ویدھم کہ تطہایاہ اکثر اراک کا ہوا شد تعالیٰ کہ تم سے جس کو دھو کر کے الہیت
 المفسرین علی غایت علی وفاطمة والحسن محمد ویدھم کہ کرس اس طرح جس طرح حق پر پاک کر دیا کہ اکثر
 والحسن علیہم السلام لند کو ضمیر عنکہما واجب مفسرین نقل نہیں اس امر کہ یہ آیت شان میں علی فاطمہ
 حسن حسین کے نازل ہوئی ہے دلیل اس پر ضمیر فکام ویدھم مائری کی تذکرہ ہے اسلئے کہ اگر از دہائیہ ہوتی تو ضمیر کے
 جمع مؤنث کا استعمال کیا گیا ہوتا۔

یہ اسکے علامہ ابن حجر احادیث کا ذکر کرنے میں نہیں یہ مضمون صریحاً موجود ہے کہ آیتہ تطہیر شان الہیت میں ہے ملاحظہ
 ہیں یہ سلسلہ رواۃ بقر من انصاف حضرت کیا جاتا ہے۔

اخریج احمد بن ابی سعید الخدری انھا نزلت احمد بن ابی سعید خدری سے روایت کی ہے کہ آیتہ تطہیر محمد و
 فی خمسۃ النبی علیہ السلام علی وفاطمة علی وفاطمة حسن و حسن علیہم السلام کی شان میں
 والحسن والحسین۔ نازل ہوا۔

واخریج ۸ ابن جریر مرفوعاً بلفظ انزلت ابن جریر نے مرفوعاً ان الفا میں روایت کی ہے کہ آیتہ تطہیر نازل
 حذو الاية فی خمسۃ فی علی والحسن والحسین کی گئی ہے جناب محمد مصطفیٰ علیہ السلام کے شان میں اسکو
 وفاطمة اخریجہ بطریق لایقاً۔ طبرانی نے لکھا ہے۔

ولسنا نزل علیہ علیہ وسلم او دخل مسلم نے روایت کی ہے کہ حضرت مسلم نے الہیت کو اپنی جانب

اور نہ وقت کساء علیہ وقرعہ نہ کلائیہ اور عائی اور اس آیت کی تلاوت فرمائی۔ امدادیت
 وضع افہ علی اللہ علیہ والہ وسلم جعل علی صحیحین مایہو اے کہ حضرت رسول نے علی وفاطہ
 ہو کر کساء قال اللہم ہو لاء اہلبیتی وحق حسن و حسن کو چاہو اور عائی اور فریالہ صوبہ پر دیکھا
 اللہم یتھم الخیر طوہم تطہیر اوقات اہلہ یہ ہے البیت اور قرآن پڑھیں ان سے حسن کو دیکھا
 انامہم قال نہ علی خیر۔ وقی روا یتہ قال اور ان کی تطہیر فرما جو حق ہے تطہیر کا۔ ام سلمہ زحیر کفھا
 صدقہ طوہم الخیر طوہم تطہیر اوقات اہلہ نے عرض کیا کہ میں بھی انہیں کے ساتھ ہوں گے نہ تو فرما
 سلامہم وعلو من عاد اہلہ کہ تم خیر ہو اور ایک روایت میں یہ لفظ تطہیر خیر خیر
 فرمایا کہ البیت سے رٹے والوں سے رٹو لالہ ہیں اور صلح کرنے والوں سے صلح کرنے والوں۔ اور ان کے
 دشمن کا دشمن ہیں۔

وقی آخری جتنی جگہ کساء و وضع یہ علیا ایک روایت میں ہیں کہ حضرت نے ایک چادر پوشے یا جو
 تم قال اللہم ہو لاء اہلبیتی وحق حسن و حسن کو چاہو اور فریالہ صوبہ پر دیکھا
 وہو کلاک علی لاء محمد انک حمید مجید ہ۔ رحمت اللہ اپنی بہترین پناہ نازل فرما تو حمید مجید ہو۔

اور یہی بہت سی روایتیں ہیں کہ جو عن طولی سے ترک کی جاتی ہیں۔ ان حدیثوں سے ثابت ہو گیا کہ اگر
 تطہیر ان میں سے کسی کے آزل چاہو۔ شان میں لزواج کے آزل نہیں ہو لہے و نہ ام سلمہ کو چاہو کے اندر جانے
 سے رسول اللہ منع فرماتے۔ اب اور علماء کی کتابوں سے کچھ حدیثیں اس مطلب پر نقل کرتا ہوں ملاحظہ فرمائیے۔
 تذکرہ سبط ابن جوزی صفحہ ۳۳ عن عائکہ ابن سبط ابن جوزی نے مذکرہ صفحہ ۳۳ میں مذکور یہ اسقع
 اسقع قال ایت فاطمہ اسلھا عن علیؑ سے روایت کی ہے کہ کہ ان میں جناب فاطمہ کی خدمت میں
 فوجہ الی رسول اللہ مجلس انظر لا واذا حاضرہا آگہ علی کے تعلق درایت کہیں۔ پس بعد
 برسول اللہ قد اقبلی ومعہ علی والحسن والحسین دعاوت جمعہا کہ حضرت علیؑ کی خدمت میں گئے ہیں
 فھاخذن بیدک لواءہ فھم حتی دخل الحجر پس وہی نظر میں ان حضرت کے پیچھے گیا تاکہ جناب
 طہل الحسن علیؑ فھما الیمین والیسر علیؑ کے ساتھ آپ علیؑ کی خدمت میں گئے تھے ان کے

اللیسوی واجلس علیہ واطلب من یدہ یشتر منہ من کما یتاجا ہے پس تھیں ہر شے پر
 لے لیا ہر کھانہ ہم شہید شہر قریہ انعام دیا
 لیدہ یتکم للرجل من اللہ یتعلم کما یتعلمنا
 شعلہ لہم وکما علیہ حقہ
 اور فرمایا اے یہ تمہارا نام پر دیا اسکا کلمہ غفران
 اور فرمایا کہ میری اہلیت میں حقیقتاً۔

اس حدیث میں تو لا و تہا جناب رسالت کے بیان کر دیا گیا ہے کہ آپ سے رسول اہلیت محمد کے سوا کوئی اور نہیں
 ہو۔ مگر اگر دیکھیں کہ جو بعد ازاں کسان معاویہ کے مافیہ ذہم ہو گئے ہیں تو یہ اسکی قسم کا قصور ہے۔ شعر
 گز بنید ہمد شہر چشم
 چشمہ آفتاب راجہ گاہ
 طلب رسول فی عقب کل رسول فہم ابن محمد بن محمد شافعی سلم کی سند سے نقل کرتے ہیں۔

عن عبد بن حنیف قال سئل عن انا وصالح
 عن عبد بن حنیف عن مسلم بن عبد الرحمن
 قال جلسنا الیہ فقلنا لہ صلی اللہ علیہ وسلم
 ختمنا علیہ ساری رسول اللہ وسعت مدینہ
 وغزواتہ وصفت خلقہ فقلنا لہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کما یحضرنا لہ نبی ورسول من رسول اللہ
 قلنا ہاں انہی قد کبروا عنہم عنہ صلی اللہ علیہ وسلم
 یعنی الذی کنتا من رسول اللہ فقلنا لہ صلی اللہ علیہ وسلم
 ولا فلا نکلیہ ثم قال فہم فیما رسول اللہ وخطبایا
 یدخلون منہ ولانہما علیہما الناس انما
 بشروہ وکانت ان یا تغنی رسول ذی خلیف
 ولان تارک فیکہما الثقلین اولہما کتاب اللہ
 زیرا بن حنیف بیان نقل ہیں کہ میں اور حسین بن سید محمد
 عمرو بن سلم ایک مرتبہ زید ابن ارقم کی خدمت میں گئے ہیں
 جب ان کے پاس بیٹھے حسین نے کہا کہ زید بن ارقم
 حاضر کیا۔ رسول اللہ کو دیکھا اور انکی حدیث میں اسکی
 ہر اغزوات میں شریک ہوئے۔ اور خاندان میں ہیں
 انکے حکم کے بعد انکے خیر کثیر اپنے محل کیا جو کچھ رسول
 اللہ سے سنا ہوتے اسکی بیان کرو۔ زید ابن ارقم نے کہا
 کہ ہر بار میں بڑھا ہوا گیا زمانہ رسالت کا بعد ہر بار ہو گیا
 اور بعض حدیثیں ہوا تو میں پہل بچا نہ دیا جب کہ میں سے
 بیان کروں اسکو قبول کرو۔ اور محمد بیان کر سکوں اسکی
 تخلیق نہ۔ پھر کہ ایک روز خطبہ پڑھتے کئے رسول اللہ
 کبر ہوئے ایک بلانی چمکے ہم کہتے ہیں۔ در بیان کراہ

قلنا لزيد من اهل بيته نساوا قلنا اسم الله في لوكرم اشرف النبي زليخه هو اسوق ماوي في زبير
 اهل الطريقه تكون مع الرجل الصالح والاهل من الله في سواك ليكلا الهيت محمد بن علي اهل من انما علي
 يطلعها فارجع لان ابها وقولها اهل بيته زبير كما انهم اهل من انما علي زبير في سواك ليكلا الهيت محمد بن علي
 اهل بيته واهل بيته الذي هو مو الصدوق في خصوص زمانه في سواك ليكلا الهيت محمد بن علي في سواك ليكلا الهيت محمد بن علي
 في سواك ليكلا الهيت محمد بن علي في سواك ليكلا الهيت محمد بن علي في سواك ليكلا الهيت محمد بن علي في سواك ليكلا الهيت محمد بن علي

اسی ہدایت سے زیادہ میرے کو کسی ہدایت پہنچتی ہے۔ اس میں نہ تو نے کوئی قسم کھا کر الہی بیت محمد سے تعلق کو
 خارج کر دیا ہے اور بتا دیا ہے کہ اہل بیت رسول مجاہدین کے قرابتدار لوگوں کے کوئی دوسرا نہیں ہے اور علیؓ کا طہر
 حسن و حسینؑ سے زیادہ غریب قرابتدار رسول امیر کے لئے کوئی نہیں ہے لہذا میں لوگ صادق یہ تلمیح میں نہایت
 اس سے اس حکم پر کہ اتفاق جملہ فرق اسلام پر تلمیح اہل بیت میں ہونا چاہی ان کا کیا تاہا کہ اتفاق
 کو یہ سمجھ میں آجیگا کہ اور میری اتفاق سے اتفاق میں ملے اسلام پر اور میں نے نہیں کہ جو لوگ واقعی اسلام
 میں خلوہ اہل سنت میں ہیں خلوہ اہل تشیع میں سے ہیں ان کے بعد کا اتفاق یا ملت چھوڑ چکا یہ تلمیح
 شان میں نہ نجا کے ازل ہوا چاہے اب اگر شاہ بہار اختلاف کریں تو وہ قانع اتفاق نہیں۔ طلوعہ بریں
 اختلافات حادث ہوا ہے بعد کہ بعد اتفاق سابق ہے اور اختلاف لاحق اتفاق سابق کیسے قطع نہیں ہو سکتا۔
 لہذا اس جملہ فقرے سے میری اصل مسند شن کے واضح ہو گیا کہ یہ تلمیح شان میں محمدؐ علیؓ و آلہ و صحبہ و پیغمبر
 علیہم السلام کے نازل ہوا۔

اذا لم يكن لادع على صحبة فلا غرو ان يرتاد الصبح سفر

”محمد بن الحسین رضی اللہ عنہ“



تصحیح مسودہ نوشتہ کے رسالہ میں صفحہ ۱۲ سطر ۱۳ یوں ہے ”فقط المسک“ کے قطعی المسک شانیہ و صحیح
 نظریں صحت فرمائی۔

مَعْرِفَةُ الْفَلَاحِ

”بلسلہ اسبق“

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قول اخیر پہلے عرض کے جواب میں انجمن تین باتیں لکھی گئیں۔

(۱) لفظ پیر یا پیر حضرت عرفی مدینہ کا قول نہیں ہے پر دشمنین تحقق صاحب کو لکھنے مذہب و علماء مذہب کی کچھ بھی لای ہو تو کتب الہدایت سے صحت ایک مستبر روایت بسند صحیح پیش کر دیں جس میں یہ لفظ حضرت عمر کا مقولہ ہو۔

سہیل آپ صحت ایک روایت اپنے ہاں سے غیر صحیح ہی اسی سی پیش کر دیں ہیں یہ کہ حضرت عمر نے یہ لفظ نہیں کی اپنی بات پر ہائے آپ کے فیصلہ دیکھتے آپ کی زندگی اسی تئیں ختم ہو جائیگی اور آپ کی اسی موت زندگی بھر لے گئی جیسا کہ انجمن کا ذیقعدہ کے صفحات پر وہ حدیث لکھی ہوئی ہو جس میں حضرت عمر سے من قول کی گئی ہو اور اگر آپ ایسا نہ کیا تو سوائے انہی کذیب کے آپ کا اصل زندگی کچھ نہ ہوگا۔ ہم کہاں تک لکھیں اور کیونکر آپ پر ثابت کریں اور بخانہ لکھنے انجمن ہم بائبل کو ایک غم مخور ثابت کر دیا ہے جو ہندو لکھتے نہ آتے آپ کی ہر شے پر عالم کو لگا پھل کھجے ہاں نہیں ہر شے میں کچھ حضرت عمر کا وجود ہے اور آپ بلا وجہ کا فرق نہیں لگاتے اگر آپ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ تمام ہندو لکھتے یہاں بیٹری اگر حضرت عمر کا آخری قاتل ثابت فرمائیں ہر کچھ لکھتے لیکن جو بشر کو موجود نہ ہے آپ کی یاد شاہد نہیں کہ آپ کی رہتھا اور خیر ہے کہ خدائے مہربان میں لکھا تھا وہ روایت کے اثبات کیلئے کافی تھا خصوصاً صاحب سیر الراوی کا قول عام الاختلاف لا الذی وہم عندہ کما راجع فی الاخبار الصحیحۃ من ان الذی قال فی مرضہ اتیونی بدواۃ الکتب لکم کتابا لا یقتلون بعدی فقال عمران الرجل لیحرق حسیا کما قال اللہ یعنی وہ اختلاف جو نیچے کے ساتھ واقع ہو چکا ہے اختلاف صحیح میں ہندو کہ نیچے اپنے مرض میں کہا کہ میرے اس دواۃ لکھتے ہیں یا ایسا فرشتہ کھدو میں کہ ہر کچھ ہرگز نہ دہے تو عمر نے کہا کہ سناؤ اللہ یہ دواۃ لکھتے ہیں خدا کی کتاب میں کئی ہے اس عبارت سے صاف آتا ہے کہ

ایک شخص صحیح نہیں بلکہ بہت سی غریب صحیح موجود ہیں جس پر عبارت ہو جس کے معنی میں کہ عمر نے کہا کہ ان الرجل المجبور لیکن میرے برابر اپنے مطالبہ کو جاری کئے ہوئے ہوا ہے میں لازم ہوا کہ ہم ان کی پوری تسلی کر دیں۔ غرض۔
”چور کچر گیا“ غور سے ملاحظہ ہو

وفی بعض طرقہ ای طرقہ هذا الحديث المروية عنه فقال عمران النبی علی السلام علیہ السلام
 مجبور بفتح اول وضم ثا لثاء ی یاتی ہجیون القول وھذا روایۃ الا سمعیلی من طریق ابن خلد
 عن سفیان (رسیم الرضا صفحہ ۲۷۸)

اللہ شرف ثقاتہ لعلی تاری میں ہر وہی بعض طرقہ کہانی مستخرجہ الا سمعیلی من طریق ابن
 خلد عن سفیان فقال الخ ۲۷۸ مطبوعہ مصر۔ اب اب ایک راویوں میں قبیح کو کہ ایک توفیق صحیح سے
 نکال دیں۔ یا یہ فرمادیں کہ یہ روایت ہی نہیں ہیں دونوں طرح کوئی عندہ نہیں نظر میں بجائے خود انسان کو پس گئے ہونگے
 حضرت محمدؐ کے غیر کا پڑاؤ فرمائش پوری کر دیں کہ ایک دعایت اپنے ہی دیاں سے ایسی پیش کر دیں جس میں یہ مقدمہ کہ حضرت
 عمرؓ کا مقولہ نہیں ہے۔ مجھے تو آپ کا مطالبہ پورا کر دیا۔

اور اب تمہارے منہاج السنہ میں بیان کیا ہے الثالث ان الذی وقع فی مرض ۷ کان من اھون الاشیاء
 وابتغی ما غانہ قد ثبت فی الصحیحین انہ قال لعائشہ فی مرضہ اذھی لی اباب واخلک معی اکتب
 لانی بکہر کنا بالاختلاف علیہ الناس من بعدی ثم قال یا بنی اللہ وللو منون کلا اباب کہر لما کان
 یوم النخیس ہمدان یکتب کنا یا فقال لہ عمر مالہ اھجرتک ثم ہل هذا القول من ہجرتک
 ہذا لہما اخی علی علی علی اخی علی علی موت النبی علی انکلا۔ تیسرے یہ کہ جہاں تیرا کچھ مرض کی حالت میں واقع
 ہو میں وہ ظاہر نہیں اور کچھ زیادہ متمم اہل ان نہ تقبل اسلئے کہ صحیحین میں یہ بات ہو کہ کچھ عائشہؓ فرمائی کہ اپنے
 اب بھائی کو میرے پاس بلاؤ تاکہ میں ابو کے لئے ایک نوشتہ لکھ دوں تاکہ لوگ ان کے اب میں میرے بعد قتلات
 نہ کریں اس کے بعد خود ہی فرمایا کہ خدا اور مومنین ابو کے سوا سب کے انکار کرتے ہیں جب پنجشنبہ کا دن ہوا تو آپ نے
 ایک نوشتہ لکھا کہ ابو عمر نے کہا کہ کیا زبان کہہ رہے ہیں تو عمر کو شک ہوا کہ یہ بخار کا ذہان ہے یا کچھ اور یہ بات
 حضرت عمرؓ نے فرمائی کہ اب ان پر پنجشنبہ کی موت تھی رہی بلکہ پنجشنبہ کی موت کا انکار کیا ہے بہر حال اب تم یہ بات کہ

قال استند برسول الله صلى الله عليه وسلم وجهه فقال اتيتوني لكتب لكم كتابا لا تغفلوا به
 ابدل خلفنا زحوا ولا يلغى عندني تنازع قالوا ما تانا نه ايجو قال سفتان يعني هذي استفهموه
 بسند زكوري بن سنان سے روایت ہے کہ سعید بن جبیر کہتے تھے کہ ابن عباس کہتے تھے کہ پختہ بنہ کا لون اور پختہ بنہ کا لون کیا تھا اس پر
 روئے اور اتار دئے کہ شریعے میں ایک گھر بننے کا کالے ابو العباس لیا تھا اور پختہ بنہ کا کہ اگر رسول اللہ کے درو شدید ہوا
 تو آپ نے فرمایا کہ اے میں تمہیں ایک ایسا نوشتہ لکھ دوں جس کے بتدیکم بھی گمراہ نہ ہو تو صحابہ نے نزاع کرنا شروع کیا لاکہ
 کسی پیغمبر کے اس جگہ ان نزاع نہ کرنا چاہیے تو ان لوگوں نے کہا کہ اگر پیغمبر کو کیا ہو گیا ہے ای ہجو سفیان راوی حدیث
 کہتا ہے کہ جب تک کہ معنی ہونی کے ہیں ہی کیا پیغمبر کو ان کے رہا ہے۔

ابن ابی ہاشم میں ابن ابی ہاشم نے کہا کہ میں نے اس حدیث میں صحیح بخاری سے جنگ فرمیں اور آپ اپنے نئی
 معنی سے اس کا ترجمہ رسائی کریں۔ نسیم الرافض صفحہ ۲۷ میں ہے استفهموه ای قولہم ايجو ہجو کہ استفہام
 لاکہ کاوی ايجو بضم الہاء استفهموه من توقف فی امثال استفہ بالکتا بۃ اعلیٰ یصدر عن ہجو
 هو الہذیان (صفحہ ۲۷، ۲۸) و علیٰ هذا الاصل الذی قرره من عصمتہ فی اقوالہ ونزاحتہ لا یختم
 رواۃ من مروی ہجو بدون استفہام من ايجو بضم الہاء والفحواذ معناه ہذی تکلم بکلام کثیر
 لا فائدہ فیہ ولا انتظام فائدہ من لا عرفت قدرہ علیہ الصلوٰۃ والسلام لخلی فی دینہ ولو عقلہ
 لقمہ عہدہ بالاسلام..... قال ہجو ہجو کہ ضرر ہجو الفیضہ اولہ وسکونہ ثانیہ کما فی بعض
 الشرح لہذی بالذیل ايجو من الہذیان۔

فراتے ہیں کہ ہذا ان کے معنی وہاں نہیں ملے

وجہ اول یہ کہ نہ ان کا شبہ ہی اس بات پر کہ تاہی جو غلات عقل پر ایک ہذا بنیالہ کے آخر وقت پر فرمایا
 کہ ان کے لئے وہیں ایک مسجد ہے روایت اس کے بعد اس میں کہیں یہ بات غلات عقل پر جو کہ کوئی نہ ہو سکتا
 سہیل ۱۔ مولوی علیہ الشکر صاحب یہ چاہتے ہیں کہ جو شخص رسول کو ہذاں سے نسبت دے اس کا
 عقاب ہو گا یہ بجا ہے کہ عقل کی بات ہو لیکن قدرت کو چند کہ معنی تو نہیں گواہ اس کا دشمن ہذاں کہ
 چاہئے جسکی مشیت مقرر ہوئی ہو جس نے ہذاں کی نسبت دی تھی یہی ہذاں کو ثابت ہوا آپ کی معنی کے

معنی سمجھ گئے ہوں جس کی آپ کو شکایت ہو دشمن رسول کا ہڈیاں ایسے سخی ہیں سے! معنی ثابت ہوتی ہو کیا اچھا ہو گیا اگر یہ تقریر آپ حضرت عمر سے خطاب ہو کر فرمائی تو آپ باہوش آدمی کے جاسکتے تھے۔

وجہ دوم :- یہ کہ روایت میں خبر کے بعد استفہوہ کا لفظ بھی ہے جس کے معنی ہیں کہ آپ نے دیکھا اگر خبر کے معنی نہ لے لے جائیں تو استفہوہ بے ربط ہوا تو اس پر جو کوئی مان ہو گیا اب اس سے بچنا بالکل غلط خیال ہوگا

سہمیل :- وجہ دوم میں مدبر خود تقریر سے کہ کیا کرے کہ نہ اگر وہ خبر کو ہڈیاں کے معنوں میں لیتا ہے تو استفہام کے معنی نہیں بنتے کیونکہ بقول مدبر جس کو ہڈیاں ہو گیا ہو اس سے کچھ بچنا ہو بالکل خلاف عقل ہو اور اگر خبر کو وہ اپنے دل سے ہے معنوں میں متعل کر تا ہو تو اور بھی تم ظریفی سے کام لینا پڑتا ہو کیونکہ جس پر موت کا قتال کیا جاتا ہو اس سے بچنا چاہا ہو کہ کیوں بھی اپنے انتقال فرمایا نہیں کیوں جنابہ علیہ مدبر صاحب ہی مطلب ہوا یا نہیں اور یہ تو بڑی عقل مندی کی بات ہو کہ کسی لفظ میں سے بچنا چاہئے کہ تم مر گئے یا نہیں نہ معلوم ایسی قوت جواب کو نہ گھٹا کہ استفہام کچھ حاصل ہو اب اس مطلب کے مترادف کے مدبر کی یہ عبارت دیکھو۔

لشعرا ب دیکھو جو ان کے معنی کسی خوبی کے ساتھ نہ جاتے ہیں جیسا کہ اس قدر علیہ سلم نے شدت

مرض کی حالت میں ہدایت، مہر لکھوئے کو فرما دیا تھا کہ اہم کے قلوب پر الہی گری گشتا یعد قیامت کی گھڑی گئی ہے جین دیشم لطف محبت، یا آخر شد! ہدی گل سیر ندیم بہا سا خرد۔ کیونکہ لایستی ہے

آخرقت میں کھوائی جاتی ہے لہذا انھوں نے کہا کہ اھجر استفہموج کیا حضرت اچھا ہو رہے ہیں

سہمیل :- مجھے اس شخص کی اس حرکت پر کمال تعجب تھا کہ جو اوصاف و ہوی مولویت و باوجود تفاخر علمی اشتغال رہا و بحیہ باشیب جوا ہتا کہ کامیاب ہو اور یہ نہیں سمجھا کہ میرا کان گولوں سے! قلمی کہ راہوں کا یادہ کوئی صرف عربیت جانتے ہیں یا نہیں اور تو عربان عرب کو جانتے ہیں یا نہیں کوئی شخص بلائے خدا سمجھا کہ کہ انہی ہر گز بشارت کے معنوں میں نہیں آتا یہ کام مسیح تو نہیں ہیں ہر گز ہر ماضی استعمال نہیں کیا کیا پیدا کرے گا کہ کیا حضرت اب جبار ہیں اس جلیلہ استفہوہ کے معنی کھلے ہو محض ہے سزاؤں و تشوہات فرماتے والا بھی ان کا یہ ہے کہ کیا حضرت کے انتقال کا یادہ بچہ تو بشارت کے کتبہ شیطانی یعنی میں سوال اللہ سے بچھو پونچھے اپنی جیس سے۔

بگڑے قضیہ نہ ہو کہ نہ لہ جلدی لادنی کتہ میں ہے کہ صحابہ نے اس کے دل پر الہی گری حقیقت تو یہ ہیں اس کے ہر گز

ایسے ہر گز محبت و محبت سے بچنے اور ملے جاتے تھے بنیہ کہ تل بھی حیران میں فکر لگایا اور کہہ کر اٹھ مارا کہ اسے
 یہ سبے پاس بھی لگا اور ملے گیا اور کیا آپ ہوتے تو غالباً پیش کاہ رسالت میں یہ مفارش کرنے کہ یا حضرت رسولؐ کیے لاک
 دھن کی بجائی گئی ہوا وہ جہانگاہ خواہ مخواہ جیسے کا غین نام و پرچہ تبسم نیم باز ہی مانندت جان نماز کا شریسی
 آئینہ نیت کی نصیحت و نصیحت کہ کا غنم دوات نماز کر دیتی تو ہم اچھا کہ کو کر اہم تھے میں لیکن اب تو کر اہم کا تبسم بھی ہیں کہ کہہ کہ
 تھے یا نام و کلا انسان الزمان طائرۃ فی عنقہ سوف یخرج لہ یوم الضیاع منہ کنا با منشور۔

الحکم کا تہنیت سرسبز حرج الزوایا

یہ ہیں وہ تین باتیں جن پر میری نجم کو از شہر اور دنیا ز شہر خیر و افسوس قدیم ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔

(۱) اس خبر سے کہ نہ کھولے گا الزام تھا حضرت عمرؓ بتا کہ سخت ہے انسان کی یہ حضرت عمرؓ سے منع کیا تھا

تو دوسرے صاحبِ مروت حضرت علیؓ نے اس خبر سے کہیں نہ کھولے گا الزام تھا حضرت علیؓ سے زیادہ الزام حضرت علیؓ پر پڑا کہ

کہ یہ کہ زعم شیطان کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا تقرب سے زیادہ تھا۔

سمعیل ان شاہ با شریعت سے پوچھنے کی ہر پہلے یہ بتا کہ امیر المومنین بھی دانا ہو جاتے تو دیگر

اہل بیت کے ایک وجودِ مایت میں نہ اشارت ثابت ہونے کا یہ کہ جس روایت میں اہل بیت کی لفظ موجود ہی دانا تبصر سے

علماء اہل سنت قرابت داران رسولؐ مراد نہیں لگا کہ آپؐ کی تفصیل پوچھیں گے تو آئندہ ہم اسے مسئلہ کہیں گے لیکن

ہم اگر تسلیم بھی کریں کہ موجود تھے تب بھی ہم جواب کیلئے حاضر ہیں۔ اچھا کیا پوچھا (لیکن اس کا اعتراض کی شکل میں

نہ پوچھو بلکہ مستفیدانہ لہجہ میں پوچھا وہ ہمارے اٹا دہ پر اگر تھا راول نمبر کٹ اٹھے تو میانہ کہ ان کا زندہ بار

دوستان علیؓ و ابی سلمہ ابو دولت آل محمد۔

اچھا اب ہمارا جواب منو تم سرخی (قصہ قرطاس کی حقیقت) ہفت پر لکھائے ہو کہ آجیے صحابہ کرامؓ

فرمایا کہ قرطاس میں کاغذ لاؤ میں ایک تحریر لکھواؤ جس کے بعد تم بھی گراؤ (نہ) اب جیساں جلد کے مخاطب صحابہ کرامؓ

ہو تو حکیم طاعت صحابہ کرامؓ سے متعلق ہوئی قرابت داران رسولؐ اور اہل بیت رسولؐ صلا اللہ علیہم و آلہم

پھر حضرت علیؓ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان اس کا غنم کھولے۔ ایک صحیح الذراغ شخص سبغہ روعہ جناب باری کا تہذیب و

دو ملا خوی خلیفہ کا اردو سر نہیں اٹھا سکتا، مصلحتاً جب زید پر لکھا دیا واجب پڑا تو عمرؓ باوصف و مہم جو

زکوٰۃ دے اور کیا عمر کے زکوٰۃ دینے سے زیر کی تکلیف شرعی شخصیت ہو جائیگی یہ ایک جواب ہوا۔ دوسرا جواب
جوابی نوعیت میں ہے کہ اگر علی بن ابی طالب علیہ السلام اس نوشتہ کو لکھواتے تو تم کو یہ کہنے کا موقع
نہیں کہ العیاذ باللہ آپ مصوم نہ تھے اور آپ پر بھی بعد رسول معاذ اللہ اگر اسی کا ذکر تھا کیونکہ تین حدیث نبوی میں
یہ فقرہ داخل ہے کہ لن تضلوا بعدی میں ایسا نوشتہ تھیں کھدوں جس کے بعد تم بھی گمراہ نہ ہو معلوم ہو کہ جو لوگ
قلم و دوات لانے کے مکلف تھے ان پر پیغمبر کو اگر اسی کا ذکر تھا لہذا اگر امیر المؤمنین لکھواتے تو آپ بھی مستحبہ ہو جاتے
ثابت ہو کہ آپ کا نہ لکھوانا اسلئے تھا کہ آپ پیغمبر نے قلم و دوات نہیں لگائی تھی اور نہ آپ کے لئے ہدایت نامہ لکھنے کی
ضرورت تھی کیونکہ آپ جس خدا و رسول مصوم تھے قصور و عثرات نہ دیکھو کہ قلم و دوات کا لانا علی کیسے عیب تھا
اور صحابہ کیسے ہنر تھا اگر بصیرت ہو تو دیکھو لیکن جب وجہ الطلب نہ لے تو وعید من یصلی اللہ و رسولہ
میں داخل ہو گئے آیا سمجھ میں خلش کو لا نکفر۔ ” پھر فرماتے ہیں۔“

(۲) اس تحریر کے نہ لکھوانے کا الزام معاذ اللہ رسول خدا پر بھی تھا کیونکہ جب وہ ایسی ضروری

تحریر تھی تو بحیثیت منصبِ رسالت کے آپ پر اسکی تبلیغ فرض تھی اسوقت اگر نہیں لکھواتھا

تو اس کے بعد ابھی دیکھ دیکھ جانیے تھا کہ کسی اور وقت لکھواتے مگر آپ نے نہ لکھوایا تو

معاذ اللہ فرضِ رسالت کو ترک کر دیا۔

مصحف ۱۔ جی ہاں ابو حضرت عمر پر اعتراض ہوا ہے دیکھئے کون کون مورذ الزام ہوا ہے امیر المؤمنین

رحمۃ اللعالمین اور خود جناب باری کو کئی کئی نسخے لکھا ہو کہ بت کلیتہً خارج من افواہہم و ان یقولوا لا

کذبا اسکی شاعت اسبابِ فہم پر موقوف ہو اور یہ خود ہی موقوف ہو رہی کہ نیک صفت نہیں تاہم رفع شکایت کیلئے

کچھ الفاظ غرض خدمت میں اگر میر صاحب سمجھنے کا قصد نہ فرمائیں گے تو ناظرین رسالہ فہم سکام میں گئے پہلا باب

وہ پر جو خط نے اس حیثیت کے علم مقامات کے لئے تجویز فرمایا ہو اور وہ یہ ہوا کہ اکر او فی الدین قد تبیین

للمؤمنین الحق فممن یکفر بالطلوعت دیومنا باللہ فقد استمسک بالعرۃ المذمومۃ دین میں کچھ

جہ نہیں ہے ہدایت گراہی سے متاثر ہو چکی شخص طاغوت کے ساتھ کفر اختیار کرے اور خدا کے ساتھ ایمان لائے اسنے

عودہ دینی کے ساتھ مسک کیا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا مکلف ہو اور وہ اسنے اس عبارت سے بھی طرح کر دیا کہ اللہ

ایک خوشگوار کھانڈ جس کے بعد کبھی کبھار وہ صحابہ نے اپنی ہدایت ضروری نہ تھی اور ضلال منظور کر لیا انہیں
 نیز نیکو کیا تصور ہو اگر تصور ہو تو ان کا جنہوں نے اسے منظور نہ کیا یہ سب ہرگز اس بات کا مکلف نہ تھا کہ وہ
 حیران اپنے احکام کی تبلیغ کرنے لگتے علیہم بصیطر قول باری اسکا شاہد ہے کہ ان کی ضرورت اسکی توفیق
 کرنے والا یہ فقروں کے اسکے بعد ہرگز گمراہ نہ ہو گئے سیرے خیال میں کوئی ضرورت اس ضرورت سے زیادہ نہیں
 ہو سکتی لیکن جب اسے قول نے تمہیل نہ کیا لیکن عظیم نامہ اسکا یہ حکاکہ اس وقت ہدایت نصرت ہوئی اور
 ضلالت سبیدہ کی طرح واضح ہو گئی کیونکہ جو چیز ذمہ دار ہدایت تھی یعنی نوشتہ وہ ہوا اور نہ ہونا پایا۔

اب رہ گئی یہ بات کہ بیچ دن کا وقفہ ملا تھا کیونکہ اسکا جواب یہ ہے کہ مطلوب نبی اپنی اہل
 ضلال صحابہ انہیں حاصل ہو چکا تھا اب اسکے بعد وہ بد کلام کی ضرورت نہ تھی وہ لوگ جن کا کلام وقع ہوا
 ان کو اپنے سخن کے راگائل ہونے کا سخت ملال ہوتا ہے خصوصاً انہی اچھے جاؤ میرے پاس اسکا شاہد
 عادل ہے پھر آپ کس دل سے ان صحابہ کو مخاطب کرتے اسکے علاوہ مجھے نہیں معلوم کہ ان لوگوں کے اٹھانے کے
 بعد پھر ان لوگوں کو موقع حضور ملا پھر کہا جاتا تو کس سے کہا جاتا اسکے علاوہ جب یہ ہمارا مسلہ ہے کہ
 کے بغیر کچھ فرماتے ہی نہ تھے جب وحی آئی تو فرمایا پھر اسکے متعلق نہیں کی نہیں کہا اس میں آپ کا کیا حار ہے
 گوئی صاحب المیس کجا نبی جناب ر بلعزت کو کحل اعتراض بنا نا چاہتے ہو اگر اگر اب میں نے ترک سمجھو
 کیا تھا اولے پھر مرطحن لہن بنا نا نہ چاہیے تھا لکہ زمانہ کا دامن وسیع تھا پھر در سے وقت میں مجھ
 کر لیا کیوں جناب جصل تقریر ہی ہوا نہ پھر جواب جناب باری کے دو بار کلام نہ دینے کا ہے وہی خواہش
 رسالت کی طرف سے تھی۔ فرماتے ہیں اور یہ ایک سیطرہ قابل قبول نہیں کہ حضرت عمر کے روکنے یا ان کے
 خوف سے آپ نے ایسا ضروری کام ترک کر دیا انبیاء علیہم السلام اگر اس طرح کسی کے روکنے سے یا کسی کے خوف سے
 تبلیغ ہدایت کا کام ترک کر دیا کریں تو دین پر کوئی اعتبار نہ ہوگا نبوت ایک بازو بچہ طفلان ہو جائے گی۔

نہا کہ خیال تو فرمائیں کہ آپ کے ان اتوال سے صحبت رسول کا الزام کیونکر وضع ہو سکتا ہے۔ وہ تو
 ہو چکا میں یہ کہ کہتا ہوں کہ حضرت عمر کے قول سے تبلیغ رک جاتی ہے لیکن میں تو یہ کہتا ہوں کہ جن کی صحبت
 نوشتہ ہو تو وہ تھی اور نوشتہ پر رضی ہونے اسکے بعد نقصانے آئے کہ یہ دھم میں پھر نقصان ہونے

وہ حکم فتوح غمہ فمات انت جلاوم ان لوگوں سے لے رسول پناہ میری تو کبھی ہستم کی طاعت نہیں ہی
 اپنے ان لوگوں سے رد گردن فرمائی ارشاد ہوتا ہے "میر حضرت عمر کیا با بیخ مذ تک رات میں کسی وقت حضرت
 کے پاس سے بٹے ہی نہیں جوت نہوتے اس وقت حضرت لکھواتے "میں تو عرض کرتا ہوں کہ میر حضرت عمر کو
 دروازن کے اتبلے کو قوموا عفی کے کہنے کے بعد آنا ہی نصیب نہیں ہوا بلکہ قیامت میں بھی
 مفارقت کا پیغام ہی تھا تاہم ہی زمانہ خالی تھا لیکن مقصود تو یہ تھا کہ حضرت عمر پر اس نوشتہ کی وجہ سے حجت
 تمام ہو جائے اگر ان کی عدم موجودگی مطلوب ہوتی تو آپ ان کے سنانے ذکر ہی فرماتے حالانکہ ان کے سنانے ذکر
 فرمایا اور بہت اچھا ہوا کہ رسول کی نصیحت ان کے ہاتھوں ماضی ہو گئی ورنہ پیغمبر سے ان بزرگ کی مخالفت
 واضح نہ ہوتی۔

(۳) غور و تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصود کسی تحریر کا لکھنا تھا ہی
 نہیں بلکہ آپ اپنے صحابہ کرام کا امتحان لینا چاہتے تھے کہ کتنا تک ان کو دین میں پہنچائی حاصل ہوئی؟
 سبھیل راہ کیا ہوٹ ہو کیا تصنع ہے بھلا ایسا بھی کوئی امتحان لینا ہے جس کے آخر میں یہ لکھ
 ہوتا ہے کہ لن تضلوا بعدی جس سے پھر سات کا یقین ہو جاتا ہے کہ چونکہ نوشتہ نہوا لہذا سب گمراہ ہوا
 جس کم دینی دیکھے امتحان کیا جاتا ہے جس کی مخالفت سے تمام صحابہ مانعین عدول سے ہلکے فرس میں مبتلا ہو جاتے
 ہیں میر جب وہ امتحان میں پختہ ظاہر ہوتے ہیں تو بجائے خوش ہونے کے ان سے فرماتے ہیں کہ میرے پاس
 سے چلے جاؤ میرا سطرہ یہ کہ پیغمبر نے تو ان کا امتحان لیا اور وہ پیغمبر کو ان امتحان لے رہے ہیں کہ ان سے پوچھو تو
 کہ حاس میں ہی یہ معاذ اللہ فرمایا تو نہیں ہو۔ ضعف الطالب والمطلوب۔ میر فرماتے ہیں۔

ایہ قرآنی اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی نازل ہو چکی تھی اور سب کتابا
 گیا تھا کہ دین لکھی کامل ہو چکا نعمت خداوندی پوری ہو چکی اگر کہیں خدا خواستہ اکابر صحابہ لکھواتے
 کی درخواست کہتے تو حضرت کو بڑا ہیچ ہوتا کہ باوجود اس آیت کے تم اب تک دین کو کامل نہیں سمجھتے؟

سبھیل :- ناظرین سبیل کو یاد ہو گا کہ پہلے غسل شوری کی کارروائیوں کو یہ کہنے کے باطل کیا تھا کہ یہ اگر دین
 کی بات تھی تو پیغمبر کی تبلیغ اس سے پہلے ضروری تھی اور ارجاع صحابہ کی ضرورت نہیں اور اگر دین کے اندر بعض

تو محض بے ذہنی تھی، درحقیقت میں نے اس ہمارے اٹادہ کو صفحہ خیال میں محفوظ رکھا جواب تو اس جملہ کا ہوتا ہے کہ انہوں نے
جس نے سکھایا تھا اسی پر حملہ انگن ہو گئے۔

کس نیا مروت علم تیرا زمین کہ مرا عاقبت نشانہ نہ کرد۔

لیکن حربہ بنایا ہوا ہمارا تھا بطرح ہم سے استعمال کرتے ہیں دیا استعمال کسی اور کو کب لہو کیونکر سکتا
ہے جواب یہ ہے کہ ہنہ کب کہا تھا کہ یہ کوئی نئی تبلیغ تھی کہ آپ یہ فرمائیں کہ دین کامل ہو چکا تھا بلکہ ہم تو یہ کہتے ہیں
کہ تبلیغ ہو چکی تھی اسی حکم کو تبلیغی تھا اور جسکی تبلیغ کر چکے تھے جانتے تھے کہ لکھو ایں تاکہ کسی خود غرض کو اس سے
اعتکاف کا موقع نہ ملے عظیم مصلحت تھی لیکن جن کا اس سے منہ رتھا وہ سمجھ گئے اور یہ طرح لکھنے پر رضی نہ ہوئی۔ حضرت
تاریخ بغداد نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ حضرت عمر باختر فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ نے کاغذ و قلم لایا تھا
میں انہی فرست سے سمجھ گیا کہ علی کی خلافت کے متعلق لکھو، بیٹھے چنانچہ میں اس میں غلطی نہ ہوا اور پیچیدہ نہ لکھنے دیا
ابن ابی احمد یمنی نے جو حضرت عمر کا دم بھرتے ہوئے راستہ چلتا ہے شرع بیخ البلاغہ جلد سوم صفحہ ۱۱۲ مطبوعہ مصر
رقطرانہ۔ وروی ابن عباس قال خرجت مع عمر لی الشام فی إحدى خجراته فوافقه يوماً یسیر علی البصر
فأتبعته فقال لی یا بن عباس سلوا لیک ابن عمک سئلته ان يخرج معی فلم یدفع لی ولہ اذ ل
الراء واجداً فیم تظن من جردت قلت یا امیر المؤمنین انک لتعلم قال اظنہ لا ینکد کیما انقوت
الخلافة قلت هو ذاک انه یزعم ان رسول اللہ ملد الامر لہ فقال یا بن عباس وانہ امر رسول اللہ
الامر لہ فکان ما اذا المیر اللہ تعز ذاک الامر رسول اللہ امر ذاک و امر اللہ غایہ فنقد
مراد اللہ تعالیٰ ولہ منقذ امر رسولہ اوکلا الامر رسول اللہ کان انہ امر اسلام عنہ فلم یردہ
اللہ فلم یسلم وقد روی عنی هذا الخبر یغیر هذا للفظ وهو قول ابن رسول اللہ امر ذاک
للامر فی مرضه فصد دتہ عن خوف من الفتنة وانشار امر الاسلام فلم یرسل رسول اللہ فی
فرضی وامرک ولہ اللہ کلا امضاء ملحقہ یعنی ابن عباس سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر کے
ان سفروں میں سے جو تمام کی طرف ہوئے میں بعض سفروں میں میں بھی ساتھ تھا ایک دن تمنا حضرت عمر نے اڑ پڑ
جاری ہے تو میں بھی ہو گیا مجھ سے کہہ کہ ابن عباس میں تھا کہ میں عمر کی تسکین کرتا تھا کہ ان سے میں نے

کہا تھا کہ میرے ساتھ چلو نہ ماتا اور میں تو برابر ان کو رنجیدہ پاتا ہوں تمہارا کیا خیال ہو آخر وہ کسے رنجیدہ رہو
ہیں میں نے (ابن عباس) کہا کہ میرے دشمنین خود ہی جانتے ہیں کہ کیا میرا خیال تو یہ ہے کہ یہ ہمیشہ کی رنجیدگی
خلافت کے نہ ٹخنے کیو جسے ہے میں نے کہا کہاں بات یہی ہو ان کا خیال ہے کہ پیغمبر نے خلافت انھیں کے لئے
جا ہی تھی حضرت عمرؓ نے کہا کہ ابن عباس رسول خدا کے چاہے سے ہوتا کیا ہو جب تک کہ خدا چاہے اگر پیغمبر نے
کچھ ارادہ کیا اور خدا نے کچھ ارادہ کیا تو پیغمبر کا ارادہ نہ نافذ ہوگا اور خدا کا ارادہ نافذ ہو جائیگا کیا جس چیز کا
ارادہ رسول خدا کرینگے وہ ہو جائے گا انھوں نے چاہا تھا کلن کا چچا ایمان لائے لیکن خدا نے نچا ہا تو وہ اسلام
نہ لائے اسکے غیر الفاظ میں بھی یہ خبر مروی ہے اور وہ یہ کہ حضرت عمرؓ نے کہا کہ پیغمبر نے ارادہ کیا تھا کہ اپنے مرض
میں علی کی خلافت کا ذکر کرے لیکن اسلام کے معاملات کے انتشا اور فتنہ و فساد کے خون سے میں نے انھیں
باز رکھا پیغمبر میرے دل کی بات سمجھ گیا اور وہ ساکت ہو گیا خدا کو کچھ کرنا تھا اسے وہی کیا۔

اقرار ہم کے بعد بھی نہ معلوم آپ سمجھے یا نہیں سمجھے آپ فرما رہے ہیں اور اپنے فعل کی تفسیل بھی کر رہی ہیں چنانچہ
ارشاد ہوتا ہو کہ قصداً تم عنہ خوفاً من الفتنة میں نے پیغمبر کو روکا فتنہ کے خون سے۔ اس سے معلوم ہوتا
ہو کہ آپ اپنی نظر کو نظر پیغمبر سے زیادہ کثرت سے سمجھتے تھے خطا دار تھی تو کیا ہوا لیکن تعظم عصمت سے زیادہ آپ کی
بند پر داری تھی۔ ارشاد ہوتا ہے کہ ۱۔

لیکن انھوں نے کہ صحابہ کرام اس امتحان میں کامل اترے اور اس کامیابی میں سب سے زیادہ نمایاں وہ

حضرت فادق اعظم کو ملا۔

صحیح ۱۔ اظہارین اطلاع مدبر النجم کو بھی اسی شمار میں درج کر دینا چاہیے جس میں حضرت عمرؓ نے بھی پہلے وہاں سے
جسوجہ سے حضرت فادق اعظم کو نمایاں حصہ ملا ہوا آپ سے تسلیم کر دے ہیں اس وجہ سے بعد میں کہتے ہیں کہ آپ کے
فادق اعظم چند باتیں نمایاں طور پر اپنی انگلیں پیغمبر کے حکم کی تائید پر اٹھاتے ہیں۔ اہانت پیغمبر۔ رفع صوت اللہ سب کی سزا
مدبر النجم کو معلوم ہیں یہ تمام حکام ایک وقت میں موجود ہیں جن میں سے ایک کی بادشاہ وہ ہیں جس کا ذکر قرآن حکیم میں ان
الفاظ میں بیان کیا ہے ومن یصلہ اللہ ورسولہ ویتعد حدودہ یدخلہ دارالخالداً فیھا اولہ
عذاب وہاں جو خدا اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے اور خدا کے مقرر کئے ہوئے حدود سے تجاوز کرے تو اس کو کھلا

جنہیں ڈالنے کا دوسرے لئے غائب لیل کن ہوگا۔ اس امتحان میں کمال ترنا بھی مسلم ہو جب کوئی اپنی اعتقاد پرستہ حضرت عمر کا متحق ہو لیکن اگر خدا در رسول متحق ہوں تو نامہ اعمال کے نتائج کھنے والا خود ہی جانتا ہے اور نہیں تو ان کے دے ہوئے پر جس شخص کے دل شائع ہوں گے اس میں ایڈیٹر انچ کا حصہ بہت کچھ ہوگا۔ کیونکہ حضرت عمر نے مسیحیت رسول کی نیوڈالی لکھنے کے ایک مزید تاکید فرمائی۔

ارشاد ہوا: جو خبیث معلوم الاسلام حضرت کھولنے کے خواہشمند تھے جس کی اہمیت غالب یہ ہو کہ وہ جدید الاسلام حضرات ہوں گے۔

سہیل: جی ہاں مطبع لوگ تو آپ کی نظر میں جدید الاسلام ہوں گے اور حضرت عمر ایسے لوگ قدیم الاسلام ہمیشہ توفیق رکھتے۔ ان معلوم الاسلام لوگوں کو بھی کہہ جاؤ کہ جدید الاسلام کہہ رہا ہے تیار تیار ہوں کہ وہ کون تھے۔ انہیں بزرگ کے قبیلہ کہہ بغیر جاری شیخ مسیح بخاری میں قطر ازہ میں جیسا کہ سہیل متعلق شمال میں صفحہ ۳۱ پر لکھا جا چکا ہے لا شاک فی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی کتاب بدلیل قولہ لن تصلو اعدی ولا شاک فی ان عمر فحی الاصحاب عن احضار الدماء والقلم ولا شاک فی ان اہل الملبیت الحوا علی الحضارہما وطلال التراع بین الفریقین حقاً لخرجهما للذی جمعاً وهذا القدر ما یتبادر لہ الذہن من فضل الحدیث ولا یرتاب فیہ احد۔

یعنی اس میں شک نہیں کہ پہلے نہایت تحریر میں صحت خیال فرمائی کیونکہ یہ جملہ فراموشی کے ساتھ تم میرے بعد گراہ نہ ہو جاؤ یہی صحت پر دلالت کرتا ہے اور اس میں شک نہیں کہ عمری نے صحابہ کو دوات و قلم کے حاضر کرنے سے روکا اور اس میں بھی شک نہیں کہ اہلبیت نے دوات و قلم کے حاضر کرنے پر زور دیا اور نزاع دونوں فریقوں میں بڑی یہاں تک ان سب کو پہنچنے کا خیال دیا نص حدیث سے اس قدر ضرور سمجھ میں آئے ہیں کہ کوئی شخص شک نہیں کر سکتا۔

سہیل: ملا بیوقوف نے جو یہاں لکھا کہ اس میں کوئی شخص شک نہیں کر سکتا یہ دجوقل کے ہوتے ہوئے اسے کلیتہ حکم کر دیا ہر دہ ایڈیٹر انچ ہی ایک بزرگ ہیں جن کو یقیناً شک ہو۔ اچھا اس کلام سے صاف ظاہر ہے کہ جو لوگ کاغذ و قلم دوات کہلاتے پر زور دے رہے تھے وہ اہلبیت تھے۔

جن اہلبیت کی تعلیم پر ایک تھمیرے نص کی ہودہ تو غیر معلوم الاسلام اور جدید الاسلام تھی اور جن کی دوسری

بت پرستی میں پید ہو گئی ہوں وہ تھے قدیم الاسلام والے داغ ملکوس ومن فعمروہ نذکس فی الخلق۔

طعن نافع

ان بیانات یقینہ سے ثابت ہو کہ دگر وہ تھے جن میں نزاع تھی۔ ایک وہ جو کاغذ و طم دوات لانے میں منہ دے رہا تھا ایک وہ جو لانے سے منع کر رہا تھا ان دونوں کو ذہن میں رکھ کر اجمہر و ہجر ہمزہ سمیت ایسے ہمزہ یا ان اہل الجہان میں سے کوئی آواز ہو اسے غور سے خیال کرو تحصیل مان معلوم ہو گا کہ زبان کی توجہ کر نیوالے انہیں میں سے تھے اور اتفاق سے حضرت عمر اس گروہ کے راس و رئیس تھے دنیا کہتی ہے کہ یہ آواز حضرت عمر کی آواز تھی میرا انجم کا بیان ہو کہ حضرت عمر کی آواز نہ تھی کسی دوسرے کی آواز تھی اب ان کو ثابت کرنا چاہیے کہ دوسرے کون تھا تاکہ وہ مانوڑ ہو اور حضرت عمر جو پورے بائیں لیکن جب تک کہ یقینی کوئی دلیل نہ نکلے ثابت نہ ہو تو اس وقت تک ان کا اس دامن حکم سے رہنا ہوا مشکل ہے۔ عینی جدید الاسلام ان لوگوں کو کہتا ہے جن میں حضرت عمر تھے مگر اس گروہ کے راس و رئیس تھے چنانچہ وہ لکھا ہے والذی یذنی ان یقال الذین قالوا ماشا نہ اھجرا وھجرا الھمزۃ وبدو فھام الذی کانوا فی العمد بالاسلام سزاوارے ہو کہ یہ ہیں کہا جائے کہ جن لوگوں نے ان کا نقل کا استفسار کیا یا نہ ان کی اس عجب کی طرف سے نسبت دی وہ لوگ تو مسلم تھے۔ اب آپ (میرا انجم) اور عینی شارح صحیح بخاری میں ایک مصارعہ ہو جانا چاہیے مگر ہم تماشا دیکھیں۔

فرماتے ہیں کہ انھوں نے علی رضی اللہ عنہ سلم کا یہ ارشاد بطور امتحان تھا اس کی دوزبردست دلیل میں ملے کہ جب آیت قرآنی تکمیل دین اور اتمام نعمت کی خبر سے بچے تھے تو انھوں نے کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ان کے بہ کسی ضروری پھر ایک حاجت ظاہر فرما کر دین کو باقصر و نیت خدا کو اتام قرار دیں۔

مصحفیل :- گو آپ کا مقصد یہ ہو کہ تکمیل دین اور اتمام نعمت کے بعد اب پیغمبر واجب الطاعت رہا جنس تاکہ کوئی شخص پیغمبر کی ادا کر کے تکمیل کرے میں کیا تمام عملی دنیا اس بات کے سمجھنے سے قاصر ہو کہ کمال دین ہونے سے پیغمبر کی جہالت اور وجہ طاعت میں نقصان ہو جاتا ہو اور اطیعوا الرسول کا حکم تبدیل دین نسخ ہو جاتا ہو اور تولی نبی معاذ اللہ ساقط الاعتبار ہو جاتا ہے اگر ایسا ہی مطلب ہے تو قیامت ہو اور اگر وجہ طاعت رسول بعد کمال دین بھی ہو تو عرض انفعال پر ہے اور چونکہ بلا یعوبی اس امر سے نفی شک کیا ہو کہ پیغمبر ضرور نوشتہ میں مصلحت امت دیکھی اور مصلحت

عدم منتقلی تھی جو اس سے زیادہ ارد گرد کی ضرورت ہو سکتی ہے لیکن غریب و یر العجم کی عبادت یہ ہو کر ناممکن تھا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بعد ضروری تحریر کی حاجت ظاہر فرما کر دین کو نقص اور نفی خدا کو آقا مقرر دیتے ۹۰ اثر یہ صاحب مجھے امید ہے کہ آپ براہ راست میرے کچے سبھلے کی کوشش کرتا ہوں وہ یہ کہ بیشک دین کامل ہو چکا تھا اور بیشک نعمت تمام ہو چکی تھی لیکن اس تحریک باعث نقصان دین تھا بلکہ نقصان امت تھا اگر کوئی دین کے گورنر نازل ہو چکا تھا اور تمام و کمال اتار چکا تھا پھر بھی بعد وفات پیغمبر حضرت عمرؓ کے ہونے کے بعد گورنر بننے والے نہیں باقی اور ایک ایک پرورہ ان رہے تھے تو آپ ہی ملاحظہ فرمائیں کہ اس لحاظ سے دیکھتے ہوئے کیا بلا تھو کہ ایک رشتہ اہم باتوں کے متعلق کھرا دیا جائے کہ اس لحاظ سے نقصان کو وہ پرورہ کرتا رہا اور منتقلی سے امت محفوظ رہتی دوسری مثال اگر طلب تلامذہ کے عقیدہ داعی کیواسطے احتقان تجویز کر کے اور جہنم کے ذبا بیان کر کے اور بعد میں کہہ کہ ان اجر کو کاغذ پر لکھ لیا بھی ضروری ہے تو کہ آپ بھول جائیں اور غلط استعمال نہ فرمائیں تو کیا یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ بیان کو کر دیا اب کہنے کی کیا ضرورت ہے بس بنیاد ایک عقلی حاصل ہو دیکھتے ہیں حال، دینی اور انفرادی و شہری و شہرہ جی سمجھتے اور یہ امتحان نہ تھا بلکہ حاصل تھی۔

اس کے بعد دوسری تائید اس مطلب کی فرماتے ہیں

فلا تفرحوا بآلافہم

”دوم یہ کہ اس قصہ قرطاس سے بہت پہلے حدیث ثعلین ارشاد ہو چکی تھی اس حدیث میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ میں تم میں دو گراں تقدیریں چھوڑا ہوں اگر تم ان دونوں سے تمسک کرو گے تو ہرگز کبھی گمراہ نہ ہو گے جو صفت قرطاس والی تحریر کی بیان فرمائی اس صفت کی دو چیزیں جب آپ امت کے ہاتھ میں دیکھتے تھے تو آپ اس تحریر کی کیا حاجت تھی“

اچھا کہ یہ جو بحث ثعلین، اتنا تو بھل گیا کہ میرا لفظ ایسے بزرگ اس بات کا اعتراف کر دیا کہ پیغمبر نے دین میں چھوڑ دی تھیں جن کا خاصہ یہ تھا کہ ان دونوں سے تمسک کرنا اگر گمراہ نہیں ہو سکتا تھا۔ ہم اس اعتراف کو معجزہ الہییت سمجھتے ہیں ہاں وہاں تصدیق اس اعتراف میں بھی دیر ہی ہو رہی ہے کہ ان دونوں چیزوں کا نام دیتا یا کہ دقتا یا بہت پرستید پر وہ نہ ہو لیکن اگر انھوں نے نہیں بتایا تو ہم اس پر دیکھ لیتے دیتے ہیں مگر پیغمبر نے

جس چیز کا اظہار چاہا تھا وہ مخفی نہ رہا۔ ان دونوں چیزوں میں سے ایک ہی کتاب باری جسے قرآن کہتے ہیں اور دوسرے اہلبیت علیہم السلام میں جن کو نہ میرا انعم متک کے قابل سمجھتے ہیں نہ حضرت عمرؓ ہی ایسا سمجھتے تھے چنانچہ انھوں نے حسب کتاب اللہ کہا یعنی ہمیں صرف کتاب خدا کافی ہے ان کا مطلب یہ تھا کہ اہلبیت کے لئے کسی تحریر کی ضرورت نہیں بلکہ قرآن ہی کافی ہے جس سے ان کی ذہانت اور عدول مکمل دونوں پر پوری روشنی پڑے گی

ایک قابل لحاظ غلطی

میر نے تحریر کیا کہ کہ "اسی صفت کی دو چیزیں" اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ تمہارا قرآن کا متک بھی کافی ہے اور خدا اہلبیت کا متک بھی ایسا نہیں ہے اور یہی ہے حسینا کتاب اللہ کہنا غلط تھا کیونکہ اپنے بزرگ حضرت مبارک نقلین میں صاف قسکم بھما جب تک ان دونوں چیزوں سے متک کو گے گمراہ نہ ہو گے تو ان دونوں کی اجتماعی نظر شارع میں ملحوظ ہو اور اس وجہ سے ان دونوں میں تفرقہ اندازی موجب ضلال ہے۔

یہ تو وہ باتیں تھیں جو ان کے کلام میں پیش کی گئیں لیکن جواب اس تو ہم کو کسی مرتبہ ہم کچھ کہے اب بھر بہ تبدیل الفاظ دکھا جاتا ہے کہ اگر حدیث نقلین بھی بیان ہو چکی تھی اور اسکی تبلیغ سے پیغمبر فارغ ہو چکا تھا تب بھی چونکہ پیغمبر اس وقت کہ ضروری سمجھ رہا تھا مسئلہ کھولنے میں کیا حرج تھا کہ "ہمارا تبلیغ ہوتی تو غور کر کے پوچھ لیا جاتا کہ ہم سے تو آپ اسے بیان کر چکے تھے بھر کیا ضرورت بیان واقع ہوئی یہ اور بات تھی مخالفت کلام نبی تو نہ ہوتے نسبت نہ ان تک تو ذہن نہ پہنچتی صحابیت کے دفتر سے جا کر قومو مواعظی کے پیغمبر نام تو کیا شاہ حال عصیاں اپنے حال پر باقی ہے اور آپ کے کہنے سے ہم ہی امتحانی نہیں سمجھ سکتی درحالیکہ اہلبیت سے زیادہ البصر کو نہ ہو سکتا ہے وہ تحریر پر زور دے رہی تھی اگر امتحان ہوتا تو پیغمبر کو ادیتا دھبلا دے کا مقام نہ تھا بلکہ سب کو حکم دینے کا دین نہ غلب علیہم السلام کہنے کا موقع تھا نہ ان الرسل لیسچہ کہنے کی ضرورت تھی کیونکہ تمہیں کو دنیا میں کوئی نہ دیا نہ گو نہیں کہ سکتا ہاں اگر کہا جاتا تو یہ کہا جاتا کہ تبلیغ تو ختم ہو گئی اسکا کیا کھو ۱۱ اس بات میں اگرچہ یہ بھی سوراہ اور جرأت سے خالی نہ تھا مگر ایک کلام تو ایسا ہوتا جس کو مقتضات مقام سے ربط ہوتا ہو حیثیت تو تہنہ پیش اسلام میں بھی ہوئی وہاں ہی غالباً آپ ہی فرمادیں کہ فقط امتحان کا تھا کہ حدیث اسلام کا ساتھ دے نہ تبلیغ کے ختم کے جواب کی نظر میں کسی تجہیز اور کیا حکم لیکن وہاں ایک کلمہ موجود ہے یعنی اللہ

من تظف عن جیشل سامة اب اس لغت کو تظفین جسد رسد بانٹا میں اور کہیں کہ حکم امتحان تھا۔

اب ایک بات ہم او کہیں

اور وہ یہ کہ ابن عباس جو جرأت مسلم ہیں وہ اس امتحان کم کے مل جانے میں کیوں اتنا بھی ہر دور
روتے تھے کہ سنگ ریزہ بھگ جاتے تھے کیا اس جرأت میں انہی بوجھ نہ تھی لیکن چونکہ وہ شاہد واقعہ تھے
لہذا جو مصیبت گزری تھی وہ ان کی پیش نظر تھی آپ زاویہ پائالہ میں مقیم رہ کر تک بندیاں لکھا کیجئے لیکن
واقعہ یہ سنگین ہے کہ بنائے نہیں تھی اور بنائے کیا بنے دل زبان کو چھلایا ہو مگر غرض یہی قصص بھی انہیں معلوم تھا۔

”حادثہ جامکاه“ ”باقی آئندہ“

سید محمد رفیع صاحب مصطفیٰ آباد سے تقریر فرماتے ہیں :- امید کہ جناب اس صدر جاکا کو اپنے رسالہ میں جگہ دیجئے انوس
ہندوؤں کو کہ میرے ناخدا سید پر حق سید حق انتہا تہ تقدیر مصطفیٰ آباد نے تاریخ ۱۲ ربیع الثانی ۱۳۸۱ کو پڑھ کر
بقصد یہ کہ میں دیکھتا ہوں کہ سنی عاقبت کو ضرر پہنچا دینا اور اسلام باقی رکھنا جس کی ہرگز کمال پائی جیسی کا داغ دھڑکے خدا
کو کفر کی حد تک ہے ہم پہلے ان کا تصدیق کر لیا اور پھر ان کے عقائد کو تسلیم کر لیا اور ان کے عقائد کو تسلیم کر لیا اور ان کے
وہابیہ کے عقائد کو تسلیم کر لیا اور ان کے عقائد کو تسلیم کر لیا اور ان کے عقائد کو تسلیم کر لیا اور ان کے
کہ کوئی نافرمانی نہ کیجئے۔ شکریہ دیجئے۔ (جو اس طرح نہ جاکا میں جناب مرحوم کے پڑنا مکان سے دلی ہمدردی ہو مگر ہم امید کرتے ہیں
کہ انہوں نے اسل جناب مرحوم کے لئے ایک سورہ فاتحہ سے مدد لی نہ فراموش کیجئے۔ ”در پیریل“

جدید فارسی

کا صحیح علم اردو میں تھوڑا فرق کر کے لئے ضروری ہے اسے نبیرا تاد کے سیکھنے کیلئے فارسی کا منصف مغربت قیمت
ایک روپیہ، پڑھنے جو مینے میں سلیس زبان میں سالی سے تقریر و تحریر کے قابل کر دیتی ہو مزید مینے کیلئے
لسان العجم (حصہ اول و دوم) منہ جل قیمت ۱۰ روپیہ حصہ مطالعہ کیجئے۔ کتاب میں پنجاب کے اسکولوں کو بھجوا
شیر حیدر آباد کن، بھوپال، اور بھوپال کے اسکولوں میں سرکاری طور پر منظور ہو چکی ہو۔

دیوان مولانا را نے ان کی وصایت لکھ پیہ جا بکد دیگر شمس کی کتاب میں بھی لکھی ہو سکتی ہو۔
لشقر منجر جدید فارسی بکد پچل چل میبایل ہو

منقوۃ بحیا و نعجریان و منقوۃ بعضا

جو کہ عام جریان سے ناواقف ہوتے ہیں اسلئے ہلکے بھاری تباہ خورد ہو کہ جریان کیا جس سے اور اس سے کبھی ممکنہ امراض تکلیف پہونچتی ہے یا کہ جن حضرات کو یہ مرض بدوہد ایک بس سفوف نسیجا ہم سے غلبہ کر کے استحالہ کرین جریان کو کھڑی میں سیلان اور ہندوی میں پریمو یا بصوت اور دھات سہناست میں اور دھات ایک جوہر نفیس جو اس کا ہر قطرہ خون کے دس قطروں سے نسبت ہے یہی وہ چیز ہے جس کو انسان کا جوہر است انہما وہ ہے کیو کہ یہی تمام خواہشوں کا بادشاہ جہانی طاقت کا گنہگار دو دوسرے اخلاقیات میں کہا جاتا ہے نہ تمام حسینان جہان اس کی بدولت نصیب ہوتے ہیں اور بقدر اس میں نفس ہوتا ہے اس کی قدر رنگ و روغن چھٹا رنگ طبعیت کی بابت و گلی ذرت میں فرق آجاتا ہے علامات جریان مسذیل میں بعد پیشاب اور کبھی قبل پیشاب اور کبھی پیشاب کیساتھ یا حالت نفس میں دھات کا خارج ہونا دھات کا پیلہ ہوجانا اور کبھی کبھی اجلا کر مجب کو توش خفانی سے حرکات سے ہودہ جس سے کوشی و خروشی تو بہ آتی ہے تو احوال مثلاً ک حالت جھڑپائی کر میں حالت ہواں (پیشاب کرتے میں گڑھی اور جھک کا معلوم ہوا پیشاب میں سوزش بارہ پیشاب کا ہوا بغیر انزال کی لذت خوش ہو کر کھڑ کر زابل ہو جانا اور دیگر ہتھیلیوں اور نوؤں کا جھلنا اور نوں نہ ہونا اور اوکھڑ ہو کر سونا بدلیوں کا نینٹنا و دھان مسرستی کالی۔ تندی کی غرض کہ رت سے رت سخت امراض میں مرگی بلقوہ۔ ذلیج۔ ٹھکنا۔ جھون۔ بے شدید وغیرہ لاحق ہو کر جان پر بجائی کر جوہر میں ہرگز نہ ہوا عام یہ سفوف صرف ہندوستانی جڑی بوٹیوں سے تیار کیے بہ مدنیات سے بالکل پاک چھت جس سے بجز لذت نہ بچے۔ لاشعہ نقصان نہیں یہ سفوف جریان کے لئے اکسیر کا حکم رکھتا ہے اس سفوف کا کام کو مذکورہ بالا شکیات کی مہلک اثرات کو دور مہلک کو طاقتور بنانا۔ تمام اعضا و کیمیہ کی خرابیوں کو دفع کرنا اور ان کے افعال کو توشی کرنا۔ عضو مخدوس کو نیز دیگر اعضا کو نہایت خوشی کیساتھ اپنے منصبی کام کے لئے آمادہ کرنا۔ نرمی و ضعف مثلاً نہ ضعف اعصاب۔ ضعف دماغ۔ جگر و معدہ۔ ذیابیطین۔ اطلاق قلب کیلئے کمزور تریاق ہے۔ طاقت جوانی پیدا کرنے کے لئے اکسیر اور ہر شے کہ جہان کا دماغ سے لطیف ہے کہ اس کے استحالہ کیلئے کسی کو ممکن کی قیہ نہ زیادہ پر ہنری ضرورت۔ قیمت فی کس متن خواہ

یقین دوسرے سے

الطا

فہرستہ کا خانہ الخطیب پیدرئانہ کی جاتی ہے

المشتهر من راجع احسن عظماء اهل دوله خايعين الجني كومي كومي هير لهنفا

<p>الکافظم تاریخ نام کی کاظم علیہ السلام ہدم الاساس تحقیق حدیث قرطاس تشریح الاحکام شرح میرزا وہیدود شریع الاسلام</p>	<p>بہیل منجلد اول و دوم کی اگر ضرورت ہو دوزنی مجاہدات کے دیکھنے کی خواہش ہو تو دفتر طلب کیجیے مجلد چار روپیہ للعمر غیر مجلد محصول بذمہ حسہ دیار</p>	<p>بہیل میں جلد اول پہلا نمبر دفترین بالکل باقی نہیں حضرات نوٹ کر لیں - اگر کوئی صاحب نمبر نہ کو غایت فرماتا چاہیں تو وہ دفتر سے آٹھ آنے کے ٹکٹ وصول فرما سکتے ہیں۔</p>
---	--	--

نوٹ جو حضرت دوزخیدار فرما رہے تھے انکا چند ہی دفتر میں بھیج دینگے انکو سہیل حلبی اول بلا قیمت حاضر کیا جائیگا

مینجر، ہیل مین و کٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ

بنارس کے صادق حکیم

348

۸۰۰۲

کونین

علی دجیبی خوشن ذائقہ ہاضم اور تقویٰ معدہ دوا

جگر کی کامل اصلاح کرنیوالی دم طحال کو پڑنے کو دینے والی ریخ ابو اسیر کی ریخ دین سے بڑا دگر نیوالی دستور کو آہستہ آہستہ کھو نیوالی اندرونی والی جھوک بڑھا کر خواہش کے ساتھ پوری غذا کرنے کی صلاحیت پیدا کرنے والی۔ پیچ باؤ گولہ۔ درد شکم قرقر۔ وغیرہ کو چھکڑوں میں ہو کر دینوالی پتیل سریشل غذا کو ہضم کرنے والی جگر اور پیچ کو باقی حصہ کھنے والی معدہ کی تمام تکلیفیں دور کرنے والی ہاضمہ کو چھکڑوں میں ہضم صبح کے ساتھ خون صاف پیداکر کے مادہ تولید متناسل میں اچھا خاصہ اضافہ کرنیوالی گردوں میں خاص حرارت پیدا کر کے طاق مزاجی کو اجاگر کرنے والی عورتوں کے ایام کی سبب متنازعہ خدگی کو ٹھیک کر کے باقاعدہ لانے والی ہر راج ہر عمر واسلے آدھی کو مدافع آنیوالی بچوں کو کون جو افزون ہو کر خون مردوں اور عورتوں کی تندرستی قائم رکھنے والی اکیل اور کامیاب دوا دلی ہر جو اپنے کسی ہر کیشوں اور عیال بابت تاخیرات کی وجہ سے گھر گھر والے گھر میں رائج اور طبقہ کو دردانات میں پورا پورا اثر جاتی ہے یہی خوشن ایسی ہے کہ جو بیک شوق سے مانگ مانگ کر کھاتے ہیں۔ عورتیں تندرستی کی پوڑیہ کھنے لگی ہیں۔ مرد سفر میں محض تین حرز جان بنا کر ساتھ رکھنے لگے ہیں۔ اطباء معینوں کو ہدایت کرنے لگے ہیں کہ کونین کا استعمال کر دے ششوں میں الگ شہرہ ہے یہاں تو کون کے ہمت والے خاندانی فیاض زمیندار درجنوں ملکدار غریبوں کو مفت بانٹتے ہیں اگر آپ کا بھی دل چاہے تو اسکا ہی سہی منگائیے اور آرزوئے اور زندگی کا نصف اٹھائے قیمت فی شیشی چار روپے محصول کے علاوہ مقررہ ہے۔ بچوں کے ایک سے چار شیشیوں کے معارف ڈاک یکسان پڑتے ہیں اس لیے ہر سے کم نہنگائے ہیں آپ کا خسارہ ہے۔

ہر گھر میں اس کی ایک شیشی موجود رہنی چاہیے

جناب آڈیٹر صاحب رسالہ الحافظ لاہور نے منسلک جلد میں ارقام فرماتے ہیں "سفوف کونین" دلی درجہ کی خوش ذائقہ ہاضم اور تقویٰ معدہ دوا ایجا و کردہ علیناب حکیم حافظ مولانا عرشی صاحب دم غلطہ جو جگر کی خرابی دم صحال۔ بو اسیر فیض پیچ اور باؤ گولہ وغیرہ امراض کیلئے بھی علاج ہے مثلاً علما و سرکار علامہ ساری صاحب قیام تہذیب و تمدن برکات نے اس سفوف کو بحال کیا اور سفید پایا اور خاکسار مدبر نے بھی استعمال کیا اور سرسبز تاثیر پایا ہر گھر میں ہر ایک ایک شیشی موجود رہنی چاہیے تاکہ وقت ضرورت کا کارآمد ہو سکے ترکیب استعمال کا برجہ براہ ہوگا۔

فضل تحریر سرکار حجۃ الاسلام علامہ حارثی صاحب قیام تہذیب و تمدن برکات نے اس سفوف کو بحال کیا اور سفید پایا اور خاکسار مدبر نے بھی استعمال کیا نہایت سفید پایا بہت ہی سرسبز الاراد بے ضرر ہے (خاٹری) کے ایتہ

یہ سفوف دوا ہاضمہ طعام اور کڑوری معدہ نفخ و زائور وغیرہ کے لئے ہیں نہ دینیزیر کے دیگر اجاب نے سفید پایا کو قیمت میں کم ہے مگر نفخ میں زائد ہے (مدیر سبیل میں) ملتی

۱۰۰۲۔ ہاشمی حفیظ گنج بنارس سٹی

ہاشمی محمد زوڈاٹا میں لین ٹیٹو لکھنؤ میں چھپا اور یو ایس ڈی ویر ویشٹر ڈیپارٹمنٹ میں دیکھو ٹیٹو لکھنؤ میں



مجله علمیه

سکین

با اهتمام محمد جواد در لفظ امی پیرسین و بنو طبع رزمیه

انوار مقاصد میلین

قواعد میلین

- ۱۔ ہندوستان کے بہترین اہل مسلم کے علمی مضامین کی اشاعت۔
- ۲۔ معاندین اسلام خد و صا خالفین مذہب شیعہ کے بجا اعتراضات اور ملوں کا دفاع
- ۳۔ حقیقی خدائی اسلامی کا نشر
- ۴۔ علمی قوی اور مذہبی اور ان ملکی معاملات پر جو مذہب متعلق ہونگے تبصرہ و نقد۔
- ۵۔ حضرات ائمہ معصومین علیہم السلام کے علوم و سوانح کا نشر۔

مشتہد

اس کثیر الاشاعت رسالہ میں اشتہار بھیجے وقت ذیل کا رخامہ ضرور ملاحظہ فرمائیں

نقد ادبی	ایک صفحہ	نصف صفحہ	بعض صفحہ
ایک سال کیلئے	لکھ	دس	پندرہ
تین سال کیلئے	لکھ	دس	پندرہ
پنچ سال کیلئے	لکھ	دس	پندرہ
ایک دہائی کیلئے	لکھ	دس	پندرہ

بہار صاحب ملی جہت کی خواہش نہ فرمائیں عا کی ناس نہیں۔ تا مثل تیج کے صفحات کا رخ اسکے علاوہ ہے جو بذریعہ خط و کتابت طو ہو سکتا ہے اجرت ہر سال پیشگی آنا چاہیے۔

- ۱۰۔ یہ سالہ ہر ماہ عربی کے پہلے ہفتہ میں شائع ہوگا
- ۳۔ سہیل کی صفحات فی احوال ۲۰ صفحات سے کم نہ ہوں گی
- ۴۔ سہیل جملہ خریداروں کے نام بذریعہ ڈاک روانہ ہوگا
- ۴۔ خریداروں کے پاس کیونکر نہ پہنچ سکے تو ۲۰ ماہ عربی تک مفت سہیل پہنچے پر دوبارہ روانہ کیا جائیگا ہوا سکے بعد ۲۰ روپے تک وصول ہونے پر بھیجا جائیگا۔
- ۵۔ سہیل کی سالانہ قیمت فی احوال ۱۰ روپے ہونی چاہیے
- ۶۔ جملہ مراسلات دارالرسالہ رز و خط و کتابت نامہ اب البرائت مولوی سید ظفر محمدی گمرہ ری خاص سہیل میں لکھ کر یہ ٹیٹ لکھنا ہونا چاہیے۔

- ۷۔ مضمون نگار حضرات کے مضامین اگر محدود و منازل سہیل سے متجاوز نہ ہوں گے اور میا علم برٹیکاک اتریں گے تو بعد امتحان شائع کیے جائیں گے۔
- ۸۔ سہیل کو چونکہ آئندہ اپنے کام میں جو دینی حمایت اور مذہبی دفاع پر منحصر ہے تو وسیع پیدا کرنا ہے لہذا وہ بغیر منتعانت حاضر خدمت ہوگا۔
- ۹۔ نمونہ کا پرچہ ۲۰ روپے تک وصول ہونے پر بھیجا جائے گا۔ مفت حاضر خدمت ہوگا۔
- ۱۰۔ خریداروں سے عرض ہے کہ خط و کتابت کرتے وقت نمبر خریداری کا حوالہ ضرور دیں ورنہ تعمیل ناممکن ہے
- ۱۱۔ جو طلبہ اور کیسے جوابی کا ڈیالٹ آنا چاہیے
- ۱۲۔ مضامین موصولہ سرورالفر و طبع ہونے کا ذمہ دار اڈیٹر نہیں اور نہ وہ مضمون کے دل میں کرینکا ذمہ دار ہے

مینیجر سہیل میں وکٹوریہ سٹریٹ لکھنؤ

نظامی پرائیویٹ پبلشرز پرائیویٹ لیمیٹڈ
نظامی پرائیویٹ پبلشرز پرائیویٹ لیمیٹڈ
نظامی پرائیویٹ پبلشرز پرائیویٹ لیمیٹڈ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
 کتاب الفوائد فی تفسیر القرآن
 جلد اول



یہ سارے محض اتفاق سے کی ایک کتاب ہے جو ان کے ہاں نہ ہو سکتا ہے

کسی کی تحریر ہے اگر کسی نے اس کتاب کو خرید لیا تو اس کے لئے یہ کتاب کیلئے

کتاب الفوائد فی تفسیر القرآن

سہیل مین

کتاب الفوائد فی تفسیر القرآن



رجب المرجب ۱۳۴۴ھ مطابق دسمبر ۱۹۲۵ء



فہرست مضامین

صفحہ	مضمون	مضمون	نمبر شمار
۶ - ۲	مدیر خاص	غفرۃ اللہ	۱
۹ - ۷	"	گوہر صدف کعبہ	۲
۲۰ - ۱۰	"	اقبال رحل کتب الحسنات	۳
۲۲ - ۲۱	عشر اہل اسلام اور ان کے بزرگوار	قصیدہ	۴
۲۳ - ۲۲	جناب املا صاحبہ	نہد بہ جہت تقلیدی ہے	۵
۲۵ - ۲۰	مالیہ و مالکیت	پہلے نفسین کا ہوا کی تلاش	۶
۲ - ۲	مدیر خاص	نہد بہ جہت کی پہلے تلاش	۷

مَنْذُورُ السَّيِّئَاتِ

زارے میکن کہ شیر اندک دہ اور مشفق ہنسہ زہد غلویش
 انجم محرم نمبر شہادہ جاری الثانیہ شہادہ کے مہفہ آخر میں دفتر سہیل میں آیا انا اللہ اس لاؤنیکا
 گیا کہ انہا نظر سے بچائے وفتار اچھی ہے اور فرامبت خوشگوار و پر شوکت ابکی جب خریداروں نے زہد و توجہ
 علی اور سہیل کی صوری و منوی خوبیوں کو ظاہر کرتے ہوئے انجم کی ذلت آگین حقیقت پر روشنی ڈالی اور چہرہ
 کی وقت اور انجم کی بے وقتی کو ظاہر کیا تو بچا ہدیر سم گیا ڈرا کہ کہیں یہ تھوڑے سے خریدار بھی دام فریب کے
 دم کرتے ہوئے نہ نظر آئیں لہذا سہیل کی اتباع میں انجم کے لیے ایک لٹافہ میں بھیجنا مناسب سمجھا تاکہ
 کچھ تو وقار پڑے مگر انفس کو اسکا بھی طرہ امتیاز دہی رو سیاہ ستارہ ہے جو کسی کے دل کی حالت بیان
 کر رہا ہے، اخیر میں ہے کیا کچھ بھی نہیں وہی مخرجات پارینہ وہی خالی از غزباتیں دیکھیں یہ سیاہ شاہی
 ستارہ سہیل میں کی اتباع میں انہی چال بھولتا ہے یا نہیں، مثل تو کچھ اور کہتی ہے، شہادہ کی ترقی کے بعد
 بھی عرق انفالی سہیل کے مقابلہ میں، باں قطرہ فی رسد کو بھولا نہوگا و این الذی امان یدل المتطاولا
 جابجا اہیں فریادیں جس کبھی البسنت کے لیے سوط حمیت دینی اٹھاتا ہے کبھی صوت حمایت مذہبی بلند کرتا ہے
 اور غیرت غرا کو بلاتا ہے، مگر توبہ باطل کی طرف جاسے کون اور فریب دمنہ مذہب کے دھوکھا کھائے کون
 اب وہ نہ نہ تو رہا نہیں کہ حضرت ابوہریرہ کی طرح پیاد کی شان میں رسول کی حدیث وضعی بیان کر کے منوں
 پیاد بیچ ڈالیں اور حقیقت سے حبیب خاص گرم کریں اتنو دنیا کوٹے کھرے کو بکھڑتی ہے، انجم انداس کے
 اثر کا فرار اب انہیں نفس ہے دولت کا خواب فضول ہے خریداروں کی تعداد میں اضافہ کی امید ہے ہر
 لہذا اب تمہارے غیرت دلانے سے کام نہ چلے گا۔ اچھا اب میں ناظرین سہیل پر بھی ظاہر کروں کہ میں کبھی کیا کیا لکھتا
 (۱) معروضات خاص، اس میں خدا کا شکر ادا کیا گیا ہے اور اس نمازیں جیسے کوئی پکاریسیالی لیورع
 مسیح کو پکار رہا ہے، اسلامیت کا کوئی غالبہ نہیں (۲) مذہب ضیعہ کے دو سو سال کے سلسلہ کا تذکرہ ہے اور
 اسے باقیات اصالحات سے تفسیر کی ہے جس سے بعض خدا حضرت ام ایوبیں محرم تھیں ہمکا جواب کیا ہے؟

یہ کہ انشا اللہ آئندہ سے یا مکن جو اسی رسالہ سے الفیہ "خروج ہو جائے حسین البنت کے ایک ہزار سال
پہلے کے اور ایسے کہ دنیا سے تسنن میں ایک حکمکہ جتنا ہوا نظر آئے گا جس کی دوا ہو اگر یہ عذری و فریاد کے کچھ
(۳) چند سطروں میں سہیل سے مخاطبہ جو ان فرائض الرحمت کے حوالہ کے متعلق بحث ہو " اس کے جواب کیلئے من
انتہا کافی ہے کہ تمہارا دوا ہوا حوالہ غلط نکلا اور تمہارا جرم کھلیا اب یہ گیا یہ امر کہ اس کے علاوہ دوسرے مقام پر
فرائض الرحمت میں ہے اس سے کوئی بحث نہیں تم نے جو حوالہ دیا تھا وہ تو غلط نکلا۔

ایک جگہ یوں رقمطراز ہیں:-

و کاش کوئی ایسا انظام ہو جائے کہ اس دفتر کی کتابیں بار بار چھپتی رہیں اور اس خیر طبعی
کا سلسلہ رکھنے نہ پائے۔

افسوس اس صاف صاف مانگنے اور کشمکش اسافر انجم کے سرگرداں ہونے پر بھی کوئی توجہ نہیں دیتا اور کوئی انظام
نہیں جو تیسرے نزدیک اس میں اتنا فرقہ اور بڑھاکے شائع کیجئے اور تاہم ہر ایڈیٹر کے اہل و عیال اس قحط کے
نشانہ میں اور ہر مانی آفات میں قحط شکم سے محفوظ رہیں " تب شاید انجیل مردم کی صورت نظر آئے۔

دور و غریبے فریغ بھر کتا ہے:- ابھی ماں ہی میں مجھ پرین غنیمت کیلئے سے کوئی خوی اچھا ہو کہ انجم کو کوئی
شیعہ نہ خویسے " شیعوں کے معاملات سے قطعاً لاعلمی کے ہونے میں

کران کا پتہ چلا نا اگر یا مکن نہیں کہ دستور ضرور ہے۔

یہ ہے وہ دور و غریب جسکی کوئی اصلیت نہیں صرف عقیدہ نمائی کی روج کی مدد پر یہ پوچھنا خبر انجم میں شائع کی گئی ہے
بیچ بچہ شیعوں کی راز داری کا سلسلہ پہل سے چلا آتا جو خلیفہ ابن جان کی راز داری اور وصل کا حکم لڑائی
تم بھولے ہو گئے حضرت عمر اپنے نفاق کو پوچھتے پوچھتے جاں بحق تسلیم ہو گئے مگر ان کو نہ بتایا گیا اور یہ کونف
ان کو مرتد مہم تک رہی مگر تمہیں اس سے کیا سروکار تم تو منافقہ و خفہ کے افشاء راز پر پڑے ہوئے ہو تمہیں
اسکی حالت جو- پلور کھان مکروں سے اب کشمکش شکم پر نہیں ہو سکتا اگر سچ ہو تو اس فتوے کو دکھاؤ۔

تمہاری رخصتہ دو انیاں غامضی (۱) کم کو انجم کے ضد غافک کی اگر کبھی پڑا ہوئی ہو تو ہم ایسا کرتے گو وادی
بھی ہوئی ہیں یا تہاری (۲) کہ وہ اب تشیع کی عدائی طاقت کسی سیل سے بھی نہیں ٹک سکتی چھٹکے

جنگس کی جھینسا سڑ سے ذایا فتویٰ ہماری طرف سے خائن ہوا نہاد داری کی بیشیکہ ایک شاعر ہوتا
 دہلی حضرت ہیں اس حق تعالیٰ اور سوزی ویدھ انھیں کو مبارک کرے جسکے مہیاں کا کماح علم اور توجہ کے ہائیں نظر
 کرنے سے لڑتے جاتا ہے۔ البتہ تم دیکھ سکتے ہو کہ تمہارے بیان کس مخفی حقیقت سے غلط سمجھ جاتے ہیں۔
 کیونکہ تمہاریں کو تہہ انھیں یاد ہوگا کہ تم نے سہیل کی طاقتوں سے مرعوب ہو کر سال بھر خدا کی غلطی
 چھپا کر خیرا دان انجم کو بھوایا تھا اور جس میں تم نے بہت کچھ نیل چائے تھے وہ خط دفتر سہیل بن مہر
 سے مگر بعض وجہ سے اسکو جیسے نہیں شائع کرتے البتہ تمہارے زعموں پر شک چڑھنے کے لیے اس کے
 بعض بعض فقرہ اور بعض بعض مقاموں کی بیان نقل کرتے ہیں۔ دیکھو۔
 خدا کا عزت ان اس شعر سے :-

نئی داغ حدیث نامہ چون است ہمیں داغ کہ عنوانش بخون است
 (۱) اس دو نامک حالت کا علم ہو جائے جسکو انجم میں شائع کرنا قرین صحت نہ تھا ۲۰۶ کے نقصان
 مایہ و گشتات ہم مایہ (۳) اب آپ لوگ خود سوچیں کہ یہ کام کیسا کیا گیا اور انجم غریب انجم
 کے رنگ حیات کو کس بے رمی سے کاٹا گیا واقعی انجم کی سزا یہی ہے۔
 سہیل اسے فسوس صد افسوس ہیں آپ اس معاملہ میں جھوٹی ہے کہ سہیل و آغا آپ کے ساتھ
 بڑا سلوک کر رہا ہے اور وہ آپ کے مذہب کا طبع اڑانے دیتا ہے۔

(۴) پھر آخر میں پھر :- "فصل ہمت آں قائل کہ بعد از مرگ نہیں بن و سہ زخم و گروہ زبکھد"
 اسباب خود انصاف کیجئے کہ کہاں لازماً ہی سے کام لیا جاتا ہے اور کہاں نہیں مگر چونکہ تھادی غلیظہ دیاں
 اصول کے ملا لکھا انشا کر چکی ہیں لہذا تمہارا راز بھی کسی پوشیدہ نہیں رہ سکتا۔ وہ قضا سہیل سے تم کو شری از
 سید نیکی مگر صبر گردنیت لیزدی کہہ رہیں تھی۔ اس کے بعد اپنے نعرہ میں بیادہ اور خباہتینہ کا تذکرہ
 شدہ کہتے ہیں کہ ایک مناظرہ کی روداد پر تو قلم کی روانی نہ کی ہے اس سے
 عشوہ محبوب بے فعل و نظر بازی کو

محض صورت چاہوں علم بخت اچھاں
 اسی انجم نہیں ایک بیخواب یہ بھی دنا دے ہیں اور اپنے دوست کی طرف سے غرضت میں غلطی ہوئی

جانتی ہے کہ یہ مخالفہ خود کو زہ و خود کو زہ گرد خود گل کو زہ کی مصداق ہے۔ فرماتے ہیں:-

غالباً جناب والا نے (یعنی پیر و شاعر حضرت غوث معصوم برائے انجم نے) متعدد مباحث میں سبیل کے پرستین
مخلص اور عہد میں کلمت کی منفردت کے اثر کو برنگوں کرنے کے بعد سبیل کی خصوصیات کی طرف اشارہ کیا
اور توجہ دلائی جو اگر ہم بعض الفاظ کی حالت نقل میں مشغول ہیں اور کئی جواب میں مشغول ہیں
آپ کو ترک توجہ کا احساس ہو رہا ہو۔ سبیل: (۱) مضمون کے اعتبار سے سبیل کی طرف توجہ دینا ہے وقت
آزادی کو ضائع کرنا ہے۔ مزید کہ آپ کی توجہ یہ سوچنی چاہیے کہ سبیل کا لڑاں الزام آپ کی جانب سے
نہیں بلکہ اندامی لامعنی ہے۔ اس لیے وقت کے کچھ حاصل نہیں اس کے علاوہ اس رائے میں
پر عمل کرنے کے بعد آپ کا بھیجا بھی جو شایگانہ اور صاف الزام رائے ناقص کے سرور کے ترکیب ہے
عمل ضرور کیجیے اگر سبیل مستقیم اس فیر مستقیم رائے سے فریاد جو ع: نہ ملے کرے۔ (سبیل: ۲)

اسکے سب اچھی طرح دیکھ چکے کہ سبیل کا لڑاں بالقرآن اور طعن قرطاس میں امام ربیع کے ہاتھ
ہیں جناب سبیل کو داخل الامور اور عاجز و مبہوت کر دیا اور اب ایسے عاجز و مبہوت کو پرہیز
کی عزت دینا کچھ خود ہی نہیں اہل آخر اخراجات

انہوں نے کہ اس عبارت کے دیکھنے کے بعد میرے قلم کی حکایت صفحات سبیل یہاں کر سکتے کیا کہنا میں سمجھتا
کا جو ایک بے خبر ایک پیچیدہ کو تسلی دے دیا کہ مسئلہ قرطاس میں مجددیہ انجم کو دیکھنا چاہیے خدا نہ کرے
کہ وہ دن کسی شخص کو دیکھنا ہے سبیل کے انداز حق صاحبہ حذاب ہے ہوسے حیر کے فرس جان کے کچھ
چرے ہوسے کیا اور اب وہ بیچارہ اس دائرہ سے نکلنا چاہتا ہے جسکی تہذیب کو کچھ ایسی ہی اس ربیع نہیں
بھی حدیث قرطاس کے متعلق جناب سید لطافت حسین صاحب کا مضمون پر ذرا دلالت بھی ہوگی کہ سبیل کے متعلق
جواب تو تم کیا کہہ گے کچھ ایسی مضمون پر سامنے فرمائی کرو کہ یہ اختلاف کی تہذیب کی بھیجیاں حدیث قرطاس میں کسی
اڑائی جلد ہی تھی اور ہم ظاہر میں سے دیکھ رہے ہو کہ کوئی جواب ہو تو لے جواب ہی ہو گا کہ اس کے ہم نام نہ ہم
میں سے وہ کچھ لکھا ہے کیا تھا ہم نے صحیح روایت سے لکھی ہے مگر یہ مضمون لکھی اگر سبیل تو ہم میں میں آتی تھی
نہ لکھو یہ اصحاب حدیث پر کچھ مضمون سے خوش ہو کر کچھ جواب دیا ہے یہاں تاہم سبیل کے بعد کہہ دینا ہے

اب جبکہ تم سے کچھ بہن نہیں پڑتا تو سودا گلیوں کے بھارے پاس اور کیا لٹکاؤ غل چاؤ شورچاؤ جو بھار لٹکاؤ
کا قاعدہ تھا یہی غم ظاہر کرنے کی ایک تدبیر ہے۔ شہید م کہ جوں غم رسا نہ گرد نہ جز خود شہید دفن بود سو مسند۔
پھر ہم مطالعہ کرتے ہیں کہ حدیث قرطاس کے متعلق جو بار بار ابواب اور ابواب کے کسی ایک فسطحی کی یاد کردہ ورنہ
فکرم پیری کے لیے انجم کا بجزنا و بہت آسان ہے اس سے غافل نہو! کیونکہ ذریعہ رزق یہی ہے۔
ہر زمان کہ دربابی نان گرم و بورانی وقت و کیفیت و اس ہر قدر کہ توانی

گوہر صدف کعبہ

یہ سوسے کعبہ رود شیخ من لبوسے نجف
 پہن کعبہ کہ انجیل است حق بہ طرقت
 تفادے کہ میان من سے ادا من است
 کہ من لبوسے گھر رقم ادا لبوسے عدت
 قال اما کہ فی ترجمہ حکیم بن حزام وقول
 حاکم نے ترجمہ حکیم بن حزام میں کہا ہے کہ امیر المؤمنین کے پہلے
 کوئی کعبہ میں پیدا ہوا اور نہ بعد کو کسی کی ولادت ہوئی یہ واقعہ
 احد فقہ تواتر الاخبار الفاطمہ بنت اسد
 ولدت امیر المؤمنین علیا فی جوف
 الکعبۃ... کتاب بشار المصطفیٰ فانه
 ولد یوم الجمعة الثالث عشر من شہر
 رجب بعد عام الفیل ثلاثین سنۃ فی
 الکعبۃ ولم یولد فیہا احد سواہ قبلہ
 ولا بعدہ وکان عمر ابی ثلاثین سنۃ
 قاحبہ وکان یتطہرہ وقت غسلہ و
 یخرج مہدہ عند نومہ دنیاغیہ فی
 نقطتہ ویمجد علی صدرہ ویقول ہذا
 اخي وذلنا ناصری وصفی وزحری
 وکہنی وصہری وزوج کریمنی
 وامننی وولی ووصی وطلوت
 بہ جبال مکہ وشعابہا وودیتہا۔
 اذ انما اعطی علیہ - ۲۵۰

بہن کعبہ کہ انجیل است حق بہ طرقت
 کہ من لبوسے گھر رقم ادا لبوسے عدت
 حاکم نے ترجمہ حکیم بن حزام میں کہا ہے کہ امیر المؤمنین کے پہلے
 کوئی کعبہ میں پیدا ہوا اور نہ بعد کو کسی کی ولادت ہوئی یہ واقعہ
 قرار کی صلوٰۃ پہنچ گیا ہے کہ فاطمہ بنت اسد کعبہ میں انشراح
 میں اور چونکہ کعبہ میں علی بن ابیطالب علیہ السلام پیدا
 ہوئے بکتاب بشار مصطفیٰ میں ہے کہ آپ صلی بن ابیطالب
 جمعہ کے دن سینزدہم رجب تیس برس عام فیل کے بعد
 کعبہ میں پیدا ہوئے آپ کے سو کسی کی ولادت کعبہ میں نہیں
 ہوئی نہ قبل اور نہ بعد رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر
 اس وقت تیس برس کی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بعد محبوب رکھتے
 تھے اور بچے کو نہلاتے تھے اعلیٰ کے مجھے کو نہلاتے تھے
 بہن وقت خوابہ ہوتا تھا اور رویاں دیتے تھے جب
 امیر المؤمنین جاتے تھے رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ سے نکلتے
 پھرتے تھے اور فرماتے تھے یہ میرا مہر ہے یہ میرا صغی ہے یہ
 میری کائنات ہے یہ میرا لہجہ ہے یہ میرا مادہ ہے یہ میری
 بیٹی کا شوہر ہے اور یہ میرا بیٹا ہے میری جہت ہے یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم
 گدیں لیے کہہ کے ہاتھوں میں لے لیا تھا اور وہیں
 میں رکھ کرتے تھے۔

و فی سنة ثلثین من مولدہ صاحب ولید
 علی بن ابی طالب فی الکعبۃ - فخصی
 فاطمة بنت اسد ام علی رضی اللہ تعالیٰ عنہا
 ولدتہ سماہ علیہا مصبی فی فیئہ ثمرانہ
 القمہ لسانہ فصار لہ عیسٰ حق نام
 قالت علیا کان من القدر طیننا لہ
 مرضعۃ فلم یقبل فثوی احدی لہ عوتہ
 لہ محمد صلعم فانعم لسانہ فنام
 فکان کفی لہ ما ساء لہ - سیرۃ الطبریہ
 ذکرہ فی فیئہ طیننا لہ ولید موفق بن احمد
 الخواری فی کتابہ لہ ولید علی بن علی علیہ السلام
 المشرقة داخل البیت السلام فی یوم الجمعة الذی انزل
 من شہادۃ الوصی علیہ السلام - فکان من عامہ الخلیل
 قبل الحق یلین من یوم یوم قبل البعث فکان من
 سنة وحلی البعث من یوم یوم فی البیت قبلہ
 وہی فقیلہ خصہ علیہا اجلا لہ اعلی
 برتجہ و اظہار المکرمۃ
 من کتاب المتعاقب لای المجلد الفقیہ الماکلی
 من طبرانی رفعہ فی حلیہ من السیرۃ النعمانی
 عند الحسینی فی حلیہ من السیرۃ النعمانی
 فقیلہ اعلی و فقیہ طیننا لہ من آیتہ
 شہ میں مولد ہی کہ امیر المومنین علیؑ کی ولادت کا
 میں ہوئی۔ فاطمہ بنت اسد مادر المیر المومنین سے وہ منجھ کہ
 جب آپ پیدا ہوئے تو آپ کا نام مصعب رکھا گیا۔ علیؑ کا
 دوسرا قصہ میں اپنا لکھا ہے کہ وہ دن وہاں سے نکلا کہ
 نے اس زمانہ میں کہ چوسا ہوا تھا کہ سرگتھ و سرگتھ لکھا
 کچھ دفعہ داتا کی تلاش ہوئی اور بالائی گنگر اور لکھا میں نے
 کسی کا وہ نہیں پایا پھر وہاں آپ ہیں بلکہ گنگر آپ نے
 اپنی زبان میں لکھا کہ میں ہی اور پھر آپ چوتھے چوتھے
 سو گنگر لکھا ہوا ہے۔
 فیہ الدیۃ بالمریہ موفق بن احمد فی حلیہ الخواری
 میں لکھا ہے کہ امیر المومنین کے مشق میں بیتہ ام کہ انہما منہ
 تیرہوی جب تک طین میں بورت سے تیسرا برس بچے
 اور بورت سے باہر برس بچے دوس برس بچے پھر پھر
 کعبہ میں آپ کے بچے کوئی پیدا ہوا اور تلید
 اوسے علیؑ کی وہ مخصوص فضیلت ہے جو خدا نے
 علیؑ کے جلال و بزرگی پر روشنی دے لکھے
 ظاہر فرمائی۔
 کتاب مناقب ابی اسالی فیہ لکھی میں جو بزرگ و بزرگ
 حضرت علیؑ کے بزرگ و بزرگ و بزرگ و بزرگ و بزرگ
 ہم حضرت حسینؑ کے پاس شیخ لکھے اور کچھ دوسری لکھی
 میں قصہ لکھی ہے ایک حدیث آگے دوسری تو لکھا کہ

اقوال رسول کتب اہل سنت سے

فضائل علی کی ایک لڑی

(۱) اخراج ابن سعید بن المسیب قال کان عمر بن الخطاب یسب علی بن ابی طالب من الغضلة لیس لهما ابوالحسن عن ابی ہریرۃ قال قال عمر بن الخطاب: اقضنا ناعلی۔ ماریخ الخلفاء ص ۱۷۱

(۲) ابن سعید بن مسیب عن عمر بن الخطاب عن ابی ہریرۃ قال قال عمر بن الخطاب: اقضنا ناعلی۔ ماریخ الخلفاء ص ۱۷۱

(۳) ابن سعید بن مسیب عن عمر بن الخطاب عن ابی ہریرۃ قال قال عمر بن الخطاب: اقضنا ناعلی۔ ماریخ الخلفاء ص ۱۷۱

(۴) ابن سعید بن مسیب عن عمر بن الخطاب عن ابی ہریرۃ قال قال عمر بن الخطاب: اقضنا ناعلی۔ ماریخ الخلفاء ص ۱۷۱

(۵) ابن سعید بن مسیب عن عمر بن الخطاب عن ابی ہریرۃ قال قال عمر بن الخطاب: اقضنا ناعلی۔ ماریخ الخلفاء ص ۱۷۱

(۶) ابن سعید بن مسیب عن عمر بن الخطاب عن ابی ہریرۃ قال قال عمر بن الخطاب: اقضنا ناعلی۔ ماریخ الخلفاء ص ۱۷۱

(۷) ابن سعید بن مسیب عن عمر بن الخطاب عن ابی ہریرۃ قال قال عمر بن الخطاب: اقضنا ناعلی۔ ماریخ الخلفاء ص ۱۷۱

(۸) ابن سعید بن مسیب عن عمر بن الخطاب عن ابی ہریرۃ قال قال عمر بن الخطاب: اقضنا ناعلی۔ ماریخ الخلفاء ص ۱۷۱

- (۷) حب علی حسنة لا عين معها سبيشة
(عن الحارث بن ابي رزاد عن ابي جعفر)
(۸) حب علی حسنة لا عين معها سبيشة
(عن الحارث بن ابي رزاد عن ابي جعفر)
- (۹) الناس من شجرة شتى انا ولي من شجرة واحدة
(۱۰) انا ولي من شجرة واحدة وانا ولي من شجرة واحدة
عنه قال النبي الطاهر المحبة قلبه وبعدها انفسها ما بناها
فواو من ولائهم من ولاها اثناء ذنوبهم من
السلام الى الارض انهم يهدونني ومن قتلت عنده
قد هوى - تفسير كشاف جلد آيت ۱۰ عن جعفر بن ابي
(۱۱) ان الله جعل ذرية كل نبي في صلبه وذرته في صلب
علي بن ابي طالب - جامع الصغير جلد ۱ ص ۱۰۰
- (۱۲) قال علي (عليه السلام) علي المنبر يشهد من اصحابه انا
الصدوق الاكبر امنت قبل ايمان ابي بكر ثم جردت في ۳۹
(۱۳) يا علي انما انا في الدنيا والاخرة ومثلده في المناوي
كنوز الحقائق (جامع الصغير جلد ۱ ص ۱۰۰)
- (۱۴) الصدوق ثلاثون من آل فاطمة وجبيل النجار
وعلي بن ابي طالب دعر اثنى عشر من آل فاطمة وجبيل النجار
(۱۵) قال ابن الله اوصني ان اذ حج فاطمة لعلي بن ابي طالب
جامع الصغير جلد ۱ ص ۱۰۰
- (۱۶) اللهم اضر من نصر عليا واخذل من خذل عليا
(كنوز الحقائق للمناوي جلد ۱ ص ۱۰۰)
- (۱۷) علي مني وانا منه
..
- (۱۸) علي بن ابي طالب
..
- (۱۹) علي بن ابي طالب
..
- (۲۰) علي بن ابي طالب
..
- (۲۱) علي بن ابي طالب
..
- (۲۲) علي بن ابي طالب
..
- (۲۳) علي بن ابي طالب
..
- (۲۴) علي بن ابي طالب
..
- (۲۵) علي بن ابي طالب
..
- (۲۶) علي بن ابي طالب
..
- (۲۷) علي بن ابي طالب
..
- (۲۸) علي بن ابي طالب
..
- (۲۹) علي بن ابي طالب
..
- (۳۰) علي بن ابي طالب
..

(۱۸) علی حیدر المشہورین شک خدا کن۔ کموز الخاق اللہ فیہا (۱۹) اعلیٰ ترین خلق ہیں جسے ہمیں شک کیا مدہ کا قرعہ

(۱۹) حال امام احمد بن حنبل و اسرار و احوال و اصحاب و تلامذہ
(۲۰) احمد بن حنبل نے اپنے اصحاب میں کہا کہ جو شخص اس کی کتاب کو دیکھے اس کی

من اہل اہل اور واصل رضی اللہ عنہ سلمہ بن خلفہؓ ۱۶۷۔ بیان کیے وہ کسی ایک صحابی کے بھی نہ تھے۔

(۳۰) قال علیہ الصلوٰۃ والسلام معرفۃ آل محمد براءۃ من آل محمد کی معرفت جہنم سے براءت علامہ سیوطی رحمہ اللہ کی محبت

انصار و حباب ال محمد و جملہ علیہ الصراط و الذی لا یدلّ علیہ
صراط کے گویہانِ حق و نور، اور ایمان کی درست پیغام ہے
انارہ من العذاب۔ شکارِ ناسی عاصی و مشرک و کافر
امان ہے۔

فَلَا يَسْخَرُ مِنْكُمْ بَنِي إِسْرَءِيلَ أَنِ مَنَعْتُمُ الرِّجَالَ سَاقًا فَلَوْلَا مَا أُعْتِدَ لَكُم مِّنَ الرَّحْمَنِ لَنَبَذَكُم مَّبْرُوحِينَ ۚ وَمَن يَعْزِزْهُمُ الرَّحْمَنُ فَلَا يُطَاقُ عَلَيْهِمْ أَسَافٌ وَلَا نَجَسٌ ۚ

صبر و باہمہوا و امہما کان معی فی درجنی میرے ہمراہ قیامت کے دن میرے درجہ میں ہوں گا
 یوم القیامۃ۔ شیعہ میں جلد ۲ ص ۱۴۱ بحوالہ فضائل اہلبیت قمی۔

(۲۵۴) و آخر جم الطبرانی بسند حسن عن ام سلمہ رضی اللہ عنہا (۲۵۵) جس نے علیؑ صحبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور میں نے

[illegible]

(۲۳) اے علی! انت یسوی المؤمنین حجة الوداع ۱۲۵۰
(۲۴) اے علی! تم تو مؤمنین کے یسویہ سردار ہو۔

(۲۴۲) وروی (بن السمان) ابابکرؓ قال سمعت النبی (ﷺ) یقول کہ میں نے رسول کو کھتے ہوئے سنا

یقیناً لا یجوز علی الصلوٰۃ الا من کتب لہ علی الجواز کہ صراط پر سے وہی گزر سکتا ہے جس کو علی پر روانہ لکھیں

سخن الرابعین ۱۵۹ اور وہ ہیں۔

(۲۵) ابن مسعود قال قال رسول
(۲۵) عبد اللہ بن مسعود رادی میں کہ رسول کہتے تھے کہ

اللہ نظر انی وحی علی عبادۃ - (الایضاً صفحہ ۲۶۲) علی کے پیرو پر نظر کرنا عبادت ہے۔

۱۲۷۲ھ میں سیدہ فاطمہ علیہا السلام نے فرمایا: میں نے علی بن ابی طالب کے

علیاً فقہ سننی، روح البیان، والحاکم، قد اخذ۔ سبب شتم کیا اس نے گویا مجھ پر شتم کیا اسکو، احمد، حاکم، محمد بن

محمد بن یوسف الکاتب الشافعی محدث الشافعیین یوسف کوفی شافعی محدث شافعی بن عباس سے

- ۱) عہد عباس و آخر حجہ الحافظ الثوری عن عمر بن الخطاب
 روایت کی کہ ابو سعید خدری نے عمر اسی سے اور طبرانی ابن عساکر نے
 ابو سعید و محمد بن حارث سے روایت کی کہ مشکوٰۃ صفحہ ۵۵
- ۲) یا علی! انا مع قتال علی تاویل القرآن کما
 قللت علی تازیلیہ - تاریخ الخلفاء ص ۱۵۱
- ۳) و اخرج الطبرانی حالہ کما و محمد بن احمد
 قال کان رسول اللہ اذا غضب لم یحضر من کلہ
 احد الا علی -
- ۴) عن ابن عباس بن النبی امرسید الاطیاب
 کلھا الا باب علی - ترمذی ج ۲ ص ۲۳۵
- ۵) قال ابو یوسف رسول اللہ سجدات البواہنا کلھا الا باب
 علی فقال ما انا سجدات البواہنا وکن اللہ سدا
 فی رواقہما انا سجدات البواہنا وفتحت باب
 علی وکن اللہ فخر باب علی - بیرونی ج ۲ ص ۲۵۵
- ۶) و سجد رسول اللہ البواہنا المسجد غیر باب علی
 لکان یدخل المسجد جنباً - بیرونی ج ۲ ص ۲۵۵
- ۷) انما الخلفاء سجدات البواہنا وکن اللہ سدا
 فی رواقہما انا سجدات البواہنا وفتحت باب
 علی وکن اللہ فخر باب علی - بیرونی ج ۲ ص ۲۵۵
- ۸) قال علی بن النبی الامی ان لا یحب فی الامم
 الا یحضر فی الامم الا متافق رواہ مسلم -
- ۹) و سجد رسول اللہ البواہنا المسجد غیر باب علی
 لکان یدخل المسجد جنباً - بیرونی ج ۲ ص ۲۵۵
- ۱۰) انما الخلفاء سجدات البواہنا وکن اللہ سدا
 فی رواقہما انا سجدات البواہنا وفتحت باب
 علی وکن اللہ فخر باب علی - بیرونی ج ۲ ص ۲۵۵
- ۱۱) و سجد رسول اللہ البواہنا المسجد غیر باب علی
 لکان یدخل المسجد جنباً - بیرونی ج ۲ ص ۲۵۵
- ۱۲) انما الخلفاء سجدات البواہنا وکن اللہ سدا
 فی رواقہما انا سجدات البواہنا وفتحت باب
 علی وکن اللہ فخر باب علی - بیرونی ج ۲ ص ۲۵۵
- ۱۳) و سجد رسول اللہ البواہنا المسجد غیر باب علی
 لکان یدخل المسجد جنباً - بیرونی ج ۲ ص ۲۵۵
- ۱۴) انما الخلفاء سجدات البواہنا وکن اللہ سدا
 فی رواقہما انا سجدات البواہنا وفتحت باب
 علی وکن اللہ فخر باب علی - بیرونی ج ۲ ص ۲۵۵
- ۱۵) و سجد رسول اللہ البواہنا المسجد غیر باب علی
 لکان یدخل المسجد جنباً - بیرونی ج ۲ ص ۲۵۵
- ۱۶) انما الخلفاء سجدات البواہنا وکن اللہ سدا
 فی رواقہما انا سجدات البواہنا وفتحت باب
 علی وکن اللہ فخر باب علی - بیرونی ج ۲ ص ۲۵۵
- ۱۷) و سجد رسول اللہ البواہنا المسجد غیر باب علی
 لکان یدخل المسجد جنباً - بیرونی ج ۲ ص ۲۵۵
- ۱۸) انما الخلفاء سجدات البواہنا وکن اللہ سدا
 فی رواقہما انا سجدات البواہنا وفتحت باب
 علی وکن اللہ فخر باب علی - بیرونی ج ۲ ص ۲۵۵
- ۱۹) و سجد رسول اللہ البواہنا المسجد غیر باب علی
 لکان یدخل المسجد جنباً - بیرونی ج ۲ ص ۲۵۵
- ۲۰) انما الخلفاء سجدات البواہنا وکن اللہ سدا
 فی رواقہما انا سجدات البواہنا وفتحت باب
 علی وکن اللہ فخر باب علی - بیرونی ج ۲ ص ۲۵۵

(۳۳) یا علی بحک مجہی و مفضلک مفضل کنوز الخصال ص ۱۱۱

(۳۴) حدیثی ام مثل جلیل قال لعبد اللہ حبیب اللہ

علی قال سمعت رسول اللہ و هو راخ من ید یقول
اللہم لا تمنی حق قرینی علیا۔

ترمذی جلد ۲ ص ۲۳۶ - ۱۱۱۱۱ الخصال ص ۱۱۱

(۳۵) دخل علیہ اللہ علیہ سلم علی فاطمہ فقال فی یا علی

و هذا النائم یعنی علیا و هذا یعنی الحسن بن علی
بکان واحد یوم القیل ۲ - اولہ الخصال ص ۱۱۱

(۳۶) و اخرج الطبرانی فی المعجم و انصاری عن ام سلمہ

نہ بنت رسول اللہ یقول علی مع القرآن القرآن مع علی

لقد قرآن حق یرد علی الخیر و قد اخرجہ الحاکم

و الطبرانی فی المعجم و الأوسط و الثعلبی فی تفسیرہ عن

ابن مسعود و اخرجہ السیوطی فی جامعہ الصغیر

ص ۹۹ ما رشح الخلفاء ص ۱۱۱ و اسات اللیب ص ۱۱۱

(۳۷) عن زید بن ارقم ان رسول اللہ قال لعلی فاطمہ

و الحسن و الحسین ان احرب لکم حاربکم و سلم لکم

سالمکم و اذ التزمہ فی مشکوٰۃ ص ۵۲

(۳۸) یا علی انت تبین لامتی ما اختلفوا فیہ من

لحدی - کنوز الخصال ص ۱۱۱

(۳۹) یا علی انت ولی کل مومن بعدی کنوز الخصال ص ۱۱۱

(۴۰) یا بنی علیا ویکرمون بعدی - ص ۱۱۱

(۴۱) اے علی تمہارا حب میرا حب ہے ہر مومن کا

(۴۲) ام شریک سے روایت ہے کہ امیر المومنین کو ایک لشکر

کے ہمراہ رسول نے بھیجا اور اس کے بعد آٹھ اٹھ کے پیچھے چلے گئے
تھے کہ پروردگار مجھ کو موت نہ آئے جب تک میں علی کو نہ

دیکھ نہ لوں۔

(۴۳) رسول سید کے گھر میں آئے اور فرمایا اے سیدہ میں اہم

اور یہ سونے والا یعنی علی اور وہ دونوں بیٹے جس کو میں ایک
مقام اور ایک رجب میں قیامت کے دن ۴ میں ملے۔

(۴۴) طبرانی نے وسط و صغیر میں ام سلمہ سے روایت

کی ہے کہ رسول فرماتے تھے، علی قرآن کے ساتھ ہیں اور

قرآن علی کے ساتھ یہ دونوں آپس سے جدا ہو گئے یا تاکہ

کہ میرے پاس کوثر پر پہنچیں اس کو حاکم طبرانی نے

ثعلبی نے ابن مسعود سے روایت کی ہے اور سیوطی نے

جامع صغیر میں لکھا ہے

(۴۵) زید بن ارقم سے روایت ہے کہ رسول نے علی فاطمہ حسن

علیہم السلام کے لیے فرمایا کہ جو تم سے حریک کرے میں اس کے لیے قتل

ہوں اور جو تم سے صلح کرے میں اس کے لیے صلح ہوں

(۴۶) فرمایا اے علی تم بیان اور تفصیل میں اس اختلاف میں

جو میرے بعد میری امت میں ہو گا۔

(۴۷) فرمایا اے علی تم ہر مومن کے ولی میرے بعد ہو گے

(۴۸) فرمایا اے زید یہ تم لوگوں کا ولی میرے بعد علی ہے

وہی من علی و ہو قیام لہ فقال یا علی

اما ترضین ان الله عز وجل اطعم علی و علی

فاختار رجلین احد صما الولد والاخر

بطلک وفي مسند احمد بن حنبل

(۳۵) ان ابابکر و عمر خطبا الی رسول الله

فقال انما صغیرہ فخطبھا علی فزجھا منہ

الانما صغیرہ ۲۶۷ ج۱ صغیرہ ان لا تنزع اللون

(۳۶) انت النبی اخی بین الناس

وترک علیا فقال یا رسول الله

أخیت بین اصحابک و تکلمت فی فقال

أخیت لی و لنفسی انت اخی و اما

اخوک فان ذکرک احد فقتل الا عبد

الله و اخو رسول الله لا حدی عھا

بعدک الا کن ید و الذی یبھثنی

بالحق ما اخرتک الا لنفسی و انت

منی بمنزلہ صلوات من موسیٰ

غیرانہ لانی بعدی

و انت اخی و وارفی -

مسند احمد بن حنبل

ترمذی صفحہ ۲۳۳

(۳۷) عن النبی قال مکتوب علی ابابکر

حق کی کہ بارسلی اشہ آپ نے مجھے علی سے باجوہ یا علی

کچھ ہی نہیں فرمایا کہوں غلطیہ کیا تم میں فضیلت پر بھی نہیں

خطبہ بل ارض میں سے دشمنوں کا کتاب کیا کیا

بابکر و عمر سرانجام اغویہ علی ابن ابیطالب

(۳۸) مسند احمد بن حنبل میں ہے کہ عمر ابو بکر نے جواب دیا

ترجمہ چاہی تو رسول نے فرمایا کہ ابھی وہ جھولی ہے اور عیب علی

بن ابیطالب نے غصہ کی تو آپ نے پہلہ دیا۔

(۳۹) رسول نے صحابہ میں برادری کی نسبت کی اور علی کو

تو اپنے فرمایا کہ رسول آپ نے اصحاب میں ایک دوسرے کو

قرہ دیا ہر مجھ کسی کا بھائی نہ قرار دیا فرمایا میں نے نہیں اپنے کو

باقی چھوڑا ہے تم میرے بھائی کہا اگر کوئی تم سے بچے تو کو میں میرے

خدا اور رسول ہوں۔ عبد اللہ و آخر رسول اللہ -

فہم کہ وہی تم کو جس کی قبول علی نے سورت کی جب جبر

بیعت کا کام ہو رہا تھا اور جب آپ کو قتل کی وجہ دی گئی تو

آپ نے فرمایا کہ کیا تم عبد اللہ اور برادر رسول کو قتل کرو گے جس پر

کہا کہ تم پر رسول نہیں ہو کیونکہ آپ سیاست والا مہم

اس خدا کی قسم جس نے مجھ کو بیعت برسات کیا میں نے نہیں

اپنے نفس کیلئے بھاگنا ہے اور تم کو اس علی مجھ سے وہی بیعت

ہے جو اس دن کو ہوئی ہے قحی کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا میرے

بھائی اور میرے وارث ہو۔

(۴۰) درعادہ صحیحہ پر کہنا چاہئے کہ محمد رسول خدا ہے

محمداً الله وعلى خورسول الله قبل ان يخلق الله

ان کے بھائی "خلق سموات سے دو ہزار

السملی مع بالفی عام اخوجه السیوطی جامع الخیر

برس بیشتر تحریر ہوا

حملت العين مع اللام

(۴۸) من علفہ قالت قال رسول اللہ عوالی

(۴۸) عائشہ کہتی ہیں کہ رسولؐ نے کہا کہ سیدہ ابوبکرؓ

سيد العرب فقلت الست سيد العرب قال واسيد

کو بلاؤ تو میں نے کہا کہ کیا آپ سید العرب نہیں

ولن آدم وعلی سید العبد (کنز العمال ج ۱۰ ص ۱۰۰)

فرمایا میں سید اولاد آدم ہوں اور علیؑ

سير النبوة ٢٥٦ مع الزينبي ٥٢ الملاحظات ٢٦٢

سید العرب ہیں۔

(۴۹) عن سلمان قال قال رسول الله ﷺ

(۴۹) فرمایا ہے: **مِلْجے، اسلام لانے والا اور سب سے پہلے جن**

عَلَيْهِ السَّلَامُ وَأَكْبَرُ اسْلَامًا عَلَيَّ مِنْ أَسْطَانِ عَمْرِو بْنِ

کوشش کر رہے تھے والا علم ادا میں، اسپتال کے نزدیک اور قہر

اور قضا، اور ادا، و سب سے بڑا اللہ عزوجل ہے۔

کہتے ہیں کہ اللہ کا اسلام سب سے پہلے ہے۔

ادراك الحق ۲۶۳

وہو وہو کہ کثرت اللہ عز وجل منہ صلی اللہ علیہ وسلم

میں نے ان کو بلا کر اپنے پاس بلایا۔

وہی ہے جو ہمیں دیکھ کر کہتا ہے کہ

۱۰۰

سکتے ہیں۔ یہ بھی وجہ تیار

کے لئے خاصہ یہ ہے کہ ان کے پاس ہر قسم کے

لسانہ - سیرۃ الخلیفہ جلد اول

• ۴۴۳ •

داه) اقامد نية العلم وعلى يابها- حية الجيران ملك

(۱۵) فرمایا میں شہر علم میں اور علی ایسی درہن۔

(۱۱۵) عن زید بن ارقم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(۵۴) جو شخص چاہے کہ میری زندگی زندہ رہے اور میری

ان عيبي عبياتي وميت مما في ويسكن حبة الخلد لي

موت مرے اور جنت خلد اسکا مقام ہوا ہے چاہیے کہ

معذرتی دے دوں، فلسفہ کی تعلیم کے واسطے اب اس کی اصلاح کی ضرورت ہے۔

ملی کو دوست رکھے۔

(۳۴) : اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى اَبْنَتِىْ مِنْ وَاَدَامَتِكَ -

۱۲۳۵

مجلسه ۱۰۰

[illegible]

وہابیہ کے خلاف جو کچھ لکھا ہے وہ سب سچ ہے۔

و انچه كه در اين باب پيغمبر خدا صلى الله عليه و آله و سلم فرموده است:

- (۵۵) علی باب حطہ من دخل منه کان مومنًا ومن
 خرج منه کان کافرًا (جامع بصیر حروف الحین مع الامام)
 وہ مومن ہے جو اس سے خارج ہے وہ کافر ہے۔
- (۵۶) یا علی انت فضل خلیفۃ نوحی دینی۔ کنوز الخائف حروف
 (۵۶) یا علی تم مجھے فضل دین کے امیر عترت میں کوہا کرو گے۔
- (۵۷) حب علی براءۃ من المنافق -
 (۵۷) علی کی محبت نفاق سے برادرت ہے۔
- (۵۸) حب علی براءۃ من النار -
 (۵۸) علی کی محبت جہنم سے برادری کا وسیلہ ہے
- (۵۹) حب علی یا کل اللہ فی کما یا کل النار المطلب
 (۵۹) حب علی یا کل اللہ فی کما یا کل النار المطلب
- (۶۰) علی من بمنزلة الراعی بدائی۔ جامع بصیر حروف
 (۶۰) علی من بمنزلة الراعی بدائی۔ جامع بصیر حروف
- (۶۱) ذکر علی و اولادہ کنوز الخائف جامع بصیر ص ۳۲
 (۶۱) علی کا ذکر عبادت ہے۔
- (۶۲) انظر لی وحب علی عبادة لا یقر الخائف ص ۱۵۲
 (۶۲) علی کی محبت جہنم پر نظر عبادت ہے۔
- (۶۳) یا علی سے بمنزلة الکعبۃ کنوز الخائف حروف الیاء
 (۶۳) علی بمنزلة کعبہ ہیں۔
- (۶۴) استخراج الحقائق والحدائق قال جامع حنفی امام اس
 (۶۴) استخراج الحقائق والحدائق قال جامع حنفی امام اس
- میں قریشی نقال یا محمد انا جیرانک و خلفاؤک و اولادک
 میں قریشی نقال یا محمد انا جیرانک و خلفاؤک و اولادک
- میں حبیبہ تا قد انزل علیہم رزقہ فی الدنیا
 میں حبیبہ تا قد انزل علیہم رزقہ فی الدنیا
- ولا نضع فی رزقہ انا و اولادک من ضیاعنا و اولادک
 ولا نضع فی رزقہ انا و اولادک من ضیاعنا و اولادک
- قال رحمہم اللہ فقال لا یبکر ما نقلہ فقال صدق
 قال رحمہم اللہ فقال لا یبکر ما نقلہ فقال صدق
- انہم جیرانک و خلفاؤک فخر جیرانک و اولادک
 انہم جیرانک و خلفاؤک فخر جیرانک و اولادک
- لہم ما نقلہ قال صدق انہم جیرانک و اولادک
 لہم ما نقلہ قال صدق انہم جیرانک و اولادک
- فخر جیرانک و اولادک انہم جیرانک و اولادک
 فخر جیرانک و اولادک انہم جیرانک و اولادک
- قال لا قال عمر ناھو قال لا یکن ذلک الذی
 قال لا قال عمر ناھو قال لا یکن ذلک الذی
- یخصف البقل و فی مسند احمد بن حنبل قال
 یخصف البقل و فی مسند احمد بن حنبل قال
- (۶۵) فانی و حکم غدا و کونک کچھ کچھ کونک
 (۶۵) فانی و حکم غدا و کونک کچھ کچھ کونک
- رسول کے پاس آئے اسکا کہ لہ رسول کہا کہ حبیب
 رسول کے پاس آئے اسکا کہ لہ رسول کہا کہ حبیب
- اور خلفا ہیں اور ہمارے کچھ غلام آپ کے پاس بجا آئے
 اور خلفا ہیں اور ہمارے کچھ غلام آپ کے پاس بجا آئے
- ہیں جنہیں آپ کے برے سے کچھ وقت میں لے لیں گے
 ہیں جنہیں آپ کے برے سے کچھ وقت میں لے لیں گے
- و یہ بھی رسول نے ابو بکر سے پوچھا کہ تم اس بارے میں کیا
 و یہ بھی رسول نے ابو بکر سے پوچھا کہ تم اس بارے میں کیا
- کہتے ہو کہما یا لوگ کہتے ہیں یہ آپ کے ہمسایہ بھی ہیں اور
 کہتے ہو کہما یا لوگ کہتے ہیں یہ آپ کے ہمسایہ بھی ہیں اور
- خلفا بھی یہ لشکر رسول کو غصہ آیا پھر آپ نے عمر
 خلفا بھی یہ لشکر رسول کو غصہ آیا پھر آپ نے عمر
- سے پوچھا انہوں نے بھی وہی جواب دیا جو ابو بکر نے
 سے پوچھا انہوں نے بھی وہی جواب دیا جو ابو بکر نے
- دیا پھر ابو بکر نے کہا کہ آپ کے ہمسایہ اور خلفا ہیں ہمارے
 دیا پھر ابو بکر نے کہا کہ آپ کے ہمسایہ اور خلفا ہیں ہمارے
- سے کہا ہرگز نہیں عمر نے کہا میں ہوں کہ انہیں دیکھو
 سے کہا ہرگز نہیں عمر نے کہا میں ہوں کہ انہیں دیکھو
- سے جمعی بریتیاں ٹانگے ہو۔ اور مسند احمد
 سے جمعی بریتیاں ٹانگے ہو۔ اور مسند احمد
- حنبل میں ہے کہ آپ نے کہا کہ تم میں ایک شخص دیکھا
 حنبل میں ہے کہ آپ نے کہا کہ تم میں ایک شخص دیکھا

- ۱۷۸) منکر من یقاتل علی بن ابی طالبؑ القرآن کہا نامت
 علی بن ابی طالبؑ القرآن فقال ابی بکرؓ انا هو فقال لا
 فقال عمرؓ انا هو قال لا ولكن خاصص الغلام
 علی بن مصعب النعل نعل رسول الله فی الجحی عند
 فاطمة - ازادۃ الخلفاء ۲۵۰ ترمذی جلد ۲ ص ۲۳۷
- ۱۷۹) انا وعلی حبہ الله فی اہل علی عبادۃ اہل اہل حبۃ
 الله فی خلقہ لیس فیہ (کون الخلق من حبۃ الالہ)
 ۱۸۰) من طرق ابی ہاشمؑ قال صنادی علیاً فقال ذاقہا
 الناس من علی علیہ السلام یوم الفیاء یومہ یا ہاشمؑ انیا
 یاب فضائل علیؑ منہ احمدی منیل، مشکوٰۃ، قرنی -
 ازادۃ الخلفاء ۲۵۰ جامع الصغیر سید علی -
- ۱۸۱) علیؑ من اطاعتی فقد اطاع الله ومن
 عصانی فقد عصا الله ومن اطاعتک فقد
 اطاعتی ومن عصاک فقد عصانی اخرجہ
 الحاکم - ازادۃ الخلفاء ۲۵۰ ص ۲۹۱
- ۱۸۲) کل نبی وصی ووارث وصی ووارث علیؑ
 ابن ابی طالب - کنز العمال ۵۱۳
- ۱۸۳) اخرج الطبرانی وابن ابی حاتمؑ قال انزل
 الله یا ایہا الذین امنوا لا وعلیؑ میرہا و مترقیہا
 ولقد مات الله صاحب مہدی فی غیر مکان وما
 ذکر علیا الا بخیر -
- ۱۸۴) قال النبیؐ یا مہدیؑ انزلت علیا قد سلاک
 ۱۸۵) قرآن پر جنگ کی ابو بکرؓ نے کہا میں ہوں کہا نہیں عمرؓ
 کہا تو میں نہیں کہا نہیں دیکھو وہ ہے میری جوتیاں
 ٹانگ بہا ہے اس وقت امیر المؤمنینؑ جھوسیدہ میں
 بیٹھے ہوئے رسول کی جوتیاں سی رہی تھے۔
- ۱۸۶) میں اور علیؑ محبت خدا سے زمین پر ہوں خدا کے
 بندوں کے لیے اور یوم قیامت بھی یہوں گا۔
- ۱۸۷) جس نے علیؑ کو اذیت دی اس نے مجھ کو اذیت دی
 جس نے علیؑ کو کو اذیت دی وہ روز قیامت نعل فی اور
 یہودی محسوس ہوگا۔
- ۱۸۸) علیؑ جس نے میری اطاعت کی اس نے خدا کی اطاعت کی
 اور جس نے میری معصیت کی اس نے خدا کی معصیت کی (ابن
 تیمیہ اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے میری
 معصیت کی اس نے میری معصیت کی۔
- ۱۸۹) ہر نبی کے لیے ایک وصی اور ایک وارث ہے اور میرے
 وصی و وارث علیؑ ہے۔
- ۱۹۰) کوئی آیت جس کا شروع یا ایہا الذین امنوا ہو
 اتنی گریہ کہ علیؑ اس کے امیر تھے، صاحب رسول پر بار
 خدا کا عتاب ہوا اور ہمیشہ قرآن میں علیؑ کا ذکر خیر کے
 ساتھ ہوا۔ جامع الخلفاء ۱۵۱۔
- ۱۹۱) قرآن سے عاصی دیکھ کر علیؑ کی ایک ہمت پر جا رہے ہیں

فلنحيا والانس ما ديا فاسلك مع علي ووع الناس ان لا يدلفا على ولي ولقي غيرك مني المنس اخو جبال يلمى جامع الصغير طبردا صلتك

اور لوگ دوسرے راستہ پر تھکے علی کا ساتھ دو کہہ کر کہ وہ صراط مستقیم پر ہوں گے اور تم ان کے اتباع میں گمراہ نہ ہو گے۔

حب علی ایتہ الامان وبقض علی ایتہ النفاق اخرجہ البخاری

(۷۱) علی کی محبت ایمان کی نشانی ہے اور علی کی عداوت نفاق کی علامت ہے۔

قال طوبى لمن احبك وصدق فيك وويل لمن البغضك وكتب فيك

(۷۲) اے علی تو شامال کا حب میں تم سے محبت کی اور تمہاری تکذیب کی (فدک کا واقعہ یاد کیجیے)

م علی صاحب الخوض يوم القيامة كنز حروف عین

(۷۳) م علی صاحب خبث و دوزخ ہیں۔

م صا دا بن عی و اخی و زوج ابنی فک انفق الرجال والنساء من النار

(۷۴) ذیل حدیث طویل میں فرماتے ہیں (سیر البعائی اور میرا ابن عم اور میرا داد و محبتوں اور دروہوں کو نادار بننے سے نکل کرے والا قرار دیا گیا۔

وذلك هجرتنا الى اخنا الامية

جس طرح ہم نے تمہاری کتابوں سے فضائل امیر المومنین لکھے اس طرح تم ہماری کتابوں سے خلفائے خلافت کے فضائل لکھ دو یا کم از کم ایسے ہی فضائل کی ایک فہرست پیش کرو جس میں تمہارے علمائے حق کسی حیثیت سے نہ کی جو ہا تو ابھانکے ان کہ تم صاحبین۔



قصیدہ دروح مولائے متقیان امیر المؤمنین علیہ السلام

از حضرت غلام اسلام سلطان انگلیں ملا سرودی سید صاحب حق امینیہ فی اللہ تعالیٰ

صبح چوں دہریخ ہر منور بیند مہر گردوں طون روضہ حید بیند
آں امامیکہ چشمش بہ فلات کہ غلش خانہ حق نگر و روئے ہمیر بیند
پیر دیرینہ گردوں بہ شمار اہسان کم زلف او صفت سبجہ اخضر بیند
چمن قلم دست از ترقیم مطالب بکشد لوح محفوظ سوے سینہ المہر بیند
عادے کوچ نشینہ بعد التکۃ غلش ۲ مینہ عکس بحیضمان سکندہ بیند
حق پرستے کہ بزویج اصالیب خلیل رخضب در صفت صفت آذر بیند
در دبستان ازل درج امین وقت جواب بعد المید سوے روئے متور بیند
نود چنان جد و عطایش بجاں تک عقل باز بے شوب طبع روئے کبوتر بیند
در سمن زار بخت از کمرش فضل ہمار خار را ہجر برگ محل تر بیند
مدد و عالم بصفت انجمن فضل رسول رو بہ داماد کند یا سوے دختر بیند
خامہ بگرفتہ عطار و بکت از صنع خدا پے مصطفیٰ تو سوئے صفو خاں بیند
وعظ از نوک زبانت جو بیا بد معراج چراغ را عرش تہ عرشہ منبر بیند
رفت گرتاج امارت بسر غیر چہ غم افسردین خدا کے سوے افسر بیند
کیست سابق ز تو در مادی عرفان الہ کہ ترا خضر درین یاد یہ رہبر بیند
جہہ سائے تو شود آں تکہ نبی را خواہ رہرو شہر قہاں گشت اگر در بیند
ذات تو منزلہ سر بود از جسم نمی کہ شناسد پنے مانہ اگر سر بیند
چشم حق میں ہر بارے چو کشد بر منہ تو زیر بار و جہت کعبہ داور بیند
ہر کہ غدا وہ کہ بساعل اغریم بیند رنج سکوں جہاں در کف قنبر بیند
جاں فروش رہ خالق کہ بیل ہجرت رو بہاہ ز حیات دسوے لبتر بیند
پے تمام عبادت ز دعاے لب تو باز خود نشد دو طارم اخضر بیند

ایک از حکم تعدد شمس آتش برود
 ایچ بگرفت تو حصین حصین اسلام
 سایہ تیغ تو بر خرمن جاں برق مقاب
 تیغ صیقل کن آئینہ نصرت بشود
 خوں جاں جامہ ہستی بر در در معصا
 چوں جہد فعلہ خون ز آتش تیغ غنیمت
 چشم عالم ز لہنہ تیغ ہیں از حیرت
 طبعی خاک پیر ز در سیم و دل تو
 عالم علم لدنی و سلمانی گفتار
 غایت مزج عناصر ربی و میباشی
 فرض علاج حرم حج نشد الاسباب
 یوم لا ینفع مال نظر فاصب عن
 حذر از زر کہ پیش خود نمود نص قدر
 کوہ آں چشم بود کہ جوس دولت و جاہ
 آں شہ سابق اسلام ملائک مرجع
 حرص و ہیم کند راکب دوش برعل
 تیغ تاریک منافق ز نفاق دلی جوین
 یا علی غنیمت کسے غیر تو امید دلم
 چشم را معجزہ قدش اکر آگہن
 این خلوصے کہ دلم باد تو مسیحا
 مدیہ گفت سبح تو ماہ از تقصیر
 چشم حق ہیں تبناست کہ صلیح نعیم

آب را چمن کرۂ نار سمن در بیند
 لشکر خویش نبی از تو منظر بیند
 با اماں شجودیں ز تو دور بر بیند
 چشم جوہر جہ سو او رخ لشکر بیند
 تاخن تیغ تو گر چشم غضنفر بیند
 چشم در ہا نگہ مروک اشگر بیند
 گئے انگشت کہ قلعہ خمیر بیند
 اثر تیغ ترا روح بہ شہید بیند
 تو کشت قلب ترا لشکر و منظر بیند
 کہ حدوث و قدیمت دہر برابر بیند
 تا بعدیہ ز قدیں مولد حیدر بیند
 حق پا دشن بہ عمر نگہ محشر بیند
 ۲۰ اندہر کہ رنگ را بعض نظر بیند
 خویش را بارل اسلام برابر بیند
 کے روا بود کہ سوے دروند پور بیند
 قاسم خلد سمے حلقہ پُر زہر بیند
 آتش تازہ تیغ غائب تر بیند
 اے خوشا بخت چو شاہ سوے نظر بیند
 ہر کجا منقبت نست کمر ر بیند
 دہر لہذا من اعطی زوہ کثر بیند
 کے عرض برتبت پایہ جو مسد بیند
 جام بر توں کعبت مساقی کوثر بیند

التبصیر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله الذي اختار من خلقه من كان اهله وجعله اداة يا
لمن استمداه فاذاح بعلمه جهله واختار من بينهم سيد العرب
والعجم خاتما للنبيين وسيدا المرسلين وآله واهله صلى
الله عليه وعليهم ما ارسى جبله وسهل سحله :-

ابا بعد میں نے رسالہ نیکہ و نیکہ خیر الاعتقاد فی تنویر المساد
جس کو عامی وین سہیں نا شرابو یہ مودہ آل طہ و لکین ظہر الا بیان
و ظہیر الا بیان و ظہیر المؤمنین ذوالفضل اعلیٰ المولوی غلام علی صاحب دہست
محالیہ السامیہ نے شائع فرمایا ہے دکھیا اور اس کے مضامین سے مستفید
ہوا مودت الطبیئہ اور اعتقاد فضل امیر المؤمنین علیہ السلام کی شمیم
اس کے پُر نور عبارتوں سے آرہی ہے جو مشام ایمانی کو کسی طرح
جاگوار نہیں بلکہ فروغ روح اور تقویت بصارت کے لیے ایک پرہیزگار
گلدستہ ہے جس سُنڈ پر یہ رسالہ لکھا گیا ہے وہ درحقیقت
ایک صراط ہے جس پر سلوک اصحاب بنیش و دانش کے سوا
مشکل ہے میری نظر یقیناً قاصر ہے، ارباب فضائل کے اصناف
اور طبقات میں باعتبار توازن فیصلہ کرنا مشکل ہے بلکہ نامکن ہے جائیکہ
ارباب عصمت میں اگر یہ بحث پڑے تو غیر محصوم پاس کوئی ایسی میزان
کہاں سے آئی جو باہمی عصمتوں اور فضیلتوں کے تقاضا کو واضح
کر سکے اس سے زیادہ یہ اور صعوبت کا وقت ہے جب یہ بحث

خاتم النبیین اور سید الوصیین میں ہو، لیکن اگر اسی نور سے کوئی روشنی
آئے اور وہ کچھ بتا دے تو ہم کچھ کہہ سکتے ہیں اس پر شاید یہ کہنا
میرا میرے اعتقاد کے موافق ہو گا کہ جبکہ قرآن و حدیث سے فرق
معلوم ہو سکا ہے اس کے علاوہ ان دونوں سداً وخلق و مولا
امت میں فرق نکالنے کی کوشش عجب نہیں کہ تقریب میں داخل ہو
جیسا کہ مقام استثنائیں بھی مساوات کا دعویٰ قطعاً مسلک افراط ہے
یہ رسالہ مبارکہ جس کے نام کو میں پہلے ظاہر کر چکا ہوں وہ بھی میرے خیال
میں اسی منہج وسط کا سالک ہے وہ مستثنیٰ کو داخل نہیں کرنا چاہتا اور
غیر مستثنیٰ کو خارج نہیں کرتا لہذا نہایت متین اور سنجیدہ تحریر ہے
اور جن عبارتوں میں کسی قدر ابہام نظر آتا ہے اس کا محصل بھی غالباً
وہی ہے جو کسی طرح انشاء اللہ قابل شبہ نہیں۔ فجزاۃ اللہ عنہ البقی
واہلہ المعصومین خیر الجزاء نعمتہ بیدار الوازراء
سبط حسن النقی اعطی بيمينہ صحیفہ عملہ فی
الاخروۃ۔ پہلی تقریب میں چونکہ بعض غلط کلمات تھے لہذا سب سے پیش مندرجہ مساوات یہ تقریباً بدلی

لمیع کی گئی۔ (مدیر)

وما علینا الا البلاغ

حقیر مسندہ سے پندہ شعبان المعظم کے لیے ہدیہ عریضہ خدمت مومنین میں
پیش کرتا ہے جن مومنین والا تکلمین کو ضرورت ہو عرائض طلب فرما کر ممنون فرمائیں۔
اور حضرت محبت محل الشرف کی خدمت میں اپنے مطالب تحریر کر کے پیش کریں۔

محمد طاہر طیفان عفی عنہ

رستم محمد لکھنؤ

والسلام

مذہبِ جاہلیتِ تعلیم کی نسبت

افضل مولانا صاحبِ الحسین صاحبِ مدرسہ مقالاتِ جامعہ سلطان المدارس لکھنو

اسمِ مذہبِ ہنسنت و جاہلیتِ انعامیہ و خطابیات پر قائم ہے اور اسکی تیز نزل بنا تعلیم و ہم کہ
 عقل پرستی کی گئی ہے جن دلیلوں سے یہ لوگ اپنے مذہبِ فاسد پر استدلال کرتے ہیں وہ سب وہیات
 اور جن عقلوں سے یہ لوگ اپنے مذہب کا سد کو چ کرنا چاہتے ہیں وہ سب عقلِ عرفا و کے نزدیک بانا تحقیق
 میں ناروا ہیں۔ نمونہ کے طور پر کچھ امور ذکر کیے جاتے ہیں تاکہ عقلا سے روزگار اور محققین عصر کو انہی عبارات
 و بصیرتِ نقادہ سے چکیں اور انکو ٹھکے کھڑے مذہب میں امتیاز حاصل کریں۔ اور مذہبِ احسان کی کمزوریوں
 پر مطلع ہو کر انصاف کریں اور حق کا راستہ اختیار کریں۔ لیکن پہلے نصب کی عینک اور ٹارڈیس اور فیض
 عداوت کی دل سے نکال ڈالیں ورنہ نصب کا تاریک پردہ انکے بصیرت اور عبارات میں ایسا فرقہ پیدا
 کر دے گا کہ وہ شمس کو اور دن کو رات سمجھنے لگیں گے۔ بجز اشد موجودہ زمانہ میں تحقیق کا مادہ ہر کوئی
 میں آیا جا۔ اے۔ اور کوئی حکم اور کوئی فتویٰ بھی بغیر دلیل و برہان قابلِ قبولیت نہیں سمجھا جا رہا ہے پھر
 عملیات پر جب دلیلوں کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔ تو اعتقادات کا بلاؤں و براہین قبول کر لینا کوئی عقل مند
 ہے اور جب امور مذہبیہ بغیر قطعیات و یقینیات کے پایہ ثبوت تک نہیں پہنچتے تو یقینات کے اثبات میں
 اولیٰ و برہان سے قطع نظر کرنی کو کسی ہوشمند ہے۔ اس عہد علمی میں بھی اگر انا وجود نا بائنا اعلیٰ امت
 و لنا علیٰ اثنا ہم لہ اقل و لا ہر لوگ عمل پر اور اگر کچھ تو پھر زندہ کو نشانہ تحقیق کا آئیگا جس میں تحقیق
 اگر کچھ ماحرہ ہی نجات کا ذریعہ واحد ہے اگر میں تفسیر آمار پر کٹا کی جائے گی تو پھر زندہ نجات کا حصول کیا
 ممکن ہو گا۔ لہذا جو کچھ ان اعداؤں میں لکھا جاتا ہے اسکو نظر انداز کرنا چاہئے اور اسحق اگر مجھے تو اسکو پنا
 پہلے تکرار دینا ہوا بل کے مدد سے نکل کر یہ مذہب کے عداوت میں قیام فرمائیں۔

اہلِ آئین نے جب یہ سیکھا کہ واقعہ اختلاف جو مذہب کو اثران تک پہنچا ہے تو بعد اختلافی بنی آپ
 صاحبِ دین و انصار تفسیر نبی سادہ میں مجمع ہے اسکا ایک شخص کو جس میں صلاحیت و استعداد و خلقت کی انکے

مکانِ باطل کے مطابق موجود مضمیٰ غلیظہٴ سول بنا دیا۔ اور اس امر کا نتیجہ بھی کر لیا کہ جو کچھ مضم سے خیر و جہتِ
آیا وہی حق ہے اور اس خیال کو اپنے ایک اصل مقاصد قرار دے لیا اور حکمِ بدلال میں، جو کہ بنیادِ غلیظہٴ
بسمک کر قیاسیات و ادب میں بھی ہر امتحان کرنے لگے، تاکہ یہ خیال ان کا مصدق ہو سکے۔ مگر قیاسیات سے چھوڑ کر
اسی خیالِ دہمی سے اپنے انھوں نے اور ہر روز بھی، مستحاطا کر لیا۔ کہ یہ عالم و غلیظہٴ خدا کا فرض نہیں ہے۔
اور غلیظہٴ میں عصمت لازم نہیں، نفس من الیہ مل بھی اس کے لیے لازم نہیں۔ لیکن اس کے تسلیم کر لینے کی اصلی
یہ بھی تھی کہ اگر اس مسلم تسلیم ان اوصاف سے خالی تھا، معصوم و مخصوص بن، اس میں نہ تھا بلکہ بعدِ عقائد رکھتے ہیں
کہ اگر شخص منسوب بہ عصمت و نفس ہو تو اطلاق حق ہو نہ اور نہ تا باطل ہو نہ، مگر نہ سبب و اس کے مطابق
منقسم ہیں ایک متغیر دوسرے غیر متغیر دونوں کا اعتقاد یہی ہے کہ جو کچھ غلیظہٴ میں واقع ہو گیا وہی حق تھا، غلیظہٴ
قریبیہ لیا کہتے ہیں کہ یہ لوگ حسن و قبح عقلی کے قائل نہیں اور بندہ کو فاعلِ مجبور سمجھتے ہیں، ان کے خیال میں خلافت
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ میں خدا کے اذن سے واقع ہوئی اور اس لیے وہ خدا اور حق تبارک و تعالیٰ کا جو چیز خدا کی مراد ہو
اور حق ہمارا تسلیم کر لینا واجب ہے اور اس میں تردد و تردد ناجائز۔

معتزل اگرچہ سبب افعال کو خدا کی طرف منسوب نہیں کرتے۔ بلکہ افعال کی تدبیر کرتے ہیں ایک
مباہرہ دوسرے متولد اور فعلِ مباشرت و فعلِ مراد لیتے ہیں جو عملِ قدرت میں حادث ہو، سببِ حرکت ہے۔ اور
فعلِ متولد سے وہ فعلِ مراد لیتے ہیں، یہ غیر عملِ قدرت میں حادث ہو جیسے حرکتِ قلم، بندہ کی حرکت و فعل کو
سبب دوسرے کو سبب قرار دیتے ہیں یہ لوگ فعلِ مباشرت کا فاعلِ عید کو قرار دیتے ہیں اور فعلِ متولد کو
منسوب الی العبد کہتے ہیں، لہذا ان کے نزدیک بندہ فاعل ہے، خدا ہر فعل کا فاعل نہیں حسن و قبح عقلی کے
بھی قائل ہیں اور خداوند عالم کو فاعلِ قبیح نہیں مانتے۔ عدالتِ خدا کے قائل ہیں، جو کچھ خارج میں واقع
ہو جائے اس کو مراد خدا نہیں قرار دیتے۔ لیکن ان سب باتوں کے ساتھ ساتھ وہ لوگ غلاتِ حدیثی کو بھی
سمجھتے ہیں اور دلیل یہ قائم کرتے ہیں کہ خلافتِ امی بکر پر چونکہ ان لوگوں نے جماعِ جلفان کر لیا ہرگز
حاشیہٴ غلیظہٴ مجلسِ نبوت تھے عقلا و علماء تھے مدگارِ معینِ دینِ اسلام تھے۔ جنہوں نے اپنے دعوے اور عقائد
اموال و دواغی کو رسول کی نصرت میں قربان کر دیا، کفارِ قریش سے پیشہ برسرِ جنگ رہے۔ اور ان کے

شب در مذکور تھاں رہا کیے جدول دستین تھے مزاراں و احادیث میں جمع تھے لہذا ایسے لوگوں سے جو اس
 ائمہ پر ہر گز شک و متنازعہ نہ ہوگا۔ لہذا خلافت ابی بکر کا اختلاف بھی چونکہ انیس کے ہاتھوں سے جو اختلاف نہ
 بھی بن ہوگی۔ اب اگر خلافت مذکورہ میں اہم ترجیح کریں تو ان اصحاب کے مطالعہ میں صحیح لازم آئے گی حالانکہ
 انکی ترجیح میں اسلام کی کوئین ہے۔

میں عرض کرتا ہوں کہ معتقد ہوں کہ اصرار انقلابی و نصب کا طریق امارت کے غرض میں سے مماثلہ کریں
 اور تمام نائب مذکورہ سے حاصل کریں۔ تو انکو معلوم ہو جائے گا کہ عین مسکن مستطیل کا جو خواہہ اطاعہ کا وہی
 محض ہے اور سرب ہے جسکو پیاسا پانی سمجھتا ہے اور اسکی تلاش میں ملتا ہے لیکن فریب ہر پیکر اسکو کچھ نہیں
 آتا جو ذرات ایک کے بہاں پر بندہ ہیں لکھی جاتی ہیں جن سے حق ظاہر ہوتا ہے لہذا اصل مضمحل ہو جائے گا۔
 پہلی وجہ یہ کہ دونوں گروہ کے اشتغال سے یہ امر معلوم ہو گیا کہ انکے مذہب اس تفسیر کیلئے پڑی ہو کہ خدا
 فی الحقیعہ عجب ان سیکون موافقاً لہما والله تعالیٰ جو کچھ خارج میں واقع ہو جائے وہ خدا کے مافیہ ہوا کرتا ہو
 حالانکہ یہ تفسیر دونوں گروہ کے اصول کے مطابق نہیں ہے اور دونوں فرقوں کے قواعد کے لحاظ سے صحیح نہیں اسلیئے کہ
 اطاعہ خدا کی رضا اور اس کے ارادہ میں تصرف کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ارادہ خدا مستور و خائے نہیں ہوتا اور جو کچھ
 خدا کے ارادہ واقع ہوگا وہ خدا کے مطابق ہوگا تا حالانکہ ایسا نہیں ہے اسلیئے کہ اگر وہ فانی فنی و فوجی و
 عسکری و نیاسی و معاداً خدا کے ارادہ سے خارج ہوتے ہیں لیکن یا اور مطابق رہتا ہے خدا نہیں ہیں۔
 اسلیئے کہ اگر وہ اور مطابق رہتا ہے خدا ہونگے تو اس میں قرابت بھی ہو جائیگی حالانکہ اسوردہ کو وہ خلاف شریعت پیش کیا
 نہیں۔ اسلیئے اگر وہ اس میں طرح سے مواضع ہیں۔ پسندیدہ یا ناگوار ایزدی ہوتے تو ان امور پر عزت کا ترتیب
 نہ ہوتا چاہیے تھا حالانکہ خداوند عالم نے ان امور پر عزت اخروی کا وعدہ فرمایا ہے۔ حاصل کلام یہ ہوا کہ فرقہ
 فنی و عسکری و فوجی و معاداً اسلک اطاعہ پر اگر ہیں لیکن پسندیدہ خدا نہیں ہیں لہذا ہمیں سے معلوم
 ہو گیا کہ خلافت صدیقی جو کہ خارج میں واقع ہو چکی ہے لہذا اور خداوند کے مسلک پر ہو گئی لیکن ہر دو خدا کی
 مہربانی کے خلاف کے مطابق نہیں ہوا کرتی لہذا خلافت صدیقی لائق پسندیدہ خدا ہوتا اور موافق رہتا ہے خدا
 جو نا ثابت نہیں ہو سکتا جب تک کسی نص من الرسول یا حکم خدا سے ثابت نہ ہو جائے اور یہ دونوں امر خلافت

خاکہ میں منقہ ہیں۔ لہذا ہم یہاں تک دل کئے ہیں کہ خلافت نبویہ کی جو نگہ خلافت رضائے خدا یعنی ایسی خلافت
شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے جو غلابانہ شریعت ہوا کی مانتیت صریحاً یا لکنا یا شریعت میں ملد ہو چکی ہے
لہذا خلافت صدیقی مگر شریعت فراموشی اور بہت ممکن ہے کہ اس خیانت کو منع کرنے والے سستی مقیم ہوا
پائیں بلکہ ضروری ہو کہ وہ سستی عقاب ہوں ایسی کہ قرآن حاکم ہے کہ ہر وہ شخص کہ جو خدا کی رضا کے خلاف کرے
اور شریعت کے خلاف کرے وہ سستی عقاب ہوا کرتا ہے۔ اب تو معلوم ہو گیا کہ قضیہ کل موقع فی الواقع ہو موافق
رضاء اللہ تعالیٰ یا بالکل غلط ہے اور اس سے استدلال کرنا عقلیات کا خون کرنا ہے اور یہاں تک کہ مقابل قضیہ
اختیار کرتا ہے۔ معرکہ کہ ہر وہ شخص جو خارج میں واقع ہو جائے اسکو مراد خدا نہیں قرار دیتے بلکہ وہ لوگ فی الواقع
کو فعل محض سمجھتے ہیں ایسی ان کے نزدیک خلافت صدیقی نہ موافق رضائے خدا ہے نہ موافق ارادہ خدا ہی کہہ
خدا شخص اس کے انفاق و اتحاد کا نتیجہ ہے لہذا یہ لوگ جب تک خلافت مذکورہ کو کسی دلیل خارجی سے مطابق نہ
خدا ثابت نہ کر دیں یہ قضیہ کل موقع فی الواقع ہو موافق رضاء اللہ تعالیٰ ثابت نہیں ہوتا۔ اب تو مفہوم روشن کی طرح یہ
واقع ہو گیا کہ کسی شخص کا خارج میں موجود ہونا یہی حقیقت کا اثبات کرتا ہے نہ اس کے پسندیدہ خدا جو بے
ولایت کرتا ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ عدم حکمت میں یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ جو کیا تہ سے حکم کی کاخذ کرنا اور صواب
جزئیہ سے ایک حکم عام کا حال لینا جسکو مطلع میں پہنچا دیتے ہیں یہ مفید قطع و تعین نہیں ہوتا۔ ایسی کہ اکثر خلافت
واقع ہو جائے کرتا ہے۔ وجہ یہ ہوتی ہے کہ جو کیا تہ جو مصدر ہوا کرتے ہیں ان کا احاطہ عام ہوتا نہیں یا تصدیق قطع
نہیں ہوتا۔ ایسی عقلا حکم کی بدیہ قوت قتل کا لا کر تہ ہیں اور ان کے تحت میں جو کیا تہ تمام کیا لا آجیا کرتے
ہیں لہذا یہ امر خلافت انبیاء و انبیاء میں یہ جبین کمال حال معلوم حال عصمت کامل کی شرط کی ہوتی ہے لہذا
ایک واقعہ جو یہ ہے کہ انبیاء و انبیاء صدیقی سے ہرگز ہرگز مفید قضیہ نہیں ہو سکتا۔ ایسی کہ لازم نہیں ہو کہ وہ
شے جو خارج میں واقع ہو جائے وہ مطابق حقیقت نہ کہ یہ واقعہ شرعی ہو خصوصاً جب اپنے مقام پر ولایت ہو چکا ہو
کہ شرعاً خانی کا مکان کے لہذا جو امر اور ممکن سے صادر ہو اس میں تہ کا ہونا لازمی ہے لہذا خلافت علیہ السلام کے لئے
کے اتحاد کا نتیجہ ہو لہذا شرعاً و فساد ہو۔

دیسری وجہ اگر لوگوں کی غلط فہمی نے قائم کی ہو اور افعال خالص سے ہر جیسا کہ سبک اشاعت
کہ ہر فعل کا فاعل خدا ہی ہو تو اسکی خیاں بھی نبوت کی شان ہونی چاہئے تھی اور بندوں کے اتفاق و اتحاد
کو اس میں دخل نمونا چاہیے تھا۔ حالانکہ مخالفین اجماع اصحاب کو اس میں دخل مانتے ہیں۔ اور اگر بندوں کا
فعل ہی اور بندوں کی قائم کردہ خلافت ہر جیسا کہ بختری کا خیال ہے تو پھر کیوں اسکو باطل میں سمجھا جاتا
حالانکہ بندوں کے افعال اغلب طور سے باطل اور خلافت رضائے خدا پر اکر تے ہیں بلکہ خلافت
شرعیہ بھی ہو اکر تے ہیں۔

اب اگر متوکلہ کیس کہ خلافت ابی بکر کا انقاد ان اصحاب کے ہاتھوں سے ہوا ہے جو عدل اور
علم اور حق جنہوں نے اعلا کلمہ حق کیلئے بڑے بڑے جہاد کیے۔ اور ترویج اسلام میں اپنے نفوس اموال
سب دے ڈالے۔ تو میں کیوں گا کہ عدل و تقہ مان لینے کے بعد بھی جب وہ مصوم نہ تھے تو جہاد خطا تھا
تھے۔ اور ہر جائزہ خطا کا فعل خلافت شرعیہ ہو سکتا ہے اور اسکے حق ہونے کا یقین ہرگز نہیں ہو سکتا
لہذا خلافت مذکورہ کی حقیقت کا جزم ہرگز ہرگز نہ ہو سکے گا۔ اب اگر وہ لوگ کہیں کہ خلافت صدیقی پر اجماع
ہو گیا تھا۔ اور اجماع خطا پر نہیں ہوتا تو میں کیوں گا کہ صرف چار یا پنج آدمیوں کا اتفاق اجماع
نہیں کہلاتا بلکہ جسکے اتفاق سے یہ خلافت منقذ ہوئی وہ صرف یہ پانچ شخص تھے۔ حضرت عمرؓ اور ابوبکرؓ
سالم مولیٰ مدینہ۔ بشیر بن سعد۔ اسید بن حصین۔ علاءہ بریں اگر اجماع فرض کر لیا جائے بھی تو ایسا اجماع
جس میں مصدقہ موجود نہ ہوئی حجت نہیں ہے اسلئے کہ جوئے خطا و کار کا خطا و کار نہ ہو اگر تاہم اب اگر یہ کہا جائے
کہ وہ عدل تھے ایسا کی عدالت مانع خطا و تھی۔ میں کیوں گا کہ اولاً ان سب کا عادل ہونا ثابت نہیں
بعد تصدیق ثبوت بھی عدالت صرف مانع خطا و خصیان نہیں جب تک حد عصمت تک نہ پہنچے جائے اور
عصمت پر ایک سے نفوذ تھی۔ بلکہ میرے خیال میں تو ان لوگوں کا عادل ہونا قطعاً ثابت نہیں بلکہ
ایک ہی شخص کا وہ ثبوت تک نہیں ہو سکتا۔ بلکہ کتب میں مذکور ہے کہ کچھ کہتے ہیں کہ کچھ معلوم ہوتا ہے کہ
مصر میں کچھ لوگ مانتے ہیں یہ سب تھے علاوہ بریں اگر عدالت کی مان بھی لیا جائے تب بھی عدالت مانع
عصمت بالکل نہیں ہوتی اسلئے کہ مانع عصمت صرف عصمت پر اور وہ ان میں موجود نہ تھی۔ لہذا میرے

حق پر کہ میں کہوں کہ جو کچھ ہمیں معلوم نہ تھے لہذا خلافت صدیقی بعد ازیں خطا واقع ہوئی اور غیر حق تھی۔
اب اگر یہ کہا جائے کہ (افعال اہل اللہ اللہ تبارک و تعالیٰ معہ) مادل کا فعل صحت پر محمول ہو گا تو
میں عرض کروں گا کہ یہ ایک تعنیہ اجتہاد یہ ہے جس سے نکلن و دہم پر۔ مقام اسد لال میں نہیں لکھی ہے
عقل اسکو تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں ہے۔ بلکہ عقل تجویز کرتی ہے کہ مدخل بھی خطا کار ہوں۔ اب اگر
یہ کہا جائے کہ یہ لوگ مدفع قرآن اور احادیث ہیں میں کہوں گا کہ ان آیات اور احادیث میں اصحاب
سے مراد بعض اصحاب ہیں نہ کل اور بعض سے مراد وہ اصحاب ہیں کہ جن پر مدخل میں منظم لکھی گئے
نہ وہ لوگ جنہوں نے بعد وفات رسالت جناب سیدہ کے گھر کو آگ سے جلا نا چاہا اور وہ دارہ پہلو سے
سیدہ پر گرا یا فدک غضب کر لیا علی گئی گردن میں سی یا نہ دھ کر کھینچ ہوئے وہ مسجد تک لے گئے جنہوں
نے بدعتوں کا اختراع کیا بعد رسول اپنے عقب کی طرٹ پٹ گئے دفن ہو گئے رسول میں شریک نہ ہوئے۔ اور
اس شعر کا مصداق بن گئے و اہل دنیا کار دنیا ساختند و مصطفیٰ را بکفن انداختند و ما عینہا

ایک التجا

جن حضرات کے خریداری نمبر ذیل میں درج کیے جاتے ہیں ان کا ناٹا خرٹری
اس ماہ میں ختم ہو گیا ہے، اُمید ہے کہ سال آئندہ کے لیے ایسے حضرات اپنا درجہ
بذریعہ منی آرڈر بھیج کر اعانت سہیل فرمائیں گے اور نقصان دی پی سے طرین کو ٹھیک
رکھیں گے یا اس بات کی اجازت دیجئے کہ دی پی حاضر خدمت کیا جائے جس کا
ان کا اخلاقی فرض ہو گا اور نہ ہی احاد ہوگی۔

۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰ ۱۰۰۱ ۱۰۰۲ ۱۰۰۳ ۱۰۰۴ ۱۰۰۵ ۱۰۰۶ ۱۰۰۷ ۱۰۰۸ ۱۰۰۹ ۱۰۱۰ ۱۰۱۱ ۱۰۱۲ ۱۰۱۳ ۱۰۱۴ ۱۰۱۵ ۱۰۱۶ ۱۰۱۷ ۱۰۱۸ ۱۰۱۹ ۱۰۲۰ ۱۰۲۱ ۱۰۲۲ ۱۰۲۳ ۱۰۲۴ ۱۰۲۵ ۱۰۲۶ ۱۰۲۷ ۱۰۲۸ ۱۰۲۹ ۱۰۳۰ ۱۰۳۱ ۱۰۳۲ ۱۰۳۳ ۱۰۳۴ ۱۰۳۵ ۱۰۳۶ ۱۰۳۷ ۱۰۳۸ ۱۰۳۹ ۱۰۴۰ ۱۰۴۱ ۱۰۴۲ ۱۰۴۳ ۱۰۴۴ ۱۰۴۵ ۱۰۴۶ ۱۰۴۷ ۱۰۴۸ ۱۰۴۹ ۱۰۵۰ ۱۰۵۱ ۱۰۵۲ ۱۰۵۳ ۱۰۵۴ ۱۰۵۵ ۱۰۵۶ ۱۰۵۷ ۱۰۵۸ ۱۰۵۹ ۱۰۶۰ ۱۰۶۱ ۱۰۶۲ ۱۰۶۳ ۱۰۶۴ ۱۰۶۵ ۱۰۶۶ ۱۰۶۷ ۱۰۶۸ ۱۰۶۹ ۱۰۷۰ ۱۰۷۱ ۱۰۷۲ ۱۰۷۳ ۱۰۷۴ ۱۰۷۵ ۱۰۷۶ ۱۰۷۷ ۱۰۷۸ ۱۰۷۹ ۱۰۸۰ ۱۰۸۱ ۱۰۸۲ ۱۰۸۳ ۱۰۸۴ ۱۰۸۵ ۱۰۸۶ ۱۰۸۷ ۱۰۸۸ ۱۰۸۹ ۱۰۹۰ ۱۰۹۱ ۱۰۹۲ ۱۰۹۳ ۱۰۹۴ ۱۰۹۵ ۱۰۹۶ ۱۰۹۷ ۱۰۹۸ ۱۰۹۹ ۱۱۰۰ ۱۱۰۱ ۱۱۰۲ ۱۱۰۳ ۱۱۰۴ ۱۱۰۵ ۱۱۰۶ ۱۱۰۷ ۱۱۰۸ ۱۱۰۹ ۱۱۱۰ ۱۱۱۱ ۱۱۱۲ ۱۱۱۳ ۱۱۱۴ ۱۱۱۵ ۱۱۱۶ ۱۱۱۷ ۱۱۱۸ ۱۱۱۹ ۱۱۲۰ ۱۱۲۱ ۱۱۲۲ ۱۱۲۳ ۱۱۲۴ ۱۱۲۵ ۱۱۲۶ ۱۱۲۷ ۱۱۲۸ ۱۱۲۹ ۱۱۳۰ ۱۱۳۱ ۱۱۳۲ ۱۱۳۳ ۱۱۳۴ ۱۱۳۵ ۱۱۳۶ ۱۱۳۷ ۱۱۳۸ ۱۱۳۹ ۱۱۴۰ ۱۱۴۱ ۱۱۴۲ ۱۱۴۳ ۱۱۴۴ ۱۱۴۵ ۱۱۴۶ ۱۱۴۷ ۱۱۴۸ ۱۱۴۹ ۱۱۵۰ ۱۱۵۱ ۱۱۵۲ ۱۱۵۳ ۱۱۵۴ ۱۱۵۵ ۱۱۵۶ ۱۱۵۷ ۱۱۵۸ ۱۱۵۹ ۱۱۶۰ ۱۱۶۱ ۱۱۶۲ ۱۱۶۳ ۱۱۶۴ ۱۱۶۵ ۱۱۶۶ ۱۱۶۷ ۱۱۶۸ ۱۱۶۹ ۱۱۷۰ ۱۱۷۱ ۱۱۷۲ ۱۱۷۳ ۱۱۷۴ ۱۱۷۵ ۱۱۷۶ ۱۱۷۷ ۱۱۷۸ ۱۱۷۹ ۱۱۸۰ ۱۱۸۱ ۱۱۸۲ ۱۱۸۳ ۱۱۸۴ ۱۱۸۵ ۱۱۸۶ ۱۱۸۷ ۱۱۸۸ ۱۱۸۹ ۱۱۹۰ ۱۱۹۱ ۱۱۹۲ ۱۱۹۳ ۱۱۹۴ ۱۱۹۵ ۱۱۹۶ ۱۱۹۷ ۱۱۹۸ ۱۱۹۹ ۱۲۰۰ ۱۲۰۱ ۱۲۰۲ ۱۲۰۳ ۱۲۰۴ ۱۲۰۵ ۱۲۰۶ ۱۲۰۷ ۱۲۰۸ ۱۲۰۹ ۱۲۱۰ ۱۲۱۱ ۱۲۱۲ ۱۲۱۳ ۱۲۱۴ ۱۲۱۵ ۱۲۱۶ ۱۲۱۷ ۱۲۱۸ ۱۲۱۹ ۱۲۲۰ ۱۲۲۱ ۱۲۲۲ ۱۲۲۳ ۱۲۲۴ ۱۲۲۵ ۱۲۲۶ ۱۲۲۷ ۱۲۲۸ ۱۲۲۹ ۱۲۳۰ ۱۲۳۱ ۱۲۳۲ ۱۲۳۳ ۱۲۳۴ ۱۲۳۵ ۱۲۳۶ ۱۲۳۷ ۱۲۳۸ ۱۲۳۹ ۱۲۴۰ ۱۲۴۱ ۱۲۴۲ ۱۲۴۳ ۱۲۴۴ ۱۲۴۵ ۱۲۴۶ ۱۲۴۷ ۱۲۴۸ ۱۲۴۹ ۱۲۵۰ ۱۲۵۱ ۱۲۵۲ ۱۲۵۳ ۱۲۵۴ ۱۲۵۵ ۱۲۵۶ ۱۲۵۷ ۱۲۵۸ ۱۲۵۹ ۱۲۶۰ ۱۲۶۱ ۱۲۶۲ ۱۲۶۳ ۱۲۶۴ ۱۲۶۵ ۱۲۶۶ ۱۲۶۷ ۱۲۶۸ ۱۲۶۹ ۱۲۷۰ ۱۲۷۱ ۱۲۷۲ ۱۲۷۳ ۱۲۷۴ ۱۲۷۵ ۱۲۷۶ ۱۲۷۷ ۱۲۷۸ ۱۲۷۹ ۱۲۸۰ ۱۲۸۱ ۱۲۸۲ ۱۲۸۳ ۱۲۸۴ ۱۲۸۵ ۱۲۸۶ ۱۲۸۷ ۱۲۸۸ ۱۲۸۹ ۱۲۹۰ ۱۲۹۱ ۱۲۹۲ ۱۲۹۳ ۱۲۹۴ ۱۲۹۵ ۱۲۹۶ ۱۲۹۷ ۱۲۹۸ ۱۲۹۹ ۱۳۰۰ ۱۳۰۱ ۱۳۰۲ ۱۳۰۳ ۱۳۰۴ ۱۳۰۵ ۱۳۰۶ ۱۳۰۷ ۱۳۰۸ ۱۳۰۹ ۱۳۱۰ ۱۳۱۱ ۱۳۱۲ ۱۳۱۳ ۱۳۱۴ ۱۳۱۵ ۱۳۱۶ ۱۳۱۷ ۱۳۱۸ ۱۳۱۹ ۱۳۲۰ ۱۳۲۱ ۱۳۲۲ ۱۳۲۳ ۱۳۲۴ ۱۳۲۵ ۱۳۲۶ ۱۳۲۷ ۱۳۲۸ ۱۳۲۹ ۱۳۳۰ ۱۳۳۱ ۱۳۳۲ ۱۳۳۳ ۱۳۳۴ ۱۳۳۵ ۱۳۳۶ ۱۳۳۷ ۱۳۳۸ ۱۳۳۹ ۱۳۴۰ ۱۳۴۱ ۱۳۴۲ ۱۳۴۳ ۱۳۴۴ ۱۳۴۵ ۱۳۴۶ ۱۳۴۷ ۱۳۴۸ ۱۳۴۹ ۱۳۵۰ ۱۳۵۱ ۱۳۵۲ ۱۳۵۳ ۱۳۵۴ ۱۳۵۵ ۱۳۵۶ ۱۳۵۷ ۱۳۵۸ ۱۳۵۹ ۱۳۶۰ ۱۳۶۱ ۱۳۶۲ ۱۳۶۳ ۱۳۶۴ ۱۳۶۵ ۱۳۶۶ ۱۳۶۷ ۱۳۶۸ ۱۳۶۹ ۱۳۷۰ ۱۳۷۱ ۱۳۷۲ ۱۳۷۳ ۱۳۷۴ ۱۳۷۵ ۱۳۷۶ ۱۳۷۷ ۱۳۷۸ ۱۳۷۹ ۱۳۸۰ ۱۳۸۱ ۱۳۸۲ ۱۳۸۳ ۱۳۸۴ ۱۳۸۵ ۱۳۸۶ ۱۳۸۷ ۱۳۸۸ ۱۳۸۹ ۱۳۹۰ ۱۳۹۱ ۱۳۹۲ ۱۳۹۳ ۱۳۹۴ ۱۳۹۵ ۱۳۹۶ ۱۳۹۷ ۱۳۹۸ ۱۳۹۹ ۱۴۰۰ ۱۴۰۱ ۱۴۰۲ ۱۴۰۳ ۱۴۰۴ ۱۴۰۵ ۱۴۰۶ ۱۴۰۷ ۱۴۰۸ ۱۴۰۹ ۱۴۱۰ ۱۴۱۱ ۱۴۱۲ ۱۴۱۳ ۱۴۱۴ ۱۴۱۵ ۱۴۱۶ ۱۴۱۷ ۱۴۱۸ ۱۴۱۹ ۱۴۲۰ ۱۴۲۱ ۱۴۲۲ ۱۴۲۳ ۱۴۲۴ ۱۴۲۵ ۱۴۲۶ ۱۴۲۷ ۱۴۲۸ ۱۴۲۹ ۱۴۳۰ ۱۴۳۱ ۱۴۳۲ ۱۴۳۳ ۱۴۳۴ ۱۴۳۵ ۱۴۳۶ ۱۴۳۷ ۱۴۳۸ ۱۴۳۹ ۱۴۴۰ ۱۴۴۱ ۱۴۴۲ ۱۴۴۳ ۱۴۴۴ ۱۴۴۵ ۱۴۴۶ ۱۴۴۷ ۱۴۴۸ ۱۴۴۹ ۱۴۵۰ ۱۴۵۱ ۱۴۵۲ ۱۴۵۳ ۱۴۵۴ ۱۴۵۵ ۱۴۵۶ ۱۴۵۷ ۱۴۵۸ ۱۴۵۹ ۱۴۶۰ ۱۴۶۱ ۱۴۶۲ ۱۴۶۳ ۱۴۶۴ ۱۴۶۵ ۱۴۶۶ ۱۴۶۷ ۱۴۶۸ ۱۴۶۹ ۱۴۷۰ ۱۴۷۱ ۱۴۷۲ ۱۴۷۳ ۱۴۷۴ ۱۴۷۵ ۱۴۷۶ ۱۴۷۷ ۱۴۷۸ ۱۴۷۹ ۱۴۸۰ ۱۴۸۱ ۱۴۸۲ ۱۴۸۳ ۱۴۸۴ ۱۴۸۵ ۱۴۸۶ ۱۴۸۷ ۱۴۸۸ ۱۴۸۹ ۱۴۹۰ ۱۴۹۱ ۱۴۹۲ ۱۴۹۳ ۱۴۹۴ ۱۴۹۵ ۱۴۹۶ ۱۴۹۷ ۱۴۹۸ ۱۴۹۹ ۱۵۰۰ ۱۵۰۱ ۱۵۰۲ ۱۵۰۳ ۱۵۰۴ ۱۵۰۵ ۱۵۰۶ ۱۵۰۷ ۱۵۰۸ ۱۵۰۹ ۱۵۱۰ ۱۵۱۱ ۱۵۱۲ ۱۵۱۳ ۱۵۱۴ ۱۵۱۵ ۱۵۱۶ ۱۵۱۷ ۱۵۱۸ ۱۵۱۹ ۱۵۲۰ ۱۵۲۱ ۱۵۲۲ ۱۵۲۳ ۱۵۲۴ ۱۵۲۵ ۱۵۲۶ ۱۵۲۷ ۱۵۲۸ ۱۵۲۹ ۱۵۳۰ ۱۵۳۱ ۱۵۳۲ ۱۵۳۳ ۱۵۳۴ ۱۵۳۵ ۱۵۳۶ ۱۵۳۷ ۱۵۳۸ ۱۵۳۹ ۱۵۴۰ ۱۵۴۱ ۱۵۴۲ ۱۵۴۳ ۱۵۴۴ ۱۵۴۵ ۱۵۴۶ ۱۵۴۷ ۱۵۴۸ ۱۵۴۹ ۱۵۵۰ ۱۵۵۱ ۱۵۵۲ ۱۵۵۳ ۱۵۵۴ ۱۵۵۵ ۱۵۵۶ ۱۵۵۷ ۱۵۵۸ ۱۵۵۹ ۱۵۶۰ ۱۵۶۱ ۱۵۶۲ ۱۵۶۳ ۱۵۶۴ ۱۵۶۵ ۱۵۶۶ ۱۵۶۷ ۱۵۶۸ ۱۵۶۹ ۱۵۷۰ ۱۵۷۱ ۱۵۷۲ ۱۵۷۳ ۱۵۷۴ ۱۵۷۵ ۱۵۷۶ ۱۵۷۷ ۱۵۷۸ ۱۵۷۹ ۱۵۸۰ ۱۵۸۱ ۱۵۸۲ ۱۵۸۳ ۱۵۸۴ ۱۵۸۵ ۱۵۸۶ ۱۵۸۷ ۱۵۸۸ ۱۵۸۹ ۱۵۹۰ ۱۵۹۱ ۱۵۹۲ ۱۵۹۳ ۱۵۹۴ ۱۵۹۵ ۱۵۹۶ ۱۵۹۷ ۱۵۹۸ ۱۵۹۹ ۱۶۰۰ ۱۶۰۱ ۱۶۰۲ ۱۶۰۳ ۱۶۰۴ ۱۶۰۵ ۱۶۰۶ ۱۶۰۷ ۱۶۰۸ ۱۶۰۹ ۱۶۱۰ ۱۶۱۱ ۱۶۱۲ ۱۶۱۳ ۱۶۱۴ ۱۶۱۵ ۱۶۱۶ ۱۶۱۷ ۱۶۱۸ ۱۶۱۹ ۱۶۲۰ ۱۶۲۱ ۱۶۲۲ ۱۶۲۳ ۱۶۲۴ ۱۶۲۵ ۱۶۲۶ ۱۶۲۷ ۱۶۲۸ ۱۶۲۹ ۱۶۳۰ ۱۶۳۱ ۱۶۳۲ ۱۶۳۳ ۱۶۳۴ ۱۶۳۵ ۱۶۳۶ ۱۶۳۷ ۱۶۳۸ ۱۶۳۹ ۱۶۴۰ ۱۶۴۱ ۱۶۴۲ ۱۶۴۳ ۱۶۴۴ ۱۶۴۵ ۱۶۴۶ ۱۶۴۷ ۱۶۴۸ ۱۶۴۹ ۱۶۵۰ ۱۶۵۱ ۱۶۵۲ ۱۶۵۳ ۱۶۵۴ ۱۶۵۵ ۱۶۵۶ ۱۶۵۷ ۱۶۵۸ ۱۶۵۹ ۱۶۶۰ ۱۶۶۱ ۱۶۶۲ ۱۶۶۳ ۱۶۶۴ ۱۶۶۵ ۱۶۶۶ ۱۶۶۷ ۱۶۶۸ ۱۶۶۹ ۱۶۷۰ ۱۶۷۱ ۱۶۷۲ ۱۶۷۳ ۱۶۷۴ ۱۶۷۵ ۱۶۷۶ ۱۶۷۷ ۱۶۷۸ ۱۶۷۹ ۱۶۸۰ ۱۶۸۱ ۱۶۸۲ ۱۶۸۳ ۱۶۸۴ ۱۶۸۵ ۱۶۸۶ ۱۶۸۷ ۱۶۸۸ ۱۶۸۹ ۱۶۹۰ ۱۶۹۱ ۱۶۹۲ ۱۶۹۳ ۱۶۹۴ ۱۶۹۵ ۱۶۹۶ ۱۶۹۷ ۱۶۹۸ ۱۶۹۹ ۱۷۰۰ ۱۷۰۱ ۱۷۰۲ ۱۷۰۳ ۱۷۰۴ ۱۷۰۵ ۱۷۰۶ ۱۷۰۷ ۱۷۰۸ ۱۷۰۹ ۱۷۱۰ ۱۷۱۱ ۱۷۱۲ ۱۷۱۳ ۱۷۱۴ ۱۷۱۵ ۱۷۱۶ ۱۷۱۷ ۱۷۱۸ ۱۷۱۹ ۱۷۲۰ ۱۷۲۱ ۱۷۲۲ ۱۷۲۳ ۱۷۲۴ ۱۷۲۵ ۱۷۲۶ ۱۷۲۷ ۱۷۲۸ ۱۷۲۹ ۱۷۳۰ ۱۷۳۱ ۱۷۳۲ ۱۷۳۳ ۱۷۳۴ ۱۷۳۵ ۱۷۳۶ ۱۷۳۷ ۱۷۳۸ ۱۷۳۹ ۱۷۴۰ ۱۷۴۱ ۱۷۴۲ ۱۷۴۳ ۱۷۴۴ ۱۷۴۵ ۱۷۴۶ ۱۷۴۷ ۱۷۴۸ ۱۷۴۹ ۱۷۵۰ ۱۷۵۱ ۱۷۵۲ ۱۷۵۳ ۱۷۵۴ ۱۷۵۵ ۱۷۵۶ ۱۷۵۷ ۱۷۵۸ ۱۷۵۹ ۱۷۶۰ ۱۷۶۱ ۱۷۶۲ ۱۷۶۳ ۱۷۶۴ ۱۷۶۵ ۱۷۶۶ ۱۷۶۷ ۱۷۶۸ ۱۷۶۹ ۱۷۷۰ ۱۷۷۱ ۱۷۷۲ ۱۷۷۳ ۱۷۷۴ ۱۷۷۵ ۱۷۷۶ ۱۷۷۷ ۱۷۷۸ ۱۷۷۹ ۱۷۸۰ ۱۷۸۱ ۱۷۸۲ ۱۷۸۳ ۱۷۸۴ ۱۷۸۵ ۱۷۸۶ ۱۷۸۷ ۱۷۸۸ ۱۷۸۹ ۱۷۹۰ ۱۷۹۱ ۱۷۹۲ ۱۷۹۳ ۱۷۹۴ ۱۷۹۵ ۱۷۹۶ ۱۷۹۷ ۱۷۹۸ ۱۷۹۹ ۱۸۰۰ ۱۸۰۱ ۱۸۰۲ ۱۸۰۳ ۱۸۰۴ ۱۸۰۵ ۱۸۰۶ ۱۸۰۷ ۱۸۰۸ ۱۸۰۹ ۱۸۱۰ ۱۸۱۱ ۱۸۱۲ ۱۸۱۳ ۱۸۱۴ ۱۸۱۵ ۱۸۱۶ ۱۸۱۷ ۱۸۱۸ ۱۸۱۹ ۱۸۲۰ ۱۸۲۱ ۱۸۲۲ ۱۸۲۳ ۱۸۲۴ ۱۸۲۵ ۱۸۲۶ ۱۸۲۷ ۱۸۲۸ ۱۸۲۹ ۱۸۳۰ ۱۸۳۱ ۱۸۳۲ ۱۸۳۳ ۱۸۳۴ ۱۸۳۵ ۱۸۳۶ ۱۸۳۷ ۱۸۳۸ ۱۸۳۹ ۱۸۴۰ ۱۸۴۱ ۱۸۴۲ ۱۸۴۳ ۱۸۴۴ ۱۸۴۵ ۱۸۴۶ ۱۸۴۷ ۱۸۴۸ ۱۸۴۹ ۱۸۵۰ ۱۸۵۱ ۱۸۵۲ ۱۸۵۳ ۱۸۵۴ ۱۸۵۵ ۱۸۵۶ ۱۸۵۷ ۱۸۵۸ ۱۸۵۹ ۱۸۶۰ ۱۸۶۱ ۱۸۶۲ ۱۸۶۳ ۱۸۶۴ ۱۸۶۵ ۱۸۶۶ ۱۸۶۷ ۱۸۶۸ ۱۸۶۹ ۱۸۷۰ ۱۸۷۱ ۱۸۷۲ ۱۸۷۳ ۱۸۷۴ ۱۸۷۵ ۱۸۷۶ ۱۸۷۷ ۱۸۷۸ ۱۸۷۹ ۱۸۸۰ ۱۸۸۱ ۱۸۸۲ ۱۸۸۳ ۱۸۸۴ ۱۸۸۵ ۱۸۸۶ ۱۸۸۷ ۱۸۸۸ ۱۸۸۹ ۱۸۹۰ ۱۸۹۱ ۱۸۹۲ ۱۸۹۳ ۱۸۹۴ ۱۸۹۵ ۱۸۹۶ ۱۸۹۷ ۱۸۹۸ ۱۸۹۹ ۱۹۰۰ ۱۹۰۱ ۱۹۰۲ ۱۹۰۳ ۱۹۰۴ ۱۹۰۵ ۱۹۰۶ ۱۹۰۷ ۱۹۰۸ ۱۹۰۹ ۱۹۱۰ ۱۹۱۱ ۱۹۱۲ ۱۹۱۳ ۱۹۱۴ ۱۹۱۵ ۱۹۱۶ ۱۹۱۷ ۱۹۱۸ ۱۹۱۹ ۱۹۲۰ ۱۹۲۱ ۱۹۲۲ ۱۹۲۳ ۱۹۲۴ ۱۹۲۵ ۱۹۲۶ ۱۹۲۷ ۱۹۲۸ ۱۹۲۹ ۱۹۳۰ ۱۹۳۱ ۱۹۳۲ ۱۹۳۳ ۱۹۳۴ ۱۹۳۵ ۱۹۳۶ ۱۹۳۷ ۱۹۳۸ ۱۹۳۹ ۱۹۴۰ ۱۹۴۱ ۱۹۴۲ ۱۹۴۳ ۱۹۴۴ ۱۹۴۵ ۱۹۴۶ ۱۹۴۷ ۱۹۴۸ ۱۹۴۹ ۱۹۵۰ ۱۹۵۱ ۱۹۵۲ ۱۹۵۳ ۱۹۵۴ ۱۹۵۵ ۱۹۵۶ ۱۹۵۷ ۱۹۵۸ ۱۹۵۹ ۱۹۶۰ ۱۹۶۱ ۱۹۶۲ ۱۹۶۳ ۱۹۶۴ ۱۹۶۵ ۱۹۶۶ ۱۹۶۷ ۱۹۶۸ ۱۹۶۹ ۱۹۷۰ ۱۹۷۱ ۱۹۷۲ ۱۹۷۳ ۱۹۷۴ ۱۹۷۵ ۱۹۷۶ ۱۹۷۷ ۱۹۷۸ ۱۹۷۹ ۱۹۸۰ ۱۹۸۱ ۱۹۸۲ ۱۹۸۳ ۱۹۸۴ ۱۹۸۵ ۱۹۸۶ ۱۹۸۷ ۱۹۸۸ ۱۹۸۹ ۱۹۹۰ ۱۹۹۱ ۱۹۹۲ ۱۹۹۳ ۱۹۹۴ ۱۹۹۵ ۱۹۹۶ ۱۹۹۷ ۱۹۹۸ ۱۹۹۹ ۲۰۰۰ ۲۰۰۱ ۲۰۰۲ ۲۰۰۳ ۲۰۰۴ ۲۰۰۵ ۲۰۰۶ ۲۰۰۷ ۲۰۰۸ ۲۰۰۹ ۲۰۱۰ ۲۰۱۱ ۲۰۱۲ ۲۰۱۳ ۲۰۱۴ ۲۰۱۵ ۲۰۱۶ ۲۰۱۷ ۲۰۱۸ ۲۰۱۹ ۲۰۲۰ ۲۰۲۱ ۲۰۲۲ ۲۰۲۳ ۲۰۲۴ ۲۰۲۵ ۲۰۲۶ ۲۰۲۷ ۲۰۲۸ ۲۰۲۹ ۲۰۳۰ ۲۰۳۱ ۲۰۳۲ ۲۰۳۳ ۲۰۳۴ ۲۰۳۵ ۲۰۳۶ ۲۰۳۷ ۲۰۳۸ ۲۰۳۹ ۲۰۴۰ ۲۰۴۱ ۲۰۴۲ ۲۰۴۳ ۲۰۴۴ ۲۰۴۵ ۲۰۴۶ ۲۰۴۷ ۲۰۴۸ ۲۰۴۹ ۲۰۵۰ ۲۰۵۱ ۲۰۵۲ ۲۰۵۳ ۲۰۵۴ ۲۰۵۵ ۲۰۵۶ ۲۰۵۷ ۲۰۵۸ ۲۰۵۹ ۲۰۶۰ ۲۰۶۱ ۲۰۶۲ ۲۰۶۳ ۲۰۶۴ ۲۰۶۵ ۲۰۶۶ ۲۰۶۷ ۲۰۶۸ ۲۰۶۹ ۲۰۷۰ ۲۰۷۱ ۲۰۷۲ ۲۰۷۳ ۲۰۷۴ ۲۰۷۵ ۲۰۷۶ ۲۰۷۷ ۲۰۷۸ ۲۰۷۹ ۲۰۸۰ ۲۰۸۱ ۲۰۸۲ ۲۰۸۳ ۲۰۸۴ ۲۰۸۵ ۲۰۸۶ ۲۰۸۷ ۲۰۸۸ ۲۰۸۹ ۲۰۹۰ ۲۰۹۱ ۲۰۹۲ ۲۰۹۳ ۲۰۹۴ ۲۰۹۵ ۲۰۹۶ ۲۰۹۷ ۲۰۹۸ ۲۰۹۹ ۲۱۰۰ ۲۱۰۱ ۲۱۰۲ ۲۱۰۳ ۲۱۰۴ ۲۱۰۵ ۲۱۰۶ ۲۱۰۷ ۲۱۰۸ ۲۱۰۹ ۲۱۱۰ ۲۱۱۱ ۲۱۱۲ ۲۱۱۳ ۲۱۱۴ ۲۱۱۵ ۲۱۱۶ ۲۱۱۷ ۲۱۱۸ ۲۱۱۹ ۲۱۲۰ ۲۱۲۱ ۲۱۲۲ ۲۱۲۳ ۲۱۲۴ ۲۱۲۵ ۲۱۲۶ ۲۱۲۷ ۲۱۲۸ ۲۱۲۹ ۲۱۳۰ ۲۱۳۱ ۲۱۳۲ ۲۱۳۳ ۲۱۳۴ ۲۱۳۵ ۲۱۳۶ ۲۱۳۷ ۲۱۳۸ ۲۱۳۹ ۲۱۴۰ ۲۱۴۱ ۲۱۴۲ ۲۱۴۳ ۲۱۴۴ ۲۱۴۵ ۲۱۴۶ ۲۱۴۷ ۲۱۴۸ ۲۱۴۹ ۲۱۵۰ ۲۱۵۱ ۲۱۵۲ ۲۱۵۳ ۲۱۵۴ ۲۱۵۵ ۲۱۵۶ ۲۱۵۷ ۲۱۵۸ ۲۱۵۹ ۲۱۶۰ ۲۱۶۱ ۲۱۶۲ ۲۱۶۳ ۲۱۶۴ ۲۱۶۵ ۲۱۶۶ ۲۱۶۷ ۲۱۶۸ ۲۱۶۹ ۲۱۷۰ ۲۱۷۱ ۲۱۷۲ ۲۱۷۳ ۲۱۷۴ ۲۱۷۵ ۲۱۷۶ ۲۱۷۷ ۲۱۷۸ ۲۱۷۹ ۲۱۸۰ ۲۱۸۱ ۲۱۸۲ ۲۱۸۳ ۲۱۸۴ ۲۱۸۵ ۲۱۸۶ ۲۱۸۷ ۲۱۸۸ ۲۱۸۹ ۲۱۹۰ ۲۱۹۱ ۲۱۹۲ ۲۱۹۳ ۲۱۹۴ ۲۱۹

تضییع قرطاس کے پریشان حالوں کی تلاش

اور
ایڈیٹر انجم کا ہدیان

ادارہ عالیہ سید طاہر علی صاحب گوری

(سلسلہ گزشتہ)

میرے شیعوں کی ہدایتوں کے حوالے سے جمہور اہل اسلام کے اس عقیدہ کا ثبوت دیا کہ جمہور اہل اسلام حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مقتدی امدان کو افضل امت مانتے تھے اور ان کے قبیلہ طبری کے سامنے مرتبہ امامت تو ایک امدنی اور حق ہے۔ لیکن کیا عرض کروں کہ قرآن جمہور اہل اسلام کے عقیدہ کی مخالفت میں مرتبہ امامت کے ایک اعلیٰ لئے قرار دینا ہے۔ چنانچہ مائت قرآنی یہ ہے۔

وَإِذْ بَعَثْنَا إِبْرَاهِيمَ بِآيَاتِنَا أَنْبَأَهُ رَبُّهُ بِكَلِمَاتٍ فَأَتَمَّهُنَّ
قَالَ إِنِّي جَاعِلُكَ لِلدُّنْيَا إِمَامًا
قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي مَا قَالَ لَئِنْ كَانَ
عَهِدِي إِلَى الظَّالِمِينَ ۝
اور ان کے پیغمبر بنی اسرائیل کو درخت یاد دلایا جب ابراہیم کو ان کے
بہرہ دیکھ کر نے چند باتوں میں آدھا دیا اور انھوں نے ان کو پورا
کو دکھایا تو خدا نے رضامند ہو کر فرمایا کہ تم کو لوگوں کا امام
دینی پیشوا بنانے والے ہیں (ابراہیم نے) عرض کیا اور میری اولاد

میں سے؟ فرمایا وہاں (مگر) ہمارے (اس) افراد میں وہ داخل نہیں جو برسرِ نفاق ہوں گے۔ (ترجمہ مولوی تزییر احمد)
کیسے بھلا خداوند عالم بعد از انکس جاب ابراہیم علیہ السلام کو مرتبہ امامت سے فیضیاب کرے اور
جانب خلیل اللہ امامت کی مٹا ہونے کیلئے کریں اور عقیدہ جمہور اہل اسلام یہ ہو کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے
مرتبہ عالی کے سامنے امامت تو ایک امدنی اور حق ہے۔ یعنی ان لوگوں کی ذات مرتبہ نبوت سے بھی اعلیٰ ارفع
ہے۔ جب ہی تو امامت ایک بہت تر چیز قرار دی جا رہی ہے۔ یہ جو قرآن فہمی جمہور اہل اسلام کی جنہوں نے قرآن
جمع کیا۔ امدنی یہ وہ عبت و محاب ثلاثہ کی جسکے لیے تقسیم سالک کیجا رہی ہے۔ پناہ خدا ایسے عقیدہ سے۔

اسی قسم کی لاطائل تحریر کے بعد اہل بحث قرطاس کے متعلق قرآن کے چار عنوان قائم کر کے یہ تحریر فرمائی گئی
کہ سید نے انجم کی آخری تین باتوں کا کوئی جواب مقبول یا نامعقول کسی قسم کا نہیں دیا۔

میری آخری کتب میں ہیں۔

(۱) تحریر نہ لکھوانے کا الزام حضرت علی پر بھی ہے۔ (۲) اس تحریر نہ لکھوانے کا جزا الزام معاذ اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر لازم آتا ہے۔
(۳) نفیس تحقیق یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو متعلق حضور خدا صلی اللہ علیہ وسلم انجم

(۱) آخری بات کے اول عنوان کا جواب یہ ہو گا کہ اپنے اپنے عقائد کی تصریح ہو کہ کتب شیعہ میں کھدی ہو
کڑا اُس زمانہ میں عبور اہل اسلام حضرت ابو بکر و عمر کے معتقد اور ان کے پیرو تھے۔ اسی حالت میں مسبا عقا و شیعہ
حضرت علی، حضرت ابوذر، حضرت مقداد، حضرت سلمان کا لکھوانا جنہوں نے بغیر اجازت کی، جیسا کہ اپنے
لکھا ہے) اور جو حکم رسول کی بجا آوری کیلئے نامی بھی تھے ان مخالفین کے مقابل میں جو اس تحریر کے نہونے کی
سمجھتی سے ممانعت فرارہے تھے کیا فائدہ دیتا۔ اگر یہ پانچ شخص تحریر لکھوانے سے منع فرما دیں تو ان کا کون۔ حضرت عمر ہی
فرارہے رہنے کے حالت ہذا ان کی تحریر قابل انتفاع نہیں۔ ۱۰ سے بچاؤ ڈالو جس طرح تضییع مذکور میں ہمہ
مذکور کی تحریر جناب سید سے لے کر بچاؤ والی گئی

(۲) آخری بات کے دوسرے عنوان کا جواب یہ ہو گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نہ لکھوانے کا الزام ہرگز نہیں
آ سکتا آنحضرت جانتے تھے کہ تحریر نہ ہوائے گرجیکے لیے جانتے تھے وہ رفی نہ ہو تو ہمیں آنحضرت کا کیا
قدور۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عمر تھے کہ دوسرے ہر شخص کے پیچھے لیے چرنے۔ رسول کا خاتم ہو گیا۔ ہدایت
پانے والا ہدایت نہ پائے تو رسول کیا کرے۔ رسول تین واسطہ فرامیں اور جو کافر اسلام نہ لائے۔ تو کیا رسول کی قدا
اسوجہ سے معاذ اللہ ہر جائیگی کہ کافر اسلام نہیں لایا۔ اسی طرح رسول جسکے لیے تحریر جانتے ہوں اور وہ تحریر
نہ لکھتے تو اس کا الزام رسول پر کیسا؟

(۳) آخری بات کا قیصر اعلان آپ کی نفیس تحقیق ہے جو نایاب نفیس ہے۔ آپ اگلی دین کے بعد
یہ تو سب کچھ بتا دیا کہ دین کامل ہو چکا ہو گیا ہے بھی بتا دیا گیا تھا کہ اس طرح کے بعد رسول کو کسی تحریر کا
تحریر کی ضرورت نہیں اور کیا رسول جب تحریر نہ کرتے یا تحریر نہ لکھوانے سے ہرگز انہوں نے یہ کلمات کے رو سے
حضرت عمر اسکے جواز تھے کہ رسول کو مذکور حد خط الزام نہیں کہ جس میں حضرت علی، دین کامل ہو گیا۔ آپ کو
بولنے لکھنے کی ضرورت نہیں کیونکہ کتاب نہ دہرے لیے کافی ہے۔ اگلی دین نے عمدہ تحریر کی

آپ کو خارج کر دیا۔ اب آپ خانہ نشین ہو جائیے۔ کیوں جناب میر صاحب تحریر پیغمبرؐ نفیض آیت اُکملت کرم
دیگر کہ جو تحریر پیغمبرؐ کے متعلق آپ نے کچھ ارشاد نہ فرمایا۔ ظاہر ہے کہ جس طرح تحریر نفیض آیت ہی اسی طرح تقریر کو بھی
نفیض آیت اُکملت ہونا چاہیے۔ پھر اس آیت کے بعد تحریر تو رد و رد کی گئی اور تقریر کو جاری رہنے دیا گیا۔ کیا
خوب آپ نے آیت اُکملت کے معنی سمجھا لئے ہیں۔ اشارہ افندہ۔

اب لطیفہ سنئے میر صاحب فرماتے ہیں کہ غور و تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم کا مقصد کسی تحریر کا لکھوانا تھا ہی نہیں۔ بلکہ آپ اپنے صحابہ کرام کا امتحان لینا چاہتے تھے
کہ کہا تک ان کو دین میں پیشگی حاصل ہوئی ہو۔ انجم مطلب یہ ہے کہ باطن میں قصد یہ کیا کہ تقریر لکھوانا
اور ظاہر یہ کیا کہ دعواتِ عالم لاؤ لکھ دیں۔ کیا خوب گویا رسولؐ اپنے اصحاب سے تلقین کر رہے تھے۔ تو پھر آپ کو تنبیہ
سے چمک کیوں پرچم آپ کے یہاں بھی جائز و واجب ہو۔ اور لطف یہ کہ رسولؐ دین کی پیشگی کامیاد غریبا عدم تحریر
کو قرار دے رہے ہیں۔ پھر وہ رسولؐ جس کو ان صاحبان کا تجربہ جنگ کے موقع پر بار بار ہو چکا ہے۔

میر لکھتا ہے کہ اگر خدا نخواستہ اس کا برصوابہ تحریر لکھوانے کی درخواست کرتے تو حضرت کو بشارتِ نبیؐ ملتا کہ
اس آیت کے تم اتیک دین کو کامل نہیں سمجھتے۔ مسئلہ انجم جو اب اعرض ہے کہ وہ صحابہ یہ عرض کرتے کہ
بیشک دین کامل ہو گیا۔ اور ہمیں تمام ہر گیس لیکن ہم سب حضورؐ کو جمعہ پیغمبری سے حیات و وفات میں
کسی طرح علیحدہ نہیں کر سکتے۔ ایسے تازانہ حیات است۔ جب بھی آپ تقریر یا کچھ عرض کر گئے آپ کی اُلو کو سنگین
اور تحریر اگر چاہیں گے تو کہنے کے لیے آمادہ ہو جائیں گے کیونکہ حضورؐ اکمال دین اور تمام نعمت کے حامی ہیں
وہ نکات سے واقف ہیں لہذا اگر اسکی تصریح و تشریح و تفسیر کے لیے حضورؐ تقریر کریں یا تحریر لکھوائیں تو
بجا آدمی حکم میں ہمارے مسعدی پر حضورؐ کی عقلی آئینہ نقیل حکم میں سبب ہوگی۔ لہذا ادیر کے جواب سے
رسولؐ کی بے مرقع عقلی حل اعرض میں آجائے گی کہ نہ کہ رسولؐ کا بدن کچھ ہوا اور عادہ کچھ کریں تو نقیل حکم میں
انسان مذہب رہ گیا۔ اور رسولؐ کا ہر حکم ایک پسلی ہو جاوے گا۔

آنحضرتؐ کے امتحاناً لکھوانے کی دوز بردست دلیلیں آپ کہتے ہیں اسکی بھی حقیقت ملاحظہ فرمائیے
اول دلیل یہ ہے کہ جب آیت قرآنی نقیل دین اور تمام نعمت کی خبر دے چکی تھی تو نا ممکن تھا کہ یہ

صلی اللہ علیہ وسلم اسکے بعد کسی ضروری تحریر کی حاجت ظاہر فرما کر دین کو ناقص اور نشت خدا کو ناقص قرار دیتے ہیں ص ۱۸۸

جواب :- یہ کیسے آپ نے سمجھ لیا کہ تکمیل دین اور اتمام نعمت کی آیت کے بعد رسول خلاف قرآن کوئی تحریر لکھنا چاہتے تھے میں تو یہ کہتا ہوں کہ اس تکمیل دین اور اتمام نعمت کی تفسیر مطلوب تھی جس تفسیر کی موجودگی میں فرقہ اسلام گمراہ بن جائے۔ چنانچہ کیا آیت اکمال دین کے خلاف یہ تحریر کیونکر ہو جاوے گی۔ ایک عام غویخالی محض حضرت عمرؓ کے الزام ہٹانے کے لیے یہ پھیلا یا جاتا ہے کہ رسول کو کوئی تحریر لکھوانا مقصود نہ تھا۔ کیونکہ آیت اکملت لکم دینکم ہو چکی تھی پھر بھی یہ کہنا کہ رسولؐ اس آیت کے نزول کے بعد کوئی نیا مذہب قائم کر رہے تھے۔ یا مذہب میں کوئی نئی ایجاد دل تراویح قرار ہے تھے۔ اسی مولوی صاحب۔ رسول اللہ ﷺ کو لکھوانا چاہتے تھے وہ پابندی قرآن لکھوانا چاہتے تھے۔ قرآن سے علیحدہ کوئی تحریر لکھوانا مقصود نہ تھا۔ اسی آیت اکمال دین کے متعلق سنی دشمنی میں اختلاف ہے۔ شیعوں کا عقیدہ ہے کہ یہ آیت اکمال دین کی اس وقت نازل ہوئی تھی جب آنحضرتؐ نے بغیر کلام یا ایھا الرسول بلغ ما انزل علیک حضرت علیؓ کو خلیفہ مقرر فرمایا تھا۔ اور آپ اس عقیدے سے اختلاف دیکھتے ہیں۔ اب بتلائیے اسی آیت کی تفسیر کو آنحضرتؐ بذریعہ تحریر فرمادیتے تو اسلامی فرقہ آج تباہی و ضلالت میں نہ پڑا ہوا ہوتا۔

دوم دلیل :- یہ کہ اس قصیدہ قرطاس سے بہت پہلے حدیث نقلیں ارشاد ہو چکی تھیں۔ اس حدیث میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرما چکے تھے کہ میں تم میں دو گراہند چیزیں چھوڑتا ہوں۔ اگر قرآن دونوں سے تسک کرو گے تو ہر گز گمراہ نہ ہو گے جو صفت قرطاس والی تحریر کی بیان فرمائی۔ اس صفت کی دو چیزیں ہیں آپ امت کے اچھے دے چکے تھے تو اب اس تحریر کی کیا حاجت تھی۔ اس تحریر کی حاجت تو اس وقت ہو سکتی ہے جب ان دونوں چیزوں میں یہ صفت نہ ہو۔ لہذا ناممکن ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ہی حدیث کے خلاف ایسی بات فرماتے۔ ص ۱۸۸

جواب :- مدیر صاحب اس تحریر کی ضرورت تھی۔ آنحضرتؐ مسلم نے بقول آپؐ کہ حدیث قرطاس سے بہت پہلے حدیث نقلیں ارشاد فرمائی تھی اسی وقت سے یاروں نے رنگ بھلا جس کا ایک اعلیٰ نمونہ تحریر کتابت کے وقت

حضرت عمرؓ سے ظہر میں آیا کہ نقل میں سے صرت ایک کے تسک (حسبنا کان ہاشد) کا اعادہ کیا اور دوسرے نقل یعنی تسک لہیت سے گزریا۔ اسی رنگ کو آنحضرتؐ نے محسوس کر کے یہ چاہا تھا کہ نقل ثانی کا اطلاق کے لئے جس سے جناب ثانی اور ان کے ہمراہیوں نے گزیر کرنا چاہا تھا بدلیہ تحریر قوت دیدیں۔ اور اس طرح صرف نقلیں کی توضیح بدلیہ قرطاس کر دیجائے۔ پس حدیث قرطاس ہر گز حدیث نقلیں کی مخالف تین لچکے نہیں ہو سکتی تھی۔ بلکہ دونوں حدیثیں ایک دوسرے کی تاکید کر رہی ہیں۔

میر صاحب آپ نے اپنی دوزبردست دلیلوں کی حقیقت ملاحظہ فرمائی۔ اور کیا اب بھی آپ فرمائیں گے کہ آپ کی دلیلوں میں پامناوی ہے۔

سہیل سے آپ کو یہ شکایت تھی کہ اُس نے آپ کی آخری تین باتوں کا جواب نہیں دیا مگر خدا انصاف فرمائیے کہ حضرت عمرؓ کی ذات پر منہ کتاب کے اعتراض کو ان آخری تین باتوں کے جواب نہ دینے سے کیا علاقہ۔ اور جواب نہ دیے جانے سے حضرت عمرؓ کے منہ کتاب کے اعتراض کا بطلان کیونکر ہو گیا۔ آپ کو اپنی جھوٹی ثابت دیکھا کہ سہیل کا جبر دکھانا تھا۔ حالانکہ سہیل نے اصل بحث قرطاس میں حضرت عمرؓ کی ذات کو ملزم قرار دیا اور الزام کو ثابت کر دیا۔ میر کو کچھ ہے تھا کہ الزام ثابت شدہ کو حضرت عمرؓ کی ذات سے ہٹاتے نہ کر غیر متعلق بحث سے صفحات انجم کو پڑھ کر تے۔

غرض کہ ۱۶ صفحہ میر نے باطل غیر متعلق بحثوں سے پڑ کرنے کے بعد صفحہ ۱۷ سے سہیل کے جواب کی تردید کی جس میں میر کی اول تین باتوں کا (جو اصل بحث تھی) جواب دیا ہے۔ وہ اول تین باتیں یہ ہیں۔
(۱) لفظ ہجر یا ہجر حضرت عمرؓ کا قول نہیں (۲) ہجر یا ہجر کے معنی صرت نہ بیان کے نہیں بلکہ یہ لفظ جدائی کے معنی میں آتا ہے۔ (۳) بغرض محال یا گریہ لفظ بمعنی نہ بیان بہلو بھی یہ لفظ ہجر استعمال کے ساتھ ہے۔ اور یہ استعمال دکھائی ہے۔

(۱) جناب میر صاحب آپ فرماتے ہیں کہ لفظ ہجر یا ہجر حضرت عمرؓ کا قول نہیں۔ پھر آپ ہی فرمائیں کہ کس کا قول ہے؟ شیعوں نے اہلسنت کی تحقیقات کی بنا پر حضرت عمرؓ کا نام تین جہز میں پیش کیا تھا۔ آپ کسی صحابی کا نام روایت سے پیش کر کے حضرت عمرؓ کی گلو خلاصی کر دیتے اور شیعوں کا دعویٰ باطل ہو جاتا۔

آپ کے اس کہنے سے کہ اس اثنا میں کچھ لوگوں نے جن کا نام کسی روایت میں مذکور نہیں کیا کہ ابھر رسول اللہ علیہ وسلم ہتھکڑیوں سے انجم وہ فرد جرم جو سہیل نے لگا کر عمر کو لے لیا تھا مسبب ادا مہندہ انجم وہ وہ اپنے آپ میں وہ فرد جرم جاک نہیں کرائی۔ اور اس وقت تک فرد جرم جاک نہیں ہو سکتی جب تک کہ آپ کی عیالی کا۔ اور بعد تحقیقات معاویہ سے پیش کر کے حضرت عمر کو الزام سے بری نہ کر دیں۔ مگر آپ تحقیقات کی اسلئے کو مشن نہ فرمائیں گے کہ ص

کوئی اس پردہ قالا میں ہے عشق مراد

تحقیقات علماء نے تو صادق صادق اس امر کی ہے کہ حضرت عمر نے ہجر کا لفظ (جو کسی معنی میں ہو) رسول کے لیے تجویز کیا جبکہ وہ بے الفاظ میں آپ کو بھی احتوا ہو جیسا کہ آپ کہتے ہیں ابھڑ کہ صحابہ کرام اس امتحان میں کامل آئے اور اس کامیابی میں سب سے زیادہ نمایاں حصہ حضرت فاروق اعظم کو ملا۔ انجم وہ پس حصول کامیابی میں جبکہ نمایاں حصہ ہوا۔ وہ مسخ کتابت کیلئے بھی نمایاں طریقہ اختیار کر گیا۔ چنانچہ حضرت عمر نے وہ نمایاں طریقہ لفظ ہجر یا ہجر کے استعمال سے اختیار کیا۔ چونکہ روایت میں قالا بصیغہ جمع ہے لہذا حضرت عمر کے اس کلام کی مبنی دانی اور وہ بھی کی جن میں حضرت ابو بکرؓ کی شخصیت کے اعتبار سے وہ فرد جرم جو سہیل نے قول عمر سے مندرج اتفاق کیا ہو گا کیونکہ وہ خوب سمجھتے تھے کہ فاروق اعظم کا یہ قول ان کے لیے ایک سلطنت کی بنیاد قائم کر رہا ہے۔ وہ گئے خلیفہ ثالث انکو میرٹ ٹھہرنے پر عمل کرنے کی اور بغوانی کا غالباً یہ پہلو ملے ملا۔ لہذا فاروق اعظم نے جو کچھ ارشاد فرمایا حضرت ثالث نے ہاں میں ہاں ملائی جب لفظ ہجر کے کہنے والوں کی تعداد کم سے کم تین تک پہنچی تو روایان حدیث یا نا فلاں حدیث روایت و حدیث کے اظہار و نقل سے گزرتا رہا لیکن موقع کی اہمیت اور نواکت کو ملحوظ خاطر رکھ کر ان تینوں کو لفظ قالا کے پہلے میں برہنہ نہیں بنا دیا۔ اب خود کرنے کا مقام چونکہ میر کے مسلک تو ہیں پردہ داری کریں اب پردہ نشین قالا کے ناموں کی تصریح شیعوں سے چاہی جائے۔ گو اس پر وہ پوشی پر بھی شیعوں نے نام کی تصحیح کو ہی اور تحریک بالامیں ہوا گیا کہ یہ نہ نشین قالا کو کون بزرگ ہیں لیکن میر میر کیوں ماننے لگا اسلئے کہ صحیحین کی روایت کے بعد نہ نشین قالا کے نام کی تصریح تحقیقات علماء کے بنا پر درپیش قبول کرنا بعد ازاں یہ چاہیے نہایت سہل جائیگا۔ لہذا میر کے دعوے کے ساتھ ہی ساتھ میر بھی ایک عوی ہر قرا کر

ایک آیت ہے -

لَا تَنْصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللَّهُ إِذْ أَخَذَ مِنَ الَّذِينَ
 كَفَرُوا كَافِرَتَيْنِ إِذْ هَمَّا قَفَا لِنَارٍ أَوْ كَقُتُلِ
 لِصَاحِبِ لَا تَخُوفَ إِنَّ اللَّهَ مَعَكُمْ

جب کہنے لگا اپنے رفیق کو تو تم نکاح شہر ہمارے ساتھ ہے۔

اس آیت کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ غار ثور میں آنحضرت کی میت میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے
 اس آیت میں حضرت ابو بکر کا نام کہاں ہے۔ یا براہ کرم قرآن سے وہ آیت پیش کریں (روایہ نہیں) جس میں
 حضرت ابو بکر کے نام کی تصریح واقعہ غار کے متعلق ہو دیکھیے میرے دعوے پر آپ کی نظر فرمائی چاہیے کہ نہ کہ میں اپنے
 دعویٰ سے (آپ کی طرح طلبِ مددیت ہیں) سرِ موٹا نہیں جانتا اور میرا مطالبہ برابری رہیگا کہ انہ غار میں
 ثانی امتین کے نام کی تصریح (جنگِ نام آیت میں درج نہیں) آیت سے چاہیے آیت سے اگر ملاش نام میں
 میرے دعوے کے خلاف اپنے اچھل کود کی کتاب کو معلوم ہونا چاہیے کہ آپ کو اپنے دعوے کی پابندی سہل سے
 کرانی ہرگز مناسب نہیں ہے جس نے لفظ قافا کے ایک فروغی کو آپ کے سامنے شل گھٹا کر دیا اب آپ کی
 یہ دیانت کہ بقابلہ رسول اس گھٹنگا رہے آپ کوئی تعرض نہ کریں اب دیکھنا یہ کہ مدینہ صلیت غار کو کون کا کون
 مدینہ صلیت درجہ پائیں ہو کر گھٹنگا ہو کہ حضرت عمر کے قائل ہو چوئے کی شہرت شیعوں نے استفیدی کہ مدینہ
 کے علما دھوکے میں آگئے۔ وہ شخص جو ذرا بھی سمجھ رکھتا ہو گا وہ ضرور یہ کدے کا کہہ

منہنے کے ہے قابل تری لفظانہ یہ تحریر

بھلا پوچھیے تو شبہ حضرت عمر کے قائل ہجر ہونے کی شہرت دیں اور مدینہ کے علما ایسے بھولے بھالے ہیں کہ انکی
 دی ہوئی شہرت سے وہ دھوکے میں پڑ گئے۔ ایک مدینہ ایسا ہر شیا زمانہ نکلا کہ وہ دھوکے میں نہیں پڑا حتی
 حضرت آپ کے علما تو آپ سے دیاں جا لاک دانہ تھے کسی عالم نے نام کی تصریح کے بجائے قافا کو دیا کسی نے
 جملہ خبریہ کے بجائے ہزہ استعمال کر دیا یہ سب حرفیں آخر کس غرض سے پوری ہیں۔ (رض)

کچھ تو ہے جس کی پردہ داری چ

لفظ یہ کہ پرنے اپنے علما کے دھوکا کھانے کے بعد لائل بیان فرمائے ہیں وہ دیکھنے کے لائق ہیں۔ کیا ہی

مستحکم دلائل میں جرح بعد دلائل نہ دیے گئے ہیں ملاحظہ ہو۔

اول۔ یہ کہ روایت کوئی ایک بھی ایسی نہیں ملی جس سے حضرت عمر کا قائل ابھر پونا ثابت ہو۔

دوم۔ حفاظ حدیث کی شہادت ملی کہ کسی روایت میں یہ خود حضرت عمر کا نہیں بیان کیا گیا۔

سوم۔ علماء شیعہ بھی جبکہ تحفہ مسیحی میں خاص مشن ہوئی ہے۔ درجن کے درجن کے درجن ایک

برس سے روایت کی تلاشی میں ہیں مگر کوئی روایت ان کو نہ ملی ص ۱۲۱ الخم۔

کوئی یہ سہ دلیلیں دیکھے اور دیر کی مسرت و مافی کی تعریف کرے کہ اس نے اپنے علمائے دھوکھا کھانے کے کیا طبع

دلیل دیے ہیں۔ دیر کہتا چرنہ کوئی روایت حضرت عمر کے قائل ابھر ہونے کی جو نہ حفاظ حدیث کی شہادت پر کاؤ

شیعوں نے بعد تحفہ بسیار روایت نکالی جس کا نتیجہ ہوا کہ دیر کے علمائے اس بات کے قائل ہو گئے کہ کچھ

کے قائل حضرت عمر تھے۔ سارے اگر روایت ملتی۔ اور شہادت حفاظ حدیث ہوتی۔ اور شیعہ ڈھونڈ کر حدیث بھی

پیدا کرتے اس وقت دیر کے علمائے اس بات کے قائل ہوتے کہ حضرت عمر قائل ہجرت تھے۔ مافاراضہ اثبات

بقراط ہوتا تو ان دلیلوں کو دیکھ کر دیر کے سامنے مذاقے ادب نہ کرنا۔

(۲) دیر کی دوسری بات لفظ سحر یا سحر کے معنی کے متعلق ہے۔ چنانچہ دیر لکھتا ہے کہ سحر کے معنی جدائی کے

ہیں لیکن شکر ہے کہ سحر کے معنی نہ بیان کے ہونے سے دیر نے انکار کیا ہے۔ لہذا لفظ کے موقع استعمال کے چاہیہ

دیر نے جدائی کے معنی لیے ہیں اور اسکی دفعہ میں قرار دی ہیں۔ چنانچہ فرمایا ہے۔

وجہ اول۔ یہ کہ نہ بیان کا شبہ آدمی اس بات پر کرتا ہے جو خلاف عقل ہو ایک پیغمبر اپنے آخر وقت میں

فرمانا کہ کاغذ لادیں ایک خمر دی ہا بیت نامہ لکھ دوں۔ اس کو نہ ہی بات خلاف عقل ہے جس کو کوئی شخص

نہ بیان کہہ سکے ص ۱۲۲ الخم۔

جواب ۱۔ بات تو سچ ہے لیکن کیا کیا جائے کہ جہانسان کو کوئی مطلب حاصل کرنا ہوتا ہے تو اسی قسم کی

خلاف عقل بات لکھ کر اپنا مقصد حاصل کرتا ہے حضرت عمر نے اس نازک موقع پر ہر مرض پیغمبر کی تفتیش نہ بیان کی کہ

ایک جزو مطلب حاصل کیا۔ جس طرح پیغمبر کے موقع بہت پیغمبر سے انکار کر کے صریح جھوٹوں کو دیکھ کر منہ نہ مال کیا

وجہ ۲۔ یہ کہ روایت میں سحر کے بعد شہادہ کا لفظ بھی ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ اسے دیکھ کر سحر کے

معنی بنیان کے لیے جائیں تو استفہوہ بے ربط ہو جاتا ہے جسکو بنیان ہو گیا ہے اب اس سے پوچھنا بالکل غلط عقل ہے۔ مہم انعم۔

جواب :- اگر ہجر کے معنی بنیان کے لیے جائیں تو لفظ استفہوہ بے ربط نہیں ہوتا۔ یہ ظاہر ہے کہ جب یہ شعبہ کا قائل بنے بنیانی کیفیت ترمیم کی تو اس باعث ہجرت ہو گئی مگر بنیانی حالت کو رسول کی ذمہ سے ہی سمجھ کر کہا کہ رسول سے اچھی طرح مطلب دریافت کرو۔ بنیانی کیفیت تو نہیں ہے۔ مقصد یہ تھا کہ جو لوگ بنیان ترمیم کر رہے ہیں رسول سے پوچھنے پر رسول سے تقریر خود ان پر وہ نصیحتی قائل کی تکذیب کر دے گی۔ چنانچہ پر وہ نصیحتی قائل کے پوچھنے پر رسول نے تکذیب کر دی جو آئندہ نقل روایت سے ظاہر ہوگی۔ لہذا یہ لفظ استفہوہ بے ربط نہیں ہے اور نہ پوچھا جاتا غلط عقل۔ بلکہ بالکل قرین عقل۔

میر گھنسا پٹاب دیکھ جاتی کے معنی کس غریب کے ساتھ بن جاتے ہیں۔ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے شدت مرض کی حالت میں وصیت نامہ لکھوانے کو فرمایا تو صحابہ کرام کے قلوب پر ایک بجلی سی گر گئی کہ شاید یہ قیامت کی گھڑی آگئی ہے حیف در مشیم ندون صحبت یار آخر شد؛ روئے گل میر ندیدیم و ہمارا آخر شد۔ کیونکہ اسی غریب آخرت میں لکھوائی جاتی ہے۔ لہذا انھوں نے کہا کہ پھر استفہوہ کیا حضرت اب جدامور ہے ہیں۔ آپ سے پوچھو تو۔ مہم انعم۔

اسکے جواب کی تصریح کیلئے کہ بھرنی جاتی کے ہیں یا نہ ہیں کے ایک سالہ رحلت مصطفیٰ مصنفہ عبدالرزاق طبع آبادی سے میں چار روایتیں صفحہ ۳۲ سے نقل کرتا ہوں۔ ناظرین خود خود کریں کہ ہجرت معنی جاتی کے ہیں جیسا کہ میر گھنسا پٹاب بنیان کے جیسا کہ سہیل نے لکھا ہے۔

مشہور واقعہ قرطاس - (۱) پنجشنبہ کے دن یحییٰ کا نذر زادہ تھا۔ اسی شدت کے عالم میں اس نے اپنے کاغذ اصدات اگلی کہ وصیت لکھوا دیں۔ مگر صحابہ نے اس خیال سے کہ آپ مرض کی شدت کے متاثر ہو کر باقاعدہ یا سزاوارتہ نہیں کاغذ اصدات دوات پیش نہیں کی حضرت عبداللہ بن عباس پر اس واقعہ کا بڑا اثر تھا اسے بڑے چٹا قاریہ بیان کیا کرتے تھے۔ سلیمان بن ابی سلم سمری کہ حضرت عبداللہ نے یکے دن مجلس میں فرمایا پنجشنبہ آؤ تم کیا جاؤ پنجشنبہ کیا ہے؟ یہ لکھ کر آپ رونے لگے اور اس قسم کے کہنا سنوں سے زمین جو ہر گئی سلیمان کہتے ہیں

میں نے کہا: یا حضرت! پھر غلبہ کیا معاملہ ہے؟ کہنے لگے: اس دن رسول اللہ ﷺ نے ایک ہفتہ تک یہی حالت میں اپنے فرمایا کا غلاؤ تاکہ میں تمہیں ایسی تحریر لکھ دوں جس کے بعد تم بھی ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ اس پر صحابہ میں جھگڑا پیدا ہوا حالانکہ نبی کے حضور میں جھگڑا رونا نہیں صحابہ کہنے لگے: آپ کی یہ کیا حالت ہو رہی ہے؟ دنیا کی کمیت تو نہیں ہو رہی (ابھی طرح مطلب و رسالت کرو) چنانچہ آپ نے مطلب پوچھنے لگے تو فرمایا: مجھے رہنے دو، مجھے چھوڑ دو جس حال میں میں ہوں وہ اس سے بہتر ہے جس کی طرف تم بلا رہے ہو۔ پھر توں باؤکی وصیت کی: مشکون کو جزیرۃ العرب کا علاقہ دلو کہ وہاں یہاں علیہ دو عیسائیں خود تیار مادی کہتا ہے قسری بات حضرت ابن عباس نے نہیں مانی بلکہ یہاں لکھا ہے (۲) دوسری روایت میں ہے کہ جب آپ نے تحریر کرنے کے لیے فرمایا تو بعض صحابہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ پر بیماری کا غلبہ ہو گیا ہے۔ ہمارے پاس کتاب اللہ موجود ہے اور کتاب اللہ پر ہمارے لیے کافی ہے اور بعض کہنے لگے: ہمیں کچھ پیش کر دو تاکہ آپ ایسی تحریر لکھیں جس کے بعد کبھی گمراہ نہ ہو اور بعضوں نے کہا: اور کتنا شروع کیا۔ جب اختلاف بہت بڑھا اور شور مچنے لگا تو آپ نے فرمایا: میرے پاس سے جاؤ۔ (متفق علیہ)

(۳) حضرت عمر کی روایت میں ہے کہ نبی مسلم کی خدمت میں حاضر تھے اور ہمارے اور عہدوں کے درمیان پردہ چڑھا تھا کہ آپ نے فرمایا: مجھے سات مشکون سے غلاؤ اور کاغذ و دواؤں کاغذ تاکہ ایسی تحریر لکھ دوں جس کے بعد تم کبھی گمراہ نہ ہو۔ اس پر عہدوں نے کتنا شروع کیا اور رسول اللہ ﷺ کچھ مانگتے ہیں دیتے کیوں نہیں؟ میں نے اُن سے کہا: چپ بٹھی رہو تمہاری اصل اللہ کی نصیبت ہو آپ پیار ہوئے ہیں گوشوے بہانی ہو۔ تندست ہوئے ہیں تو کروں لیتی ہو؟ حضرت نے میرا جواب سن لیا اور فرمایا: وہ تم سے اچھی ہیں۔ (ابن سعد)

(۴) بعینہ ہی روایت ابن عباس سے ایک اور طریقے سے مروی ہے۔ کہتے ہیں نبی مسلم نے فرمایا دواؤں کاغذ کاغذ تاکہ میں تمہیں ایک ایسی تحریر لکھ دوں جس کے بعد کبھی گمراہ نہ ہو گے۔ اس پر عہدوں نے کہا: فلاں فلاں مادی شہر کون فتح کرے گا؟ نہیں۔ رسول اللہ ﷺ سوچتے ہوئے تھے کہ قوت نہیں ہوگے جب تک ہم یہ شروع نہ کر لیں۔ اور اگر آپ صحابہ کے ہمراہ آپ کی دہائی کا پہلے اٹھا کر رکھیں جس طرح نبی اسرائیل موسیٰ کے خطر ہوئے تھے حضرت زینب نے کہا: دیکھتے نہیں رسول اللہ ﷺ تمہیں کیا حکم دے رہے ہیں؟ اس پر صحابہ میں تلوار ہانپنے لگی اور آپ نے فرمایا: اے ہمارے رسول اللہ ﷺ روایت علیہ میں یہاں کے متعلق جب فرمایا کہ نبی کی نسبت دیکھی گئی تو حضرت نے ہمارا غلاؤ فرمایا وہ یہ ہے

”مجھے رہنے دو“ ”مجھے چھوڑ دو“۔ جس حال میں ہوں وہ اُس سے بہتر جو جسکی طرف تم مجھے بلا رہے ہو ان الفاظ سے صاف ظاہر ہے کہ لفظ ہجر کے معنی یہاں نہ بیان ہی کے ہیں جب ہی تم حضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ جس حال میں ہوں اُس سے بہتر ہے جس طرف تم مجھے بلا رہے ہو۔ کیونکہ پردہ نشین قالوا ”رسول اللہؐ کو نہ یاں کی طرف بلائے تھے۔ اور رسولؐ نے پردہ نشین قالوا کی تکذیب کر دی۔

اس روایت میں یہ الفاظ خاص توجہ کے لائق ہیں کہ تیسری بات حضرت ابن عباسؓ نے نہیں بتائی یا بتائی اور میں بھول گیا۔ ”تیسری وہی بات ہے جسکے متعلق آج تیر سو برس سے نزاع چلی آ رہی ہے۔ وہ اسی نزاع کا انقطاع بذریعہ تحریر کے چاہتے تھے تاکہ امتؓ راہ ضلالت سے بچے۔ لیکن حضرت عمرؓ نے وہ نگاہ کربائی کی کہ آج امتؓ رسولؐ راہ ضلالت میں مبتلا ہے۔

دوسری روایت میں یہ الفاظ قابلِ دید ہیں کہ بعضوں نے کچھ اور کہنا شروع کیا۔ میرا نغم غور سے اپنے بیاں کے راویوں کی تحریفِ ملاحظہ فرمائیے کہ اصل لفظ ہجر یا ہجر تو روایت میں نہیں کہا اور اسکے بجائے یہ کہہ دیا کہ بعضوں نے کچھ اور کہنا شروع کیا۔ یہی حالت قالو کی بھی سمجھ لیجیے۔ راویوں نے پردہ نشین قالو کی شخصیت کو اعتراض سے بچانے کے لیے لفظ قالو استعمال کیا۔

اب آپ ہی بتائیں کہ جن پردہ نشین قالو کی حالت یہ ہو کہ قیامت کی گھڑی پہنچنے پر انکے قلوب پر بجلی گرے (جیسی بجلی گری وہ نقیضہ کے دھل سے ظاہر ہے) اور رسولؐ سے چند روای ظاہر کریں مگر رسولؐ خدا انسان لوگوں سے بہ اخلاق برتر ہیں۔ مجھے رہنے دو مجھے چھوڑ دو یا دوسری روایتوں کے مطابق اپنے پاس سے چلے جانے کا حکم دیں ایک معمولی مرض جسکی عیادت کو لوگ جا دیں تو اسکے اخلاق کا اثر اس مرض کے دل پر ہوتا ہے لیکن رسولؐ کی عیادت کو وہ لوگ جائیں جنکے دلوں پر بوجہ چند روای بجلی گرے ان کو رسولؐ نکل جانے کو کہیں۔ اگر ہجر کے معنی آپؐ کے مطابق جہاں لیے جائیں تو رسولؐ معاذ اللہ برا خلاق قرار پاتا ہے۔ مگر یہ کہ اس سے کیا غرض رسولؐ بد جہاں میں بھی وارد ہو مگر پردہ نشین قالو اپنا بیجا آدے۔ اور اگر ہجر کے معنی نہ یاں کے لیے جا دیں تو رسولؐ کا اس کلمہ پر تہذیبی پردہ نشین قالو کو نکل جانے کا حکم دینا بالکل مناسب تھا۔ لہذا حدیث قرطاس میں پردہ نشین قالو نے ہجر یا ہجر نہ یاں ہی کے معنی میں کہے تھے۔ نہ کہ جہاں کے معنی میں۔

(۳) تیسری بات کے متعلق مدیر لکھتا ہے کہ بغرض حال اگر یہ لفظ معنی ذیاباں ہو تو بھی یہ لفظ نہ ہوتا تھا
کے ساتھ جو اس پر یہ استفہام ہماری جو صلاہ انجم۔ آپ کی اس مصل تاویل کا جواب یہ ہو گا اگر آپ کی غلطی میں کوئی
شخص ان الفاظ کا اعادہ کرے کہ کہیں مدیر صاحب انجم آپ کو زبان تو نہیں ہو گیا ہو؟ یعنی آپ اسے
گالی سمجھیں گے۔ چہ جائیکہ پرورشین قلاوا کی زبان سے رسول کی غلطی میں یہ الفاظ تھیں تو ہر استفہام کی آیتاویل
کر کے سکوت اختیار کریں۔ مستغفرا اللہ انوت پر مدیر کا کیا کتنا ہنستا یا مان ہے۔ سبحان اللہ

۴۔ اپنے حرکت و جواب کی کہ زبان کو مدینہ تحریر کا قائل کہہ دینا فرمایا ہے کہ یہ مطلب بھی خراج حدیث نے بیان کیا
ہے۔ دیکھو صلاہ کیوں جناب مدیر صاحب روایت میں تو صان طور پر ظاہر ہے کہ ہجریا ہجرت کے قائل مدھے
جسے چاہتے تھے کہ رسول کوئی تحریر اپنے بعد نہ چھوڑیں۔ اب روایت کے موجود ہونے شارحین کے مطلب کے
آپ کو کیا مطلب۔ اگر شارحین کے مطلب کے آپ قائل ہو گئے ہیں تو پھر شیعوں سے بلا طلب روایت ان علما
کے قول کے آپ بھی قائل ہو جاویں چکا یہ خیال ہے کہ ہجریا ہجرت کا قول ہے۔

مدیر انجم یہ بھی لکھتا ہے کہ چند ماسلم الامم حضرات گھرانے کے خواہشمند تھے جن کے باطنی ظالم غالب یہ ہو
کہ وہ جدید اسلام حضرات ہو گئے مں ۱۱۱ ہجری حضرت یہ کیا بدعوی میں گھٹائے روایتیں سے معلوم ہوتا ہے کہ
ازواج نبی معلوم اور عبد اللہ بن عباس تحریر کیلئے مصر گئے۔ بلکہ عبد اللہ بن عباس و جماعت کو یاد کر کے ان کو روایت کرتے تھے
کہ اس حدیث تحریر رسول رو کہ گئی۔ اب مدیر بتا دے کہ ازواج نبی اور عبد اللہ بن عباس جدید اسلام لوگ تھے۔

غریب مدینہ جاں اس روایت کے معنی میں عجیب و غریب کرشمہ دکھائے ہیں وہاں اس بیچارے نے
یہ بھی لکھ دیا کہ حدیث غریب ہو غریب کیا کرے دیکھتا ہے کہ پرورشین قلاوا کے ایک فرد یعنی حضرت کی حرمت
شان نبوی میں بدتمیزی کرنے سے مٹ رہی ہے لہذا حدیث کو غریب بنا دیا۔ خیر کیا کرنا ہے مدیر کی بات قبول کرنا
چاہیے تاکہ کسی طرح شنی والی عزت کو بقا تو ہو۔ مگر انوس مدیر کی یہ سی بھی بے نتیجہ ہے۔ کیونکہ ایک حدیث
میں انفریقین ہے کہ جو حدیث مطابق قرآن ہو اس سے تسک کر دو اور جو نہ ہما اس سے تسک نہ کرے۔ اس
سیار کو مد نظر رکھتے ہوئے اس غریب حدیث کو قرآن سے مطابق کر دو۔ اگر مطابق قرآن ہو تو خواہ کیسی ہی
غریب سی غریب حدیث ہو اقل کا درجہ صحت کے درجہ پر ہو گا۔

خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے واقعہ صوابیہ میں اللہ جمیعاً ولا تقوا۔ یعنی اللہ کی رسی کو جمع ہو کر
 کپڑو اور فرق فرق نہو۔ اس آیت میں افتراق کی مانعیت کا حکم ہے کیونکہ افتراق راہ ضلالت ہے اور جمع ہو کر رفت
 جبل کا حکم ہے اور یہ گرفت میں مبتنی ضلالت نہ کئے والی چیز ہے۔ رسول اپنے اخیر زادہ مرض میں اسی جبل اللہ کی
 تصریح بنیادیہ تحریر چاہتے تھے کیونکہ منظر رسول مگر اہی اور ضلالت سے امت کو بچانا اور لا تقوا کی مثبت
 قائم کرنا تھا۔ لیکن حضرت عمرؓ تحریر رسول روک کر دنیا کا نقشہ فقہ فقہ کی صورت میں پیش کر کے فاروق اعظم
 کلائے۔ یہ توحید کی مطابقت آیت قرآنی سے تھی۔ اب اس حدیث کو واقعہ سے مطابن کیا جائے تو معلوم
 ہو گا کہ آج دنیا سے اسلام میں بہتر سے فرتے ہیں اور ہر فرقہ اپنے کو صحیح رہتا ہے کچھ کر دوسرے فرقہ کو گمراہی اور ضلالت
 پر سمجھتا ہے اگر یہ نقشہ دنیا سے اسلام میں پایا جائے تو حدیث قرطاس کو اس نقشہ سے مطابن کر دینا پایا جائے گا کہ رسول کی
 پیشگوئی عدم تحریر کے باعث پوری ہو گئی اور رسول کی صدق مقالی ہر شخص آج دنیا میں مشاہدہ کر رہا ہے اور
 ساتھ ہی ساتھ حضرت عمرؓ کے قول حسبنا کتاب اللہ کی تکذیب کس شد و مت ہو رہی ہے کہ ہر فرقہ اسلامی کا یہ دعویٰ
 ہے کہ قرآن ہی کی نہ ہی کتاب ہے لیکن وجہ و قرآن مسلمانوں کے اس ضلالت اور افتراق کو مٹانے کے لیے اور
 صورت اسلام کی جو شکل واحد میں حد رسول میں تھی رسول کے بعد باقی نہیں رہی۔ یہ نتیجہ ہے اس تحریر کے
 نہ ہونے کا جبکہ تعلق رسول کہ چکا تھا کہ لاؤ ایک ایسی تحریر لکھو اور جس کے بعد تم گمراہ نہ ہو۔ پس یہ حدیث آیت
 قرآنی اور صورت واقعہ کے مطابن ہونے کے باعث بالکل سچی۔ صحیح حدیث ہے۔ پھر نہ معلوم مدیکر سے غریب
 بنانے سے کیا فائدہ ہو گا۔

مدیر انجم کی یہی خواہش تھی کہ اسکی چھ باتوں کا جواب دیا جاوے۔ لہذا اسکی تعمیل کر دی گئی۔ اور سہیل بھی کو بیجا
 اب رہ سہیل کی گالیاں۔ سہیل کا سفر ابن اور سہیل کی جا ہلانہ باتیں جن کا جواب دیکر آپ نے مضامین انجم پر باوکیے
 اسکا جواب اگر دیا جاوے تو اوراق سہیل پر باوہوں ساورد دوسرے ضروری مطالب پر روشنی نہ پڑے۔ لیکن یہ
 کہ سہیل آپ کی باتوں کا جواب دے۔ لہذا آپ کے لکھن فیصلہ کی تردید نہ لارہ لیکن صورت میں پیش کر دی گئی۔
 خدا آپ کی حمایت کرے اور ایک گستاخ کی پالٹن سے خاک کرے کہ آپ تو یہ کریں۔

سید لطافت حسین بکراہی اترہ

مذہب اہلسنت کی بنیافت و عداوت اہلبیت پر

(سلسلہ گزشتہ)

اقسام ہم سے ایک خاص خاکہ مذہب اہلسنت کا ذہن نشین نظر میں آگیا ہوگا، اب یہ بھی معلوم ہوجانا چاہیے کہ محبت آل رسول اور تسنن ایک باجمیع نہیں ہو سکتے حق تو یوں ہے کہ اکابر اہلسنت بغض و عداوت امیر المومنین کو مستحب جانتے ہیں اور ان حضرات کے نزدیک قرأت سے ہے کہ حضرت علی ابن ابیطالب کا بعض اگر کسی شخص کے دل میں پستہ یا بازام کے برابر بھی نہ تو وہ شقی نہیں چنانچہ اسکی تصریح ابن خلکان نے دعیات الامانیات میں علی بن جهم خاں کے تذکرہ میں کی ہے علی ابن جهم وہ شخص تھا جو اپنی ناصبیت کی وجہ سے اپنے باپ پر محض ایسے لعنت کرتا تھا کہ اس نے اسکا نام علی کہیں رکھا، اللہ و اللہ اس غبنی کی کوئی حد ہے کہ باپ نام رکھنے کی وجہ سے قابل لعنت ٹھہرا، چنانچہ ابن خلکان اس عداوت علی میں اسکو مذکور کیا کرتے ہیں اور فرماتے ہیں واندہ کان معذ وانی بغض علی واکان اخوان عندہ لان محبتہ لا یجتمہ مع اللعنۃ یعنی علی بن جهم خاں علی سے دشمنی رکھنے میں معذ ورنہ تھا کیونکہ تسنن اور محبت علی ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتی، اسکے صاف معنی یہ ہیں کہ عدو آل رسول و دشمن نفس رسول سنی ہوتا ہے، اور یہی تو رک تمہور یہ کے بعض تراجم میں اسب کو لے گا کہ در المنہر کے عالموں نے امیر تمہور کی خدمت میں عرض کی کہ اگرچہ علی ابن ابیطالب چوتھے خلیفہ تھے مگر چونکہ وہ قتل عثمان میں شریک تھے لہذا ان کا بغض دل میں رکھنا چاہیے اور یہ بھی مدعو ہے کہ اس میں مصححین کا فرمان تمام قلمروں میں جاری کیا جائے۔ بادشاہ نے اسچہ مرشد شیخ دین الدین سے اس مسئلہ کا استفسار کیا اور خلیفہ شیخ نے جواب میں تحریر فرمایا۔

بوعرش برین باشند اگر منزل تو دزد کو ترا اگر سرستہ باشند گل تو اگر جب علی نباشد اندر دل تو سکیں تو سیکہ بجا منی و اسے بر غائبانے علی بقتلش رضا دادہ باشد۔

ہر امنی اس بات کو جانتا ہے کہ رسول نے علی اور انکی محبت کو ایمان اور انکے بغض کو نفاق و کفر بتلایا ہے۔ اگر قتل رسول کے خلاف اسلامی دعویٰ کرتے ہوئے کہو اس مذہب میں یہ بیگناہ امام جنبل یہ فرامین الرجل لا

کیونکہ منافق بقیض علیاً قلیلاً، کوئی آدمی اس وقت تک مومن نہیں جب تک وہ تھوڑی سی شرارت علی کی نہ رکھے۔

انشاء اللہ اگر زمانہ نے فرصت دی اور وقت نے مدد کی تو میں کسی سلسلہ میں یہ ظاہر کرو چکا کہ ان لوگوں نے رسول خدا، قرآن الہیت اور اسلام کے دشمنوں کو وہ شرف دے لکھا ہے اور اسی جہد میں اسلامی مبلغ اور سلامی چیزوں سے وہ دشمنی برتی ہے کہ بایں دشمنانہ اگرچہ یہ موضوع مجملہ اسی سلسلہ میں ہے تاہم ناظرین پر ہر ماہ مگر پھر بھی ایک تفصیل کی ضرورت ہے، جو انشاء اللہ کبھی ہو کے رہے گی اچھا مجملہ تو یہ سُنتے جائیے کہ جو لوگ رسول کی ہجو کیا کرتے تھے اور جبکہ اسلام قطعاً اور یقیناً برائے نام تھا وہ لوگ اس فرقہ کے نزدیک اس قدر گراں منزلت ہیں کہ نفسِ رسول کی عظمت ان کفر پرستوں کے سامنے گویا بیچ بڑی یہ لوگ ہیں کون؟ ابو سفیان، عمرو بن العاص، اہل مکہ اور لاؤ احباب حالانکہ یہ وہ لوگ تھے جو رسول کی مذمت کیا کرتے تھے اللہ نذرتہ الذین کا فاضل بھیجوں رسول اللہ و محمد و عمر بن العاص و ابو سفیان بن حرب و عبد اللہ بن ابی سفیان یعنی جو لوگ کہ رسول کی ہجو کیا کرتے تھے وہ یمن تھے عمرو بن العاص جو فلاح مصر کہلاتے تھے اور حضرت اہلسنت صرف اسلئے کہ دشمن رسول تھا اور ابو سفیان معاویہ کا درست تھا اسکی رفتگی سامنے عرض آئی کہ یہی معاذ اللہ کہ جانتے ہیں دوسرے ابو سفیان یہ وہ شخص تھا جو علاوہ ہجو رسول کے عرب رسول کا باعث تھا اسکے لئے حضرت عمرؓ اپنا مخصوص و سادہ پچھا کے جگہ نکالتے تھے۔ چنانچہ محبت کی حد دیکھئے کہ ابو سفیان و معاویہ کے مخالفین رسول اور علی کی کوئی تو قرآنِ آپ نہ بلایئے گا اگر اُنکی زمانِ مفاہفہ کہیں مدح کرتے ہوئے بیگی تو انکے افعال اسکے خلاف آپ کو نظر آئیں گے۔

علی کی محبت سے صحابہ صحابہ نہیں رہتے بلکہ معاذ اللہ یہ کافر ہو جاتے ہیں اور لائقِ قتل علی کی دشمنی اس حد پہ پہنچتی ہوئی ہے کہ آپ دیکھئے کہ صحابیت کا درجہ اس محبت کی وجہ سے اُلٹ دیا جاتا ہے اور اس فرقہ کا کوئی آدمی نہ فریادی نظر آتا ہے اور نہ تذلیل صحابہ پر تو جو کہ ہوتا ہے۔ اسکی تعقیب ذرا کر داقہ کریگا یہ معلوم ہے کہ مجرم عدی صحابہ رسول میں سے تھے۔ یہ بھی معلوم ہے کہ جلیل ترین صحابہ میں سے تھے یہ بھی معلوم ہے کہ انکے

تصور اور کوئی خطا ایسی ثابت نہیں ہو سکتی جس سے وہ بحیثیت مسلم اور وہ بھی صحابی قابل قتل سمجھے جائیں اور مع اپنے ساتھیوں کے معاویہ کے حکم سے قتل کر ڈالے جائیں اور اہل سنت اس فعل کو نظر احسان سے کہیں اور آیت ومن قتل مومنا متعدا سے باطل ہے پروا رکھ کر اپنے ایمان بالقرآن کو دھنچ کریں جناب عمر بن عدی کی مظلومیت کا ایک عالم خاں سید اور روضا انگلی کوئی خطا معاذ اللہ نہیں پاسکتی بجز اس کے کہ وہ امیر المؤمنین سے محبت کرتے تھے اور انکے جان نثاروں میں تھے چنانچہ عبارات ذیل سے آپ کو پتہ چلے گا۔

محمّد بن عیسیٰ اولہ وسکون الجیم اند شہد
 جناب عمر بن عدی حرب قادسیہ میں شریک تھے اور ان کے
 القادسیہ وبعد ذلک شہد الجعل
 بعد جن اور صفین کے معرکوں میں لڑے اور امیر المؤمنین کے ساتھ
 وصفین وصحب علیا فکان من شیعته
 رزہ محمد بن علی بن ابی طالب کے مخصوص مربی شیعہ تھے مقام ہجرت
 وقتل ہجرت عذرا با معاویہ... و ذکرہ
 میں معاویہ کے حکم سے قتل کر ڈالے گئے یعقوب بن سفیان نے
 لعقوب بن سفیان فی امراء علی یوم صفین
 لکھا ہے کہ ہجرت صفین امراء لشکر امیر المؤمنین میں ایک شخص
 تھے اصحاب رسول میں جب ہجرت مدینہ کے معاویہ کے پاس گئے
 ...رجل من اصحاب النبی.... وکان ابن
 تو ابن عمر غلیظہ زادے انکی حالت کو پوچھا کرتے تھے یہاں تک
 عمیر شخبیر عنہ فاخبر بقتله وهو بالسوق
 کہ انکے قتل کی خبر ایک روز رشتہ دار عدی اور یہ بازو تپ
 فاطمہ حوتہ وولی وھو بیکى.... و دخل
 تھے اس خبر کو نہ ٹکریہ بہت روئے۔ معاویہ جب عائشہ
 معاویہ علی عائشہ فانتہ فی قتل ہجرت
 کے پاس آیا تو ام المؤمنین نے معاملہ نقل ہجرت اصحاب
 اصحابہ۔ اصحابہ ابن ہجرت مدینہ مصر حوتہ مار
 ہجرت میں معاویہ بہر زبانی بہت قصاب کیا۔
 قسم اول ۳۱۵

محمّد بن عیسیٰ اولہ وسکون الجیم اند شہد
 جناب عمر بن عدی حرب قادسیہ میں شریک تھے اور ان کے
 القادسیہ وبعد ذلک شہد الجعل
 بعد جن اور صفین کے معرکوں میں لڑے اور امیر المؤمنین کے ساتھ
 وصفین وصحب علیا فکان من شیعته
 رزہ محمد بن علی بن ابی طالب کے مخصوص مربی شیعہ تھے مقام ہجرت
 وقتل ہجرت عذرا با معاویہ... و ذکرہ
 میں معاویہ کے حکم سے قتل کر ڈالے گئے یعقوب بن سفیان نے
 لعقوب بن سفیان فی امراء علی یوم صفین
 لکھا ہے کہ ہجرت صفین امراء لشکر امیر المؤمنین میں ایک شخص
 تھے اصحاب رسول میں جب ہجرت مدینہ کے معاویہ کے پاس گئے
 ...رجل من اصحاب النبی.... وکان ابن
 تو ابن عمر غلیظہ زادے انکی حالت کو پوچھا کرتے تھے یہاں تک
 عمیر شخبیر عنہ فاخبر بقتله وهو بالسوق
 کہ انکے قتل کی خبر ایک روز رشتہ دار عدی اور یہ بازو تپ
 فاطمہ حوتہ وولی وھو بیکى.... و دخل
 تھے اس خبر کو نہ ٹکریہ بہت روئے۔ معاویہ جب عائشہ
 معاویہ علی عائشہ فانتہ فی قتل ہجرت
 کے پاس آیا تو ام المؤمنین نے معاملہ نقل ہجرت اصحاب
 اصحابہ۔ اصحابہ ابن ہجرت مدینہ مصر حوتہ مار
 ہجرت میں معاویہ بہر زبانی بہت قصاب کیا۔
 قسم اول ۳۱۵

محمّد بن عیسیٰ اولہ وسکون الجیم اند شہد
 جناب عمر بن عدی حرب قادسیہ میں شریک تھے اور ان کے
 القادسیہ وبعد ذلک شہد الجعل
 بعد جن اور صفین کے معرکوں میں لڑے اور امیر المؤمنین کے ساتھ
 وصفین وصحب علیا فکان من شیعته
 رزہ محمد بن علی بن ابی طالب کے مخصوص مربی شیعہ تھے مقام ہجرت
 وقتل ہجرت عذرا با معاویہ... و ذکرہ
 میں معاویہ کے حکم سے قتل کر ڈالے گئے یعقوب بن سفیان نے
 لعقوب بن سفیان فی امراء علی یوم صفین
 لکھا ہے کہ ہجرت صفین امراء لشکر امیر المؤمنین میں ایک شخص
 تھے اصحاب رسول میں جب ہجرت مدینہ کے معاویہ کے پاس گئے
 ...رجل من اصحاب النبی.... وکان ابن
 تو ابن عمر غلیظہ زادے انکی حالت کو پوچھا کرتے تھے یہاں تک
 عمیر شخبیر عنہ فاخبر بقتله وهو بالسوق
 کہ انکے قتل کی خبر ایک روز رشتہ دار عدی اور یہ بازو تپ
 فاطمہ حوتہ وولی وھو بیکى.... و دخل
 تھے اس خبر کو نہ ٹکریہ بہت روئے۔ معاویہ جب عائشہ
 معاویہ علی عائشہ فانتہ فی قتل ہجرت
 کے پاس آیا تو ام المؤمنین نے معاملہ نقل ہجرت اصحاب
 اصحابہ۔ اصحابہ ابن ہجرت مدینہ مصر حوتہ مار
 ہجرت میں معاویہ بہر زبانی بہت قصاب کیا۔
 قسم اول ۳۱۵

واقعه بہت طویل ہے لہذا حالات کثیر کتب تاریخ و فیرو سے ترک کرنا ہمیں جس کا دل چاہے وہ تاریخوں کی طرف رجوع کرے اور حق کی جانچ سے فائدہ اٹھائے مجھے تو صرف یہ دکھانا ہے کہ صحابہ پرست طبقہ سوا ابو بکر و عمر و عثمان کے کسی ایک کو بھی نہیں مانتا اور نہ کسی کی صحابیت کا اقرار تینوں اور امیر شام کے مقابلہ میں لیتا جو در نہ ہجرت صحابی کے قتل پر آج نام نہاد مسلمان معاویہ کے مدح میں یوں تر تر زبان نہ دکھائی دیتے اور اسے امیر المؤمنین کہتے ہوئے شرم مانگیں برتنی۔

حجر کے بیگناہ مقتول ہونے کا اثر ایک نفس پر

ولما بلغ ربيع بن زياد الحادق حكان عالما ربيع بن زياد حادق جواک عالم طویل تھے اور معاویہ جلیلو و عاملو معاویہ علی خراسان فلما بلغه کی طرف سے خراسان کے حامل تھے، جب قتل حجر کی خبر قتل معاویہ ہجریں ہدی دعا اللہ عزوجل پہنچی تو انہوں نے (فراہجرت انقلاب زمانہ سے متاثر فقال اللهم ان كان لربيع عندك خيافا قبضه ہو کر دعا کی کہ اسے خدا اگر تیرے پاس ربيع کے لیے اليك و جعل فلم يبرح من مجلسه اچھائی ہے تو تو اسے موت دیدے یہ دعا یوں حتی مات۔ - استیجاب ص ۲۵۵) مستجاب ہوئی کہ اسی وقت مر گئے۔

نبض علی کی ایک دوسری مثال

و يقال ان معاوية قد وحه حبیب بن مسلمہ حبیب بن مسلمہ یہ بھی صحابہ نبی میں شمار کیے جاتے ہیں بحیث الی نصر عثمان فلما بلغه وادے عثمانی بلغه مقتل عثمان وان الحسن بن علی قال لحبيب بن مسلمة في بعض خروجه انه انشد مصفين يا حبيب رب مسيرك في غير طاعة الله فقال له حبيب اما الى ابيات فلا فقال له الحسن بيل والله لقد طاعت معاوية علی

حبیب بن مسلمہ یہ بھی صحابہ نبی میں شمار کیے جاتے ہیں چونکہ معاویہ کا دم بھرتے تھے لہذا چشم و چراغ اہلسنت میں یہ وہ ہیں جنکو لشکر سمیت معاویہ نے فتنان کی مدد کے لیے بھجوا تھا مگر قبل اسکے کہ یہ کام مکمل حضرت عثمان کا دم آگئے۔ امام حسن علیہ السلام نے اس سے بعد مصفین اسکو بغیر سفر میں جاتے ہوئے دیکھ کر کہا کہ حبیب تمہارے ہنگام سفر طاعت نشانے خدا ہیں حبیب نے جواب دیا (چاہے خلاف فرائض خدا میں مگر تمہارے باپ علی بن ابی طالب کی

دنیا و سارعت فی ہواہ قلبی
قام بک فی دنیاک فقد صد بک فی
دینک فلیتک اذا اسات الفعل
احسنت العقل فتکون کما قال اللہ
ولاخر من اعترفوا بنی بہم فخلطوا
علا صالحو اور سیئہ والدنک کما
قال اللہ کلاب ران علی قلوبہم الخ
استحاب مصر بہا شیہ اصحاب حرن حار منہ
طرت ما جاون گا امام من نے فرمایا کہ معاویہؓ ہر کلمہ دنیا
کا ہو گیا ہے اور اپنی خواہشات کا وہ اگر کچھ کو دنیا کے
پے لے کے اٹھا ہے تو جان لے آخرت کے پے لے کے
بیٹھ گیا ہے کاش جب تیرا عمل بدتر ہو تو قول ہی بدتر ہوتا
ناکہ اس آیت کا مصداق ہوتا اور دوسرے ایسے
میں جنہوں نے اپنے گناہوں کو اعتراف کیا عمل بد و نیک
کو خلط کیا، مگر تو ان میں سے جن کے متعلق خدا نے فرمایا
ہے کہ ان کے دلوں پر زنگ آ گیا ہے۔

چمنستان تبلیغ میں آمد بہار

درستہ الوداعین لکھنؤ کا آنکھوں سالانہ عظیم ایشان مشاعرہ

۱۹-۲۰-۲۱ دسمبر ۱۹۲۲ء کو مدرسہ کی ذاتی عمارت میں مستند ہوگا اور جناب مولیٰ اعقاب جلال شاہ حسین السلام
خان بلوچ صاحب میر تقی حسین صاحب باغیچہ کمری تھوڑی دیر میں فرمائے گی مجمع علماء کرام درویش عظام اور
مذہب کا مقام اعلیٰ ہوتا ہے تبلیغ اسلام سے کوئی سود ہے کہ پیش سالانہ سرگزشتہ انجی تشریف آوری ہے
جسوں کی رونق و زینت ہوگا اگر شکر ہے کہ مستحق رحمت فرمائے گی۔ اور مدرسہ کی سالانہ اردو ملی اور تبلیغی و
وہ علم کی تبلیغی جو بعد کے نتائج خصوصاً مسکا پورہ سیام بہار اور مالک چین اور ترکستان و
افریقہ کے تبلیغی کارناموں اور منتخب تقریریں و عظیم کی ایمان افزا تقریریں کو سامعین فرما کر اپنے زورانی
خطبہ کو نور علی نور کا مصداق بنانے میں تامل نہ فرمائیں گے۔ اگرچہ انشلاط کے متعلق اخبارات میں مختلف
راہیں غائع ہوئی تھیں۔ لیکن در سب سے منسلق سابق انشلاط پر قرائد کے یعنی مدخلہ کا کوئی ٹکٹ بھی
نہوگا قیام طعام کا انشلاط بھی ہوگا۔ کمیشن پر دوا کار بھی حاضر رہیں گے۔
نیاز مند مرزا حاجی حسین آنریری جرنل سکریٹری

REG NoA1565

عسکری دارالحیات ندریس



به تمام عمود در نظامی پارس به مناسبت روزیه

۱۲۰۹/۹۲

قواعد سہیل میں

اغراض مقاصد سہیل میں

- ۱۔ یہ سالہ ہر ماہ عربی کے پہلے ہفتہ میں شائع ہوگا۔
- ۲۔ سہیل کی صفحات فی الحال ۲۰ صفحات سے کم نہوگی۔
- ۳۔ سہیل جملہ خریداروں کے نام بذریعہ ڈاک روانہ ہوگا۔
- ۴۔ اگر خریداروں کے پاس کوئی بک نہ ہو تو ۲۰ ماہ عربی تک قرض میں شائع ہونے پر دوبارہ روانہ کیا جائیگا۔
- ۵۔ سہیل کی سالانہ قیمت فی الحال ۱۰ روپے شامی ۱۱ روپے ہوگی۔
- ۶۔ جملہ مراسلات دار سال زر خط و کتابت بنام ابو البراعۃ مودبی سید ظفر محمدی گمر میر خاص سہیل میں کو ریہ ٹریٹ لکھنا ہونا چاہیے۔
- ۷۔ مضمون نگار حضرات کے مضامین اگر چند دنوں میں سہیل سے متجاوز نہ ہوں گے اور معیارِ عالم پر ٹھیک آ رہے ہوں گے تو بعد اثنان شائع کیے جائیں گے۔
- ۸۔ سہیل کو جو کم آئندہ اپنے کام میں جو دینی حمایت اور مذہبی دفاع پر منحصر ہے تو وسیع پیمانہ پر لکھا جائے گا۔
- ۹۔ نمونہ کا پرچہ ۲۰ روپے کا ڈاکٹ اسٹمپ پر بھیجا جائے گا۔ مفت حاضر خدمت ہوگا۔
- ۱۰۔ خریداروں سے عرض ہے کہ خط و کتابت کرتے وقت نمبر خریداری کا حوالہ ضرور دین ورنہ تعمیل نامکن ہے۔
- ۱۱۔ جو طلب ہو کر کیسے جوابی کارڈ یا کٹ آنا چاہیے۔
- ۱۲۔ مضامین موصولہ سزاوارتہ و طبع ہونے کا ہر ادارہ اڈیٹر نہیں اردنہ مضمون کے دلچسپ کیا ذمہ دار ہے۔

- ۱۔ ہندوستان کے بہترین اہل تشلم کے علمی مضامین کی اشاعت۔
- ۲۔ معاندین اسلام ضد و صفا مخالفین بذریعہ سہیل کے بجا اعتراضات اور علوں کا دفاع۔
- ۳۔ حقیقی اخلاق اسلامی کا نشر۔
- ۴۔ علمی قوی اور مذہبی اور اُن کی تعلیمات پر جو مذہب متعلق ہونگے تبصرہ و نقد۔
- ۵۔ حضرات ائمہ معصومین علیہم السلام کے علوم و سوانح کا نشر۔

مشتہد

اس کثیر الاشاعتہ سالہ میں اشتہار بھیجے وقت ذیل کا نرخ نامہ ضرور ملاحظہ فرمائیں

تقدیر اد طبع	ایک صفحہ	نصف صفحہ	ربع صفحہ
ایک سال کیلئے	۱۰ روپے	۵ روپے	۳ روپے
پچھلے کیلئے	۱۰ روپے	۵ روپے	۳ روپے
تین ماہ کیلئے	۱۰ روپے	۵ روپے	۳ روپے
ایک ماہ کیلئے	۱۰ روپے	۵ روپے	۳ روپے

کوئی صاحب کسی اجرت سے کسی حوالہ میں اشتہار کی گنجائش نہیں۔ مثال کے طور پر صفحات کا نرخ اس کے علاوہ ہے جو بذریعہ خط و کتابت ملو ہو سکتا ہے۔ اجرت سہیل پیشگی آنا چاہیے۔

منیجر سہیل میں وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ

نظامی سہیل میں دینا ضروری ہے کہ کام عہد و وقت پر کیا جائے

پیشانی کے لیے بہترین دوا
 دیکھو کہ یہ دوا کتنا قیمتی ہے
 دیکھو کہ یہ دوا کتنا قیمتی ہے
 دیکھو کہ یہ دوا کتنا قیمتی ہے



یہ دوا محض اطفال ہی کی ایک کالاجنا ہے جس کا یہ خطہ افراد ہے
 کسی کی تہیں کہ تو اگر کسی اس دوا کی خیال نہ کرے تو اس کی جان بچاؤ

پیشانی کے لیے بہترین دوا
 دیکھو کہ یہ دوا کتنا قیمتی ہے
 دیکھو کہ یہ دوا کتنا قیمتی ہے
 دیکھو کہ یہ دوا کتنا قیمتی ہے

سہیل میں

جلد ۱
 پہلی کتابی مسئلہ مطبق و جواب
 نمبر ۹

فہرست مضامین

نمبر	مضمون	صفحہ
۱	مبتدعات (سلسلہ اسبق)	۲ - ۴
۲	مبتدعات کی بنا پر اصلاحیہ پروگرام	۸ - ۱۵
۳	مبتدعات کی اصلاحیہ پروگرام	۱۶ - ۱۹
۴	مبتدعات کی اصلاحیہ پروگرام	۲۰ - ۲۹
۵	مبتدعات کی اصلاحیہ پروگرام	۳۰ - ۳۹
۶	مبتدعات کی اصلاحیہ پروگرام	۴۰ - ۴۹
۷	مبتدعات کی اصلاحیہ پروگرام	۵۰ - ۵۹
۸	مبتدعات کی اصلاحیہ پروگرام	۶۰ - ۶۹
۹	مبتدعات کی اصلاحیہ پروگرام	۷۰ - ۷۹

استفسارات

(سلسلہ سنی)

سوال چہارم: اسی کو ائمہ دینی نے حفظ کیا تھا وغیرہ وغیرہ (سید) ان اسی قرآن کو حفظ کیا تھا جو رسول پر اترا تھا جسکو امیر المؤمنین نے جمع کیا تھا اور جسکی تصحیح رسول نے کی تھی جسکی ترتیب کا بھی تذکرہ ابھی بھی پیش کیا گیا۔

سوال پنجم: ”یہی وہ قرآن ہے جسکے خلاف قول فعل باطل ہے“ (سید) بیشک یہی وہ قرآن ہے۔
سوال ششم: ”یہی وہ ہے جس میں تبدیل و تحریف دخل نہیں؟“ (سید) اسکا دعویٰ تو قرآن نے کیس نہیں کیا رہ گیا تبدیل و تحریف کا ثبوت اسکی ایک انتہری فرست اسکے قبل پیش کو گئی قرآن کے اختلافات پیش کر دیے گئے جو من حیث الترتیب تھے، یہاں پہلے تھوڑا سا اور سن لیجیے تاکہ تحریف کی مثال روشن ہو جائے۔

اخرج ابن مردويه عن ابن مسعود قال كان نقرأ على ابن مسعود رواية في ذلك كتمنا من رسول الله يا ايها الرسول بلغ ما انزل اليك من ربك من آية وبلغه ”كويون پڑھتے تھے وبلغ ما انزل اليك من ربك ان عليا مولانا المؤمنون ان لم تفعل لما بلغت رسالتك“ (در فتوہ سید علی و غیرہ) المؤمنین۔

ابن مسعود یہ بھی پڑھتے تھے کہنی اللہ المؤمنین القتال بعل بن ابیطالب جسکو صاحب معراج ہندو نے لکھا ہے۔ مگر کیا اب یہ دونوں آیتیں اسی طرح قرآن میں ہیں؟ اب تو آپ کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ ابی مسعود کی پسلیاں کیوں توڑ دی گئیں تھیں اور قرآن کیوں جلانے لگے تھے اور باوجود اسکے کہ صحابہ نبی کجی کو قرآن موجود تھے ایک قرآن الگ سے کیوں جمع کیا گیا اور اس میں اہمیت کیوں دینے لگیں اگر نہیں سمجھتے تو آپ ہی سمجھا دیجیے خدا آپ کا بھلا کرے۔

اسکے علاوہ حضرت ابن مسعود میں یہ بھی تھا ان اللہ اصطفیٰ آدم و نوحا و آل ابراہیم و آل عیسیٰ و آل محمد علیہم السلام۔ کیا آج آپ آل محمد کی حفظ قرآن میں دھونڈ رہے ہیں یا کجی؟

اب یہ کہنا کہ لایاتیمہ الباطل من بین یدینہ ولا من خلفہ یا انا للہ لحافظوں سے عدم تعلق پر استدلال کرنا یہ بحثوں کا دھوکہ سلا ہے اہل ان لوگوں کی مخالفت وہی ہے جو قرآن کو نہیں سمجھتے نہ سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں ورنہ اگر یہی معنی ہوتے تو نہ قرآن نیزوں پر بلند کیا جاتا جیسا معاویہ نے کیا نہ آج اتنی آیتیں غائب ہوتیں جسکا ذکر تفاسیر وغیرہ میں ہے نہ الفاظ کی تبدیل ہو سکتی نہ قرآن بجا رہتا جیسا ولید نے کیا نہ اس پر تیرہ برسے جاتے نہ وہ جلایا جاتا جیسا حضرت عثمان نے کیا نہ اسکو پیشاب نہجوں سے کہنے کی اجازت دیا جاسکتی جیسا کہ کتب فقہ اہل سنت میں موجود ہے ہر جگہ انا للہ لحافظوں کا دم دیتا مگر میں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے معنی کچھ اور ہیں جو سمجھے نہیں جاتے اور فیروز رومی تاویلوں سے کام لیا جاتا ہے اگر اب بھی فقہین نہ تو آج قرآن کے طبعی اغلاط پر نظر ڈالیے تب بھی آپ کو پتہ چل جائے گا کہ حافظوں کا وہ مطلب نہیں چکھا جاتا ہے۔

اب تحریف کے وجوہ کی ایک تین مثال ملاحظہ ہو اور کاتب وحی کی شان دیکھیے۔

وكان عبد الله (عالم عثمان) قد اسلم قبل الفتح و عبد الله بن مسعود ثالثا قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ان الله يحب المتقين و كتب الحمی فی بدل القرآن (ابو اسلم) ص ۱۷۷ اور قرآن کے الفاظ بدل کر لکھتا تھا۔

اب آپ خود بتائیے کہ جب تک آپ کسی جاننے والے سے مدد نہ لیں آپ کو کیا معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ الفاظ وحی ہیں اس روایت سے کہ اذکم تحریف کی ایک صفت قنات ہے اور انا للہ لحافظوں کے جو معنی یہ جاتے ہیں وہ غیر ثابت۔ سوال سہم۔ یا وہ قرآن اور تھا اور یہ اور ہے اگر وہی ہو تو میا فرمائیے اگر وہ قرآن اور تھا تو ہر کتنی آیتیں تھیں اور کیا مذکور تھا اور اس میں اور اس میں کتنا فرق ہے۔

جواب سہم۔ جو کچھ قرآن کا فرق عامہ آپ کے بیان کی روایت سے ثابت کیا گیا سو در کی کئی جگہوں کی کئی لفظوں کی تبدیلی آیتوں کی کئی ذیو وغیرہ میں کیا گیا تھا؟ اسکے منطوق بھی مختصراً عرض کر دیا گیا ترتیب کے متعلق بھی عرض کر دیا گیا۔ اب یہاں کچھ اور اضافہ کیا جاتا ہے۔ مثنیٰ شکوۃ باب لیسوا لیسانی فغافل عن قولہ فیصل اہل ص ۱۷۷

ومن ابن عباس قال قلت لعثمان انا محمداً علی بن عبد تم (ملاحظہ) ابن عباس نے حضرت عثمان سے کہا کہ آپ نے الی لا نفعال وحی من المثانی والی بلیغۃ وحی الماثعین بعد سورہ النحل کے سورہ توبہ کو قرآن میں ترتیب میں

فقرتم بینہما ولم تکنوا مسطر لیسما اللہ اکبر
 الرحیم وقہم جوہانی سیم الطوال ماحکم علی
 ذلک قال عثمان ان رسول اللہ مایاتی علیہ
 انما و هو یزل علیہ السووعات الحدیث
 اذ انزل علیہ شیء دعی بعض من کان یتبع
 فقیول ضعوہا ولا یتبع الا یت فی السووة لدی
 ین کوفیہ کذا وکذا فاذا نزلت علیہ الا یہ فی السووة
 لدی ین کوفیہ کذا وکذا فاذا نزلت علیہ الا یہ فی
 السووة لدی ین کوفیہ کذا وکذا کانت الا نزال من
 اوائل ما نزلت بالمدينة وکانت برأۃ من الخلفاء
 نزولاً قصصتها فقضی رسول اللہ ولم یبین لہا
 منها لاجل ذلک قرئت بینہما ولم یتبع لیسما اللہ اکبر
 الرحیم وصنعہا فی السبع الطوال واذا حمل التومن
 اس واقعہ سے اور اس کے قبل کے روایات سے تہہ چلتا ہے کہ رسول اللہ نے خود سوروں اور آیتوں کو ترتیب
 کر دیا تھا اور اپنی زندگی میں یہ کام بھی کر گئے تھے پھر خدا معلوم اس ترتیب اور اس رسم الخط کے بدلنے کی
 کیا ضرورت صحابہ کرام کو پیدا ہو گئی اور وہ کیا وجہ تھی جس کے لیے یہ طرزِ باندھا گیا نیز یہ بھی معلوم ہوا
 کہ قرآن میں یہ تصریح اجتہاد حضرت عثمانی تھا۔

سوال ششم :- اب دنیا میں کوئی اس قرآن کا حافظ ہے یا نہیں؟ سید : جب حضرت عمر باوجود قرب ہمد
 انک میت وانہم ویتون اور فاکتہ وابتا کے متعلق قسم کھائے ہوئے تھے کہ یہ قرآن میں نہیں
 اور انھیں اس وقت یا وہ نہ تھا تو اب تو بڑا زمانہ گزرا وہ قرآن بھی جلا دیے گئے وہ لوگ بھی درہ گئے
 اموی ہر وہ گنبد سے نے ہزاروں رنگ ہلے لہذا آپ ایسے حافظ کو بیکار پوچھتے ہیں۔ وہ قرآن ہی درہ

جہاد پر نہ کر گیا تو اسکے حافظ کیسے بس خدا ہی اسکا حافظ ہے یا آپ کے اور ہمارے یہاں کی وہ کتابیں جو آج تک اپنے دامن میں ان تذکروں کو لیے ہوئے ہیں اور یا وہ جہاد را آئینہ کا مازدار ہے۔

سوال پنجم۔ اب کوئی نقل اسکی کسی ملک میں موجود ہے کہ نہیں اگر موجود ہے تو فرمائیے کہ کہاں ہے اور اگر موجود نہیں تو فرمائیے کہ کہاں ہے "سہیل" کمانک خراؤں اگر حضرت عثمان نے نذر آتش نہ کر دیا ہوتا اور اپنا مولد قرآن اہصار و بلا دیں رائج نہ کیا ہوتا تو آپ کو سب قرآن ملتے ابنِ سعود کا الگ اور ابی ابن کعب الگ مگر اب کوئی کہاں سے لاسکتا ہے جب ہزاروں کی تعداد میں قرآن نذر آتش ہو گئے کس سبب سے لایا گیا؟ اس سبب کہ آگ لگا گئی اور کوئی نسخہ باقی نہ چھوڑا گیا قاریوں سے آیتیں ملی گئیں اور جمع کی گئیں جو اس قرآن کو باقی رکھنا چاہتے تھے انکی پسلیاں توڑی گئیں تو اب قرآن کی ضیبت کا سبب پھر پھر یہ ہے۔ قرآن اور توریت دونوں خدا کی کتابیں ہیں ان دونوں کے ساتھ یکساں سلوک ہوا عیوض الکفر عن مواضعہ توریت کے لیے شاہِ عادل ہے۔ قرآن عید میں بھی نہیں حدیثِ نبویؐ کہ جو کچھ موسیٰ کی امت میں ہوا ہے وہ میری امت میں بھی ہو کے رہے گا، تحریف کی گئی جسکی مثالیں اوپر گزریں۔ وہ گئی تحریف قرآن وہ بھی احراق توریت کی طرح عمل میں لائی گئی۔

قال السدی والکلبی لمارجع الی قریۃ وقل حرق سدی وکلبی سے روایت ہے کہ جب ایک کاتب یہاں پہنچے اور ہوت بختصل التورۃ بکے عزیز علی التورۃ فقال نا عذیر جب بختصل التورۃ کو جلا دیا تھا تو عوز بنی توریت پر ہنسے اور فلعن یصد قواہ حینۃ الیحدان جلد ۱ ص ۳۳۳ کہا میں عوزیہوں مجھے توریت لوگوں کو گونے لکے قول کی تصدیق کیا یہ احراق توریت اور وہ احراق قرآن ملتا جلتا ہوا ہے عوزیہ کا توریت لکھو انا اور میرا مکلف کرنا ہی طرح ہے جیسے امیر المومنین علیؑ رسول قرآن پیش کرنا اور لوگوں کا نہ ماننا۔

سوالِ ششم۔ جن لوگوں نے قرآن جمع کیا اگر وہ منافق تھے تو منافقین کے روایات پر اعتماد کیسا؟ جواب یہ ہے کہ اول تو ان کے روایات پر ہوت تک اعتماد ہوتا نہیں جب تک کہ اسکی توثیق کسی معتد موثق ذات سے ہو جائے کیونکہ انہا جاء کہ فاسق ببناء پیش نظر ہے مانیا یہ کہ قرآن موجود نہیں مصومین قرآن ہے لہذا اتفاق و کفر جامعین کا سوال ہی پیدا کرنا لغو ہے ثالثاً یہ کہ اسلامی جہاد اگر کسی چم کے

یہاں سے برابر ہوا اور وہ چند کافر و فاسق بھی جو کو نہ جوہرانی جو بہریت سے غلاج ہوگا نہ صاحب مال کے لینے کو
 منکر نہ آئیں کوئی دھوکا ہوگا نہ اسکے پچھلے میں کوئی حجاب مانع ہوگا یہ اور بات ہے کمال مسوقہ کاغذ
 حصہ نہ تو اس شخص کے نہ لینے سے جو کچھ ملا ہے اس میں کوئی قبیح کیونکر ہو سکتی ہے اور اسکی مامیت کیونکر
 بدل سکتی ہے جو دغا خلیفہ ایک اعلم بالقرآن کی نص و شہادت بھی ہو کمال یہی ہے جو خواہ رسالت میں
 تھا رہا یا کہ بجا معین قرآن میں صرف حضرت عثمان ہی کی ذات نہ تھی بلکہ امیر المؤمنین ابی بن کعب
 ابی سعد، عباد بن صامت، دین بن ثابت، وغیرہ وغیرہ ان سب لوگوں نے قرآن جمع کیا خود ہدی میں
 قرآن جمع ہو گیا تھا فرق اتنا تھا کہ صدر رسول میں جو جمع ہوا وہ من جمیع الوجہ مکمل تھا کیونکہ منزل قرآن نہ
 تھا اور نسخ ہوتی اسکی صحت کر چکا تھا اور اس حد میں جو قرآن کو جلا کے بنایا گیا وہ من جمیع اہل کمال
 و کمال اسلئے بھی کہ کہا گیا علم اسکی صحیح سے ماخوذ تھی نیز اسلئے بھی کہ بحر قرآن کے احاطہ کے لیے وہ داغ
 چاہیے تھا جو اب وہو اے وحی میں پرورش ہوا ہوا اور وہ یہاں محمد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمع کیا تھا چنانچہ بہت سی آیتوں
 متعلق یہ ملک باقی رہا کہ قرآن ہے یا نہیں یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ صحیفہ خدیجہ میں جس سے کبریا
 خود حضرت عثمان نے مقابلہ کیا تھا اور جس پر شخص نجیب الطرفین کا ایمان تھا آیت عا ہد اللہ علیہ
 موجود تھی جب ایسا تھا تو قرآن شریف نے کیا اور جب تک اسی قرآن پر حضرت عمرؓ تراویح کی
 یہاں سے فاسد ڈالی تھی لہذا وہ بھی بدلا ہوئی۔

ایک معارضہ

نامی اور مشہور قراء اہل سنت کے نزدیک ماسم، عبدالرحمن بن عوف بن حبیب، ابن عباسؓ، ابن ابی
 سلیمان بن عیش، عمران بن عیش، عبداللہ عثمان، ابوالاسود دؤلی، وکاسی، و عمرہ و عقیبہ و منذر بن سلام
 ہیں اور ان سب کا سلسلہ ماسم عیش، ابن عباسؓ اور ابوالاسود پر ختم ہوتا ہے اور یہ سب شیعہ تھے اور
 اہل سنت کے نزدیک بہترین حافظ قرآن تھے یہ عیش کو فی وہ میں کہ جو عثمان سے ناراض تھے اور
 باوجود ظلم مروانیہ انھوں نے تبدیل نہ ہوئے کیا ابو جہل، سعدی، جو حضرت عثمان کو آپہ رویا الہی
 ازینا لا فتنۃ للناس کے ماتحت بٹلاتے ہیں ابو جہل، امام احمد و بخاری و عبدالرزاق و محدث سے

صحیح حدیث کرتے تھے، اہل ان باتوں کے جاننے کے بعد یہ بھی معلوم رہے کہ امتیاز سدی اور عبدالرزاق کا
 علم اہل سنت و جمیعہ کہتے ہیں، یہی امام بن حنفیہ لمیذہ جادھے اور حاد شیعہ تھے اور نجیب بن جبر شیعہ کافر
 ہیں تو آپ ہی بتائیے کہ ان کافروں سے علم و دین یا علم قرأت و تجوید حاصل کرنا کیا اور تصحیح روایات کیسی اور
 کافروں پر اعتماد کیا۔ پھر حنفی اور شافعی میں امتیاز سدی اور عبدالرزاق کی رعایت ہے اور تفسیر کو
 پھر انھیں کی رعایت سے ملوے آخر یہ اعتماد کافروں پر کہاں سے پیدا ہوا اور ان روایات پر عمل اور
 ان علوم پر عمل اہل سنت کو کیونکر جائز ہو گیا اب آپ ہی انصاف کیجیے کہ جب کفر مانع و ممانعت و ممانعت
 کیونکر ہو سکتا ہے اس کے علاوہ، بلکہ حنفی لاقول و کذبہ و لکھنے والے میں منافق و حکمت لوجا عہود منافق ہی کہہ سکتے
 اب ایک سوال کے جواب کی ایک تحویلی سی توضیح ضروری ہے وہ یہ کہ جو قرآن و حدیث و احادیث
 جمع کیا تھا اسکا وجہ کہاں تھا یا کہاں ہے۔ اس کے متعلق صرف اتنا عرض کر دینا کافی سمجھتا ہوں کہ علماء
 اس کے اس قرآن کا اس جمع قرآن کا تذکرہ صحاح و مناقب و کتب رجال و تہذیب و اہل سنت میں ہے یہ بھی ایک
 دلیل قوی ہے کہ اگر وہ نہیں تھا تو آخر زعفرانی اور سیوطی کو اسکی ترمیم اور اختلافات قرأت کا علم کیونکر ہوا
 آج جس کا دل چاہے تفسیر و تفسیر و تفسیر و اتفاق و بغوی و زیٹا پوری و مدارک التوحید سے ہر ایک حصہ
 اصحاب و صحابہ پر کر سکتا ہے۔ اب یہ قرآنی حقیقت کہاں ہے وہیں جہاں کے لیے آیت نے لفظ الحافظین
 کا وعدہ کیا ہے۔ اور قل اور نزلنا الکتاب کا اشارہ کیا ہے۔

جلد پید فارسی

لا صاحب علم اردو میں تحریر و تقریر کے لیے خصوصی جا سے بیرون استاد کے سنیے کیلئے فارسی آموز مع فرہنگ، قیمت ایک روپیہ، پڑھیے جو چینے دو چینے میں سلیس زبان میں، آسانی سے تقریر و تحریر کے قابل کر دیتی ہے، قیمت ترقی کے لیے لسان العجم (محصلہ علوم) اردو محل قیمت ۲۰ روپیہ حصہ مطالعہ کیجیے یا کتابیں بیچنا کے سلاطوں اور کاجوں، شہر حیدرآباد و کون، بھوپال، اور پوچستان کے سکولوں میں سرکاری طور پر منظور ہو چکی ہے۔

ذیل ان کو لکھا ہے:- زبان سادہ و سفاقت رکھنے پر چار اہانہ دیگر قسم کی کتابیں ہلکے سے یہاں سے مل سکتی ہیں۔

الہیہ شہر - غیر حیدرہ قادیانہ کی طرف سے

اہل سنت کے نزدیک کیا بنا جائے اہل بیت پر

(سلسلہ گذشتہ)

چند متواتر قسطوں سے ناظرین نے یہ امر بخوبی جان لیا ہو گا کہ یہ گروہ ہمیشہ بغض و عداوت اہل بیت کا دشمن حامی بلکہ عامل بھی رہا، ظاہر کرنے کے لیے کہ یہ جو کہ ہم اہل اسلام ہیں اور عیسائیت ہمارا شیوہ مگر حجابِ پاؤں سے فعل کی منطبق کر کے دیکھینگے تو آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ قتلِ فعل میں من آسان کا فرق ہے دنیا پرستی کے آگے تھون حکم خدا حکم رسولی تو تباہ کن رسول اور فرامین رسول کی نہ کوئی رقت ہے اور نہ کوئی عتہ،

یعنی حلی حیثیت سے وہاں آپ دیکھیں گے جہاں صحابہ کرام کے جدوت بہت محض محبت اہل بیت کی وجہ سے قابلِ تسبیح و ثناء تھے اور جہاں خلفائے راشدین میں محض اہل بیت کی وجہ سے موقع طعن اور جہاں خودہ گیری تھوڑے تھے اسی مثال کے طور پر یہ عرض کرنے دیجیے کہ محمد بن ابی بکر صلی اللہ علیہ وسلم اور عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے صحیح معنوں سے متعلق تھا اور اسی وجہ سے عثمان کی راجحی اسکے ہاتھ میں بد زب بھی نہ تھی یا یہودی کے لقب سے عثمان کو متنب کرنا برا بھی نہ معلوم ہوتا تھا کہ یہ حضرت عثمان کی اسلامی حالت بہت کمزور تھی اور آپ کا سارا اسلام صرف آپ کی حیا کی بندھن تھا، آپ خود خود کریں کہ خودہ کو کسی وجہ بھی جس سے خلیفہ اول کا لائق فرزند جس پر عائشہ سی بہن برسوں روئے معاویہ کے ہاتھوں اس بید روی سے قتل کر دیا جائے اور اہل سنت کے ولایتی جذبہ پر جوں در چنگے اور صحابہ پرستی کے بھروسے کوئی جہنم نہ پیدا ہو بلکہ معاویہ کا نچل ستم سمجھا جائے اور کلا عیذاب بالانصار کا ادب المثار نکل سے عذاب وہی کرنے کا جو رب آتش پرہ کے خلاف محمد کا جنت مبارکہ خدا آتش کیا جائے اور اس خوشی میں عہد میں عائشہ کے پاس ملو پہنچیں اور جتنا ہمارا گشت اسلئے پیجا جائے کہ بہن کو بھائی کے لاش کی مشعل لانی جاتے تاکہ انکو تکلیف پہنچے جیسا کہ قاضی نے فطرت انسانی ہے۔

اب نہ ام المومنین کی تکلیف دہی سے کفر متوجہ ہو گا نہ انکی جہالت خود نہیاں کام آئے گی نہ حدیث رسول کی ہر ذرہ کی صرف اسلئے کہ وہاں ان کے بھائی تھے کہ انکو بکر کے بیٹے تھے کہ انکو مسلمان تھے کہ انکو صحابہ تھے

ومن غیرہ لقولہ من رسول اللہ وعظم
فضله وصافہ اعظم المهاجرین قدرا و
اشجعہم طلبا واکثرہم علما واولعما یانا
واشرفہم منزلا واعدہم نصرة باہج
رسول اللہ و ہذا حقہ وروضة ابنتہ
فاطمہ وجعلہا بعلا باختیارہ
لہا وجعلہا لزوجة باختیارہا لہ
وسجلہ سید شباب اہل الجنۃ
وافضل ہذا الامة تربیتہ الرسول
وابنی فاطمة البتول من الشجرۃ
الطاهرة الزکیۃ فکب حدی معہ ما
تعلون ودرکیم معہ ما لا یجھلون حق
انظمت لحدی الامور فلما جاء لقتل
الحکموم واخترمہ ایدی المنون بقی
موتہا بعلہا فی قباہ ووحدا قدر مصلیہ
ولای ملامتکب واعتداۃ ثم انقلبت الحداۃ
ابی بنیدالی فقتلہ امرکہ لہوی کان ابویہ
وہذا کان ابی بنیدالی نسوہ فعلہ اصل فعلی نفسہ
غیر خلق بالخلافۃ علی امۃ محمد صلعم فقالوا لہ
ما فعلہ ولکنی مجبعل وطبع علی حب علیہ
قیل منہ ذلک واخذہ وحقہ حیا

جو اس سے بہتر تھا نہ صرف میرے والد اسے بلکہ اہل بیت سے بھی کچھ نہ کہہ
شخص جس سے نزاع کی گئی وہ قریب ترین قربت والا رسول اللہ
اول المهاجرین تھا اور سابق تھا قدر کے اعتبار سے بھی شہید تھا
تھا اور عالم ترین تھا وہ تھا جو سب کچھ ایمان طایفہ کی عزت
بزرگ مٹھی جسکو حدیث قدیم سے صحبت رسول کا شرف حاصل تھا جو
ابن عمر سے مل تھا جہاں کا داد تھا اسکا بھائی تھا اور رسول کی
لوہی کا شوہر تھا فاطمہ نے بڑا اسکو اپنا شوہر بنایا اور علی نے
جو شہی فاطمہ کو اپنی زوجیت میں قبول کیا وہ جسکے نواسے دینی سوا
جو امان بہشت ہیں اور بہترین امت ہیں جن کو رسول خیر و شرف
کیا اور فاطمہ نے جو خیر و طاہرہ زکیہ سے جو میرے دادا نے شہید
سے مقابلہ کیا اور تم لوگوں نے جو حدیث عرب کا ساتھ دیا یا تنگ
کہہ خلاف میرے دادا کے یہ نہ کہہ گیا جب معاویہ کو کشتی لڑھکے
کے اہل بیتوں نے اسے پکڑا تو وہ زمین اٹھل تھا اور قبر میں لکھا تھا اس نے
جو کچھ کیا تھا اسکی پاداش اسے مل گئی ہوگی بعد ازاں اگر کتب علی بجلد
کی جزا اس نے دیکھ لی ہوگی اسکے بعد خلافت یزید کی طرف منتقل
ہوئی اور عثمان حکومت اس نے لی اور سلیم جو کہ یزید پر علیہ السلام
انچہ بڑے افعال مدہ لڑنے کی وجہ سے قابل توبہ و توبہ تھا انہ
اس لائق تھا کہ امت محمدیہ کو کسے جو کچھ بھی میں نے تھا اسے ماننے
کہا اس محبت و ولا کی وجہ سے جو علی علیہ السلام سے مجھے ہو اور جو
نظرت میں ہو اہل قیام کو اسکی بیانیہ محبت ناگہد ہوئیں اور
اس کو زندہ زمین میں دفن کر دیا۔

اس واقعہ سے صاف ظاہر ہے کہ اس شیعہ خدا کی موت اظہار محبت علی و اطاعت حق کی وجہ سے ہوئی اب
ماہرین و خیال فروش کہ جس مذہب کی اساس نفع علی پر مبنی ہے قائم کی جائے اسکو اسلام سے کیا واسطہ ہو سکتا
نہیں۔ یہیں یہ مسئلہ انسانی کی موت جو علماء اہل تسنن میں سے شمار کیے جاتے ہیں اور جنکی صیغہ آج تک موجود ہے
ان کی موت کا ذکر کو تالیف ابن خلکان فی ترجمہ ابی عبد الرحمن النسانی میں یوں ہے۔

واخر جماعی دمشق فضل معاویہ و ما روئی عن جہاد بن سنانی و متفق کی طرف گئے تو لوگوں نے ان سے فضائل معاویہ
فضائل فقال ما اعراف لہ فضیلۃ الا لا یتنبہ اے میں پہچنا شروع کیا تو انہوں نے کہا مجھے یہی کہی فضیلت نہیں
اللہ بطنہ و کان یتغلبہ فما ذا لویدفعون معلوم ہوا کہ رسول نے کہا تھا کہ ہمدرد گار اسکا پیٹ کبھی بھرے
فی حصیۃ حتی اخرجوه من اور امام نسانی شیعہ تمہاریسں کر لوگوں نے اسے اتنا ملنا ادا نہ کیے
المسجد۔ اسفل کو اتنا کھلا کہ وہ بیچارہ بدم ہو گیا اور مسجد سے نکال دیا گیا۔

یہیے اگر معاویہ کی فضیلت کسی کو نہ معلوم ہو، جیسا کہ واقعہ تھا کہ کوئی فضیلت تھی ہی نہیں، تو اس پر یہ
الزام لگایا جاتا ہے کہ شیعہ تھا، بہر حال یہ پتہ چلا کہ معاویہ کے محبوب کا چھپانے والا اگر وہ اور موضوعی فضائل میں
کرنے والا اگر وہ شیعی تھا اور حق کو شیعہ کہلاتا ہے، پس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ یہ معاویہ پرست
طبقاً ائمہ میں کو قطعاً نہیں آتا تھا اس طرح جس طرح قرآن و رسول پر اسکا ایمان نہ تھا، کیونکہ معاویہ وہ شخص تھا
جس نے امیر المؤمنین کی بیعت نہیں کی چنانچہ فخر حقہ اکبر صلی اللہ علیہ وسلم پر عبادت ہے۔

والخلافة یتب علی بعد موت عثمان ^{بعث} اور خلافت عثمان کے بعد علی علیہ السلام کے لیے ثابت ہوئی ہو کر
الصحابۃ سوی معاویہ مع اهل الشام امام صحابہ نے اس کی بیعت کی تھی ہوا معاویہ اور اہل شام کے۔

ایک سوال کیا حضرات اہلسنت بتا سکتے ہیں کہ اہل شام اور ان کے اسیروں کا کیا مذہب تھا، شیعہ تو
تھے نہیں جیسا کہ ابھی ہے اور سستی بھی نہ تھے کیونکہ حضرات اہلسنت چار خلفائے ہدیہ میں اور چھ حضرت
صلی علیہم و آلہم و سلم نے آپ کی بیعت تو کی نہ تھی لہذا بتایا جائے کہ معاویہ اور اہل شام کا کیا مذہب تھا؟
خدا معلوم وہ مذہب کو نہ سنا کہ ابی مذہب کہ تمام ائمہ پر ایمان کا دعویٰ اور کھرا بانی باتیں نہ تھیں یہ بھی کہ اہل تسنن
کو چھ تھا خلیفہ مانتے ہیں اور یہ بھی کہ معاویہ کو پوچھا کہ جو دشمن رسول و صلی و سلموں تھا،

ہم خدا خواہی وہم دنیا سے دوں ایں خیال است و محال است و جنوں

فرد رسول اور جگر گوشتہ بول کی حقیقت و ضمانت و عفت

قبض خانہ دین رسالت کی ایات روشن دلیل

و جلال سے کون سادہ شخص ہر جو وقت نہیں مگر قبض

کی یہ تہا جی کہ اس نور نبض پہ لیک ناست و فاجرو ملعون و فرخوار و سنگ پرست کو فضیلت دیا بتی ہے اور یہ کہا جاتا ہے کہ حسینؑ پر (معاذاتہ) یزید کی اطاعت واجب تھی کبریت کلمۃ تخریج من افواہہم چنانچہ یہ جسکے خیالات عبادت کے ملتے جلتے ہیں حاشیہ شرح عقائد نفسی کے مثلہ پر بسلسلہ ذکر خلافت معاویہ یہ عبارت لکھتا ہے "وان طاعته کانت واجبة علی حسینؑ" حسین علیہ السلام پر طاعت یزید واجب تھی "اصل ذات ہے ہوتا یعنی حسینؑ ابن علیؑ روحی و ارواح العالمین لا اله الا کو کون شخص حق نہیں جانتا کوئی ہے جو اسے فرد رسول نہیں کہتا کون ہے جو اسکو اسلام کا بچانے والا نہیں جانتا کون ہے جو اسے متبع حق نہیں خیال کرتا یہاں تک کہ کافر و مشرک بھی اسکے جلال قدر و توقیر پر ایمان لائے ہوئے ہیں۔ یا وجہ اس کے ہوئے اجلال کے صرف آپ کو دنیا میں ایک گروہ ملے گا جس کے افراد بادہ صحابہ پرستی سے سرفراز اور سائے باطل پرستی میں بدست یہ کہتے ہوئے دکھائی دینگے کہ حسین علیہ السلام کو معاذ اللہ یزید کی بیعت کر لینی چاہیے تھی کیا یہ اسلام کے دوست ہیں؟ یہ کہتے ہوئے دکھائی دینگے کہ یزید پر لعنت نہ کرنی چاہیے کیونکہ وہ مسلمان تھا کیا ایسے لوگ مسلمان کہے جاسکتے ہیں؟ یہ کہتے ہوئے نظر آئیں گے کہ مظلوم پر ردِ مباحثت ہو گیا اسکے بھلے ہوئے معنی یہ نہیں کہ مظلوم صحابہ پر پردہ ڈالا جائے اور حق چھپایا جائے یہ کہیں گے کہ فکر حسینؑ و اعظا پر حرام ہے کیا اس میں یہ علم نہ ہوا کہ جنگی فضیلت کا یہ طبقہ کلمہ پڑھتا ہے انھوں نے یہ کہا جو اسلام کے خلاف خدا کے خلاف اور رسولؐ اور اسلامی اخلاق کے خلاف تھا اور اسی وجہ سے اسکی پیمہ پوشی کی کوشش ہے۔

ان تمام باتوں کو جانے دیجیے اس سے زیادہ صراحت نہیں اور کیا ہوگی کہ مسیح بخاری جسکی تمجید کے آگے دیگر صحاح سرسجود نظر آتے ہیں اور جسکی سرمنہدی کے سلسلے تمام صحاح سرنگندہ دکھائی دیتی ہیں ایسا اور اسکے فیروز میں وہ لواءِ احادیث آپ کو ملیں گے جبکہ اعتبار کی قسم یہ فرقہ دکھاتا ہے وہ لوگ جو قاتلِ فرد رسولؐ

وتمن اہل بیت عدوے دولت آل محمد علیہ شہان خدا و رسول ہیں وہ علت ملوث سے سرخراہے جاتے ہیں
جو لوگ کہ محبت اہل بیت علیہم السلام اور صفا علیہم السلام کی محبت اہل بیت رسول انکے دلوں میں جو شیعیت کا مقصد
لگا کے مقصود کیے جاتے ہیں اور اس قابل نہیں سمجھے جاتے کہ ان سے روایتیں لی جائیں یا ان کا اعتبار قائلین میں
و قائلان صحابہ حسین علیہم السلام کے مقابلہ میں کیا جائے۔

چنانچہ یکے اندر اے نمونہ کی حیثیت میں میں یہاں لکھتا ہوں کہ معاویہ اور اہل خام چونکہ دشمن امیر المؤمنین
تھے اور انہوں نے علیؑ کی بیعت نہ کی تھی لہذا بخاری انکے متعلق رقمطراز ہے وقال البخاری ما روى عن
الشاميين فهو اصح من رواية شاميين من غيره صحيح ترین روایت پر ایسے عراقیوں نے کیا صورت کیا
تھا پھر ملے کہ بیعت امیر المؤمنین کی تھی کیا اسکی وجہ سے اور خود تمھارے اہل اعتقاد کے بنا پر کہ امیر المؤمنین علیہ السلام
تھے عراقیوں دائرہ اسلام سے خارج ہو گئے کیا ان میں کوئی ایسا نہ تھا جسکی روایت کو واضح کہا جاسکے۔

عمر بن سعد بن ابی وقاص	عمر بن سعد بن ابی وقاص
نور نظر بخاری اور حلی قلب	نور نظر بخاری اور حلی قلب
اہل سنت میں	اہل سنت میں

عبداللہ بن زیاد الکندی المدمشقی ثقة - صلا
اور ملاحظہ ہو کہ شہر کا فرنا صبی خارجی مزہبی قدر یہ وغیرہ وغیرہ کام لوگ اس قابل ٹھہرے جس سے بھائی بھائی
مگر مرقہ گروہ اہل تشیع میں کوئی اس قابل نہ نکلا۔

حسین بن نمیر مصری واسطی ابی الحسن النضر الکوفی - حسین بن نمیر کوئی الاصل ہیں ان سے روایت لینے میں کوئی
الاصل یا یاس بدری بالغیب من الثامنة و تقریب صلا
حسین بن عبد الرحمن بن عمرو ابی عمر والباقی
القیس الکلبی القاضی قاضی احمد وق حاید
رمی یا لا جاء صلا
یفرق مرنید یہ تھے امدان کا وہی اعتقاد تھا۔

حسین بن عبد اللہ بن ابی سعید شامی ابی سعید شامی ابی سعید شامی
صلا
ابن کا شمار تھا طبقہ ہشتم سے تھا۔

پناہ لی (۱۳) چھٹی شاعر شہرہ ملی تھی امیر المومنینؑ کی قلمی آخرت چھٹی اور سنی سے قطعاً کھینچ کر پاس چلا گیا (۱۴) کعب بن جہل شامی شاعر (۱۵) وائل بن حجر (۱۶) مطرف بن عبد اللہ (۱۷) وہب بن زیاد (۱۸) عبد اللہ بن غنیمت اسی جنہوں نے نبض امیر المومنینؑ پر اکاؤں میں قسم کھائی تھی یوں (۱۹) حنظلہ کا تب (۲۰) عیسیٰ (۲۱) عبد اللہ (۲۲) مرہ سہانی (۲۳) عبد اللہ بن نیر (۲۴) سود بن یزید (۲۵) سہوق بن یحییٰ یہ دونوں سنی سے قطعاً کھینچ کر امیر المومنینؑ کو گالیاں دیا کرتے تھے (۲۶) ابیہائل (۲۷) قیس بن حازم (۲۸) عبد الرحمن بن علیہ (۲۹) اکمل (۳۰) دہری۔ اہل مکہ تک کھوں تمام اہل بصرہ جل کے کینوں کی وجہ سے آپؐ کے دشمن تھے اہل کثرب کو وہ دیکھ کر نہ آپؐ کے دشمن تھے جتنے زندہ تھے اسی کے اعتبار سے نسل کی زیادتی سمجھا آج تک اہل کثرب کا خیال کیجیے اب اس مختصر فرست کے دیکھنے کے بعد خدا شہد سے دل سے آپؐ حضراتؑ کو بھی خدا علیہم السلام کہ یہی لوگ صحاح ستہ کے راوی ہیں اور یہی لوگ زیادہ تر معتبر طلبہ اہل سنت کے تھے ایک ہیں۔

نامی اور خارجی سے روایات لینے والے ہم سے کس منہ سے کہتے ہیں کہ منافقین سے قویٰ کیوں لیا۔

حصہ اول تا دس الجانین	ماہ بن ابی ملائیل لما سہ جلیل شاہزادہ مروی مرزا سلطان احمد صاحب مہشتی
بحایت	کو رنگا نوی کی ذات ستودہ صفات علم کلام و مناظرہ کی دنیا میں محتاج تھے
مہفوات المسلمین	نہیں آپؐ کے تصنیفات و تالیفات باطل ذہب کے پیسوا حذاب سے گم ہیں

ہوتے آپؐ کی قوت و اقتلاؤں کتابوں کی خبر لیا کرتی ہے جس کو ہم پرست لہجہ نے صحاح کا لقب دے رکھا ہے اور جو دیر کس منہ نام زنگی کا فورہ سے زیادہ وقع نہیں یہ تصنیف بھی آپؐ کی ازیر قبیل ہے آپؐ کی تصنیف اول مہفوات المسلمین میں یہ دکھایا گیا تھا کہ صحابہؓ کی محبت میں وضع احادیث کا؛ بیلہ سے مسلمانوں نے اختیار کیا کہ جس سے ذات رسولؐ اور اسلامؐ سزا پانچا حبیب نظر آتا ہے اور غیر ذہب ان احادیث کو کھینچ کر اپنی اسلام پر مستحکم کرتے ہیں اس کا شہرہ کتاب موفد اہل سنت سے لیا دیا گیا کہ آج تک کوئی علم والی روئے نہ اٹھ سکے کہ قلوبانی ذہب کے رہنا نہ اس کا جواب کھا جھانچ عن السبوت قولا کا ایک مجموعہ ہے اسی کے

عِلْمُ مَلَائِكَةٍ

افزولک جناب قواب محمد حسین صاحب دام بھوہ

(۱۱) جب کسی قوم و ملت کی حالت درجہ اعتدال سے تجاوز کر جاتی ہے کوئی شخص صاحب حکمت

مخائب اللہ ہدایت کے واسطے معین ہوتا ہے جو ان قوم کو زندہ زود بچر شاہراہ کمال کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ اس شخص کو سلیم نبی۔ ذر دشتی و خورشور اور زبان سنسکرت میں دشتی کہتے ہیں۔

(۱۲) اسی قاعدہ کلیہ اور دستور عام کے مطابق کارساز حقیقی نے جب اہل عرب کی دہلوی حد سے تجاوز

کر گئی تو محمد مصطفیٰ صلاۃ اللہ علیہ کو صلح خیالات کا ذریعہ قرار دیا اس برگزیدہ درگاہ آسمانی نے مذہب شرعی کی اصلاح کے علاوہ علوم متداولہ کے وہ مسائل جو عرب کیا یونان و روم کے بھی دہم و قیاس سے خارج تھے تعلیم فرمائے۔ جب حضرت علیؑ نے انھیں فرمایا منظر رقم آئی جناب علی مرتضیٰ اور حضرت علی مرتضیٰ کے بعد ائمہ الحبیت نے وہ کموز و نکات علمی جنکا وجود اس زمانہ میں کیا اسکے بعد بھی صد ہا سال تک خلافت کے وہم خیال میں بھی نہ تھا انھیں بطور اس طرح بیان کیے گئے کہ انہی آئندہ سے دیکھ چکے ہیں۔

(۱۳) دانشوران یورپ نے کلاسیک متداولہ سے کام لیا اور مذہب افشاہی کی کھیں انکی نظر نہیں

گزریں ورنہ حکماء یونان کی طرح ائمہ الحبیت بھی مرجع علوم قرار پاتے مگر امر حق یہ ہے کہ یہ تصور خواہل عرب کا سمجھنا چاہیے جو باوجودیکہ ہم وطن و ہزبان تھے مگر ان برگزیدگان عالم کی قدر شناسی سے قاصر ہو گئے ہیں یہ عذر بھی درست ہے کہ جو روز و مراقد زائد و ملاز کے بعد آج حکماء رنگ نے ذرائع مختلفہ سے دریافت کیے ہیں انکو قدماے عرب یقیناً ائمہ الحبیت سے سن کر خض انسا نہ سمجھتے ہو گئے اور انسانے کی قدر دانی معلوم ہو بہر حال کو انکے متعلق جو اس عہد میں معلوم ہوا ہے وہ بہت پہلے ہمارے بزرگان دین طہیم اسلام نے کمال مدحانی سے دریافت کر لیا تھا زمانہ قدر کرے یا نہ کرے

(۱۴) زیادہ تر لغت کی یہ بات ہے کہ وہ جملہ طالب علمی جو اس تہیہ کے بعد معرض بیان میں آئے انکے عقیدت

یونانی و روم کے قیاس و تحقیق کے بدل خلافت ہیں ورنہ یہ سمجھا جاتا کہ یونان ان تمام مسائل کا ماخذ بنایا گیا۔

(۱۵) اس تہیہ مختصر کے بعد پورے نمونہ از خود اسے چند مضامین علمی حوالہ تلک کرنا چاہوں۔ انوار

اعتبار کے لحاظ سے ائمہ اہلبیت کا کلام بحوالہ کتاب نقل کرتا جاؤں گا اور ترجمہ و توضیح مطالب سے جو کچھ سمجھنا مقصود ہے بعد امکان سمجھاؤں گا۔

الہیہ عن ابی عبد اللہ علیہ السلام ان من وراء
 البصائر ترجمہ ششم فرماتے ہیں کہ اس آفتاب کے علاوہ جو تھار
 این شمسیہ کو وہ ۱۰ درجین شمسیات فیہا خلق کثیر
 مدبر ہے چالیس آفتاب ہیں ہر آفتاب بخلاق آسمانی سے مبرا
 وان من وراء قمر کما درجین قمر فیہا خلق کثیر
 آباد ہے اس طرح تھارے چاند کے علاوہ چالیس چاند ہیں انکے
 دیگر ان اللہ خلق آدمہ امہ بخلقہ۔
 باشند کو نہیں معلوم کہ ہر اس کو ان پر کرم کا جھنڈا ہے

دور ہیں نے اس حمد کے علماء و شہوت کو آگے سے دکھا دیا کہ چاند کو کب کب کوئی انضیل ہیں اور جا بجا آبادی کے آسمان پر پائے
 جاتے ہیں۔ نسبت بجائے رسید کہ اس انگشتان نے اہل یورپ کو سائنس کی کریمج کے ساتھ گفتگو کرنے کا مشتاق بنا دیا
 اپنی انصاف بطور اس حدیث قدیم کی اس تحقیق جدید کے ساتھ مطابقت حیرت انگیز نتیجہ خیز ہے یا نہیں۔

سئل امیر المؤمنین علیہ السلام عن قول اللہ
 کسی شخص نے امام اول علیہ السلام سے پوچھا کہ رب العرشین
 عز وجل رب المشرقین ورب المغربین فقال
 رب المشرقین ورب المغربین جو مصحف آسمانی کی آیت ہے اسکا مطلب کیا ہوا۔
 مشرقی الیستاء علیحدۃ و مشرقی الہیض
 علیحدۃ اما لغرب ذلک من قریب الشمس
 آفتاب کا مطلع اور مہتاب اور دو کمر گریں اور آفتاب کی حرکت
 و بعد ہوا (اختصاصاً)
 نے قریب کبھی فاصلہ پیکر کبھی یہ مطلب تیری سمجھ میں نہیں آتا۔

توضیح بندہ تقریباً ۳۶۵ دن میں آفتاب کے گرد حرکت کرتی ہے تفسیر فصلی اسی حرکت کا نتیجہ ہے اس حدیث
 سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ زمین کے دو نصف حصے جنوبی و شمالی سال میں ایک مرتبہ آفتاب سے قریب ہوجاتے ہیں اور ایک مرتبہ
 دور ہوتا ہے علی طلوع و غروب آفتاب کے لیے جو دو مقام مختلف ہونگے موسم زمستان میں مطلع آفتاب اور مہتاب اور تابستان
 میں وہ دو مقام مختلف مقام میں اختلاف ہے غروب کا بھی مقام طالع ہونگا چونکہ یہ انتظام منجانب مشرق و غرب
 لحاظ سے ہوتا ہے گار عالم کو رب المشرقین و رب المغربین کہنا چاہیے۔

قال ابو عبد اللہ علیہ السلام فی جواب سئل یوسف
 سید بنی کے جواب میں امام ششم فرماتے ہیں کہ اس آفتاب
 مسبق الشمس نقطہ اشقی عشر بروجا و اشقی عشر
 و از حرکت میں بارہ برج طے کرتا چار بار بارہ مہتاب اور بارہ دریا

بہرہ و جبر و آتش و شمس و قمر و انوار (المنجلی) اور باد و مائیں کوٹے کرنا و انوار اپنے نظام اول پر آجاتا ہو۔
توضیح۔ اس حدیث میں باد و مائیں سے مراد باد و سیارے ہیں جو دائرہ مائیں کی تحقیق کے مطابق نظام شمسی میں داخل
ہیں۔ مگر علمائے نبوت نے نظام شمسی میں فقط سات سیارے دریافت کیے تھے، اہل عصر کی تعلیم سے بطور میں
نے بھی سب سے سیارہ پر نظام شمسی کا خاتمہ کیا تھا۔ مگر بھی قدامت کے نزدیک سب سے سیارہ میں داخل تھا۔ ہر سیارہ
میں حکماء پر پنے زمین کو سیارہ تسلیم کیا اور زمین کے علاوہ اور چند سیارے دریافت ہوئے ہیں جو نظام شمسی
میں داخل ہیں۔ منجملہ ان کے ایک کا نام بورانس اور دوسرے کو نیوٹن کہتے ہیں۔ جہاں تک مجھے یاد ہو گا تو حکماء سے
نے منجور نظام شمسی کے سیاروں کی تعداد بارہ تک نہیں پہنچائی ہے۔ اگر یہ خیال میرا صحیح ہو گا تو چند سال میں جو
سیارے باقی رہ گئے ہیں وہ بھی حد تحقیق میں آجائیں گے۔

اس حدیث کے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ہر سیارے میں جڑے بڑے دریا اور جبل موجود ہیں۔ شہر کے شہر آباد ہیں جو
باصول و مائیں کی تحقیق پر وہ ہی زمین کے ایجاد کے بعد دریافت ہوا ہے خیال کرنا چاہیے کہ نائے سابق میں
دوسرین کے نام سے بھی کوئی واقعہ نہ تھا فقط کمال روحانی ملاحظات کا ذریعہ تھا۔

عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم سألہ عن ذنوب
عن الشمس من غیب فقال اذا الخدرت
اسفل القبة دار بها افلاك الى بقع السماء
صاعدوا ابداء الى ان تخط الى موضع
مطلوعها (تجانب الامم حاجی)

ایک منکر تھانے، اہم ششم سے دریافت کیا کہ اگر آفتاب ہمارے
سے غائب ہو کر کہیں جاتا ہے تو اسی فرایض آفتاب ہمارے
طنوہ ہو جاتا ہے کوئی زمین کے نیچے پہنچتا ہے وہاں کہیں
رہتا بلکہ بار بار حرکت کرتا رہتا ہے تا کہ وہاں تک پہنچا
مقام پر آ جاتا ہے جہاں سے حرکت شروع ہوئی تھی۔

توضیح۔ اس حدیث سے چند باتیں پائیے ہیں کہ پہلی بات یہ کہ زمین ایک کرہ معلق ہے کیونکہ قنبرہ بانی عربی میں
عنی دور کو کہتے ہیں دوسری بات کہ زمین کا ہر حصہ تہ تیغ آفتاب کے مقابل ہو کر حد وسط میں رہتا ہے اس کا سبب
ہوتا ہے کہ آفتاب اس حصہ زمین کے مقابل ہو گا جس کو دنیا سے قریب کہتے ہیں اس طرح ہر حصہ زمین
لا محالہ رات ہوگی اور جب آفتاب کے مقابل دوسرا حصہ آئے گا تو سہرا کی غیب اور اور صبح کے آفتاب طلوع
ہوگا۔ تیسری بات یہ کہ اس حدیث سے دوسرا کرہ کا بھی سراست ثابت ہو رہا ہے کیونکہ جس خیال نے

ظاہر کو بلیس کو جو دوا کر کے لایقین دلا دیا تھا وہ یہی خیال تھا کہ زمین ایک کڑہ معلق ہے۔

جو لوگ باطن مذہب آگاہ تھے وہ بے حشمت کہہ سکتے تھے کہ زمین کی گرویت اس حدیث میں باطل ہے۔
قرآن کریم کہ قرآن مجید میں صراحتاً زمین کو مسلح مانا ہے۔ ﴿ثُمَّ لَا تَجِدُ فِيهَا مِنْهُ مُدَارَ سَبْعِ سَاعَاتٍ﴾
انہی کے ذہن میں تھا۔ ظاہر ہے کہ لفظ دعو اور فرارش سے جو بچانے کے معنی پر ہے زمین کو مسلح ہونا ثابت
ہوتا ہے مگر میری رائے ناقص میں لفظ دعو اور فرارش مجازاً مستعمل ہوئے ہیں ویرہ چارہ یہ ہے کہ زمین جس طرح
دیکھیں۔ حد نظر تک مسلح نظر آتی ہے اس کا سبب یہ ہے کہ کرسٹ کے اجزاء صغار عمر، خطا مستقیمہ ہوتے ہیں مستقیمہ
کرہ بڑا ہو گا اس کے خطوط مستقیمہ بالعموم بڑے ہونگے ہیں ویرہ کہ زمین بعض ایک مسلح نظر آتی ہے اور یہی لفظ
لفظ دعو و فرارش مجازاً آئے ہیں۔ علاوہ بریں آیت مذکور میں دعو الارض سے زمین لفظی مراد ہے جو ایک نورہ خاک
سے زیادہ نہیں اور اس حدیث میں زمین سے مراد کڑہ زمین ہے جس میں آب و خاک دونوں شامل ہیں۔

لہٰذا اس موضوع پر کثرت احادیث صحیحہ موجود ہیں مگر بحیال اختصار انہیں چند روایات مذکورہ لفظ کا حوالہ

ہو۔ جواب میں شاہزادہ صاحب نے یہ کتاب لکھی ہے جس میں صحت سے کام لیا ہے اور یہ دکھا رہا ہے کہ
سفوات المسلمین کے مضامین اپنی صحت و سلامتی پر باقی ہیں اور حقیقت ایسا ہے بھی کیونکہ میں معلوم ہو
کہ رسول کی ذات بابرکات پناہ اسلام میں فیروں کو جو کچھ عیوب نظر آتے ہیں وہ بہت صحابہ کے اور صحابہ سے
خصوصاً صحیح بخاری کے ابواب کے متعلق ہیں۔

کتاب کا حجم ۵۲ صفحات کا ہے اور قیمت ۱۲ روپے۔ صحت سے ذیل کے پتہ پر طلب کیجیے۔

مکان حکیم سید انعام علی رضوی چاند محل دہلی

تصنیف سید سلیمان بن جلال الدین، سطر ۱۱ میں بجائے حضرت عمر ابوہریرہ کے خاتمہ حضرت ابوہریرہ
خاتمہ "شافی ہو گیا ہے ناظرین صحت فرمائیں۔

ایک خط اور اس کا جواب ماوراء عہدگان قریہ

عبادان سے جناب مہربان علی صاحب حسب ذیل سوالات کرتے ہیں جنکے جوابات وسیع سہیل کتب خانے پر ہیں۔

(۱) انفقین چہ جناب رسول صلعم پر بوجھ حدیبیہ یا غزوہ تبوک یا بعد اعلان غدیر خم قتل کی غرض سے حملہ آور ہوئے تھے وہ کس قبیلہ سے تھے اور انکے نام کیا کیا تھے انکی تصاویر بارہ نفر تھی یا کم و بیش بحوالہ کتب المہنت لکھیے۔

(۲) ہاتھ کھول کر یا ہاتھ کرناڑ چڑھنا ان دونوں طریقوں میں کونسا طریقہ درست ہے کیا جناب رسول یا جناب امیر بھی ہاتھ کھول کرناڑ چڑھتے تھے اور کب سے ناڑ ہاتھ باندھ کر چڑھتے تھے کا فرق دو بارہ اوجھا دیکھا گیا اور کس نے کیا۔

(۳) جناب ساقی شیبہ صلعم کلام انکی کس کے لہجے میں پڑھا وہ ہاتھ جو باہر نکلا تھا کس کے ہاتھ سے مشابہ تھا عمر کا ہاتھ یا ابو بکر کی آغاز یا جناب امیر علیہ السلام کا لہجہ اور شیبہ دست یا انشی تھی بحوالہ کتب المہنت لکھیے۔

جواب نمبر (۱) تاریخ تفسیر المہنت اس واقعہ پر یہ ہیں کہ غزوہ تبوک سے پہلے ہوئے رسالتاب پر منافقین نے حملہ کیا جنکی تصاویر یا تھ گئی جاتی پر ہر لوگ سب صحابہ سے تھے انکے نام کیا تھے؟ یہ وہ بات ہے جسکو خود رسول نے بھی صریح پوچھنے والے سے ظاہر کر کے پوشیدہ رکھنے کا حکم دیا لہذا انکے نام کا اظہار انوسکا کیونکہ حکم رسول تھا اور حکم رسول میں مصلحت نہیں تھی البتہ ان لوگوں کی شخصیت قرائن سے ثابت ہوتی ہے اور جو پرکڑ لیا جاتا ہے وہ تو قریحہ خلاصہ جواب اب وہ عبارات کتب المہنت ملاحظہ ہوں جن میں اس واقعہ کا تذکرہ ہے۔

قال عبد اللہ بن عباس انزل اللہ تم ذکر سبعین عبد اللہ بن عباس کی روایت ہے کہ وہ عالم نے عرض کیا کہ رجل من المنافقین باسمائہم و اسماء ابائہم ثم کے نام مع انکے باپکے ناموں کے قرآن میں نازل کیا گیا کہ بعد نسخ ذکر الاسماء و معنی ثلاثین بعد یضرب لہذا ذکرہ اسامی کو لکھا گیا اور یہ خدا کی رحمت کا مظاہر تھا کہ

لان اولادهم كانوا مومنين۔ قال ابن کيسان
 نزلت هذه الآية في اثني عشر رجلا من المنافقين
 وقفوا الرسول على اعقابهم لما زاغوا من بؤس
 ليفتكوا به اذ اعلاها ومعهم رجل مسلم خفيهم
 مثانهم وكنكها له في ليلة ظلماء فاذا به يبرز
 رسول الله بما قد راوا فامرهم ان يرسل اليهم
 من يضرب وجوه رواحلهم وعمار بن ياسر
 ليؤد برسول الله راحله وخذيفه
 يسوق به فقال لخذيفه اضرب وجوه
 رواحلهم فضر بها حتى عظامها فلما
 نزل رسول الله قال لخذيفه من
 عوفت من القوم قال لما عرفت منهم
 احدا فقال رسول الله فانهم فلان
 وفلان حتى عد هم كلهم فقال
 خذيفه لما تبعث اليهم فقتلهم
 قال احده ان تقول العرب
 لما ظنر محمد باصحابه اقبل
 بقتلهم حدثنی خذيفه قال
 في امق اثنا عشر منافقا
 سيد خلوت الجنة ولا يجون
 ساجها۔

مؤمنین آپس میں ایک دوسرے کو عیب دلا گئے اور
 طعنہ دینی نہ کر سکی کہ ان منافقین کی اولاد سے نہیں
 والے تھے۔ ابن کيسان نے یہ روایت کی کہ یہ آیت اُتے
 خان میں دو منافقین تھے نازل ہوئی اہرت جیکہ رسولؐ غزوہ
 تبک سے پہلے رہے تھے تو یہ منافقین عجب پرگئے تاکہ جب
 رسولؐ دوسرے کو دیکھ کر انہیں حکم کریں اور قتل کریں پر تمام
 لوگ بغیر بدل کے تارک مانع میں گئے تھے۔ مگر خدا نے
 بذریعہ جبریلؑ اپنے رسولؐ کو اس سے مطلع کر دیا اور یہ بھی حکم
 دیا کہ وہ ایک ایسے شخص کو بھیجیں جو منافقین کی ساریوں کو
 مار کے ہٹا دے۔ انوقت عمارؓ اس رحمت اللہ رسولؐ کے ہدف
 کی جملہ پکڑے ہوئے تھے اور خذیفہؓ پیچھے پیچھے اسکو دیکھا
 تھے۔ رسولؐ نے خذیفہؓ کو حکم دیا اور انہوں نے منافقین
 کی ساریوں کو مار کر ہٹا دیا جب سون منزل مصلوٰی پر آئے
 تو انہوں نے خذیفہؓ سے پوچھا کہ تم نے ان منافقین سے
 کسی کو بچا دیا خذیفہؓ نے کہا کہ میں نے کسی ایک کو بھی نہیں بچایا
 تو رسولؐ نے ان لوگوں کے نام بتانا شروع کیے یہاں تک کہ
 نام بتائے خذیفہؓ نے کہا تو آپ ہم لوگوں کو بھیجتے کیوں نہیں
 تاکہ ہم انہیں قتل کر دیں تو انہی نے ہمراہ معلوم ہوتا ہوا کہ
 یہ کہنے لگے کہ رسولؐ انہیں صاحب کو لے کے لوے اور جیسا کہ
 فتح حاصل ہو گئی تو انہیں کو قتل کر ڈالا خذیفہؓ سے یہ بھی
 روایت ہے کہ رسولؐ نے غزوہ بدرؓ اور وادی احزابؓ

سالم لتنزلي بغوي مسلماً

کبھی جنت میں داخل ہو گئے اور نہ اسکی خوشنماں تک پہنچے گی۔

وقعت قالوا كلهم الكفر وكفر داعيا سلامهم

لقد قلنا كل الكفر الا ذاك کے معنی یہ ہیں کہ انہوں نے لکھ کر

ای اظهره الكفر بعد اظهار الايمان والا سلام

کہا اور بعد اسلام وہ کافر ہو گئے یعنی کفر کا اظہار کیا بعد اظہار ایمان

وقيل هم اثنى عشر رجلا من المنافقين وفضوا

اسلام کے کہ گایا یہ لوگ بارہ نفاق سے جو راہ تیرا میں

على العقبة في طريق بني كنعان

عقبہ پر اس بندے ارادے سے گھرے ہوئے تھے۔

واخرجوا لبيعتي في الدلائل عن غلوة بجرا

بہتلی نے دلائل میں غرور سے روایت کی کہ کسب رسول تبرک

قال رجع رسول الله في دلائل من تبرك الى المدينة

پلٹ رہے تھے اور مدینہ آ رہے تھے اور وہیں میں بعض لوگ جمع ہوئے تھے

حق اذا كان ببعض الطريق تنكر رسول الله

صحاب میں سے تھے بعضین نے ہوئے اس بات کا اظہار کر کے نکلے کہ

اناس من اصحابه فتامروا ان يطرحوه من عتبة

وہ عقبہ (گھاٹی) پر سے رسول کو ڈھکیں دیجئے۔ جب یہ گور عقبہ تک

في الطريق فلما بلغوا العقبة اذعوا ان يسلكوها

یہ پنج تو خدیں چاہا کہ براہ عقبہ ہی جائیں چونکہ رسول کو اٹھانے

منه فلما عسى هم رسول الله اذ برغبهم فقل

کی خبر ہو چکی تھی لہذا آپ نے کہا کہ تم لوگ بطریق ہادی سے جاؤ اس کے

من شاء منك ان ياخذ بيمن الوادي فانه اوسع

بعد رسول عقبہ پر سے گئے اور لوگ بطریق ہادی میں سے گزرے اگر بہت

لكم اخذ رسول الله العقبة اخذ الناس بيمن

ایک گروہ جس نے رسول سے کہا کہ ان لوگوں نے نہایت بلی اور تپڑ

الوادي الا المضرا لمن مكره رسول الله

یہ نقاب ڈال کر کیا یہ عظیم کا اظہار کیا۔ رسول نے حدیف بن یان

لما سمعوا ذلك استعدوا واولموا فقتلوا

اور غار ہذا سر کو اپنے اڈے کا قاتلہ و سابق بنایا یہ لوگ بھی جی سے کئے کہ

بامو عظيم وامر رسول الله حنيفة بن العيص وعمار

اسی منافقین نے پس پشت سے حملہ کیا، رسول کو اس پر شدید فتنہ

بن ياسر فقتلوا معه شيئا و امر عمارا ان

آیا حدیف نے اس فتنہ کی حالت کا مشاہدہ کیا اور رسول نے

بساخذ بزمام ناقته وامر يحيى بن

اس گروہ نے پٹانے کا حکم حدیف کو دیا حدیف کے ہاتھ میں ایک گنا

سوقها فمعه يديون ركن القوم مؤثر

وہ اسے پکے بڑھے اور اس سے انکی سرحدیں کو مارنے لگے۔

يحيى بن نفعه فقتل رسول الله واسجد بنديا يرد

جو دو گنا کہ نقاب پر پیش تھے اور نہایت بے ہوش تھے انکے ہاتھوں

فانصر من يقيم فمات رسول الله فوجهم ومعه

کو جانے مر گیا اور نہ حدیف کو دیکھ کر وہ سمجھ گئے کہ ان کا پوختہ

فاستقبل وجوه رعا حلهم فضر بها بالحق فابصرتهم
 وهم متلفون لا يشعرون فلهذا حذر الله حبلنا من هذا
 وطننا ان يسكرهم قد ظهر عليه ما هو الحق فاطلوا لنا
 واملح حبلنا حتى نزل رسول الله فلما ادره قال
 اضربوا حبلنا يا حذر الله راشي انت يا عازا صرنا
 حتى استوا يا علاها فخر حبلنا لعقبه فخطبوا الى
 فقال النبي لحذر الله هل عرف حبلنا فلهذا
 التها واحد منهم قال دن فلهذا راحلة
 فلا تظلموا وقالوا كذبت ليلنا مظلمة وهم متلفون
 فقال النبي هل منكم ما كان فانهم وما اعدوا
 قالوا لا والله يا رسول الله قال فانهم مكروا
 ليسوا معي حتى اذا اطلعت في العقبة طرقت
 منها قالوا فلا فامرهم يا رسول الله فنفروا
 قالوا ان يخذلوا ويقولوا ان يخذلوا وهم بين
 اصحابه فلما هم لما وقالوا لا اله الا الله فخرجوا
 وقالوا لا صلوا عن جمع الموصول من بقاء
 وقت له على العقبة اثنا عشرة رجلا فبقتوا
 به فاحبوه جبرئيل وكافا متلفين في ليلة
 مظلمة فامرهم ان يرسل اليهم من يضر وجوه
 رعا حلهم فامرهم ليلة بذلت فضر بها حتى
 فهاهم فلهذا قال من عرف من القوم

رسول بظلمهم فموتوا فموتوا فموتوا فموتوا
 لوگوں میں جا کے مل گیا جہنم کی لہری سے جا رہے تھے۔ ایک ایک جہنم
 پہنچے اور رسول کے پاس آئے رسول نے اونٹ کے ہتھکنے کا حکم کیا
 اور جہنم پر سے گزر گئے۔ رسول نے خدایہ سے پوچھا کہ تم یہاں لوگوں
 میں سے کسی کو بچاؤ؟ تو خدایہ نے کہا اے میں نے فلاں فلاں کی
 سواریوں کو تو خود پہچان لیا اور ان لوگوں کو نہ پہچان سکا کیونکہ
 رات تاریک تھی اور یکے کے ساتھ ایک پیش تھے پھر رسول نے کہا تم
 یہ بھی جانا کہ ان لوگوں کا ارادہ کیا تھا؟ خدایہ نے انکار کیا رسول
 نے فرمایا کہ انھوں نے جہنم کے کسے میرے ساتھ عقبہ کی طرف
 گزریں اور جب میں عقبہ پر پہنچوں تو مجھے وہاں سے دھکیلوں تو
 خدایہ نے یہ سن کر کہا کہ ہر کس ہم اگر کو حکم کیوں نہیں دیتے
 کہ ان لوگوں کو قتل کر ڈالیں تو فرمایا اسیلے کہ مجھے جبر معلوم ہوتا ہے
 کہ لوگ یہ باتیں کریں کہ رسول نے اپنے اصحاب کو قتل کر ڈالا ہے
 بعد خدایہ و عمار سے سبک نام نہاں اور کہا کہ کسی سے نہ کہتا اور
 پوشیدہ رکھتا۔

رسول جبر خود تبوک پہنچے تو بڑا آدمی عقیدہ پرانی پانچا رہا ان کے
 لیے ٹھہرے تاکہ رسول کو قتل کر دیں اس نیت کی اطلاع جبرئیل نے
 رسول کو دی۔ یہ لوگ سب تعاب پیش تھے اور وہ ایک ایک
 تھی خدائی حکم سے رسول نے خدایہ کو حکم دیا کہ جا کر اس سے
 کہتا ہوں اور نہ کہیں کہیں خدایہ نے انکی سواری سے اونٹوں کو مارنا
 شروع کیا بہت تک کہ وہ لوگ بہت گئے پھر رسول نے پوچھا کہ کیوں

قال لما عرف منهم ارجون اخذوا البسملی
اسمہم وقال ابن جبریل اخذت بنی لہم
نقال حذیفہ الا بعثت الیہم لیتلوا
فقال اکرو ان تقول العرب قاتل محمد
با صحابہ حق اذا ظلم صار بقہ لہم
تفسیر رازی جلد ۴ ص ۶۵۶

حذیفہ تم نے ان میں سے کسی کو پوچھا حذیفہ نے کہا میں تب
رسول نے سب کے نام بتائے اور فرمایا کہ جو پہلے نبی ہے یہ نام بتا
میں۔ حذیفہ نے عرض کی کہ میرا آپ ہم کو بھیجتے کیون نہیں کہ ہم ان
لوگوں کو قتل کر ڈالیں فرمایا اے علیؑ کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ رسولؐ نے
اعلیٰؑ سے جنگ میں کام لیا اور عربین غزوہ وغیرہ ہو گئے اور
ہم تمام ہو گیا تو صحابہ کو قتل کر ڈالا۔

اجتمع اثنی عشر رجلا من المنافقین
علی امیر المنافق فاخبر جبریل الرسول
باسمائہم فقال لا انا سا اجعلوا علی
کیس کیت نیتقوا مرو لیتعرفوا ذالستغفر
حق اشفع لہم فلم یقوموا فقال بعد ذلک
تمریا فیلان ویاخلان حق ائی علیہم
ثم قالوا نعترف ونستغفر
فقال الا ان انکنت فی
اول الامر اطیب نفسا
بالشعاعة والله کان
امر ع بالاحاباة اخرجوا
عنی فمذبول یقول
حق اخرجوا بالصلیة
تفسیر رازی جلد ۴ ص ۶۵۷

بارہ آدمی اور منافق چشتی ہوسے اور جبریلؑ نے رسولؐ کو خبر کیا
کہ فلاں فلاں لوگ فلاں فلاں ارادہ اپنے دل میں رکھتے ہیں۔
رسولؐ یہ سنکر اٹھے اور مجمع میں فرمایا کہ یہ لوگ ہیں اس طرح
کے برے ارادے اپنے دل میں چھپاے ہوئے ہیں لہذا وہ
کھڑے ہوں اور اعتراض کریں اور خدا سے توبہ کریں تاکہ
میں ان کی صفات خدا سے کر دوں یہ سن کر کوئی بھی نہ اٹھا۔
اسکے بعد اپنے نام لے کے کھڑے ہوئے۔ فلاں تم اٹھو فلاں
تم اٹھو جب انہوں نے سمجھا کہ یہ تو سالار مکمل گتیا تو وہ سب
اٹھے اور کہا کہ ہم اسکا اعتراف کرتے ہیں کہ ایسے ایسے ارادے
ہمارے دل میں تھے اور توبہ کرتے ہیں رسولؐ نے فرمایا اب،
پہلی دفعہ جب میں تم سے کہا تھا اگر اسوقت اٹھتے تو میں
شفاعت کے لیے تیار تھا اور خداوند عالم قبول کرنے کیلئے
مگر راہنیں، جاؤ اصل جاؤ میرے پاس سے نکل جاؤ محل جاؤ
یہی سب برابر فرماتے نہ یہ یہاں تک کہ یہ سب لوگ اٹھ کر
چلے گئے۔

وہم انما لعش وجلا وقيل البعۃ شر وجلا وقيل
 خمسۃ عشر علی ان یکنوا بر رسول الله فالعقبۃ
 التي بین تبوک طاء رنية فقالوا اذا استذ فی
 العقبۃ دفعتنا من راحلتہ فی الوادی ناخبر
 الله تعالی رسولہ بذلک فلما وصل الحبشۃ لعقبۃ
 نادی منادی رسول الله ان رسول الله برید
 ان یسلک العقبۃ فلا یسلکھا احد واسکوا
 بطین الوادی فانہ اسهل لکم وادوم
 الناس بطین الوادی وسلک رسول الله لعقبۃ
 فلما سمعوا بذلک استعذوا وتلقوا اسکوا
 العقبۃ وامر صلعم عمار بن یاسران یاخذن
 بنام ناقته لتقودھا وامر حذیفہ بن الیمان
 ان یشوق من خلفہ - وفي الحدیث عن حذیفۃ
 قال کنت لیلۃ العقبۃ اخذ بنخطام الناقۃ
 اقود بہ وعمار یسوقہ وانیسوقہ ولقودہ
 ای یتناد بان ذلک فبینا رسول الله یسیر فی
 العقبۃ اذ سمع حسن القوم قد غشوه فنفرت
 ناقۃ رسول الله حتی سقط بعض متاعہ فغضب
 رسول الله فامر حذیفۃ ان یردھم فرجع حذیفۃ
 الیھم وقد رای غضب رسول الله ومعه محجن
 فجعل یضرب بہ وجہہ وادخلھم وقال الیکم

اور بارہ یا چھ یا چند بار طے اختلاف الروایات
 آدمیوں نے اس بات کا قصد کیا کہ وہ اس عقبہ میں تھو
 اور تبوک کے درمیان ہر گز بیعت رسول اور قبل رسول
 کا کام انجام دیں انکا یہ خیال تھا کہ جب رسول لمبہ عقیبہ
 پر پہنچینگے تو انکو انکی سواری سے گرا دینگے اس ارادہ کی
 خبر رسول کو خدانے دیدی جب شکر رسول عقبہ تک پہنچا
 تو منادی رسول نے بکا کر کہا کہ رسول عقبہ پر سے ہونکے
 گز رہینگے لہذا انکے ساتھ کوئی نہ جائے بلکہ تمام لوگ
 بطین وادی سے جائیں چنانچہ لوگوں نے ایسا کیا مگر
 ان بارہ نفروں نے جب یہ سنا تو تینت بیل کراپنے
 کام کے لیے تیار ہو گئے اور باوجود حکم رسول اسی عقبہ
 پر چلے عمار بن یاسر رسول کی کجام ناقہ کبڑے تھے اور
 حذیفہ پیچھے پیچھے سواری کو مہنکار رہے تھے اور دلائل
 میں حذیفہ سے رعایت ہو وہ کہتے ہیں کہ میں شب عقبہ
 خطام ناقہ رسول کبڑے ہوئے تھا اور عمار سائق تھا
 تھے یا اسکے برعکس یعنی یہ کہ کبھی میں ناقہ مہر جاتا تھا اور
 سائق اور کبھی عمار میں یہ کام باری باری انجام دیا
 جاتا تھا ہم سب جاہلی رہے تھے کہ یہ منافقین دفعتاً
 آپ پر جس سے رسول کی ناقہ بھڑکی اور کچھ متاع رسول
 گر بھی گیا رسول کو غصہ آیا اور حذیفہ نے حکم رسول سے
 سب کو دفع کیا حذیفہ کہتے تھے کہ اے خدا انکے

یا اعداء اللہ ناذاہم بقوم متلفین۔ و فی
 دعا یتہ اند صلحہ خرمیم قولوا مد برین
 لصلحہ ان رسول اللہ اطعم علی مکرہم فاعطوا
 من العقبہ مسرعین الی لطن الوادی واخذوا
 بالناس فجمع حدیفہ فقال لدر رسول اللہ هل
 عرفتم احد امن المکیہ لان یزدود تم قال
 لا کان القوم متلفین واللیلہ مطلمہ۔ و فی نفقۃ
 ان حدیفہ قال عرفتم راحلہ فلاح وکلن قال
 هل علمت ما کان من شانہ وما ارادہ فقال
 لا قال انہم مکر ولسیرہ امی فی العقبہ
 ضبرح و فی ولید یحوی منہا واللہ اخبرنی بہم
 مکرہم و سألہم کما بہم و اکتاہم فلما اتبع
 رسول اللہ جاعالیہ اسید بن حنظلہ قال یا
 رسول اللہ ما منعتک المارحۃ من سلوک
 الوادی فتد حکان اسهل من
 سلوک العقبہ فقال امتد ری ما
 اراد المنافقون وذکر لہ
 القصہ فقال یا رسول اللہ قد
 نزل الناس واجتمعوا فوکل
 بطن ان قلیل الوحیل الذی ہم
 بہن احببت بین اسمائکم

ہزار دھری رہنا! یہ سب لوگ چہرہ چھپائے ہوئے تھے اور
 بعض روایت میں ہے کہ خود رسول نے نفقہ نکھایا اور وہ لوگ
 بھاگے کیونکہ انہوں نے جان لیا کہ ان کا راز فشا ہو گیا تھا
 وہ عقبہ سے؟ ترک رطن وادی میں آئے اور لوگوں کے ساتھ
 شامل ہو کر مل گئے۔ حدیفہ جب پلٹ کر رسولؐ نے پوچھا
 کہ تم نے کسی کو بچا یا عرض کی نہیں کیونکہ وہ لوگ نہ کو
 کپڑے سے چھپائے تھے اور رات تاریک تھی۔ اور ایک
 رعایت میں ہے کہ حدیفہ نے کہا کہ میں نے فلاح وکلن شخص کے
 سواری کے اونٹ کو بچا یا رسولؐ نے فرمایا تم نے یہی
 جانا کہ ان کا ارادہ کیا تھا حدیفہ نے کہا نہیں فرمایا وہ
 چاہتے تھے کہ میرے ہمراہ عقبہ پرست گزریں اور مجھے سے
 مزاحمت کر کے مجھے بطن وادی میں جھینٹ میں اور اس کی
 خبر ان سے پہلے مجھے میرے خدا نے پہنچا دی اس میں تم کو
 یہ خبر پہنچا تا میں مگر دیکھو عمار اور دیکھو حدیفہ تم دونوں
 اس کو پوشیدہ رکھنا۔ جب صبح ہوئی تو اسید بن حنظلہ نے
 اور عرض کی کہ کل رات آپ وادی سے کیوں نہ گزرے
 اور عقبہ بکا رہتے کیوں اختیار کیا کیونکہ وادی کا راستہ
 سمجھو اور رسولؐ تھا؟ فرمایا تم کو نہیں معلوم کہ منافقین نے
 کیا ارادہ کیا تھا اسکے بعد پھر واقعہ رسولؐ نے بتایا
 اسید بن حنظلہ نے کہا تو حکم دیجیے یہ سب لوگ موجود ہیں
 سب کی گردنیں خمیوں نے ایسا قصد کیا تھا کہ ان کو

والذی یبغضنا بلحق لا یرحم حق انی اکرم
فقال صلحہ انی اکرم ان یقول، غاسلہ عینا
قاتل یقیم حتی اذا اظهرہ اللہ بھما اقبل علیہم
تقتلھم فقال یا رسول اللہ ہولاء لیسوا
باصحاب فقال رسول اللہ اللیس ظہروا لشیطان
قد جھم بہم رسول اللہ واخبرہم بالاکالما جھوا
علیہ فھلعلوا باللہ ما قالوا ولا لا والذی ذکر
فانزل اللہ یحلفون باللہ ما قالوا ولقد قالوا
کلہ الکفر۔ سیرۃ الخلیفہ جلد ۳ منہ
روایات مذکورہ سے چند باتیں مستفاد ہوئیں ایک تو یہ کہ بعض اصحاب رسول حتماً منافقین تھے اور یہ منافقین نہ جماعت
قریش کفار سے تھے نہ قوم سبیلہ کذاب سے بلکہ صحابی تھے اور انکا اسلام ظاہری تھا، حب ایسا تھا تو خلافت
مندی نے ان منافقین کو تہ تیغ کیوں نہ فرمایا یا کم از کم کوئی تنبیہ کی ہوتی، اہل روہ کفار و مکار خلدیں وہ یہ کہ کوئی قاتل
اکرو یا اور یہ بیان کوئی تنبیہ بھی نظر نہیں آتی، یہ بھی نہیں بتا چلتا کہ ان منافقین نے توبہ کی جو اور وہ قبول ہو گئی ہو اسلئے
خلفائے ان سے کوئی تعرض نہیں کیا۔

رقرائن عقليه داله

(۱) یہ لوگ قتل رسولؐ کے لیے تھے اور یہ جبارت دہی کر سکتا ہے جو جھکا نام نہیں لیا گیا وہ لوگ کوئی ہو سکتے ہیں

ایک مرتبہ ایسی جبارت کر چکا ہوا سیدوٹی نے انہی خاصہ میں واقعہ اسلام عمر کے ضمن میں یہ لکھا ہے کہ آپؐ وہ مرتبہ جل کے قتل کے لیے تشریف لینگے مگر اللہ نے اپنے رسولؐ کی حفاظت کی اور حضرت عمرؓ اس خون سے کوئی بے وقار رسولؐ کریمؐ جھٹ سے اسلام لے آئے، یہ قتل کا بیڑ حضرت عمرؓ نے جو جل کے صحنہ سونوٹوں کے انعام پر اٹھایا تھا

(۲) جب کتب اہلسنت میں فلاں فلاں سے کوئی شے تعبیر کی جائے تو سمجھ لو کہ یہ وہ کتاب ہے جس کے اندر جبر و بیعت غلط چھپایا جائے تاکہ عیب ظاہر نہ ہو سکے، مذہب نے ان روایت میں کہا ہے کہ صرف تراجم فلاں فلاں

میں نے فلاں فلاں کی ساریاں پہن لیں ہیں، رسول نے بھی نام گزاتے وقت فرمایا: **ہم فلاں وفلاں** اس کردہ منافقین میں فلاں فلاں شخص تھے۔ (۱۳) اہل روم سے جو جنگ کی گئی تھی وہ بجا تھی مگر یہاں غلط اس کو قتل کرتے کیا خود کشی فرماتے یا اپنے کو تیغ فرماتے لہذا یہ سوال کہ ان منافقین کو غلطانے کیوں نہ قتل کیا خود بخود اٹھا جاتا ہے۔ (۴) ماری کی روایت سے پتہ چلتا ہے کہ رسول نے صحابہ منافقین سے فرمایا کہ: **اخرجوا عنی** یہ میں وقت طلب کرتا ہوں جب اہل مومنین سے ملاقات ہو تو حضرت غزوہ سے گئے کہ صاحب ہیں (۵) وہی روایت مہم صومچہر خولوا مدبرین ایک روایت میں ہے کہ خود رسول نے جنگ کے انکو ڈاکا توڑا کہ لوگ بیٹھے ہیں کہ جانتے یہ حالت بھی قدیمی تھی اور یہ صفت بھی اپنے موصوف کو بتا رہی ہو کہ خندق و احد وغیرہ کے واقعات تشریف ذات میں درود سے رہے ہیں۔

چور کی وارسی میں تنہا

(۶) اس واقعہ کے بعد دل کا چرگھڑی گھڑی کسی صاحب کو مجبور کرتا تھا کہ وہ حذیفہ بن یمان سے پوچھیں کہ رسول نے جنام منافقین کے لیے قتلے اس میں انکا شمار تو نہ تھا مگر یہ سوال ہی بغیر ان تھا سوال کی گنجائش ہو تو تھی جب حذیفہ نام کے اظہار سے سن کر دیکھ گئے کہ ہنہ حالانکہ روایات میں صاف صاف موجود ہے کہ رسول نے عمار اور حذیفہ دونوں کو منافقین کے نام کے اظہار سے سن کر دیا تھا جیسا کہ داکتا احمد کا لفظ شاہچہرہ میں لکھنے کی وجہ کہ نہیں سمجھ میں آئی، ہونو کوئی چرم دل میں ضرور تھا ورنہ یہ بھیجی اور یہ الجھن کہیں نہ ہوئی آخر ان کے سوا کسی اور نے یہ خواہش کیوں نہیں کی حالانکہ ایک نہیں بارہ نفر اس وقت تھے اور سب کا نام رسول نے بتایا تھا۔ کیا یہ خیال تھا کہ حذیفہ تا فرانی حکم رسول کریم کے اور باوجود منع نام بتا دیئے مکن ہو یا سارا ہو کیونکہ اللہ لغتیس علیٰ نفسہ، ہر شخص دوسرے کا قیاس اپنے نفس پر کرتا ہے اور اسکے علاوہ حاضر اورین سے بھید مٹنے سٹنے یہ حالت پڑ گئی تھی کیونکہ رسول اپنے ماز کے افشاکی ماعت کرتا تھا اور صاحبزادیاں پھر عاتقہ سے غلا کر کر دیا کرتی تھیں **فلما اصرل النبی** والی آیت آجنگ اس واقعہ کے ثبوت میں قرآن لیے ہوئے ہے۔ یہ صاحب جن کو تفتیش فلاح کا بعد شروع تھا کون تھے؟ ملاحظہ ہو

ولقد کاد، عمر یأثم فی لفتی ثلبہ حتی کان سیئلاً حضرت عمر کو اپنے دل کی فلاحی حالت کی بڑی کمرج تھی چنانچہ انکا

قصہ قرطاس کے پریشان قالوا کی تلاش

اور

ایڈیٹر انجم کا ہدیان
افزار ماہیہ بابت سید طاف حسین صاحب گجراتی

شان نبوی کی تنقیص معصیت عظیمہ خدا نہ کرے کہ اس بلایں کوئی مبتلا ہو حضرت عمرؓ نے رسول
صلعم کی جانب ہدیان کی نسبت دے کر اپنی جان عجب بھروسے میں ڈال دی اور اپنے متبعین کی زندگی کو
الگ ضیق میں کر دیا۔ بیچارے عجیب عجیب عنوان اور انوکھے انوکھے استدلال سے اس الزام کو حضرت عمرؓ کی
ذات سے مٹانے کے لیے سعی بلین کر رہے ہیں مگر نقوش جرم ہیں کہ اُبھرتے ہی چلے جا رہے ہیں۔ انصاف پسینوں
میں بیچارہ میر انجم جو غریب ایڑی چوٹی کا زور لگائے ہوئے ہے کہ کسی طرح حضرت عمرؓ کے دامن سے یہ جتا
چھوٹے۔ مگر شان رسالت میں بے ادبانه کلام کرنے کا الزام ایسا لگو گریز کہ گلو غلام صی نامکن چنانچہ
میر نے سہیل بابتہ سوال۔ ذیقعدہ ذوالحجہ کا جواب قصہ قرطاس کا کفر ٹکس فیصلہ کے عنوان سے دیا ہے
جواب جس حیثیت کا ہوا اسکی حقیقت ناظرین پر غریب ظاہر کی جاتی ہے۔ لیکن قبل اسکے کہ اصل بحث کا
آغاز کیا جائے میر کے دو ایک غیر متعلق بحث کا جن کو حدیث قرطاس سے کوئی لگاؤ نہیں جواب دینا
ضروری ہے۔ تاکہ معلوم ہو جاوے کہ قصہ قرطاس کا مضمون صفحہ ۲ سے شروع کر کے صفحہ ۳ پر ختم کیا ہے
اور اس طرح غیر متعلق بحث کر کے مضمون کو مٹل کر دیا اور یہ ظاہر کیا کہ یہ کفر شکن فیصلہ ہے۔

اس قصہ قرطاس میں ایک غیر متعلق بحث ایمان بالقرآن کی ہے۔ جسکے متعلق میر کا دعویٰ ہے
کہ شیعوں کا ایمان قرآن غریب پر نہیں ہوا اور وہ سکتا ہے افسوس ہے کہ میر کا یہ دعویٰ واقعہ کے لحاظ سے
دنیا پر غریب روشن ہوا اور میر بھی اچھی طرح جانتا ہے کہ ہر شیعہ موجودہ قرآن کی منکبت کرتا ہے حضرت عثمان
کی طرح جلاتا نہیں ہے اسے پڑھتا ہے اور اپنے تمامی مسائل نماز و روزہ حج۔ زکوٰۃ۔ حلال و حرام کو قرآن
عجیب۔ ہی سے اخذ کرتا ہے۔ علاوہ روزہ کے رمضان شریف میں خاص طور پر کثرت سے پڑھا جاتا ہے۔
ان مشاہدات کے بعد یہ کہنا کہ شیعوں کا ایمان قرآن شریف پر نہیں ہے یہ بدنامی اور ہدیان میں کو

کیا ہے۔ نہ ہوا؛ جس کسی کا عقیدہ جس چیز پر ہو گا اس سے وہ تمسک کیوں ہو گا۔ یہ تمسک بالقرآن دین اس بات کی ہے کہ شیعوں کا ایمان قرآن شریف پر ہے۔ اگر شیعوں کا ایمان قرآن شریف پر نہیں ہوتا تو پھر وہ قرآن مجید سے ہتنباط مسائل حلال و حرام کیوں کرتے۔ اور آج حدیث کا زور تھک کر آیا یہ جو صلیکھ اللہ کے خلاف کیوں بتاتے۔ آپ تو قرآن مجید کو پس پشت ڈال کر اس حدیث کو سر آنگھوں پر رکھیں گے۔ اور شیعہ اس حدیث کو جو قرآن کی صریح خلاف ہے فحشی سمجھ کر قرآن ہی کا ساتھ دیگے۔ پھر بتائیے کہ شیعوں کا ایمان قرآن شریف پر ہے یا آپ کا اور آپ کی جماعت کا۔

اب غور ڈی دیر کے لیے جناب کی خاطر سے یہ تصور کر لیا جائے کہ شیعوں کا ایمان قرآن شریف پر نہیں ہے اور جناب نے شیعوں کے مقابلہ میں بلائ قطعیہ ثابت کر دیا کہ قرآن شریف غیر محوت ہے۔ تو زیادہ سے زیادہ یہ ہو گا کہ شیعہ قرآن شریف کا اعتقاد رکھ کر اس کے غیر محوت ہونے کے قائل ہو جائینگے۔ جیسا کہ آپ کے پیش کردہ استدلال کے قبل ہی سے شیعہ قرآن شریف پر ایمان کامل رکھے ہوئے ہیں۔ پھر سمجھیں نہیں آتا کہ ایمان بالقرآن کی بحث سے آپ نے کیا فائدہ سوچا ہے۔

شیعوں اور سنیوں کے درمیان نزاعی مسئلہ نہیں ہے کہ اہلسنت کو قرآن شریف کا عقیدہ نہیں رکھنا چاہیے جسکے لیے شیعہ دلائل پیش کرے۔ یا مذہب شیعہ اگر عقیدہ نہیں رکھتا تو اپنے دلائل پیش کر کے شیعوں سے خواہ مخواہ ہوں کہ قرآن کو غیر محوت سمجھ کر اس پر ایمان رکھو۔ جو نزاعی مسئلہ ہے اس کا نام مناسب ہے اور اتفاق مسئلہ میں بیکار بحث ہے۔ شمس کجھو نے مسئلہ ایمان بالقرآن پر آپ کی خدمت کا فی سے زیادہ کر دی ہے۔ مگر آپ اسی پرانی کلیہ کے فقیر بنے ہوئے ایک ہی مسئلہ ہے نہ ہو سکتا ہے۔ "الا پ رہے ہیں۔"

مدیر الانجم "لکھتا ہے: "ناظرین آپ نے سمجھا کہ پروردگار تعالیٰ اس قصہ کو طاس پر کیوں اس قدر بغیرا ہے؟ وجہ نہیں ہے کہ اس قصہ میں آپ کے پاس کوئی علمی و برہانی چیز ہے۔ بلکہ محض اس وجہ سے کہ دوسری باتوں میں الجھ کر اصل بحث یعنی مسئلہ ایمان بالقرآن سے نجات مل جائے۔ صلیکھ الانجم"

جناب والا زبردست علمی و برہانی چیز سہیل کے پاس ہے۔ سہیل نے دوسری باتوں میں الجھ کر مسئلہ ایمان بالقرآن سے نجات حاصل نہیں کرنی چاہی ہے۔ بلکہ سہیل کے صحت تھے اپنے امداد نے، مذہب دلوں کے ایمان

بالقرآن ہونے کی وجہ سے اس حلقہ تفعہ پر بلا ضرورت قلم نہیں اٹھایا۔ اگر شیعوں کا بیان قرآن خریف نہیں ہوتا تو شیعہ قرآن کی اسی طرح قیاح کرتے جس طرح آپ کے خلفاء کی قیاح کرتے ہیں۔ مگر آج تک کوئی قیاح قرآن کی نہ کیجئے بن نہیں آئی۔ البتہ آپ سدا بیان بالقرآن کے ہم سے یہ جانتے ہیں کہ شیعوں کو مسئلہ بیان بالقرآن میں الجھا کر غلط فہم کے کچے چٹھے کھولنے سے باز رکھیں۔ کیوں مدیر صاحب بے چٹکی بات یا نہیں۔

صفحہ ۳ میں آپ کہتے ہیں کہ انجمن نے ثابت کر دیا کہ شیعوں میں گنتی کے چار شخص جو تحریف قرآن کا انکار کر کے قرآن خریف پر ایمان کے مدعی ہوئے ہیں۔ یہ انکار ان کا ازراہ عقیدہ ہے۔ گو یا مدیر صاحب کا مطلب یہ ہے کہ گنتی کے چار شخص بھی قرآن کو محرف مانتے ہیں اور اس طرح تمامی طوائف شیعہ تحریف قرآن کے قائل ہیں۔ مہربان بن! میں پھر عرض کروں گا کہ قائل تحریف انکار تحریف کیا جو اس کا عقیدہ ہے، ان عقیدہ پر کیا۔ یہ آپ کی تحریر کسی منکر خیر ہے جس کو عقل سے ذرا بھی لگاؤ نہیں۔

آپ فرماتے ہیں کلام مجید شیعوں کے لیے کوڑھ ہنسوا ہے۔ میں یہ کہوں گا کہ گڑبھرا ہنسوا شیعوں کے لیے نہیں ہے بلکہ آپ کے لیے ہے جس میں آپ نے صحابہ کرام کا جنگ گزیرنے کا حال اور ازواج نبی صلوٰۃ علیہم و آلہم و سلم کی زبردستی منشا بد و فساد پر پہنچا دیا۔ کھاتے ہو گئے۔ کیا تعجب کہ آپ میں حالات پر پہنچ کر خدا کے بارے میں کیا کیا نہ گمان بد کرتے ہو گئے جس نے آپ کے صحابہ غوثیہ اور ازواج نبی کی خوبصورت تصویر کھینچی ہے مگر مدیر صاحب سوائے اس کے کوئی چاؤ نہیں کہ حدیث قرطاس کی طرح ان آئینوں کا بے لکھا مطلب لگا کر تسکین طلب فرما لیجیے۔ کیونکہ قرآن پر حدیث بھی نہیں کہ آپ ان آئینوں کو غریب کا لقب دے دیتے۔ نہ اذکار میں کی صحت بھی عیسائی گنتی آئینوں قبول میں نسخہ امتلاوت ہو گئیں اور نہ میں نسخہ التلاوت تو یہ آئینوں میں کیا معائب صحابہ ہیں ۳۰ میں میں آپ کے کچھ نقل کی لی ہے جو آپ میں اسی پر لکھا گیا ہے کہ جو آپ جواب دہاں با مشہور نموشی۔ دوسری غیر متعلق بحث شیعوں کی ایمان داری کے عنوان سے مشتمل ہے۔ اور بلا ضرورت صفحہ کے صفحہ صحت کر ڈالے اور نام یہ کیا کہ ۲۰ صفحہ میں قرطاس کا جواب کفر شکن صورت میں دیا گیا ہے۔ اس بحث میں کچھ باتیں ہیں جو آپ نے صحابی ائمہ کی قیاح کر کے شیعوں سے اپنے چاہا ہے کہ شیعہ صحابہ ائمہ کی اسی طرح مذمت کریں جس طرح صحابہ ثلاثہ کی کرتے ہیں جناب کی نقیصہ روایت مسیح خلعت ہے۔ اچھا ہم بھی روایت پیش کر کے آپ سے استدعا کرتے ہیں کہ صحابی اصل کی قیاح ذیل کے واقعات کو دیکھ کر کریں۔

(۱) مشہور روایت ہے کہ کفار قریش نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے لیے انعام کی رقم مقرر کیا تھا حصولِ انعام کی لالچ کے نشہ نے حضرت عمر کو کچھ ایسا سرشار کیا کہ فوراً تلوار کے تھکڑے رسول کے لیے آمادہ ہو گئے۔ راستہ میں معلوم ہوا کہ ابنِ ہنبوئی مشرفِ اسلام ہو گئے۔ پلٹے اور ان غریبوں کی خوب خبر لی۔ کہتے یہ روایت ہی یا نہیں۔

(۲) خالد بن ولید نے جنگِ احد میں مسلمانوں کے ساتھ جو سلوک کیا وہ تو رواہ میں موجود ہے۔ اور اس سلوک سے ذاتی طور پر رسول کو جو اذیت پہنچی وہ بھی روایت میں ہے۔ لہذا ان ہر دور و ہر تہذیب کو بلا خطہ و فکر آپ زبانِ طین دراز کریں۔ اور اگر آپ یہ ارشادِ فزا دین کہ حضرت عمر و سیف اللہ (خالد) کے یہ واقعات قبلِ اسلام لانے کے ہیں اور اسلام لانے تو رسول کے جاں نثار بنے رہے۔ تو میں بھی یہ کہوں گا کہ وہ صحابی ائمہ مذہبِ ائمہ قبل میں نہ تھے۔ اور جامعہِ امتن میں ملبوس ہونے کے باعث خلافِ شانِ ائمہ الفاظِ لاکھیں۔ آپ تو محض نقلِ روایت سے آپ نے اپنا فرب و کھ لیا۔

اگر یونس والی روایت صحیح ہے اور آپ میں معرفتِ ائمہ کا شائبہ نہ تھا بھی ہے تو آپ خود شاہد ہو کر کہتے ہیں کہ کتنے کا منہ میں پیغاب کرنا یہ تھی میری ادبی سے کلام کرنے کا جو حال امتن میں کیا گیا۔ ورنہ ایک شیعہ شیعہ کہ منقصتِ ائمہ کبھی نہیں کر سکتا۔ دیکھئے آپ کے حضرت معاویہ جس نے آپ کے خلیفہ جہاد پر سب سے شتم کی منت کو روک دیا اسکے اس فعل کی کبھی حرج کبھی سی چھٹ آپ ہی جتنی جتنی کرتے۔ بلکہ معاویہ کو آپ سراسر سے ہیں لیکن شیعہ اس کی اس قبیح حرکت کو نہایت ہی بری نظروں سے دیکھتے ہیں۔

ان دو فیصلوں پر بحث کا مختصر جواب دے کر اب اصل بحثِ قرطاس کی ترویج دینا ناظرین ہے۔ در پرتیبہ تھا : شیعوں کا ایک پُرانا طعن ہے جسکے تشبیہی جملات اہل سنت کی طرف سے بار بار مل چکے گرنہ یہ کئی کئی زمرہ ہفتے کو بار بار دہراتے ہیں۔ ان کو اسی میں مزہ تھا اور کہیں نہ لے ان کا مقصد اصلی ہے کہ کہہ کر ان کو اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور لائل نبوت کو مشکوک بنا دیں۔ اس مقصد کے حاصل ہونیکا سہل اور مختصر راستہ ان کو بھی نظر آتا ہے کہ لائل نبوت اور بیانات نبوت کے چشم دیکھ لو جن کو بروج کرے تاکہ ان کی گواہی ناقابلِ اعتبار ہو کر اصل واقعہ مشکوک ہو جائے۔ اور وہ دیکھتے ہیں کہ خلفائے ثلاث خصوصاً حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے بروج کرنے سے چشم دید گواہوں کی ساری جامعیت مشکوک ہو جاتی ہے۔ کیونکہ

کیا روئے زمین کے علمائے اہلسنت سیرمول کا صحیح جواب دے سکتے ہیں

(ادقلم ابو عبد اللہ کریم رحمہ اللہ)

انجم نمبر ۱۲۱۱ء میں ایک جماعت آمیز سوال مدیر کے مغز کی طرح خالی از منظر سے گزر رہا ہے۔ سہراب سمانچوری کے خود مدافعی کا نتیجہ ہے۔ اسکو ناظرین سہیل کے تفریع طبع کے لیے اس جگہ بیچ کر رہا ہے۔ کیا جملہ مجتہدین شیعہ قرآن شریف کی کوئی ایسی آیت دکھایا جاسکتے ہیں جسکا یا معادرو اور ترجمہ قطعاً یہ ہو اور وہ ترجمہ یا تو مولانا اشرف علی تھانوی مدظلہ کا یا حضرت شیخ ابن مولانا محمود حسن صاحب مرحوم اپنے دعوے میں پیش کریں (ترجمہ آیت) اے محمد میری وفات کے بعد دینی و دنیوی انظامات کے لیے میرا جانشین صرف تیرے چچا زاد بھائی علی ابن ابیطالب کو مقرر کرتا ہوں۔

ناظرین سہیل اب فرمائیے کیا اس سے زیادہ حماقت کسی اور جگہ بھی آپ کو مل سکتی ہو کیونکہ اس زیادہ جماعت کہیں اور بھی آپ کو نظر آتی ہو کہ حدیث من کنت مولاه فعلی مولاه کے مننے کے بعد قرآن میں تخریف کرنے کے بعد قرآن کو جلانے کے بعد دوراموی کے گزرنے کے بعد مع الہیت کے چھپانے کے بعد قباخ الہیت کے پھیلانے کے بعد آج ہم سے یہ سوال کیا جاتا ہے کہ ایسی آیت دکھا دیجئے جسکا ترجمہ یہ ہو اور وہ بھی ترجمہ صحابہ پرست محققین قرآن کے قلم کا ہو۔

آدمیاں گم شد خلق خدا گرفت

اس سوال کا بھولا اپنی عائشہ بنت طلحہ کے باتوں سے زیادہ معنی خیز ہے۔ پھر فرماتے ہیں :-

اگر کوئی آیت اس معنی کی نہ دکھاسکیں تو کم از کم صحاح ستہ میں سے کوئی حدیث

صحیح اس معنی کی دکھائیں جس کا ترجمہ یہ ہو۔

وہ وہ سہانہ اشعار صحاح ستہ جو آج سہ سے زیادہ وسیع نہیں اور جبکہ افلاطون کے قائل خود حضرات علمائے اہلسنت ہیں اسیں بھلا حضرت عمر کے مروج نے کہیں گنہائش : فی رکعی ہے کلاس قسم کے

حدیث کی طرف اوقات کیا جائے۔

اجاب ہم آپ سے سوال کرتے ہیں اگر آپ سکوت یا رد بشیہ یا کم از کم صلح سے ہی سے سہی ثابت کر دینگے اور قرآن مجید کی بھی کوئی صریح آیت اسکی تائید میں پیش کرینگے تو بعید از سفاہت ویرینہ ہوگا۔

سوال: کیا حضرات مجتہدین اہلسنت اس قسم کی کوئی آیت یا حدیث پیش کر سکتے ہیں کہ جس کا ترجمہ حسب ذیل ہو۔
(۱) اے محمد تیرے وفات کے بعد دینی و نبوی انکشافات کے لیے تیرا جانشین خلیفہ تیم و مدی و امیر کے خاندان سے ابو بکر عمر و عثمان کو مقرر کرتا ہوں یہ تیرے نائب ہونگے اور تیرے دل کا اللہ یوں دھنا اللہ تعالیٰ نے جبریل انجبریل کی تائید کرینگے۔

(۲) اے محمد فرار عن الزحف اور کافریں کو رد رکھنا تا خدا عذاب الیم کا باعث ہے خلفائے مذکور نے ایسا کیا مگر ہم نے نام بنام انکے گناہ کو معاف کر دیا اور آپ بجائے جہنم کے ان کا ٹھکانا جنت بنا دیا۔

(۳) اے محمد یہ نبیوں کا فرض پرست تھے اور ضلال و منح میں تھے جیسا وان کا لوا من قبل الفضل

مبین سے ظاہر ہے اب وہ ایمان لے آئے ہیں اللہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اب ان میں سے ضلال کا اثر نہیں بکریا۔
(۴) اے محمد شاید کہیں کے گھر میرے جدے خنتیہ کے جاے کو رسول کی رسالت میں شک تھا اور یہودی کی تورات کا تین دن تو کہتے کہ ہرگز رسالت میں خفا کہ تھے نہ خدا کے افواہ نہیں تھے مائیں نے مکمل کو انیلدنی کا طریقہ اگر یہ چنداں صواب معلوم تھا تو اب صواب معلوم یا مولانا فوان علی صاحب مرحوم کے معصوم قرآن سے نہ پیش کریں تو کم و کم کوئی حدیث کتب مشہور اہل تشیع یا صحاح ستہ ہی سے ایسی بیان کر دینے جس کا ترجمہ یہ ہو۔

اے گروہ مردم آج تمہارے سامنے ان تین آدمیوں کو جن کا نام ابو بکر عمر عثمان ہے اپنے انکشاف کے بعد کے انکشافات کے لیے اپنا نائب مقرر کرتا ہوں اگر تم کو فلاح و مدین کی قسط ہے تو تم کسی امر میں ہرگز ان کے حکم کے خلاف نہ کرنا اور تم سب میرے اس کہنے کے گواہ رہنا۔

عبادت بالاعینہ وہ سوال ہے جو سائل نے اہل تشیع سے کیا ہے اور جس کو میں نے بعینہ بیان فرما دیا ہے اس طرح کے فتویات سے انجیم کو بڑکنا شکم شیری کی تدبیر نہیں تو اور کیا ہے۔
کتھے کھٹے کھٹے ہیں:-

۱۔ اور اگر فرض محال (ان معنوں میں) کوئی حدیث غیر مستحضر یا موضوع دکھائی بھی تو اس شخص میں حضرت علی رضی

بہ فضل مخصوص میں اثنیہ نہ رہیگی بلکہ آپ مخصوص میں الرسول رہ جائیں گے۔

کیا خوب آج یہ معلوم ہوا کہ خدا خود عرض سے اُتر کر آتا ہے اور مخصوص و منسوب کرنا ہی رسول کا فعل خدا کا فعل نہیں اور نہ انکا قول خدا کا قول ہوتا ہے و ما یطق عن الھوی ان ھو الا وھی یوحی والی آیت ویسی ہی مجھ لے جو ہے ہیں جیسے قرآن کے اور احکام ہم تو ہی جانتے تھے کہ رسول کے فعال اقوال مذاکی طعن منسوب ہیں مگر آج میں شیطان قدس نے یہ بتایا کہ مخصوص میں اثنیہ اور مخصوص میں رسول میں فرق ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ رسول کی رسالت مخصوص میں اثنیہ یعنی ملکہ مخصوص میں جبرئیل و القرآن تھی۔ اثنیہ حضرت ابوبکر کی ذلالت کی پگڑی باندھنے کے لیے اثنیہ صاحب (قبول الگیم) شب جمعا ترے تھے اور عقیقہ نبی ساعدہ میں دستار خلافت باندھ کر مخصوص کر گئے، کچھ عجب نہیں اگر کریم انیس کا غرض شب جمعا کے نور اجلال سے دستار خلافت میں لپیٹ دیا گیا ہو۔

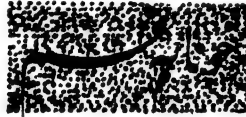
جس چیز کو ہمارا مخاطب ہم سے پوچھ کر اصولی غلطی میں مبتلا ہوتا ہے وہ حقیقت ہم سے پوچھنے کی چیز نہیں کیونکہ اسے معلوم ہونا چاہیے کہ زمانہ رسالت میں خود رسالت کتاب حالات منافقین سے واقف تھے اور انکے چھپے ہوئے کینوں کو جانتے تھے جس طرح رسول نے اشاروں میں جو بمنزلہ تصریحات تھے انکی منافقت کا ذکر کیا جس طرح انکی ہدایت کا ذکر کیا اسی طرح قرآن بھی کہ چکا ہے اور بتا چکا ہے کہ کوئی نہ اگر سمجھ میں نہ آئے تو نہ رسول ذمہ و لہجہ نہ خدا بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ امیر المؤمنین کے خلافت کے متعلق تو ایسے صریحی اشارات اعمال اقوال سے زندگی رسول میں رسول سے سرزد ہوئے کہ اپنے غور نہ کرنا صریحی کفر پر مشتمل فرض کیجیے کہ ایک حدیث مشکوٰۃ میں ملے ہے پر ہر ایک کے معنی پر غور کیجیے دیکھیے کیا نتیجہ نکلتا ہے:-

عن حدیثہ قال قالوا یا رسول اللہ لو استخلفت
قال ان استخلفت علیکم فقصیتوہا عنہم
ولکن ما حدتکم حدیثہ فصد قوہ
وما اقول علیکم عبد اللہ فاقروا رولہ
الستومذی

مذہب سے دعوت ہو کہ بھائی پوچھا کہ رسول اگر آپ زندگی میں ہی
کسی کو علی بن ابی طالب پر چھوڑا تو فرمایا اگر میں تم پر کوئی علی بن ابی طالب کو
تو جانتا ہوں کہ تم اسکی نافرمانی کرو گے اور عذاب میں مبتلا ہو گے
لیکن اتنا کہہ دیتا ہوں کہ جو حدیث کہیں اسکی تصدیق کرنا اور جو حدیث
بن مسعود و قرآن بتائیں اس پر عمل کرنا اور وہی قرآن رکھنا۔

تعمیت تہ کے لفظ کی حسیر پر مگر نظر ڈالو تو تمہیں معلوم ہوگا کہ خلیفہ ایک ہی تھا چار نہ تھے ورنہ صحیح کی تفسیر ہوتی اور
 حکیم پر اگر غور کرو تو تمہیں معلوم ہوگا کہ روگردانی کرنے والے بہت تھے مگر ہرگز اس حدیث کی تصدیق یوں کی گئی کہ
 خلیفہ کی تباہی ہوئی حدیثیں اسی طرح غیر مصدق قرار دی گئیں جیسا کہ ابن ہشام کا قرآن جو جلائے کے لائق سمجھا گیا،
 یہ تھی وہ کھلی ہوئی نافرمانی رسول جسکو زمانہ دیکھ رہا ہے اور سانس نہیں لیتا۔

خلیفہ بن ہان نے کیا کیا کہا جس کی تصدیق کا حکم رسولؐ نے دیا تھا، اور کیکرہ کی تکذیب کی گئی جو
 لوگ تاریخ اور علم حدیث سے واقف ہیں وہ خوب سمجھتے ہیں کہ کہاں کہاں دُلیا طلبی نے حق کو ابھرنے سے دبا یا
 ہو کہاں کہاں تکذیب خلیفہ قزو و فسطا کی گئی غیر روای حدیث اور حدیث کا واقعہ اگر نظر غور سے دیکھا جائے تو ہاں
 بھی خلافت کا مستحق نفس رسول دکھائی دے گا اور اس استحقاق کے مقابلہ میں خلیفہ کی تکذیب اصحاب کے
 ہاتھوں نظر آئے گی۔



سید عالم کا ماتم

کتاب الامامۃ والسیاست ابن قتیبہ دینوری کا ایک متن

جمادی الثانیہ کی تیسری تاریخ وہ دل ہار دینے والی تاریخ ہے جو بچے سا خداوند تمام واقعات گزشتہ کو پیش نظر
 کر دیتی ہے جس سے رسولؐ کی پارہ جگر خدیجہ کی نور نظر خباب اسیدہ اور اسیدہ فسا عالم کی زندگی کا خاتمہ ہو گیا،
 کس کس وقت کو یاد کیجئے گا کون کونسی لڑیا پر روئے گا مصومہ کی مت عمر کو تارہ اور آدم کی فرست حداد باپ کا فہم
 ایک حزن و اندھن ہزار دوسری طرف، حقوق کا غضب ایک جانب تو قوں کا خاں جو ہانا دوسری جانب بچگی
 ولد و زحمت ایک سمت شہر کی جانور و معیبت دوسری سمت اور مگر کے جلائے جانے کا خیال اور پہلی تکلیف فرض
 ان میں کدھ دیکھنا غم کی نفس قاتل اور پھر وہ بھی عورت کے لیے اور وہ عورت جس نے کبھی مذلت کا سامنا نہ کیا جب کی
 دیکھ لیں کہ پاسبان روح القدس ہو، وہ جسکے گھر میں قرآن تراویح ہو جسکا شہر نفس رسولؐ جیسکے بچے سوچا جائے

بہشت اور جہنم کا اپنا عالم المصلین ہوا، ان میں گروہ ہر گروہ نے اپنے آپ کا انقلاب کر لیا، انہی گروہوں کو جسے کچھ ناز نہ تھا کہ دنیا پرست طبقہ نے اپنے پریشیدہ کہیں کو کارفرما بنا کر شروع کیا،

سیدہ کی زندگی کا ہر لمحہ ہانگہ اڑنے اور ہر لحظہ جانسوز، ہر واقعہ رنج فرسا ہے اور ہر واقعہ دلہندہ کس چیز کو گھٹل دل میں دیکھیں، بھوں پر ناز اور آنکھوں میں سیلاب اشک۔ تنہا زل اعوان و انصار ہستنا، امیر المؤمنین، حقوق خاند سیدہ اور جبریت کو ذیل کی عبارت میں دیکھیں جو ایک علامہ اہلسنت کے قلم کی ہے اور جبکہ سلف عبد اللہؐ کو سامروہی یہ کتاب کہ سوانہ نبیؐ کے یہ واقعات کہیں نہیں ملتے انہیں نبور دیکھیں اور صاحب کے اسلام کی مداد دیکھیں۔

وخرج علیکم اللہ وجمہ یحییٰ فاطمہ زینب رسول اللہ (رسولؐ کی وفات کے بعد) امیر المؤمنین سیدہ عالم کرشنا علیہ السلام علیہ وسلم حل ابة لیل فی مجالس لصلواتنا لہم النصرة فکونوا یقولون یا زینب رسول اللہ خذ فاطمہ یطلب کرتی تھیں اور انصار یہ جواب دیتے تھے کہ اے زینب قد مضت بیعتنا لہذا الرجل ولولہ زوجات و ابن علیہ سبق الینا قبل ابی بکر واعد لدابہ اور ابن ہم ہم سے طلب نصرت کرتے تو ہم انہیں کی بیعت کرتے فیقول علیکم اللہ وجمہ فکنت ادع رسول اللہ فی بیئہ لہ ودفنہ وخرج انازع الناس سلطانی سبحان اللہ میں رسولؐ کو بے وفی وکفر سمجھ کر دینا اور نکل کے فقالت فاطمہ ما صنعوا بالحسن الاما کان ینبغی لہ ولقد صنعوا ما لہم حسیدہم وطالبہم کتاب اقامتہ والیاستہ مطبوعہ مصر

علیؑ کی بیعت کا حال اس زمانہ کی پہلی خبری وان ابابکر علیؑ کی بیعت کا حال اس زمانہ کی پہلی خبری فقتل قوم ما غلوا عن بیعتہ عند علیؑ کم اللہ وجمہ فیعت الیہ عمر فجاء فنادیہم وھدی وادعی علیؑ قابولان غیر جوادن عابا لطلب وقاتل وقاتل فی نفس عمر بید و لجرین وادعی حقہا علی

ابو بکر نے ان لوگوں کو ڈھونڈنا شروع کیا جنہوں نے بیعت نہیں کی تھی اور جو امیر المؤمنین کے ہزار تھے مگر انہوں نے بھیجا یہ آئے اور گھر پر آئے اور آدمی کہتم سب نکلو انہوں نے باہر آنے سے انکار کیا تو عمر نے کلویاں رو دوائے پر جمیں کرائیں اور قسم کھا کے کہا کہ نکلو مدینہ گھر میں آگ لگا سے دیتا ہوں لوگوں نے جواب دیا

فما فيها فقبل ما يراي اخص ان فيها طلبة

فقال وان يخرجوا فبالجوا اعليا

ابن مسعود

بیت کی سوا امیر المؤمنین کے۔

ملاحظہ کیجیے۔ یہ سب اصحاب رسول تھے جو گھوڑوں سے (۲۱) فاطمہ کی قدر عمر کے نزدیک کتنی تھی (۳۲) بیت کی ہر

جبریل لکھی۔ علیؑ نے بیت نہیں کی۔

فاطمہ کو فریاد عمر کے مظالم پر [فما فيها فقبل ما يراي اخص ان فيها طلبة]

حقیرا تو اباب فاطمہ رضی اللہ عنہا لب فلما سمعت لصواتهم

نادت باعلی صوتها يا ابي يا رسول الله ماذا لفتينا بعد

من ابن الخطاب ابن ابی فاطمہ لما سمعتهم صوتها

وبکا وھل اصر فوابا کین ولفی عمر معہ قوم داخل

علیا فاصوابہ الی ابی بکر فقال لایسایع قال ان انا

لما فعل فہ قالوا اذا الله الذی ولا الہ الا هو ضرب

عقباک قالی اذا قتلون حبیل الله انا رسولہ قال عمر

لما عبد الله فذعر لہا احمدا رسولہ قال ابن مسعود

سہوہ فامردن غناہ [فانطلقا جميعا فاستاذنا فاطمہ

تار من کین اب آل فابہ فہ تاذن لہا فاتی علیا فکلمہ

فادخلہما علیہا فقل فحلوت وجہہا الی الی فاطمہ

علیہما ففرود علیہما السلام.... فقال لہ فاطمہ لانی

اشہد ان لا اله الا الله وانا عبدہ وانا فانی

للیت اللہ لا شک لک الیہ لہ فہم ابیک بیک حق کلمہ

لنفسہ ان ترمق وھی تقول الله لا ادری الله لہ

ابو جہل

اصلیہا

عراک جماعت کے ساتھ آئے اور حدیثانہ سیدہ کو کھٹکایا جب فاطمہ

نے ان کو گلوں کی آواز سنی تو بیچ اٹھیں اور اس وقت میں باپ

بکا کر کہا اب آپ کی بیوی کے عراک اب بکر میرے ساتھ کیا کر رہا ہے

یہیں جب لوگوں نے سیدہ کے رونے کی آواز سنی تو سب کے سب نے

سوسے بیٹ گئے مگر کچھ لوگ حضرت عمر کے ساتھ کھڑے رہے اور حضرت

امیر المؤمنین کو گھروے جبر نکالا اور بکر کے پاس آئے اور کہا کہ

اکی بیت کرو اپنے کا اگر آپ ان کو روٹ کر لکھو گے کہ خدا کی قسم میں

قتل کروں گا تو کھا فرما تو تم لوگ خدا کے بندے ہو سہ سہل کے بھائی کو

قتل کروں گا تو گے اب ہر غریب کا امیر ہے تو ہر غریب کے بھائی نہیں ہو۔

عمر اب بکر کے بعد سہانی کیلئے فاروق کے گھر آئے اور انہیں چاہا کہ

نے اجازت نہیں دی پھر ابو موسیٰ کے واسطے سے گھر آئے تو سیدہ

نے اپنا منہ صبر لیا ان دونوں نے سلام کیا تو کوئی جواب نہیں دیا

پھر فاطمہ نے کہا کہ میں خدا اور اس کے نیکوں کو لاکر نکلتی ہوں کہ تم لوگ

نے مجھے مارا جن کی اس فحش نہیں رکھا اور وہ اس کی قسم صلی علیہ

وآلہ وسلم تو یہی ہے کہ یہ لوگ بھی میرے ساتھ ہیں کہ ان کو فاطمہ

کہہ رہی ہیں یہاں تک کہ اب ہر قسم کے جبر و ظلم ہو گا۔

ابو جہل

اصلیہا

نوٹ جو حضرات دہخویدار فرما رہے ہیں انکا چند یہ دفتر میں بھیج دیجئے انکو سہیل جلد اول بلا قیمت حافز کیا جائیگا
 مینجر سہیل مین وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ

کون

اعلیٰ درجہ کی خوشن و اللہ ہاضم اور مقوی معدہ دوا

جگر کی کامل اصلاح کرنیوالی ورم محل کی کو جڑ سے کھودنے والی ریح البودیسر کی ریح دین سے برابر کرنیوالی دستور کو آہستہ آہستہ کھونینوالی اندر دوسنے والی بیجوں کے ساتھ پوری غذا کرنے کی صلاحیت پیدا کرنے والی - نسخہ : باد گولہ - درد شکم
قرقرہ وغیرہ کو چکیوں میں ہوا کر دینوالی فیتیل کو فیتیل غذا کو ہضم کرنے والی بیجی اور سی کو باغیاضہ ہونے والی معدہ کی تمام تکلیفیں دور کرنے
توت یا ہانہ کو بڑھانے والی ہضم معج کے ساتھ خون صالح پیدا کر کے مادہ کو لذت بخش میں بھجوانا صاف کر دینوالی گودون میں خاص حرارت
پیدا کر کے طاقت مردانگی کو بھارتنے والی عورتوں کے ایام کی سبب سے عذ کی کو ٹھیک کر کے باقاعدہ لانے والی ہر زج ہر عر واسے
آدھی کو موافق آئینہ ایچن ہو کہ جو افزون ہو تو صحن مردوں اور عورتوں کی تندرستی قائم رکھنے والی اکیلی اور کامیاب دوائی ہے جو اپنے
اکسیر کی ششوں اور عجائب تاثیرات کی وجہ سے ہر کنبہ داسے گھر میں رائج اور طبقہ مذکورہ اثاث میں پورا پورا اثر جاتی ہے یہی ہر نوع
ایسی ہے کہ کبھی تک شوق سے مانگ مانگ کر کھاتے ہیں عورت تندرستی کی بوڑھی کہنے لگی ہیں -

مرد سفر میں حشر میں حمر جان بنا کر ساتھ رکھنے لگے ہیں۔ اطباء مریضوں کو ہدایت کرنے لگے ہیں کہ کوئی کامیستال کر دیں نہ تو
 میں الگ شہر ہے یہاں توں کے ہمت والے خاندانی خیام از مندار درمجن منگا کر غریبوں کو مفت بانٹتے ہیں اگر آپ کا بھی دل
 چاہے تو اتنا ہمت ہی سہی منگائیے اور آ کر اپنے اور زندگی کا لطف اٹھائیے قیمت فی شیش چار سو محصول کے علاوہ مقرر ہے۔ چو کہ
 ایک سے چار شیشہ کے کے معائنہ ڈاک کیساں پڑتے ہیں اس لیے ہمارے کم منگائیے میں آپ کا خسارہ ہے۔

ہر گھر میں اس کی ایک شیشی موجود رہنی چاہیے

جناب ڈیڑ صاحب رسالہ احمادِ خدا ہو نمسللہ جلد ۱ میں رقم فرماتے ہیں "سفوف کوئی علی درجہ کی خوش ذائقہ مضمون اور متقویٰ عمدہ دلائل ایجاد کردہ عالیجناب حکیم خازق مولانا عیسیٰ صاحب دام ظلہ جو جگر کی خرابی اور دم طحال۔ بواسیر سفوف وغیرہ اور باوجود کہ علاج سے مشتمل علیہ اس کے علاوہ ساری صاحب قلمیہ تہذیب اور دام کا تہ نے اس سفوف کو استعمال کیا اور سفید دایا اور خالصہ مدیر نے بھی استعمال کیا اور سب سے زیادہ تاثیر کیا اس کے گھر میں اسکی ایک نشیسی موجود رہی جاسیے تاکہ وقت ضرورت کا کر مدد ہو سکے ترک استعمال کا یہ وجہ بہرہ ہوگا۔

نفل تحریر سرکار حجۃ الاسلام علامہ حارثی صاحبہ تجھ بیاب
مین نے کوئی خود استقلال کیا نہایت مفید یا بہت ہی
سرلیک اثر اور بے ضرر ہے (حنائی)

یہ سفوف و آفتاب ہضم طعام اور کزوری معدہ نفخ و زقار و غیرہ سے کمین نے دینیزیر کے دیگر اجاب نے مفید باہا کی کیفیت میں کم ہے مگر نفخ میں زائد ہے (دیزیر سیل میں) ملنے

ایف۔ اے۔ ہاسٹی حفیظ گنج بنارس سٹی

[illegible]

